PK
6550
T8A169
1900

al-Tusi, Nasir al-Din Muhammad
ibn Muhammad
Tarjamah-i Akhlaq-i Nasiri

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

بفضل دارای بی نوع انسان بحلیه عقل و بیان نفس ناطقه از حضیض

مذلت شراکت بهایم بوساطت ادراک اوج امتیاز و اعزاز رسانیده

Al-Tusi, Nasir al-Din Muhammad ibn Muhammad

جامع کمالات فضایل انسانی و حاوی مکارم اخلاق نفسانی اعنی

ترجمه اخلاق ناصری

مصنفه مترجم العباد همچمان منشی نظام الدین متوطن جلال آباد ملازم سخن آشنا عجائب مطالب مفید پنجاب

Taryjumah-i Akhlaqi Nasiri

در مطبع نول کشور واقع لاهور محله سید مٹھہ باهتمام پنڈت دیرام

کاشمیری مالک مطبع حسب فرمایش انجمن صوفیه زیور طبع پوشید

LIBRARY
JUL 21 1969
UNIVERSITY OF TORONTO

PK
6550
T8A169
1900

نافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ اخلاق ناصری بعبارت اردو سلیس طور پر

جبکہ مطلوب اس کتاب کا ایک جزو اجزای حکمت سے ہے اسلئے پہلے بیان کرنا معنی حکمت کا اور منقسم ہونا اوسکا چند اقسام پر لازم اور ضروری ہوا تا معنی اوس چیز کے جسکا اسمین ذکر اور بحث ہے معلوم ہو جاوین - پس بیان کرتا ہون مین کہ معنی حکمت کے نزدیک اہل دانش کے جاننا ہر چیز کا ہے جیسا کہ اصل مین وہ چیز ہو اور عمل کرنا امورات مین جیسا کہ چاہیے بقدر طاقت انسانی کے تا نفس انسانی جس کمال کے حاصل کرنے کیواسطے اسکی اصلی توجہ ہے اوسپر فایز ہو جب معنی حکمت کے یہہ ہوئے پس حکمت منقسم ہوئی اوپر دو قسم کے ایک علم دوسرا عمل علم خیال کرنا حقیقت ماموجودات کا اور تصدیق کرنا احکام اور لوازم اوسکیکا جیسا کہ نفس الامر مین ہون عمل کثرت استعمال کا صناعات مین مراد ظاہر کرنے ایک شی کے قوہ سے فعل پر اس شرط سے کہ وہ حد نقصان سے کمال کو پہونچے بموجب طاقت بشری کے - جو شخص ان دونون وصفون سے متصف ہوا اوسکو حکیم کامل اور انسان فاضل جاننا چاہیے اور رتبہ اوسکا اعلی درجہ کے مراتب بنی نوع انسان مین شمار کیا جاویگا -

اللہ تعالی جلشانہ نے وصف حکمت مین فرمایا ہے یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے اللہ تعالی دیتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے اور جو شخص دیا گیا ہے حکمت پس لایا بیشک بہت جب معنی علم حکمت کے جاننا تمام چیزون کا ہے جیسا کہ وہ اصل مین ہین اور کثرت استعمال کے کامون مین جیسا کہ چاہیے پس جتنی قسمون پر موجودات منقسم ہے اوتنی ہی اقسام پر حکمت منقسم ہے - موجودات دو قسم ہین ایک وہ کہ وجود اونکا موقوف اوپر حرکات ارادی اشخاص بشری کے نہو (معلومات ذہنی) کہ وجود اونکا تصرف اور تدبیر انسانی پر منحصر ہو - پس بموجب اس انقسام کے

علم احوال موجودات کا بھی دو قسم پر منقسم ہوا ایک علم پہلے قسم موجودات کا اسکو حکمت نظری
کہتے ہین دوسرا علم دوسری قسم موجودات کا اسکو حکمت عملی کہتے ہین — حکمت نظری کے دو قسم
ہین ایک جاننا اون چیزونکا جو آمیزش مادہ کی اوسکی وجود کے واسطے شرط نہو — دوسرا جاننا
اون اشیاء کا کہ جب تک مادہ اوسمین مختلط نہو وہ شی موجود نہو سکے اور یہہ دوسرا قسم حکمت نظریکا
پھر دو قسمون پر منقسم ہے ایک وہ کہ اگرچہ آمیزش مادہ کے شرط موجود ہونے اوسکیکے ہے
مگر دریافت اور تصور وجود اوسکیکے واسطے اعتبار اختلاط مادہ کا شرط نہو دوسرا وہ کہ تصور
اور علم اوسکا بھی باعتبار اختلاط مادہ کے حاصل ہو — پس فلکیات اس سبب سے حکمت نظری تین قسمون پر
منقسم ہوئی — پہلی قسم کو علم مابعد الطبیعہ کہتے ہین دوسرے کو علم ریاضی تیسری کو علم طبیعی
اور ہر ایک ان تینون علمونسے مشتمل ہین اوپر چند جزو کے جو بعضی انمین سے مثل اصول کے ہین
اور بعضی بمنزلہ فروع کے — اصول پہلے علم یعنی علم مابعد الطبیعہ کے دو فن ہین — ایک جاننا
ذات پاک اللہ تعالی کا اور مقربان بارگاہ اوسیکا جو اوسیکے حکم سے وہ مقرب بارگاہ کے
سبب اور موجب پیدایش دیگر موجودات کے ہوئے ہین مثل عقول اور نفوس کے اور احکام
اور افعال انکے — اس فن کو علم الٰہی کہتے ہین — دوسرا فن جاننا امور کلی کا جو متعلق احوال
موجودات کے ہو اس حیثیت سے کہ وہ موجود ہین مثل وحدت و کثرت و وجوب و امکان
و حدوث و قدم اور سوای اسکے اسکو فلسفہ کہتے ہین — فروع علم مابعد الطبیعہ کے چند نوع ہین
مثل معرفت نبوت و امامت و احوال عاقبت وغیرہ مثل اسکے — اصول علم ریاضی کے چار ہین
پہلا جاننا مقادیر اشیا کا اور احکام اور لوازم مقادیر کا اسکو علم ہندسہ کہتے ہین — دوسرا
جاننا اعداد اور خواص اعداد کا اسکو علم عدد کہتے ہین — تیسرا جاننا اختلاف اوضاع اجرام
علوی کا نسبت ایک دوسری کے اور نسبت اجسام سفلی کے اور اندازہ حرکات اور اجرام کا
اور ابعاد انکے کا اسکو علم ہیئت کہتے ہین — احکام نجوم کے اس نوع سے خارج ہین —
چوتھا جاننا نسبت مولفہ اور احوال اوسیکا اسکو علم تالیف کہتے ہین جب اس فن تالیف کو
صوت اور آواز کے کام مین لاوینگے باعتبار مناسبت ایک آواز کے دوسری آواز سے اور

بلحاظ مقدار زمانہ حرکت [illegible] ازکی تو اسکو علم موسیقی کہین گے - فروع علم ریاضی کے
چند قسم ہین علم مناظر و علم مرایا و علم جبر و مقابلہ علم حرثقیل وغیرہ اصول علم طبعی کے آٹھ قسم ہین پہلا
جاننا مبادی متغیرات یعنی جو اصل اور بنیاد ہین واسطے تغیر دنیا کے مثل زمان و مکان و حرکت و سکون اور نہایت و
لانہایت وغیرہ اسکو اسماع طبعی کہتے ہین دوسرا جاننا اجسام بسیط و مرکبہ اور احکام بسایط علوی و سفلی کا اسکو سماء
اور عالم کہتے ہین تیسرا جاننا ارکان و عناصر کا اور مبدل ہونا صورت کا اوپر مادہ مشترکہ کے اسکو عالم کون اور فساد
کا کہتے ہین چوتھا جاننا موجبات اور اسباب پیدا ہونے حوادث ہوائی اور اراضی کا مانند رعد و برق و صاعقہ
و باران و برف و زلزلہ وغیرہ مثل اسکے اسکو آثار علوی کہتے ہین - پانچوان جاننا اشیاء مرکبات اور
کیفیت ترکیب اوسکی کا اسکو علم معادن کہتے ہین - چھٹا جاننا اجسام نامیہ اور نفوس اور قوتون اونکے کا
اسکو علم نبات کہتے ہین ساتوان جاننا اون اجسام کا جو بحرکت ارادی متحرک ہین اور مبادی حرکات
اور احکام نفوس اور قوتون اونکی کا اسکو علم حیوان کہتے ہین آٹھوان جاننا احوال نفس ناطقہ انسانی
کا اور کیفیت تدبیر اور تصرف کرنے اوسکے بدن مین اور سوای بدن کے اسکو علم نفس کہتے ہین
فروع اس علم طبعی کے بھی بہت ہین مانند علم طب و علم احکام نجوم علم فلاحت وغیرہ - مگر علم منطق کا جو حکیم
ارسطاطالیس نے اسکو ایجاد کیا ہے اور قوہ سے فعل مین لایا ہے وہ علم مشتمل اور محدود ہے اوپر جاننے
کیفیت چیزونکے اور طریق حاصل کرنے مجہولات کے یعنی نامعلوم چیزونکی علم حاصل کرنیکا طریقہ
اوس سے حاصل ہوتا ہے پس درحقیقت وہ علم بمنزلہ آلات کے ہے واسطے تحصیل دیگر علوم کے - تمام اقسام حکمت
نظری کے یہی ہین -

الا حکمت عملی اور وہ جاننا مصلحتہا حرکت ارادی اور افعال صناعی انسانونکا ہے اوپر اوس طریق کے کہ وہ پیدا کرے
احوال معاش اور معاد بنی نوع انسانکا اور موجب ہو وے پیدا کرنے اوس کمال کا کہ جسکی انجام دینے کی لیے توجہ ہے - وہ بھی دو
قسم پر منقسم ہے ایک وہ کہ رجوع اور حصر اوسکا خاص تنہا ایک شخص کی ذات پر منحصر ہو دوسرا وہ کہ رجوع اسکا مشارکت
ایک جماعت کے ہو اور پھر دوسرا قسم بھی دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ کہ رجوع اسکا ایک ایسی جماعت کے ساتھ ہو کہ مشارکت اونکی باہم ایک مکان
مین ہو دوسرا وہ کہ مشارکت اوس جماعت کی باہمدگر ایک شہر یا ولایت یا اقلیم اور مملکت مین ہو - پس حکمت
عملی بھی منقسم ہوئی اوپر تین قسم کے پہلے قسم کو تہذیب اخلاق کہتے ہین دوسرے کو تدبیر منزل تیسرے کو سیاست مدن

جاننا چاہئے جو موجب اخلاق نیک اور افعال پسندیدہ نوع انسان کا جو متضمن ہو وہی اوپر انتظام امور
اور احوال انکی کے اصل مین یا طبع ہوگی یا وضع لیکن جو افعال کہ مبدا اوسکا طبع ہی اونکی وہ صفت ہے
جو مقتضای اونکا عقل اہل بصارت اور تجربہ دانشمندون کا ہی اور وہ انقلاب دور زمانہ اور مختلف ہونے
حالات جہانسی متبدل اور متغیر نہین ہوتی — یہہ اقسام حکمت عملی سی ہین جو بیان کئے گئے ہین — اور وہ
افعال جو مبدا اوسکا وضع ہو اگر وہ وضع اتفاق رای ایک جماعت سی ہو تو اوسکو اداب رسوم
کہتے ہین اگر سب اوس وضع کا اقتضاے رای ایک ایسے بزرگ کا ہو جو تائید الٰہی سے موید ہو
مثل پیغمبر یا امام کے اسکو نوامیس الٰہی کہتے ہین اور یہہ تین قسم پر ہی علاوہ قسم کہ ایک ایک شہر اور اتنے
پر واجب ہی مثل عبادات اور احکام کے دوسرا وہ کہ رجوع اوسکا بمشارکت اہل منزل کے ہو مانند
نکاح وغیرہ معاملات کے تیسری وہ کہ رجوع اوسکا اہل شہر اور اقلیم کے ساتھہ ہو مانند حدود اور
سیاسات کے اس علم کو فقہ کہتے ہین — جب مبدا ایسی افعالون کا وضع ہی تو انقلاب احوال زمانہ اور
تغیر روزگار اور متبدل ہونے حالات انسانون سی متبدل ہو جاتی ہین — چھہ قسم از روی تفصیل کے
اقسام حکمت سی خارج ہی کیونکہ نظر حکیم کی منحصر اور محدود ہی اوپر اون فضایل کلی اور اخلاق
عقلی کے جو تغیر اور تبدل سے محفوظ ہون اور پورانے ہونی مذاہب وغیرہ سی متبدل نہو دین مگر
از روی اجمال کے داخل مسایل حکمت عملی کے ہوا ہی چنانچہ پیچھے سے احوال اسکا اپنی محل پر بیان
کیا جائیگا انشا اللہ تعالی —

ابتدا خوض مطلوب مین اور فہرست کتاب کی فصلونکے

بموجب اس مقدمہ کے جو بیان کرنے اقسام علوم حکمت مین مذکور ہوا ہی معلوم ہوا کہ حکمت عملی کے
تین شاخین ہین اول حکمت خلقی دوم حکمت منزلی سیوم حکمت مدنی پس واجب ہوا ابتدا کرنا
اس رسالہ کا جو مشتمل ہے اوپر اقسام حکمت عملی کے اوپر تین مقالہ کے اور ہر ایک مقالہ مشتمل ہے
اوپر ایک قسم کے ان اقسامون سی اور ہر ایک قسم مشتمل ہے اوپر چند فصل کے بموجب علوم اور
مسایل کے اوس طرز پر جو اوس مقالہ مین مندرج ہین —

فہرست کتاب

اور یہہ مشتمل ہی اوپر دو قسم کے پہلا قسم بیچ بیان کرنے مبادی کے اور وہ مشتمل ہی اوپر سات فصلون کے
پہلی فصل بیچ معلوم کرنے موضوع اور مبادی اس علم کے دوسری فصل بیچ معلوم کرنے نفس انسانی کے
جسکو نفس ناطقہ کہتے ہین تیسری فصل بیچ شمار کرنے قوتون نفس انسانی کے اور فرق کرنے اونکے دیگر
قوای سے چوتھی فصل بیچ بیان کرنے اسباب کے کہ انسان اشرف موجودات عالم کا ہی پانچوین فصل
بیچ اس بیان کے کہ نفس انسانی کیواسطے کمال اور نقصان ہے چھٹی فصل اس ذکر مین کہ کمال نفس انسانی کا
کن کن باتون مین ہی اور رد کیا ہے اون اشخاص کے اقوال جنہون نے اسباب مین کلمۃ الحق سے
مخالفت کی ہی ساتوین فصل بیچ بیان کرنے معنی خیر اور سعادت کی جو مطلوب اور غایۃ غائی کمال حاصل کرنیکی ہی
دوسرا قسم — مقاصد کے بیان کرنے مین ہی اور مشتمل ہے اوپر دس فصلونکی پہلی فصل تعریف اور
حقیقت خلق کے بیان مین اور اسبات کا ذکر کہ تغیر اخلاق کا ممکن ہی دوسری فصل اسبات کی تمیز
کہ فن تہذیب اخلاق کا سب فنون سی شریف تر ہے تیسری فصل اس ذکر مین کہ اجناس فضایل کے کہ مکارم
اخلاق اوس سی مراد ہی کسقدر ہین — چوتھی فصل اون انواع کے بیان مین جو تحت انواع فضیلتونکی ہین
پانچوین فصل بیچ بیان اور حصر اون اخلاق کے جو ضد فضیلتون کے ہین جنکو رذایل کہتے ہین چھٹی فصل بیچ
فرق اور امتیاز کرنے فضیلتون کے اور اون چیزونکے جو فضیلتون سی مشابہت رکھتی ہین اور در اصل
فضیلت نہین ہین ساتوین فصل بیچ ذکر شرف عدالت کے دیگر فضایل سی اور تشریح احوال اور
اقسام اوسکے آٹھوین فصل بیچ بیان کرنے ترتیب حاصل کرنے فضیلتون کے اور مراتب سعادت
کے نانوین فصل بیچ محافظت کرنے صحت نفس کے جو وہ اوپر محافظت فضیلتون کے منحصر ہے
دسوین فصل بیچ بیان کرنے علاج امراض نفس کے جو وہ اوپر زایل کرنے رذایل یعنی اخلاق بد
کے موقوف ہی —

دوسری مقالہ بیچ بیان کرنے تدبیر منازل یعنی خانہ داری کے اور اوسمین پانچ فصلین ہین
پہلی فصل بیچ بیان کرنے سبب احتیاج خانہ داری کے اور جاننا ارکان خانہ داری کا اور اظہار

مقدمات اوسیکا دوسری فصل بیچ ذکر سیاست اور تدبیر حفظ مال اور روزی کے تیسری فصل بیچ
واقفیت حاصل کرنے سیاست اور تدبیر عیال کے چوتھی فصل بیچ علم سیاست اور تدبیر و تادیب اولاد
کے اور رعایت رکھنی حق والدین کے پانچوین فصل بیچ جاننی سیاست اور تدبیر خدمتگاران اور
غلامان کے۔

تیسرا مقالہ بیچ بیان کرنی سیاست مدن کے اسمین آٹھ فصلین ہین پہلی فصل بیچ بیان کرنے
سبب احتیاج تمدن یعنی سکونت شہر کی اور بیان کرنا ماہیت اور فضیلت اس علم کا دوسری فصل بیچ فضیلت
محبت اور راستی کے جو پیوند اور رابطہ جماعات انسانون کا اسپر موقوف ہی اور بیان کرنا اقسام
اسکیکا۔ تیسری فصل بیچ بیان کرنے اقسام جماعات اور شرح احوال مدن کے چوتھی فصل بیچ
سیاست ملک اور اداب بادشاہون کے پانچوین فصل بیچ سیاست خدمت اور تابع داران
بادشاہونکے چھٹی فصل بیچ بیان فضیلت دوستی صادق کے اور کیفیت و نارہ کے دوستان صادق
کے ساتھہ ساتوین فصل بیچ بیان کرنے کیفیت و نارہ کے عام لوگونکے ساتھہ آٹھوین فصل مین
اون نصیحتون کا بیان ہی جو حکیم افلاطون نے بیان کئی ہوئی ہین اور ہر باب مین وہ سودمند اور
نافع ہین اور ختم کتاب کا اسی پر کیا جائیگا ذات پاک اللہ تعالی سی ہی ہر امر کی توفیق —

پہلے شروع کرنے مطلوب سی یہہ بات کہتا ہون مین کہ جو کچھہ اس کتاب مین لکھا گیا ہی مسایل
حکمت عملی سے اور بطریقہ نقل اور حکایات اور اخبار اور روایات کے حکما متقدمین اور
متاخرین سی وہ بجنسہ لکھا ہی بغیر اسبات کے جو بیچ تحقیق کرنے حق کے اور باطل کرنے دروغ کے
خیال کیا گیا ہو تا بموجب اپنی رای اور اعتقاد کے کسیکو بہتر اور کسیکو ناقص تصور کیا جای پس اگر
کسی صاحب سیر کنندہ اس کتاب کو کسی نکتہ مین شبہ ہو یا کسی مسئلہ کو محل اعتراض کا جانے تو اسکو
جاننا چاہیے جو محرر اس کتاب کا ذمہ دار جواب کا نہین ہی اور ضامن تشریح وجہ صواب کا نہین ہی
ہر ایک کو اللہ تعالی کے بارگاہ سی جو چشمہ فیض رحمت اور مصدر نور ہدایت کا ہی توفیق نیکی
حاصل کرنیکی استدعا کرنی چاہیے اور واسطی دریافت اصل حق کے اور حاصل کرنی خیر کلی کے
ہمت مصروف کہنی چاہیے تا مطلب جاودانی اور مقاصد دوجہانی پر فایز ہون۔ اللہ تعالی ہی

صاحب فضل کا اور بخشنے والا عقل کا اوسی سے ہے ابتدا اور اسی کیطرف ہے رجوع اور انتہا۔

پہلا مقالہ تہذیب اخلاق مین

اور وہ مشتمل ہے دو قسم پر ایک مبادی دوسرا مقاصد پہلا قسم مبادی کے بیان مین اور اسمین
ثلاث مصلین ہین پہلی فصل مبادی اور موضوع اس نوع کے بیان مین۔ ہر ایک علم کا وہ موضوع
ہوتا ہے جو اوس علم مین اوس سے بحث کیجاتی ہے جیسا کہ بدن انسان کا بیماری اور تندرستی کے
لحاظ سے علم طب کا موضوع ہے اور مقدار علم ہندسہ کا۔ مبادی وہ ہوتے ہین کہ اگر اوس علم مین
واضح نہون تو دوسری علم سے جو اس علم کے نسبت بلند مرتبہ پر ہے اوس سے واضح ہون اونکو وہانسے
لیکر اسعلم مین مقرر کیا جاے جیسا کہ مبادی علم طب سے ہے جو عناصر چار سے زیادہ نہین کیونکہ
یہہ مسئلہ علم طبعی سے ظاہر ہوا طبیب کو چاہیے کہ علم طبعی سے لیکر علم طب مین مقرر کہے۔ اسی طرح
مبادی علم ہندسہ سے ہے کہ مقادیر متصلہ قارہ موجود ہین اور نوع اسکے تین ہین خط سطح جسم
کیونکہ یہہ حکم بیچ علم الٰہی کے جسکو علم مابعد الطبیعتہ کہتے ہین مقرر ہوا مہندس کو چاہیے کہ علم الٰہی
سے اس حکم کو لیکر اپنی علم مین استعمال کرے۔ علم مابعد الطبیعتہ وہ ہے جو تمام علمونکا انتہا اسکی
طرف ہے اسعلم کے مبادی غیر واضح نہین ہوتی۔ مسائل اسکو کہتے ہین جو اوس علم مین اسکے
بحث کیجاے اور خود تمام ہونا اوس علم کا اونہین پر منحصر ہوتا ہے۔ بیان اسمقدمہ کا علم نظر
مین تمام ہے۔ جبکہ یہہ علم اخلاق کا وہ علم ہے کہ جسمین یہہ کہے کہ نفس انسانی کسطرح سے
وہ اخلاق حاصل کر سکتا ہے جو تمام افعال اور کردار جو بالارادہ اوس سے صادر ہوویں سب
پسندیدہ اور نیک ہون پس موضوع اسعلم کا نفس انسانی ہوا اس جہت سے کہ اوس سے
افعال نیک یا بد صادر ہو سکتے ہین بموجب ارادہ اسکے۔ جب ایسا ہوا تو پہلے جاننا چاہیے کہ فطرت
انسانی کیا ہے اور نہایت کمال اوسکا کیا ہے اور قوتین اونکے کون کون ہین کہ جب اسکو
ایسے وجہہ پر استعمال کیا جاے جیسا کہ چاہیے تو کمال اور سعادت جو مطلوب اوسکا ہے اوسکو حاصل ہو جاے
اور وہ کونسی چیزین ہین جو پہونچنے کمال سے اوسکو مانع ہوتی ہین تاکہ تمام امور پر جو پاک کرنے والے

نفس کے اور موجب نیکی اوسیکا ہین مطلع ہو جیسا کہ اللہ تعالی عز اسمہ نے فرمایا ہے — ونفس وما سوہا
فالہمہا فجورہا وتقویہا قد افلح من زکیہا وقد خاب من دسہا - اور اکثر مبادی اس علم کے علم طبعی
سے تعلق رکھتے ہین اور محل بیان کرنے اس دلیل کا مسایل اوس علم کے ہین مگر اس سبب سے کہ یہہ
علم علم طبعی کے نسبت سے زیادہ تر نافع ہے توجہ ان مقدمات کا بالکل حوالہ اوس علم پر کرنا باعث محرومی
طالبان اس فن کا ہے پس بر وجہ اختصار حکایت کے طریق پر تھوڑا سا ذکر جو واسطے حاصل کرنے
تصورات ان مطالب کے کافی ہو بیان کیا جائیگا اور تتمہ بیان کرنا اور جمیع دلایل کا ظاہر کرنا اپنے مقام پر
ہوگا انشاء اللہ تعالی —

دوسری فصل معرفت نفس انسانی مین ہے جسکو نفس ناطقہ کہتے ہین

نفس انسانی ایک جوہر بسیط ہے خاصیت اوسکی یہہ ہے جو ادراک اور دریافت کرنا معقولات کا ذات
خود کرتا ہے اور تدبیر اور تصرف اوسکا اس بدن مین جو ظاہر انظر آتا ہے اور جسکو اکثر لوگ انسان
کہتے ہین بوسیلہ قوتون اور آلات کے ہے — اور وہ جوہر نہ جسم ہے اور نہ جسمانی اور نہ وہ معلوم
ہوتا ہے کسی حواس کے ذریعہ سے — اسمقام مین ضرورت پڑی چند چیزونکے بیان کرنیکی تا یہہ
سلسلہ بات کا تمام ہوئی - پہلی ثابت کرنا وجود نفس کا - دوسرا ثابت کرنا جوہریت اوسیکا تیسرا ثابت
کرنا مباطلت اوسکیا چوتھا بیان اثبات کا کہ وہ جسم اور جسمانی نہین پانچوان تحقیق اسبات کی کہ
وہ مدرک بالذات ہے اور متصرف بآلات چھٹا یہہ کہ وہ محسوس اور معلوم نہین ہوتا کسی حواس
کے ذریعہ سے لیکن دفعہ اول مین جو ثابت کرنا وجود نفس کا مطلوب ہے تو اس کے ثبوت کیواسطے
کسی دلیل کی حاجت نہین کیونکہ عقلمند کے نزدیک ہونا اپنی ذات کا اور حقیقت اپنی کا سب امور سے
زیادہ تر واضح اور ظاہر ہے حتی سویا ہوا خواب کے حالت مین اور بیدار بیداری کے موقع
پر اور مست مستی کے بیہوشی مین اور ہشیار ہوشیاری کے حالات مین تمام چیزونسے غافل اور بیخبر
ہوسکتا ہے مگر اپنے آپ سے یعنی ہستی اپنی سے غافل نہین ہوسکتا پس کیونکر ہوسکے جو دلیل بیان
کرین اپنی ہستی پر کیونکہ خاصیت دلیل کے یہہ ہے کہ ایک واسطہ درمیانی ہووے نا دلیل طلب کرنیوالے

یعنی خود وہی جسم ہے اور نہ کسی جسم مین حلول کیا ہے

عوہ عمار پر پہونچاوے پس اگر اپنی ہی ہستی پر دلیل بیان کیجاوے تو وہ دلیل واسطہ ہوئی تنہا ایک چیز
مین پس اپنی آپ کو ساتھہ اپنی پہونچانا ہوا انسان ہمیشہ اپنی ساتھہ تو ہوا ہی کرتا ہی پس دلیل
کہنی اپنی ہستی پر محال اور باطل ہوئی — دوسری دفعہ مین جو مطلوب ہی ثابت کرنا جوہریت نفس کا
تو ہم کہتے ہین کہ جو موجود ہی سوای ذات اللہ تعالی کے یا جوہر ہے یا عرض تشریح اسکی بموجب اس محل
کے اسطرح پر ہی کہ جو شی موجود ہی یا وجود اوسکا تابع کسی دوسری موجود کے ہوگا جو وہ اپنی ذات مین
مستقل ہے مانند سیاہی کے جو جسم مین حال ہی اور شکل تخت کی جو تابع لکڑی کے ہی کیونکہ اگر جسم نہو
سیاہی بہی نہوگی اور اگر لکڑی یا مثل اسکے اور کوئی شی نہو تو صورت تختی بہی وجود نرکہے کی ایسے
موجود کو عرض کہتے ہین — یا وہ جسم اس صفت کا نہوگا بلکہ وہ اپنی ذات مین بغیر تابعداری کسی
اور جسم مستقل کے بذاتہ مستقل ہے مثل جسم اور چوب کے جو مثال مندرجہ بالا مین مذکور ہی اسکو جوہر کہتے ہین
جب یہہ تقسیم مقرر ہوئی تو کہتا ہون مین کہ نہین ہوسکتا کہ ذات اور حقیقت انسان کے عرض ہووے
کیونکہ خاصیت عرض کی یہہ ہی کہ وہ کسی چیز پر عارض ہو جو وہ چیز اپنی ذات مین استقلال رکہتی ہو
تا اوس عرض کو قبول کری اور اوٹہاوی اور یہ صورتین انسان کی ذات قابل اور حامل صور
معقولات و معانی مدرکات کے ہی اور ہمیشہ ایک طرح کے معنی اور صورت اوسمین منقوش ہوتی ہین
اور دوسری زایل ہوتے رہتی ہین اور یہہ خاصیت منافی عرض ہونی کی ہی پس نفس انسانی عرض
نہین ہوسکتا جب عرض نہوا تو جوہر ہونا اوسکا ثابت ہوا —
مگر بیان بساطت اوسکا اسطرح پر ہے کہ جو شی موجود ہی یا لایق تقسیم قبول کرنیکے ہوگی یا نہوگی
اور جو قابل تقسیم قبول کرنیکے نہین ہے اسمقام مین اوسکو ہم بسیط کہتے ہین اور جو لایق تقسیم قبول
کرنیکے ہی وہ مرکب — پس بیان کرتا ہون مین کہ نفس ناطقہ تصور معنی واحد کا کرتا ہی کیونکہ
نسبت ایجاد کے وحدت اور نفی وحدت کے ساتھہ حکم کرتا ہے اور کسی نوع کے کثرت کو تصور نہین
کرتا جب تک کہ واحد کو جو جزو اوس کثرت کی ہے تصور نکرلے اگر نفس کو قابل قسمت کے کہا جاوے
تو منقسم ہونے محل ہے انقسام حال کا لازم آتا ہے پس معنی واحد جو اسمین حال ہین وہ بہی
قابل قسمت کے ہوئی اور یہہ محال ہے کیونکہ واحد قابل قسمت کے نہین ہوتا پس یہہ بات لازم

آئی کہ نفس منقسم نہوگا یا تصور معنی واحد کا نکریگا جب شق دوسری باطل ہی تو بسیط ہونا نفس کا ثابت ہوا
الا نہونا اوسکا جسم اور نہ جسمانی اس دلیل سی ثابت ہی کہ جو جسم ہی وہ مرکب ہی اور لایق قسمت قبول
کرنیکے ہی اس دلیل سی کہ جو جسم جو ہم فرض کرینگے جب وہ واسطہ ہوگا درمیان دو جسم دوسرونکے
جو وہ دونون جسم اپنی دونون طرف سی اوس جسم درمیانی کو مماس اور ملنی والے ہون تو
ضرور وہ درمیانی جسم جہت اور جانب سی ایک جسم کو مماس ہوا ہی اوسی جانب سی دوسرے
جسم کو مماس نہوگا ورنہ اون دونون جسمون کو باہم مماس ہونے اور ملنی سے وہ مانع نہوسکیگا
اور اوسکو واسطہ درمیانی نکہا جائیگا جو پہلے فرض کرچکی ہین اور ندا* اخل اجسام بہی لازم آئیگا
جب مماس ہونا اور ملنا دونون جسمون کا جسم درمیانی کو مختلف جہتون سی ہوا تو وہ ضرور لایق
قسمت قبول کرنیکے ہوگا۔ جب جسم کا مرکب ہونا ثابت ہوا تو چیز جسمانی یعنی جو جسم مین حلول کرنیوالے
اور سرایت کرنیوالی ہے وہ بہی ضرورتاً مرکب ہوگئے کیونکہ منقسم ہونے محل سی انقسام حال کا لازم
آتا ہے پس کوئی جسم اور جسمانی بسیط نہین ہوتا اور نفس ناطقہ بسیط ہی یہہ بہی نہ جسم ہوا نہ جسمانی
دوسری دلیل یہہ ہی کہ کوئی جسم کسی نقش اور صورت کو قبول نہین کرتا جب تک کہ پہلا نقش جو اسمین
منقش ہوا ہے زایل نہوجاے مثلاً ایک جسم جو مثلث شکل کا ہے جب تک اوس سی صورت تثلیث
کی زایل نہوگی وہ مربع نہ بن سکیگا یا ایک پارہ موم کا جو اوسمین نقش ایک مہر کا لگا ہوا ہی جب تک
وہ نقش دور نہ ہوگا دوسری مہر کا نقش اوسمین صورت پذیر نہین ہوتا کیونکہ اگر باوصف
قایم ہونے نقش اولین کے دوسرا نقش لگایا جاوی تو دونون باہم ایسی مختلط ہونگے جو اون
دونونمین سے ایک بہی تمام اور کمال نہ تصور کیا جائیگا اور یہہ حکم جملہ اقسام اجسام مین برابر ہے
اور حال نفس ناطقہ کا برخلاف اسکے ہی اس دلیل سے کہ جسقدر صور معقولات اور محسوسات علی التواتر
اوسپر وارد ہون سب کو قبول کرتا ہے بغیر اسبات کے کہ پہلے صورتون کا زوال ہو وی بلکہ جمیع
صورتین ہیئت کاملہ اور تامہ اپنی پر اسمین متمثل اور منقش رہتی ہین اور ہرگز یہہ نوبت نہین
پہونچتی کہ کثرت صور متمثلہ سے وہ عاجز آجاے دوسری کسی صورت کے قبول کرنے سے بلکہ
بہت منقش ہونا صورتون کا اوسمین اعانت اور مدد دینا اوسکو اوپر آسان قبول کرنے دوسری

* داخل کے معنی ہین جو اس کے اندر ہو اور
اس حیثیت سے کہ جو اجزا جسم
دوسرے جسم مین حلول کرے
زیادہ نہو ۱۲

مدعا پر ہونا۔ اور اسی سبب سے ہے کہ انسان جسقدر علم اور آداب زیادہ حاصل کریگا اوسیقدر فہم اور عقل
اوسکی زیادہ تر ہوگی یہہ خاصیت منافی خاصیت اجسام کی ہے پس نہونا نفس کا جسم متحقق اور ثابت ہے
تیسری دلیل اسیے مدعا پر یہہ ہے کہ جو چیزین جو باہم ضد ہین اونکا ایک جسم مین بیچ ایک وقت کے
جمع ہونا محال ہے کیونکہ ایک ہی چیز ایک حالت مین ہم سفید اور ہم سیاہ نہین ہو سکتے اور جو کیفیت
جو جسم کو لایق ہوتی ہے اوسکے لحوق کے باعث اوس جسم کو ایکطرحکی صفت عارض ہو جائیگی جیسا کہ وہ
گرمی سے گرم ہو جاتا ہے اور سیاہی سے سیاہ ہو جاتا ہے نفس ناطقہ کا حال برخلاف اسکے ہے کہ صور
متضادہ یعنی وہ صورتین جو باہم ضد ہین ایک ہی حال مین اوسمین جمع ہو جاتے ہین جیسا کہ تصور
سپیدی اور سیاہی کا ایک ہی حالتمین کرتا ہے اور نیز تصور کیفیات اور عوارضات سے متکیف
اور متصف نہین ہوتا نہ تصور گرمی سے وہ گرم ہوتا ہے اور نہ تصور طول اور عرض سے وہ طویل
اور عریض ہو جاتا ہے وعلی ہذا القیاس پس نفس جسم نہ ہوا۔
چوتھی دلیل یہہ ہے کہ جو قوتین جسمانی ہین وہ ادراکات جسمانی اور لذات بدنی کیطرف مائل ہوتی ہین
جیسا کہ قوت باصرہ نیک صورتون کے دیکھنے کے طرف اور قوت سامعہ خوش آواز کے سننے کے
لئے راغب ہین اور اسیطرح قوای شہواتی اپنے مطلوبات کے لذت کے جانب اور قوت غضبی
تغلب اور تحکم کے طرف شایق ہے یہہ جملہ قوای جسمانی اپنے مطلوبات کے حاصل ہونے سے قوت اور
کمال پاتے ہین اور نفس ناطقہ غلبہ ان مدرکات اور ملذ ذات جسمانی سے ضعیف تر اور مغلوب تر
ہو جاتا ہے اس سبب سے کہ استعمال لذات اور شہوات سے جسقدر نفس دور رہے اوسیقدر رای
اور معقولات صحیح اوسکو ظاہر ہوتے ہین اور رغبت اور خواہش اوسکے واسطے معرفت الٰہی اور طلب
امور شریف اور جاودانی کے جو امور جسمانی سے بہت بلند پایہ پر ہین ہوتی ہے یہہ دلیل اسبات پر
دال ہے کہ نفس نہ جسم ہے اور نہ جسمانی کیونکہ ہر چیز اپنی جنس سے قوت پکڑتی ہے اور ضد سے ضعیف
ہوتی ہے اور نفس غلبہ جسمانیات سے ضعیف ہوتا ہے اور اون چیزون کی پرہیز کرنے سے قوت
پکڑتا ہے۔
پانچوین دلیل یہہ ہے کہ ہر قوۃ جسمانی سوای اپنے محسوس خاص کے کسی چیز کا ادراک نہین کر سکتے چنانچہ

قوۃ باصرہ سوائے دیکھنے کے اور کچھہ کام نہین کر سکتے اور سامعہ بجز سننے کے کسی شی کو دریافت
نہین کرتے اور اسیطرح کوئی حس اور قوت خاص ذات اپنے احساس کو اور جو انوق حواس
کے ہووے حس اور دریافت نہین کر سکتے جیسا کہ قوت باصرہ نہ بینائی کو دیکھ سکتی ہے نہ آنکھو کو
اور نیز جو غلطی ان حواس جسمانی کو پڑی نہ اوس سے آگاہ اور مطلع ہوتے ہین جیسا کہ جسم آفتاب
جو اکیسو ساٹھہ حصہ زمین سے بڑا ہے قوۃ باصرہ ایک بالشت کے برابر دیکھتی ہے اور اس تفاوت
ظاہر سے آگاہ نہین ہوتے اور جو کہ پانی کے کنارہ پر درخت ہوتے ہین پانی کے اندر سے وہ معکوس
اور نگونسار دکھلائی دیتی ہے قوۃ باصرہ ہرگز سبب اور علت اونکی اولٹا دکھلائی دینکا دریافت نہین
کر سکتے اور اسیطرح غلطیان دوسرے حواسون کے ہین اور نفس ناطقہ محسوسات جملہ حواس کو ایک ہی
دفعہ ادراک کرتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ یہہ آواز اس مبصر کی ہے اور یہہ مبصر اوازکے قابل نہین
اور اسیطرح سے ادراک کرتا ہے کہ ہر ہر حس کی کیا کیا قوت ہے اور آلہ اوسکا کون ہے اور موجبات
غلطی ہا دوسرے حواسون کو وہ ثابت اور دریافت کرتا ہے اور احکام ان حواسون کے حق
اور باطل ہونے مین تمیز اور فرق کرتا ہے پس بعض کو انمین سے تصدیق کرتا ہے اور بعض کو
تکذیب۔ یہہ امر مخفی نہین ہے کہ یہہ جملہ معلومات کچھہ حواس جسمانی کے وسیلہ سے اوسکو حاصل
نہین ہوئی کیونکہ جو چیز اون حواس کو ہی حاصل نہین ہے دوسرے نے کیا اونسے حاصل
کرنی ہے۔ جب حکم اوسکا باطل کرنے والہ حکم حس کا ہے تو وہ حکم حس کے طفیل سے کیونکر اسکو
حاصل ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ نفس انسانی حواس جسمانی مین سے نہین ہے بلکہ اوس سے شریف تر
اور ادراک کیواسطے کامل تر ہے۔

ثبوت اسبات کا کہ نفس انسانی مدرک بالذات ہے اور متصرف بآلات اس وجہ سے ہے کہ نفس اپنی
ذات کا علم رکھتا ہے اور یہہ بھی جانتا ہے کہ مین اپنے آپ کو جانتا ہون نہین ہو سکتا کہ جاننا اسکا
کسی آلہ کے ذریعہ سے ہو جو وہ آلہ درمیان اوسکے اور ذات اوسکے وسیلہ ہوا ہو اور یہہ بھی
ہے کہ جو چیز مدرک بآلہ ہے وہ اپنے آپ کو اور آلہ اپنے کو ادراک نہین کر سکتے جیسا کہ قوت باصرہ
کے نظر مین بیان کیا گیا ہے کیونکہ آلہ درمیان اوسکے اور ذات اوسکے اور ذات اپنی کے

واسطہ نہین ہوسکتا یہہ ہی مراد حکما کی ہے اوس قول سے جو کہتے ہین کہ عاقل او عقل اور معقول
نفس الامر مین ایک ہی ہے۔ اور تصرف نفس کا بدن مین آلات کے وسیلے سے ہوتا ہے اور یہہ امر
ہے کیونکہ احساس حواسون کے ذریعہ سے اور تحریک عضلات اور اعصاب کے وسیلے سے کرتا ہے تفصیل
اسکی علم طبعی مین مقرر ہے۔

ثبوت اسبات کا کہ وہ محسوس اور معلوم نہین ہوتا حواس جسمانی کے ذریعہ سے اس دلیل سے ہے
کہ حواس بدنی جسم اور جسمانیات کے سوای اور کسی چیز کو ادراک نہین کرسکتے اور نفس نہ جسم ہے
اور نہ جسمانی ہے پس محسوس حواسون سے نہین ہوسکتا۔ واسطے آگاہی حقیقت نفس ناطقہ کے
جو مطلوب تہا بموجب ضرورت اسموقع کے وہ مینے بیان کر دیا اور یہہ مقدار کافی ہے معرفت نفس ناطقہ
کے لیئے

بیان چاہیئے کہ نفس ناطقہ بعد شکستہ ہوجانے ترکیب بدن کے باقی رہتا ہے موت اسپر وارد نہین
ہوتی بلکہ کسی وجہ سے معدوم ہونا اسکا جایز نہین اس دلیل سے کہ جس موجود بالفعل کا فانی ہونا
ممکن ہے بقا اوسمین بالفعل ہوگی اور فنا بالقوۃ پس چاہیئے کہ محل بقاء بالفعل کا غیر محل فنا بالقوۃ
کا ہو کیونکہ جو چیز جو بقا بالفعل اوسمین موجود ہے اگر فنا بالقوۃ بہی بعینہ اوسی مین موجود ہووے
تو لازم آتا ہے کہ جب فنا قوۃ سے فعل مین آویگی تو وہ چیز ایک ہی وقت اور ایک کے حالتمین
جامع بقاء اور فنا کے ہو اور یہہ محال ہے پس چاہیئے کہ جو چیز جو بقاء بالفعل اوسمین موجود ہے
غیر اوس چیز کا ہو جو فنا بالقوۃ اوسمین ہے مگر ضرور ان دونون چیزونمین باہم ملاقات اور
اتصال ہوگا ورنہ ہمارا یہہ قول کہ اوسی چیز مین فنا بالقوۃ ہے صحیح نہوگا کیونکہ متصف ہونا ایک چیز
کا ساتھہ امکان عدم چیز دوسری کے جو یہہ دونون چیزین باہم ضد ہین مثل سیاہی اور سفیدی
کے صحیح نہین ہوتا جب باہم ملنا اون چیزونکا فرض کیا جاوے تو یہہ اتصاف صحیح ہوگا مثل متصف ہونے

ضد اسکا یہہ ہے کہ موجود ہوگی بقا بالفعل ہوگی اور فنا بالقوۃ مگر محل اندونونکے دو ہونگے اور باہم ملاقی ہونگے اور ملاقی ہونا
ضروری بطریق حلول کے ہوتا ہے پس ملاقات باقی بالفعل کے فانی بالقوۃ کے ساتھہ بطریق حلول کے ہوی یعنی فانی
بالقوۃ حال اور باقی بالفعل محل ہوگا اور حال یا صورت ہوتی ہے یا عرض پس فانی ہونا ان دونون کا
خاصہ ہوا اور نفس ان دونون مین سے نہین کیونکہ وہ قایم بالذات ہے پس فنا اوسپر ناجایز ہوئی۔

جسم کے ساتھہ امکان عدم اوس سیاہی کے جو اسمین حال ہے اور ملاقات معنوی یا حال اور محل
کے درمیان ہوگی یا درمیان دو حال کے ایک محل مین اور ملاقات دو حال کی ایک محل مین
اتفاقی ہوتی ہے اور حال اور محل کی ملاقات ضروری ہوگی پس ملاقات اوس چیز کی جو بقا بالفعل
اوسمین موجود ہے اوس چیز کے ساتھہ جو فنا بالقوۃ اوسمین ہے اوپر طریق حلول ایک کے دوسری مین
ہوگی۔ اور باقی رہنا حال کا بعد فنا محل کے محال ہے۔ پس جو چیز جو فنا بالقوۃ اوسمین موجود
ہے اوسکا محل وہ موجود ہوگا جسمین بقا بالفعل ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ موجود بالفعل جو
قابل فانی ہونے کے ہے محل کسی حال کا ہوگا اور حال یا صورت ہوگی یا عرض پس وارد ہونا
کا سوا ہی صورت اور عرض کے جائز نہوا۔ اور ہم ثابت کر چکے ہین کہ نفس کسی محل مین حال نہین
بلکہ ایک جوہر قایم بالذات ہے نہ جسم ہے نہ جسمانی پس فانی ہونا اوسکا جائز نہوا اور ترکیب بدنی کے
دور ہونے سے وہ معدوم نہین ہوتا۔

اگر کوئی شخص بخوبی تلاش اور جستجوی کے ساتھہ نظر کرے احوال اجسام کیطرف اور ترکیب اور
تالیف جسمون کے حال مین جو اجزاے متضادہ سے مرکب ہے اور فکر دقیق عمل مین لاوے اور عالم
کون وفساد سے باخبر ہوے تو اوسکو معلوم ہوجائیگا کہ کوئی جسم بتمامہ معدوم نہین ہوتا بلکہ اعراض
و اوضاع و ترکیبات و تالیفات و صور و کیفیات ایک محل مشترک پر متبدل ہوتی رہتی ہین اور
حامل ان تمام احوال کا ہمیشہ قایم رہتا ہے مثلاً پانی ہوا بن جاتا ہے اور ہوا آتش ہوجاتی ہے
اور مادہ ان تمام صورتونکا جسپر یہہ وارد ہوتے ہین تمام حالتونمین موجود رہتا ہے ورنہ ناممکن
تھا کہ پانی ہوا ہوجاے اور ہوا آتش بن جاے اگر کوئی موجود بالکل معدوم ہوجاے اور دوسرا
پیدا ہوجاے جو اندونون مین کوئی چیز مشترک نہین ہے تو یہہ نہین ہم کہہ سکتے کہ یہہ موجود دوسرا
وہی پہلا وجود ہے۔ اور مادہ مشترکہ اجسام کا حامل قوت فنا صورتونکا ہوتا ہے۔

جب مواد جسمانی قابل فناے کے نہین ہے تو جواہر مجردہ جو آلودگی ہیولی سے پاک ہین قابل نا قبول
کرنے فنا کے بطریق اولی ہونگے غرض اسکے بیان کرنے سے یہہ کہنے تاسیر اور خوض کرنے والے اس علم پر واضح
ہوجاے کہ بدن ایک آلہ نفس کا ہے مانند آلات کاریگران اور اہا جو فنکے بعض بعض

تصور کرتے ہین کہ بدن محل یا مکان نفس کا ہی کیونکہ نفس جسم اور جسمانی نہین جو محل اور مکان کا تعلق اوسکے واسطے ضروری ہو پس موت بدن کے نسبت نفس کی یہہ مثال رکھتی ہی جیسا کہ کسی صناع اور کاریگر کے پاس سے آلہ صناعت کا جاتا رہے یہہ مسئلہ کتب علم نظری مین بہت تشریح اور دلایل حقیقی سے مذکور ہے اسموقع پر اتنا ہی کافی تھا واللہ اعلم۔

تیسری فصل شمار کرنی قوتون نفس انسانی کی بیان مین اور فرق کرنا اونکا دیگر قوی سے

نفس باعتبار اسم کے کئی معانی پر شامل ہی مگر اون معانی سے جو متعلق اس بحث کے ہین تین ہین۔ اول نفس نباتی جو ظہور آثار جملہ نباتات اور حیوانات اور انسانون پر شامل ہے۔ دوسرا نفس حیوانی اسکا تصرف جملہ انواع حیوان پر شامل ہے۔ تیسرا نفس انسانی کہ نوع انسان کا اسی نفس کے طفیل دیگر حیوانات سے ممتاز اور مخصوص ہی اور واسطے ہر ایک نفس کے ان نفوس سے چند قوتین ہین جو ہر ایک قوت انمین سے مبداء ایک فعل خاص کا ہے۔ نفس نباتی کے واسطے تین قوت ہین۔ پہلے قوت کو غاذیہ کہتے ہین عمل اوسکا چار قوتون کے تائید سے تمام ہوتا ہے جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ۔ دوسری قوت کو نامیہ کہتے ہین اسکا فعل قوت غاذیہ اور قوت معتبرہ کے تائید سے اتمام کو پہونچتا ہے۔ تیسری قوت مولدہ اسکا عمل قوت غاذیہ اور مصورہ کے تائید سے کامل ہوتا ہے۔ اور نفس حیوانی کو اسکے دو قوتین ہین ایک قوت ادراک آلی دوسری قوت تحریک ارادی قوت ادراک آلی دو قسم پر ہے ایک وہ جو آلات ادراک اوسکی کے حواس ظاہری ہین اور وہ پانچ ہین باصرہ سامعہ ذائقہ شامہ لامسہ دوسری وہ جسکے آلات ادراک کے حواس باطنی ہین اور وہ بھی پانچ ہین حس مشترک خیال فکر وہم ذکر۔ قوت تحریک ارادی کے دو قسم ہین ایک وہ جو چیز نافع کے حاصل کرنیکے لئے برانگیختہ کرتی ہی اسکو قوت شہوی کہتے ہین۔ دوسری وہ جو واسطے دفع کرنے مضر چیز کے مستعد اور آمادہ کرتی ہی اسکا نام قوت غضبی ہے۔ نفس انسانی کو جملہ نفوس حیوانات سے صرف ایک قوت سے خصوصیت ہی جسکو قوت نطق کہتے ہین یہہ قوت بغیر ذریعہ کسی آلہ کے ادراک معقولات اور

تمیز کرنا درمیان مدرکات مختلفہ کے کرتے ہے پس جب توجہ اسکے واسطے دریافت کرنے حقایق موجودات
اور احاطہ کرنے اقسام موجودات کے ہوگئے اس اعتبار سے اس قوت کو عقل نظری کہتے ہین اور جب
توجہ اسکی تصرف کرنے موجودات مین اور تمیز کرنے امورات نیک اور بد مین اور پیدا کرنے انواع
انواع صناعات کے بنظر انتظام معاش ہوکے اس اعتبار سے اس قوت کو عقل عملی کہتے ہین اور
بسبب منقسم ہونے اس قوت کے دو قسم پر علم حکمت بھی دو قسم پر منقسم ہوا۔ ایک نظری دوسری عملی
جیسا کہ ابتدا کتاب مین ذکر کیا گیا ہے۔ اور تفصیل افعال ان قوتونکے اور اون امور کے جو دلالت
کرتے ہین انکے وجود پر اور فرق کرنا ہر ایک کا انمین سے دیگر قوتونکے اور بحث اسبات کی کہ مبدا
ان قوتون کا اشخاص حیوانی مین صرف ایک ہی نفس ہے یا نفوس اور قواے مختلف یہہ متعلق
علم طبعی کے ہے اور اس موقع پر اسقدر بیان کرنے سے مطلب یہہ ہے کہ نا درمیان اون قوتون کے
جنکے آثار اور افعال موجب ارادہ اور قصد کے صادر ہوتے ہین اور کمال ہونا اونکا کوشش اور
کسب پر منحصر ہے اور اون قوتونکے جنکے آثار صرف طبیعت پر ہی موقوف ہین اور جسقدر اصل پیدایش
مین اونکو طاقت حاصل ہے اوس سے زیادہ کمال ہونا ناممکن ہے فرق ظاہر ہوجاوے
کیونکہ اصلی غرض اس علم اخلاق کی پہلے قسم کے ساتھہ متعلق ہے اور ان جملہ قوتون سے جو مینے
بیان کئے ہین تین قوت ہین جو مبادی اون افعال اور آثار کے ہین جو رای اور فکر اور تمیز
اور ارادہ کی مشارکت سے ظہور مین آتے ہین پہلے قوت معقولات کے ادراک کرنے والی۔ اور
فرق کرنیوالے درمیان افعال نیک اور بد کے اسکو قوت نطق کہتے ہین۔ دوسری قوت شہوی
جو نافع اور لذیذ شے کو طلب کرنا چاہتی ہے مثل ماکولات و مشروبات اور مناکح وغیرہ
کے تیسری قوت غضبی جو دفع کرنا مضر چیز کا اور اقدام کرنا خوفناک مقاموں پر اور شوق بلندی
اور غلبہ کا اوسے پیدا ہوتا ہے۔ یہہ دونون قوتین جو اخیر مین مذکور ہین سوای انسان کے
دیگر حیوانات مین بھی ہوتے ہین اور پہلی قوت خاص انسان کی ہی لئے ہے اور واسطے ہر ایک
کے ان تینون قوتون سے بدن مین ایک ایک عضو محل ظہور آثار اونکے افعال کا ہی مثل آلہ کے
جیسا دماغ قوت ناطقہ کے لئے جو محل فکر اور رویت کا ہی اور دل قوت غضبی کے لئے جو معدن

حرارت غریزی کا اذر منبع حیات کا ہی اور جگر قوت شہوی کے واسطے جو غذا پہونچانے تمام بدنی میں
اور تقسیم بدل یا تحلل کا سب اعضاؤن مین اوسکے متعلق ہے اور کبھی ان تینون قوتونکو ان الفاظ سے
پکارا جاتا ہے قوت ناطقہ کو نفس ملکی سے اور قوت غضبی کو نفس سبعی سے اور قوت شہوی کو نفس بہیمی
سے — اور دیگر قوای جنکا مینے پہلے ذکر کیا مثل غاذیہ اور نامیہ وغیرہ انکا تصرف اور دخل
صرف اپنے اپنے موقع اور محل پر بموجب اصل پیدایش کے ہوتا ہے ارادہ اور فکر کو اسمین دخل
نہین بلکہ کمالات انکے زیادہ اوس اندازہ سے جو اصل پیدایش مین آ دیئے گئے ہین نامکمل ہین

چوتھی فصل اس بیان مین کہ انسان جملہ موجودات عالم سے اشرف ہے

جمیع اجسام بنظر حیثیت جسم ہونے کے رتبہ مین باہم برابر ہین ایک کو دوسرے پر فضیلت اور شرف نہین
کیونکہ جو اصلی معنی جسم کے ہین وہ سب پر شامل ہین اور صورت جنسی جسم کے تمام پر یکسان لاحق ہے
پہلا اختلاف جو انمین ظاہر ہوا جسکے سبب سے علیحدہ علیحدہ عنصر بنے وہ باعث ایسی مغایرت کا جو ایک کو
دوسرے پر شرف ہو نہین ہوا بلکہ ابھی تک جسم ہونے مین سب برابر ہین جب عنصرونمین باہم امتزاج
اور اختلاط پیدا ہوا تو جسقدر اوس مرکب کا اعتدال حقیقی کے ساتھہ قرب ہوتا ہے اوسیقدر اوسمین
اثر مبادی عالیہ اور صور شریفہ کے قبول کرنے کی استعداد اور قابلیت زیادہ ہوتی ہی اور رتبہ
مین بعض کو بعض پر فرق ظہور مین آتا ہے — پس اقسام جمادات سے جو مادہ بسبب اعتدال مزاج کے
قبول کرنے صورتون کے واسطے زیادہ استعداد رکھتا ہی وہ شریف تر ہے دوسرونکی نسبت سے
اور اس شرف کے بھی بہت درجہ ہین تا اس پایہ تک جو اوس مرکب مین قوت قبول کرنے نفس
نباتی کے حاصل ہو جاتی ہے پس نفس نباتی اوسپر فایض ہو جاتا ہے اور کئی بڑی بڑی خاصیتین
مثل طلب غذا و جذب ملایم و عنیف ملایم اوسمین ظاہر ہو جاتے ہین — اور یہہ قوتین بھی انمین
یکسان نہین ہوتی بلکہ بحسب تفاوت استعداد کے متفاوت ہوتی ہین — اقسام نباتات سے جو نزدیک
کنارہ اور حد جمادات کو تر دیک ہی وہ مثل مرجان کے ہی جو معدنیات سے زیادہ نزدیک ہے اور
جو کہ اس حد سے کچھہ متجاوز ہی وہ مانند اوس گھاس وغیرہ کے ہے جو [illegible] کاشت کے بغیر

بجز داشتراج عناصر از تاثیر طلوع آفتاب اور ہوا کے پیدا ہو جاتے ہین اور اونمین قوت زیادہ عرصہ تک
باقی رہنے کی یا ثمر دار ہونے کی نہین ہوتی پس اسیطرح فضیلت انکی درجہ بدرجہ بڑھتی چلی جاتی ہے تا نباتات
تخم دار و درختان میوہ دار تک پہونچ جاتی ہے جو بیہ خود دیرپا ہین اور تخم بھی انمین ایسا پیدا
ہوتا ہے جو اوس سے مثل اوسکے اور درخت پیدا ہو جاوے — اور بعضی قسم نباتات کے جو اس سے
بھی فضیلت میں بڑھکر ہین اونمین بعضی نر ہوتی ہین جو بادی صور موالید کا ہین اور بعضی مادہ جو مواد
موالید کا اونکو کہا جاتا ہے اور ہمنہین درخت خرما جو چند خواص حیوانات سے وہ مخصوص ہے اور وہ
یہہ ہین کہ اصل بنیاد اوسکے مین ایک ایسی جزو متمکن ہے جو اوسمین حرارت غریزی بہت ہوتی ہے مثل
دل دیگر حیوانات کے شاخہاے اور فروعات اوسی سے برآمد ہوتی ہین جیسا کہ شرائین دل سے اور
بارور ہونا اوسکا بذریعہ شکوفہ نر کے اور مشابہت بوی اوس شکوفہ کے بوی نطفہ حیوانات کے
ساتھہ یہہ سب باتین مانند حیوانات کے ہین اور اس وصف سے بھی کہ جب اوسکا سر کاٹا جاے یا دل
اوسکے پر کوئی آفت وارد ہو یا پانی مین غرق ہو جاے تو وہ خشک ہو جاتا ہے حیوانات سے
مشابہت رکھتا ہے — بعضی زمیندار لوگ اس درخت کے ایک اور عجیب خاصیت بیان کرتے ہین
کہ بعضی انمین سے ایسے درخت ہوتے ہین جو میل اور رغبت اونکی خاص ایک درخت کے ساتھہ
ہوتی ہے کہ جب تک خاص اوس درخت سے اثر شکوفہ کا اوسکو نہ پہونچے دوسرے درخت کے شکوفہ
سے بار آور نہین ہوتا یہہ خاصیت الفت اور عشق کے خاصیت کے ساتھہ ملتی ہے مثل دیگر حیوانات
کے الغرض ایسے ایسے خواص اسمین بہت ہین اوسکے حیوان ہونے مین فقط ایک چیز باقی رہ گئی
یعنی جدا ہونا اوسکا زمین سے اور حرکت کرنے طلب غذا کے واسطے فرمودہ پیغمبر ہمارے کا صلی اللہ علیہ وسلم
اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طین آدم یعنی اکرام کرو تم عمہ اپنی کو جو وہ درخت خرما کا ہے
پس تحقیق وہ پیدا کی گئی ہے مٹی باقیماندہ وجود آدم سے — تحقیق اشارہ ان معنی کے طرف ہے
یہہ درجہ نہایت کمال نباتات کا ہے اور یہہ پایہ اتصال کا ہے افق انواع حیوانات کے ساتھہ جب
اس مرتبہ سے تجاوز ہو جاے اون حیوانات کے مرتبہ کو فایز ہوتا ہے جو مبدا اوسکا کنارہ نباتات
کو ملحق ہے مثل اون حیوانات کے جو مثل گھاس کے پیدا ہو جاتے ہین اور تزاوج و توالد اور حفظ

نوع سے عاجز ہوتے ہین مثل خاک کے کرمون کے اور بعضی قسم حشرات کے اور اون جانورون کے
جو کسی فصل سال مین پیدا ہوتے ہین اور کسی فصل مین نیست و نابود ہو جاتے ہین اور شرف انکا نباتات پر
بقدر قوت حرکت ارادی اور احساس کے ہی جسکے ذریعہ سے طلب ملایم اور جذب غذا کا کرتے ہین —
جب اس اندازہ سی تجاوز ہو جاے تو وہ حیوان ہوتے ہین جنمین قوت غضبی ظاہر ہے تاشی مضر اور مخالف
سی پرہیز کرین اور یہہ قوت بھی انمین متفاوت ہوتی ہے اور ہر ایک کیواسطی آلہ دفع کرنیکا حسب حیثیت
اوسکیلیے عطا کیا گیا ہے اور جو حیوان اسباب مین کمال درجہ کو پہونچے ہوئے ہین وہ بہت سامان اور
سلاحہاے سی ممتاز ہین بعضون کی سلاح بمنزلہ تیر کے ہوتے ہین مثل شاخ اور سینگ اور بعضی مثل چھری
اور خنجرونکے مانند دندان اور ناخون کے اور بعضی بمثابہ تیر اور تازیانہ کے ہین مثل سم وغیرہ —
اور جن حیوانات مین قوت دفع دشمن کی کم ہے اونکی لئے اور اسباب اپنی حفاظت کا مثل بھاگنی
اور حیلہ کرنے کی دیا گیا ہے مثل آہو اور روباہ کے اگر نامل کیا جاے جملہ اقسام جانوران اور مرغان پر
تو یہہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ جسکو جسطرح کے اسباب اور آلات کے احتیاج تھی وہ اوسکے واسطے مہیا اور
طیار ہے ہم زور اور قوت اور ترتیب آلات کے جیسا ذکر کیا گیا ہی اور ہم رعایت مصلحت اپنی کا مونہ
کیواسطے اونکو شعور دیا گیا ہے کہ جس سی اونکی ذات کا کمال اور حفظ نوع کا رہی مثل شرایط ازدواج
وطلب نسل وحفظ فرزند اور پرورش اونکی اور ساختگی اپنے اشیائیونکے حسب ضرورت اور ذخیرہ
کرنا اپنی غذا کا اور اپنی ہمجنسون سی موافقت یا مخالفت رکھنی اور احتیاط اور فراست کو عمل مین لانا
ہر امر مین اس درجہ تک جو عقلمند اوسمین حیران رہتی ہین اور حکمت اور قدرت الٰہی پر اقرار کرتے ہین
سبحان الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ہدی یعنی پاک ہی وہ ذات جسنی عطا کی ہر شی کو پیدایش پس ہدایت بخشی —
حیوانات کے اقسام مین اختلاف تفاوت مدارج کا زیادہ ہی نسبت اختلاف اقسام نباتات کے اس
سبب سی کہ بسایط کے ساتھہ حیوانات کا قرب ہی اور نباتات کا بعد اور شریفترین انواع حیوانات سی
وہ ہی کہ جنمین ادراک اور شعور اوس حد تک ہو جو تادیب اور تعلیم کو قبول کرے تا وہ کمال جو نوع
اونکی مین پیدا کیا گیا تھا اوسکو حاصل ہو جاے مانند گھوڑی مودب اور باز تعلیم یافتہ کے اور
جسقدر یہہ لیاقت اوسمین زیادہ ہوگی مرتبہ اوسکا بلند ہوگا حتی کہ اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ صرف دیکھنا

افعال کا اونکی تعلیم کیواسطے کافی ہو جو دیکھیں اور ای کرین بغیر زیادہ کوشش اور محنت کشی کے یہہ نہایت مرتبہ حیوانات کا ہی ادنی
مرتبہ انسانون کا اس مرتبہ سے متصل ہی اس قسم کے وہ آدمی ہین جو اطراف اور کنارہ آبادی دنیا مین رہتے ہین
مثل حبشیان مغربی وغیرہ کے کیونکہ حرکات اور افعال اس قسم کے لوگونکے مناسب افعال حیوانات کے ہوتے ہین تا اسمقام
اور حد تک جو تفاوت وقوع مین آویگی مقتضای طبیعت سے ہوگی اور بعد اسکے جو مراتب کمال اور
نقصان انسانی کے ہین وہ ارادہ اور فکر پر منحصر ہین پس جن آدمیون مین قوت فکر اور تمیز
کی زیادہ ہوگی اور استعمال آلات اور استنباط مقدمات سے اوسکو حد نقصان سے باہر
کو پہونچا ئینگے اونکی فضیلت اور شرف دیگر آدمیون کے نسبت سے جنمین یہہ وصف موجود نہین
زیادہ ہوگا پہلا پایہ ان مراتب سے اون لوگون کے واسطے حاصل ہے جو عقل کے وسیلہ اور
قوت فہم سے عمدہ عمدہ صناعات اور حرفتہاے لطیف اور آلات باریک ایجاد کرتے ہین —
بعد اسکے اس سے بلند پایہ پر وہ لوگ ہین کہ جو عقل اور فکر کے زور سے علوم اور حقایق اور حاصل
کرنے فضایل مین خوض کرتے ہین اور اس درجہ سے اعلی مرتبہ کے وہ اشخاص ہین جنکے دلونکو
وحی اور الہام کے ذریعہ سے معرفت حقایق موجودات اور احکام مقربان بارگاہ الٰہی کے
بغیر وسیلہ اجسام کے پرتو انداز ہوتے ہین اور تکمیل خلایق اور انتظام امور معاش اور معاد
کے سبب سے تمام جہان کے لوگونکو نیکی اور راحت پہونچاتے ہین یہہ سب سے اعلی مرتبہ مراتب
انسانی کا ہی — تفاوت مراتب انواع انسانی کے نسبت تفاوت اقسام حیوانات کی زیادہ
ہے اوس دلیل سے جو اختلاف مراتب حیوانات اور نباتات مین بیان کی گئی ہے —
جب کوئی فرد انسان اس اعلی مرتبہ پر فایز ہو تو یہہ ابتدا اتصال کا ہے عالم اشرف کے ساتھ
اور فایز ہونا ملائکہ مقدس کے مراتب اور عقول اور نفوس مجردہ کے مدارج پر تا اوس نہایت
تک جو مقام وحدت کا ہے اور اوسجگہہ دایرہ وجود کا باہم پیوستہ ہو جاتا ہے مانند ایک خط
کے کہ نقطہ سے شروع ہو کر آخر اوسی نقطہ پر ختم ہو جاے پس وسایل اور وسایط درمیانی
اسمقام پر سب مرتفع ہو جاتے ہین ثنویت منتفی ہو جاتی ہے مبدا اور معاد ایک ہی ہو جاتا ہے
سوای اصل حقیقت اور غایت مطلوب کے جو وہ ذات پاک اللہ تعالی واحد حقیقی کی ہی کچھہ باقی نہین رہتا

یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام یعنی باقی رہتی ہے ذات تیرے رب کی جو صاحب بزرگی اور بزرگی کا ہے
پس اس شرح اور بیان سے فضیلت اور شرف رتبہ انسان کا دیگر موجودات عالم سے اور خصوصیت
جو اوسکو عطا ہوئی ہے معلوم ہوئی بلکہ فضیلت درجہ اون لوگونکی کہ جنکے دلون پر انوار الٰہی اور
فیض وحدت کا پرتو انداز ہے اور وجود انکا علت غائی تمام موجودات کا ہے مثل انبیا و اولیا
علیہ السلام کے جو برگزیدہ موجودات کے ہین ظاہر ہوئی مصداق کلام لولاک لما خلقت الافلاک
کا یہی معنی ہے اور غرض تشریح کرنے ان مراتب سے یہہ ہے کہ تا معلوم ہو جاوے کہ انسان ابتدا
پیدائش اپنی مین ایک مرتبہ درمیانی پر واقع ہے اوسکے لئے ایک رستہ تھی مرتبہ اعلی کی پہونچنے کے واسطے
ارادہ اور عزم کے ذریعہ سے اور ایک طریق ادنی مرتبہ کے پہونچنے کا ہے طبیعت کی متابعت اور
پیروی سے کیونکہ جیسا کہ حسب ظاہر جن چیزون کیطرف دیگر حیوانات محتاج ہین مثل غذا کے جو بدل
ما یتحلل کا ہوتا ہے اور ہوا اور پشم کے جو سختی گرمی اور سردی کے واسطے وہ کارآمد ہے اور دیگر آلات
جو اوسکے ذریعہ سے دشمن کو دفع کیا جاوے یہہ سب چیزین اونکے لئے مہیا اور موجود ہین تردد سے
ان چیزون سے اونکو فراغت ہے مگر جن چیزون کے طرف انسان کو حاجت ہے مثل ایسے ایسے سامانکے
وہ تدبیر اور فکر اور تصرف اور ارادہ انسانون پر موقوف ہے جیسا مناسب سمجھتا ہے عمل مین لاتا ہے
نہ غذا اسکے بغیر بونے اور کاٹنے اور پیسنے اور خمیر کرنے اور نان پکانے کے حاصل ہوتی ہے اور نہ
لباس بغیر کاتنے اور بننے اور سینے کے میسر ہو سکتا ہے اور نہ سلاح اسکے بغیر طیاری اور ساخت کے
درست ہوتی ہین اسیطرح کمالات باطنی ہر نوع کے انواع مرکبات نباتی و حیوانی سے اصل سرشت
اونکی مین پیدا کئے گئے ہین اور خاص فطرت اور پیدائش مین متمکن کئے گئے اور کمال انسانی اور شرف فضیلت
اسکے کا فکر و تامل اور عقل و ارادہ اسکے پر منحصر کیا گیا اور کلید نیکبختی و بدبختی اور کمال اور نقصان
کے اسکے ہاتھ مین دی گئی اگر حسب مصلحت اپنے ارادہ سے راہ راست پر چلے اور بتدریج علوم اور حقایق
اور فضایل کے حاصل کرنے مین میل اور رغبت رکھے اور اوس شوق کو جو طبیعت اسکے مین واسطے
حاصل کرنے کمال کے پیدا کیا گیا ہے راہ نیک اور ارادہ پسندیدہ پر پایہ بپایہ اور درجہ بدرجہ
ترقی دے تو نور ذات اللہ تعالی کا اسکے دل کو روشن کریگا اور عالم بالا سے قرب حاصل ہوگا

اور مقربان بارگاہ الٰہی مین سے ہوگا — اور اگر اپنے اصلی پایہ پر سکون اور اقامت اختیار کرے
اور اختیار طبیعت پر چھوڑ دے تو اوسکو نقصان کے طریق سے ادنی مرتبہ کیطرف میلان ہوتا ہے علاوہ
انکی شوق فاسد اور تباہ ماندا ون خراب خواہشون کے جو بیمارون کے طبایع مین پیدا ہوتی ہین
عارض ہوجاتا ہے تاکہ روز بروز اور لحظہ بلحظہ ناقص ہوتا جاتا ہے اور انحطاط اور نقصان بڑھتا
جاتا ہے مثل اوس پتھر کے جو بلندی سے نیچے کو ڈالین تو ایک لمحہ مین نہایت نیچے کے درجہ پر پہونچ
جاتا ہے اصل مقام نیست و نابود ہونے انسان کا یہہ ہی ہے جیسا کہ عقلمندونکا مقولہ ہے کہ اگر نفس
کو بیکار چھوڑ دیا جاے تو خساست کو لازم پکڑتا ہے اگر حاصل کرنے فضیلتون کے واسطے برانگیختہ
کیا جاے تو اوسپر حریص اور شایق ہوجاتا ہے اور اسی سبب سے کہ انسانون کے اصل پیدایش
مین استعداد ان دونو حالتون کے موجود ہے یعنی ترقی اور تنزل کے تو ضرورت اور احتیاج
پڑے پیغمبران اور حکیمان اور امامان اور رہنمایان اور مؤدبان اور معلمان کے تا بعض کو
نرمی سے اور بعض کو سختی سے بدبختی اور زیان کاری کے جانب میل کرنے سے جو اوسمین زیادہ
سعی کرنے کی حاجت نہین ہے صرف سکون اور نہ کوشش کرنے فضایل کے حاصل کرنیمین ہے
کافی ہے مانع ہون اور توجہ اونکے سعادت اور نیک بختی کے حاصل کرنیکے واسطے جو کوشش اور
سعی سے حاصل کرنیکے لایق ہے اور سوا ہی دلی ارادہ اور عزم کے مرتبہ فضیلت کو کوئی نہین پہونچ
سکتا مصروف کرین تا راست روی اور تادیب اور تعلیم کے ذریعہ سے اعلیٰ مرتبہ انسانی کو فائز
ہون — توفیق بخشے ہمکو اللہ تعالی اوس چیز کی جسکو وہ دوست رکھتا ہی اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے
اور پرہیزگاری عطا کری ہمکو تا بعد اری حرص اور ہوا سے —

پانچوین فصل اس بیان مین کہ نفس انسانی کے لئے کمال اور نقصان ہے

واسطے ہر ایک موجود کے موجودات سے ایک ایک خاصیت ہے نفیس یا خسیس جو اوس حاصیت مین
کوئی دوسرا موجود اوسکے ساتھہ شریک نہین اصل ماہیت موجود مذکور کی جب متعین اور متحقق
ہوتی ہے یہہ خاصیت اوسکی ساتھہ لازم آتی ہے اور یہہ امر ہوسکتا ہے کہ اوس موجود کے لئے

سوای خاصیت مذکورہ کے اور ایسے افعال ہون جو اون افعالون مین دیگر موجودات بھی اوسکے ساتھ
شریک ہون مثلاً تلوار کے واسطے صفائی اور عمدہ سے کاٹنا ایک خاصیت ہے اور گھوڑے کے لئے
فرمان برداری سوار کے اور سبک چلنا اور بھاگنا خاصیت ہے جو کسی دوسری چیز کو اندونون
وصفونمین اسکے ساتھ شرکت نہین ہے اگرچہ تلوار کو تیشہ کے ساتھ تراشنے مین اور گھوڑے کو گدھے کے
ساتھ بار اوٹھانے مین شرکت ہے۔ مگر کمال ہر شے کا اوسی صورتمین متصور ہو سکتا ہے جو اوس سے
خاصیت اوسکی تمام اور پوری ظہور مین آوے اگر صدور اوس خاصیت کا بتمامہ نہو یا کم ہو تو
اوس شے کو ناقص تصور کیا جاتا ہے جیسا کہ تلوار جسقدر وہ کامل زیادہ ہوگی صفائی اور جلدی سے
کاٹنے مین بغیر اسباب کے کہ قوت اور زور اہل شمشیر کا زیادہ صرف مین آوے فعل اوسکا اتمام کو
پہونچے اپنے وصف اور خاصیت مین کامل تر ہوگی اور گھوڑا جسقدر فرمان برداری سوار مین
زیادہ بھاگنے والا ہوگا اور حرکت لگام کی قبول کرنے مین اور اشارہ فہمی مین استعداد رکھتا ہے
اوسیقدر کامل متصور ہوگا اور ویسے ہی حالت ہے نقصان کے جانب یعنی اگر تلوار بد شواری
کسی شے کو کاٹے یا بالکل نہ کاٹے مثل دیگر لوہے کے وہ کارآمد متصور ہوگی اور اس سبب سے قدر و
منزلت اوسکی نہوگی یا گھوڑا اگر اچھے طرح سے نہ بھاگے یا سوار کی اطاعت سے سرکش ہو تو اوسکو
ایک بار بردار خیال کرکے گدھون مین شمار کیا جائیگا اور بے ہنر اور خسیس کہلائیگا۔ اسیطرح
آدمی کے واسطے ایک خاصیت ہے جو اوس خاصیت سے ممتاز ہے دیگر موجودات سے اور ماسوای اوسکے
اسمین اور افعال اور قوتین ہین جو منجملہ اونکے بعض مین انواع حیوانات اسکے ساتھ شریک ہین
اور بعض مین نباتات اور بعض مین جمادات و دیگر اجسام شامل ہین چنانچہ تھوڑا سا بیان
اسکا پہلے آچکا ہے مگر وہ خاصیت جو غیر کو اسکے ساتھ اوسمین شرکت اور دخل نہین وہ نطق
ہے کہ جس سبب سے اوسکو ناطقہ کہتے ہین اور اس نطق سے نطق بالفعل مراد نہین ہے کیونکہ جو آدمی
گنگا ہوگا اوسمین نطق بالفعل نہ پایا جائیگا اور ادراک جو اصلی معنی اوسکے ہین وہ پائی جائینگی
پس مراد نطق سے ادراک معقولات کا اور قوت تمیز اور فرق کرنیکی امور نیک اور بد مین کہ جسمین
اپنے عزم اور ارادہ سے تصرف کرے اور اسے قوت کے سبب سے افعال انسانی دو قسم پر منقسم

نیک اور بد جسکو سعادت اور شقاوت کہتے ہین بخلاف دیگر حیوانات اور نباتات کے پس جو شخص افراد
انسانی سے اس قوت کو جیسا کہ چاہیے کام مین لاوے اور سعی اور ارادہ سے جس فضیلت کے حاصل
کرنے کیواسطے اسکو پیدا کیا گیا ہے حاصل کرے تو یہہ شخص نیک اور سعید ہوگا اور اگر بسبب شوق
واہیات باتون کے بالکل سست اور بیکار رہنے سے اپنی خاصیت کے رعایات کو چھوڑ دیگا تو شریر
اور شقی ہوگا — الا وہ امور کہ جنمین دیگر حیوانات اور مرکبات کے ساتھہ انسان شریک ہے
اسپر غالب ہوجائیگی اور ہمت اپنی کو اونکے طرف مصروف رکھیگا اپنی مرتبہ اور قدر سے فروتر ہوکر
چارپایون کے مرتبہ پر بلکہ اونسے بھی کمتر سمجھا جائیگا اور غلبہ اون امور کا اسطرح پر ہوجاتا ہے
کہ انسان لذات اور شہوات بدنی مین جو حواس اور قوای جسمانی مشتاق ان باتونکے ہوتے ہین
مصروف ہو مثل شوق کھانے پینے لذیذ اور لباس فاخرہ اور شہوت رانی کے جو نتیجہ غلبہ
قوت شہوی کا ہے یا لوگونکے حال پر سختی کرنا اور اپنی ذات کو غالب سمجھنا اور انتقام لینا جو ثمرہ
قوت غضبی کا ہے ایسی باتون سے رغبت رکھے کیونکہ اگر نظر تامل سے دیکھے تو معلوم ہوجاتا ہے
کہ ایسی باتون پر ہمت اپنی مصروف رکھنے مین رذیلت اور محض نقصان ہے اور اکثر حیوانات
ان باتونمین انسان سے کمالیت رکھتے ہین اور اپنی مراد پر زیادہ تر قدرت رکھتے ہین جیسا کہ
مشاہدہ کیا گیا ہے کہ سگ مین حرص کھانے کی اور خوک یعنی سور مین رغبت شہوت کی اور
شیر مین قوت قہر اور درندگی کی سب سے زیادہ ہے اور علی ہذا القیاس دیگر انواع درندگان اور
چارپایون اور جانورون اور حیوانات آبی وغیرہ کا ایسا ہی حال ہے پس کیونکر عقل پسند
کرتی ہے اوس امر مین سعی کرنی کہ اگر نہایت کے درجہ پر سعی اور کوشش بھی کیجاے تو انسان سگ
کے پایہ کو بھی نہ پہونچے اور کب کوئی اہل ہمت اس بات کو جایز اور روا سمجھیگا کہ اوس امر
کی جستجو اور تلاش مین ایک مدت عمر کی صرف کیجاے جو نہایت بذل توجہ سے بھی برابر
نکر سکے اور ایسا ہی حال ہے قوت غضبی کے باب مین کہ اگر انسان اپنے آپ کو ایک کمتر درندہ
کے ساتھہ نسبت کرے تو بھر حال وصف درندگی مین وہ اسپر سبقت لیجائیگا فضیلت انسانی کا قوۃ
سے فعل مین اوسوقت ظہور ہوتا ہے جب نفس کو ایسے رذایل ظاہری اور خراب باتون سے

پاک کرے کیونکہ طبیعت جب تک مادہ مرض سے پاک نہو امید صحت کی نہین ہوتی اور رنگ ساز جب تک
کپڑے کو اثر میل اور چکنائی سے صاف نکرلے قابل رنگ کے متصور نہین ہوتا۔ جب عنبت نفس انسانی
کو اون چیزون سے جو موجب نقصان اور فساد کا ہے منع کیا جائیگا تو ضرور قوت ذاتی اوسکی حرکت
مین آویگی اور اپنی خاص فعلون کیطرف جو وہ طلب کرنا علوم حقیقی اور معرفت ہای کلی کا ہی مشغول ہوگا
اور اپنی ہمت کو سعادات اور نیک امور کے حاصل کرنے مین مصروف رکھیگا اور جسقدر طلب فضایل
اور پرہیز کرنے رذایل اور موانع مین سعی عمل مین لاویگا اوسیقدر قوت اسکے تزاید اور ترقی
مین ہوگی مثل آگ کے کہ جب تک نمناک جگہہ پر ہوگی مشتعل نہو سکیگی اور جب بعد رفع ہونے
نمناکی کے اشتعال پکڑیگی تو ہر لحظہ غلبہ اوسکا زیادہ تر ہوتا جائیگا اور قوت جلانی کی اوسمین زیادہ
ہوجائیگی تا اپنی فعل کو اتمام پر پہونچا دیگی۔

جیساکہ نقصان کے کئی درجہ ہین بعضی بسبب اسکے کہ اپنی قوت اور فکر کو ہمارہ طلب مقصد مین صرف نہین
کرتے اور بعضی وہ جو فکر اپنا صرف کرتے ہین مگر کم بسبب موانع کے اور بعضی بسبب غلبہ قوت شہوت اور
غضب اور مشابہت چارپایون اور درندون اور مغرور ہونے لذات جسمانی کے جو چیزین کہ ضد
فضیلتون کے ہین اونکی طرف توجہ اونکی ہے اور جس مقصد کیواسطے پیدایش اسکی ہی اوس سے
محروم رہ جاتین ہین نامنیت و نابود ہونے کے حالت کو پہونچ جاتے ہین۔ اسیطرح کمال کے
مراتب بہے نسبت مدارج نقصان سے زیادہ ہین کبھی مراد اون سے سلامتی اور سعادت
کبھی نعمت اور رحمت اور کبھی ملک باقی اور جاودانی اور اصل سرور حقیقی اور قرۃ عین یعنی روشنی
آنکھون کی جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
معنی اسکے پس نہین جانتا کوئی نفس اوس چیز کو جو پوشیدہ رکھا گیا اوسکو اور وہ روشنی آنکھون کی ہی یہ جزا
اور بدلہ ہی اوسکا جو دنیا مین عمل کیا ہی۔

اور اسکو بعضی مقامات مین حور و قصور و غلمان و ولدان سے تشبیہ دیتے ہین۔ اور بعض صورتیون
اوس لذت سے مراد کہتے ہین جو آنکھون سے دیکھی جاتی ہی اور نہ کانون سے سنی جاتی ہی اور نہ کسی
کے دل پر اوسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسی راہ راست کے چلنے سے مرتبہ قرب الٰہی کو فایز

ہوجاتا ہے مشاہدہ جلال اوسبحانہ تعالی اور نعمت ہای ابدی پر کامیاب ہوتا ہے۔ پس جو شخص بسبب
فریب طبع کے ایسی نعمتین جاودانی سے روگردانی کرے اور خسیس ناپایدار باتون کیطرف مثل اسکے
کہ جیسا پیاسہ آدمی بکلر کو پانی خیال کرکے اوسطرف توجہ کرتا ہے اور وہان پہونچکر کچھہ نہین پاتا
سعی کریگا تو وہ سزاوار قہر اور غضب الٰہی کا ہوگا اور دنیا مین استحقاق اسبات کا پیدا کریگا
کہ اوسکے وجود سے جہان کو پاک کیا جاے اور اوسکی کمینگی اور فساد کو اوسکی ذات سے دور کیا جاے
اور عاقبت مین سزاوار زیان اور عذاب اور سختی اور ہلاکی کا ہوگا پناہ بخشی اللہ تعالی اسحالت سے
اپنی فضل اور رحمت کے ساتھہ یہہ ہے بیان کمال اور نقصان نفس کا بموجب اسموقع کے اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا

چھٹی فصل اس بیان مین کہ کمال نفس انسانی کا کن کن باتون مین ہے اور رد کرنا قول اون اشخاص کا جنہون نے اسباب مین حق سے مخالفت کی ہے

جب فصل گذشتہ سے معلوم ہوا کہ نفس انسانی کے لئے کمال اور نقصان دونون وصفین عارض
ہو سکتے ہین ذکر اسکا مجمل طور پر ہو چکا ہے اب مشروحاً بیان کرنا اوس کمال کا واجب ہوا
اس غرض سے کہ جب اصل حقیقت کمال انسانی پر علم ہو جائیگا تو اوسکے حاصل کرنیکے لئے نہایت
سعی عمل مین لائیگی پس بیان کرتا ہون مین کہ کمال موجود مرکب کا غیر کمال اجزای اسکے ہوتا ہے
جیسا کہ سکنجبین جو شہد اور سرکہ سے مرکب ہے اسکا کمال غیر کمال سرکہ اور شہد کے ہے اور کمال گھر کا غیر کمال
لکڑی اور پتھر کی ہے جب آدمی بھی مرکب ہے تو اسکا کمال بھی غیر کمال بسایط اور اجزای اسکے ہوگا بلکہ
خاص اوسکے لئے وہ کمال ہے جو کسی موجود کو اوس کمال مین اسکے ساتھہ شرکت نہین اور
زیادہ تر کامل وہ شخص ہوتا ہے جو نہایت قدرت رکھے اوپر اظہار اوس خاصیت کے اور
اوسکو ایسا لازم سمجھے کہ بغیر سستی اور تغیر کے ہمیشہ یکسان لزوم اوسکا رہے۔ جب حال فضیلت اور کمال کا
معلوم ہوا تو حال رذیلت اور نقصان کا جو مقابلہ اونکے مین ہے خود واضح ہو سکتا ہے۔ کمال انسان
کا دو نوع پر ہے کیونکہ نفس ناطقہ کے دو قوتین ہین ایک قوت علمی دوسری قوت عملی کمال قوت علمی کا
وہ ہے جو شوق اوسکا دریافت حقایق اور تحصیل علوم کے طرف ہوتا ہے بموجب اوس شوق کے مراتب موجودات

پر احاطہ کرنے اور حقایق اونکے پر حسب طاقت اپنی کے مطلع ہوجاے بعد اسکے مطلوب حقیقی اور
غایت کلی کے معرفت مین جو انتہای جملہ موجودات کا اوسکے طرف ہی مشرف ہوئی تا عالم توحید بلکہ
مقام اتحاد کو نایز ہوجاے اور دل اسکیکو قرار اور طمانیت حاصل ہوجاے حیرانی اور شک
سب مرتفع ہوجاے حکمت نظری تمامہ تفصیل اس نوع کے کمال پر مشتمل ہے — مگر قوت عملی کا وہ
کمال ہے کہ اپنے افعال اور قوتان خاص کی ایسی ترتیب اور انتظام رکھے کہ باہم وہ موافق اور
مطابق ہوجائین ایک کا دوسرے پر غلبہ نرہے پس انکی موافقت سے افعال انکے پسندیدہ ہوجائین
بعد اسکے دیگر مردمان کے کامل کرنے کے مرتبہ پر جو وہ تدبیر منازل اور مدن کی ہے فایز
ہوجاے تا وہ حالات جو بود و باش مشارکتی کے سبب سے وقوع مین آوین انتظام پذیر ہوجاوین
اور تمام لوگ اوس سعادت پر جسمین باہم شرکت رکھتے ہین فایز ہون — یہہ نوع کمال کا حکمت عملی سے
مطلوب ہے اور یہہ کتاب مشتمل ہوگی اوپر بیان اس نوع کے — پس پہلا کمال جو فکر اور نظر سے
تعلق رکھتا ہے بمنزلہ صورت کے اور دوسرا کمال مثل مادہ کے جیسا کہ صورت بغیر مادہ کے
اور مادہ بغیر صورت کے ثبوت اور قیام نہین رکھتا ویسا ہی علم بغیر عمل کے ضایع اور عمل بغیر علم کے
محال ہے پس علم مبدا ہوا اور عمل تمام ہونا اوسکا اور جو کمال جو اندونون یعنی علم اور عمل سے مرکب
ہوتا ہے وہ ہی اصلی غرض وجود انسانی سے ہی کیونکہ کمال اور غرض کے معنی ایک ہی ہین صرف اتنا
فرق اعتباری ہے کہ غرض اوسکو کہتے ہین کہ ہنوز حد قوت مین ہو جب بفعل مین اوسکا ظہور ہوگا تو کمال
کہین گے جیسا کہ گہر جب تک وجود اسکا بنا کرنے والے کے ذہن اور تصور مین ہی اسکو غرض کہین گے
جب وہ خارجا بن کر طیار ہوجائیگا اسوقت اسکو کامل کہا جائیگا — پس جب انسان ایسی رتبہ پر
فایز ہوجاے جو تمام مراتب موجودات پر بوجہ کلی واقفیت حاصل کرلے تو جزئیات نامتناہی جو
ماتحت کلیات کے مندرج ہوتے ہین اونپر بھی اوسکو ایک وجہ کا علم اور واقفیت حاصل ہوجائیگی
پس جب اس جملہ معلومات کے ساتھہ عمل بھی شامل ہوجاے تو افعال اور کردار اوسکے پسندیدہ ہوجائینگے
اور صرف منہا اپنی ذات سے عالم تمام موجودات کا ہوگا اور استحقاق اسبات کا کہ اوسکو عالم
صغیر کہا جاے پیدا کریگا پس درمیان خلقت کے خلیفہ الٰہی ہوجائیگا اور خاص اولیاؤن سے شمار کیا جائیگا

انسان تام مطلق ہوگا اور تام مطلق اوسکو کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ باقی رہے تا سعادت ابدی اور نعمت
سرمدی سے کامیاب ہوا اور فیض الٰہی کے قبول کرنے سے سعادتمند ہو بعد ازان درمیان اسکے اور
ذات باریتعالی کے کوئی حجاب مانع نہین ہوگا بلکہ رتبہ اور شرف قرب اللہ تعالی کا پائیگا یہہ مرتبہ
تمام مراتب سے اعلی اور نہایت درجہ سعادت کا ہے جو بنی نوع انسان کے واسطے حاصل ہونا
ممکن ہے اگر انسانون کے واسطے یہہ رتبہ ممکن نہوے تو مثل دیگر حیوانات اور نباتات
کے انسانون کیواسطے بھی سبیل اور طریق حاصل ہونے اسکیکا محال ہوتا اور انسان کی کچھہ
فضیلت اور بزرگی دیگر موجودات پر نہوتے — جن لوگون کے عقل تصور ان معنی سے قاصر ہے
اونکے نزدیک بعد شکستہ ہونے بنا بدن اور متفرق ہونے اجزای اوسکیکے انسان فانی ہوجاتا ہے اور
عاقبت کے حال سے وہ غافل ہین پس وہ لوگ تمامہ اپنی ہمت کو حصول لذات اور شہوات
جسمانی پر مصروف رکھتے ہین اور اونکو یہہ گمان ہے کہ وجود نفس ناطقہ کا اون افعال اور
امور کے ترتیب اور تہذیب کیواسطے ہے کہ جسکے ذریعہ سے لذات دنیاوی حاصل ہون مثلاً وہ
بیان کرتے ہین کہ مطلب اور غرض قوت ذکر اور فکر سے جو یہہ دونون منجملہ قوای نفس انسانی ہین
یہہ ہے کہ قوت ذکر کے ذریعہ سے یاد رکھے اوس لذت کو جو کسی قسم کھانے یا پینے یا شہوت رانی
سے اسکو حاصل ہوئی ہو اور قوت فکر کے وسیلہ سے طریق حاصل کرنے ان مطلوبات کا نکالے
پس اونہون نے نفس نفیس کو ایک خادم اور مزدور قوت شہوت خسیس کا شمار کیا اور ذات
شریف کو جو رتبہ مین ملاء اعلی کے شریک ہے بہت کمینہ اور ناقص چیز یعنی نفس بہیمی کی خدمتگاری
اور بندگی کے واسطے مقرر کیا جو لوگ خلقت مین سے کمینہ اور جاہل ہین اُنکا یہہ رای ہے —
ایسے رای کے نزدیک ہے رای اوس جماعت کی جنہونے عاقبت کے مدارج سے یہہ تصور کیا ہے
کہ جس قسم کے لذائذ اور شہوات دنیا مین ہین اوسی قسم کے عاقبت مین بھی ہونگے تا حاصل
ہونے بہشت اعلی اور قرب بارگاہ الٰہی سے زیادہ تر حاصل کرنے مطعومات اور امور شہوت
کی قدرت ہوگی اور کھانے پینے کے چیزین مرغوب اور لذیذ ملینگے مطلب اونکا عبادت اور
بندگی الٰہی سے یہہ ہے ترک دنیا اور زہد و ریاضت ان چیزونکی رغبت کے باعث نظر

سوداگری اور امید سود کے کرتے ہین اور ناپایدار چیز کو بامید وافر اور باقی رہنے والی چیز کے متروک
کرتے ہین نفس الامر مین یہہ جماعت سب خلقت سے لذات اور شہوات کے زیادہ تر حریص اور طامع
ہین انکو قانع اور زاہد نہین کہنا چاہیے — باوصف ان باتونکے اگر انکے ساتھہ عالم ملکوت اور
ملاء اعلی کا ذکر کیا جاے اور یہہ اونکو سنایا جاوے کہ فرشتگان جو مقرب بارگاہ الٰہی کے ہین
ان واہیات اور خسیس خواہشون سے پاک ہین تو علو درجہ ہونے اونکے کے قایل ہوتے ہین بلکہ
جانتے ہین کہ ذات پاک اللہ تعالی کی جو خالق کل کائنات کا ہے پاک اور منزہ ہے اطلاق لذت
اور تمتع ان باتون کا اوسکے ذات پاک پر جایز نہین یہہ لوگ ان خواہشونکے سبب سے کتنے اور سوء
بلکہ نجاست کے کرمون سے مشارک ہین اور عقل اور تمیز کے جہت سے فرشتون سے مشارکت کہتے ہین
بیشک ایک دل مین باوجود پہلی راے کے اس عقیدہ کا جمع ہونا ایک نہایت تعجبات سے ہے اگر
وہ لوگ تہوڑا سا بہی فکر اور تامل کرین تو اونپر یہہ بات واضح ہو سکتی ہے کہ جب تک پہلے بہوک
کی تکلیف نہ اوٹہائی جاے لذت لقمہ ملایم کی حاصل نہوگی اور جب تک سختی پیاس مین مبتلا نہوگا
پانی سرد سے راحت نہین پائیگا اور ہمچنین تکلیف امتلا مادہ منی مین جب تک اپنی ذات کو گرفتار
نہ سمجہے گا لذت استفراغ اسکی نصیب نہوگی اور جب تک گرمی اور سردی کی مصیبت کا تحمل نہین کریگا
زینت لباس سے بہرہ یاب نہوگا پس جب اس قسم کے لذتون سے جو حقیقت مین بمنزلہ علاج کے
ہین امراض اور تکالیف بدنی سے نجات پاکر سلامتی اور راحت حاصل کرتے ہین اور آرام اور
لذت انکی طبایع پر وارد ہوتی ہے تو یہہ گمان کرتے ہین کہ یہی لذاید انسان کے لئے کمال اور
سعادت ہین اور اس بات سے غافل ہین کہ اگر کسی طعام سے لذت نصیب ہوئی ہے تو پہلے سختی بہوک
کی بہی اوٹہانی پڑی اور اگر پینے کسی شربت سے راحت پائی ہے تو رنج پیاس کا پہلے تکلیف بیان
ہو چکا ہے اسی مطابق جالینوس کا قول ہے اس جماعت کے حق مین کہ یہہ جماعت خبیث نہایت
خراب خصلت مین گرفتار ہین کہ جسکو اپنی مذہب اور رویہ مین شریک پاتے ہین اوسکی مدد اور
دوستی کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہین اس مقصد کے لئے کہ تا لوگونکو دکہلاوین کہ ہم تنہا ہی
اس طریقہ مین نہین ہین اور بہی ہمارے ساتھہ شریک ہین جب کوئی ارباب عقل اور فضل سے

انکا شریک ہوجاوے تو فریب انکا دوسرے قوم مین بہی پہیل جائیگا یہہ جماعت نوآموز اور نوعمر لوگونکو
بہت خراب کرتی ہے یہہ تقریر اونکی ذہن نشین کرتے ہین کہ فضایل ملکی اصل ہین کچہہ حقیقت اور وجود
نہین رکہتے اگر کچہہ ہی تو ممکن الحصول نہین جو کہ آدمی بالطبع نفسانی خواہشون کے جانب مایل ہوتا ہے
تو اکثر ایسے باتونکی بباعث رغبت طبع خریدار ہوجاتے ہین اس سبب سے اس جماعت کے بہت لوگ
مطیع اور تابع ہین اگر کوئی شخص کسیکو انہین سے تنبیہہ کرتا ہے کہ اس قسم کے لذات ضرورت قیام
بدن کیواسطے ہین کیونکہ بدن طبایع متضادہ یعنی گرم اور سرد اور تر اور خشک چیزون سے مرکب ہے
غالب ہونا ایک کا دوسرے پر موجب شکستہ ہونے ترکیب بدن کا ہے علاج کہانے پینے کا واسطے
حفاظت اوسکے ہے تا جہان تک ممکن ہو باقی اور قایم رہے اور بیماری کے علاج کو سعادت تام اور علامت
اور خیر محض نہ تصور کرنا چاہئے کیونکہ سعید تام وہ ہوتا ہے جو اوسکو کسیطرح کا رنج نہو تا علاج کی حاجت
پڑے اور فرشتے جو مقرب بارگاہ الٰہی کے ہین ایسے امراض سے فارغ ہین اور ذات اللہ تعالی واحد
لاشریک کے ایسے اوصاف سے بالکل پاک اور بلند ہے۔ اسکے جواب مین بیان کرتے ہین کہ ایسے
آدمی ہین جو فرشتون سے فاضل اور کامل زیادہ ہین اور اللہ تعالی کی ذات کو مخلوق سے نسبت نہین
کرنی چاہئے پس اسباب مین بحث مباحثہ اور جہگڑا برپا کرکے رای مدمقابل کو کمینگی سے منسوب کرتے ہین
اور چاہتے ہین کہ اپنی شبہات واہیات اور بے اصل کو اوسکے دل پر قدر اور منزلت دیوین فہ
بات یہہ ہے کہ باوجود ایسے مذہب اور رائے کے جب کسیکا حال ایسا سنتے ہین کہ ہماری طریقہ یعنی
پیروی لذات جسمانی کو اوسنے ترک کردیا ہے اور اہانت اور مذمت اس طریقہ کی کرتا ہے کم کہانا
اور بے التفاتی خواہشون نفسانی سے اختیار کی ہے ضرورتاً چند لقمہ بے مزہ کے کہانے پر حصر کرتا ہے
تو اوسکے حال سے متعجب ہوکر اوسکو مستحق تعظیم اور کرامات کا جانتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ وہ ولی
اور دوست خدا کا ہے اور خلقت مین فرشتہ سیرت اور بزرگ زیادہ اوس سے کوئی نہوگا جب
اوسکو دیکہتے ہین تو ہر طرح تواضع اور عاجزی سے پیش آتے ہین اور اپنے آپ کو اوسکے نسبت
گنہگار اور بدبخت تصور کرتے ہین اگرچہ یہہ حالت اونکی اصلی عقیدہ سے بہت مخالف ہے مگر سبب اسکا
یہہ ہے کہ باوجود خراب ہونے عقیدہ اور عادات بد کے ابہی اونکے دلون پر کچہہ اثر ضعیف قوت

نفس شریف کا پرتو اندازہی اوس سبب سے اہل فضل کی فضیلت پر واقف ہوجاتے ہین اور تعظیم اونکی
کرتے ہین بخبری مخالف ہونی اصلی عقیدہ کے اس رای کے ساتھہ اونکو اسبات پر مرتکب کرتی ہے —
دلیل روشن ضعف رای اس جماعت پر یہہ ہی کہ اگرچہ نفس بہیمی انکا نفس عاقلہ پر غالب ہی اور خراب خواہشون
پر انکا عمل ہے مگر بسبب اسکے کہ قدری قلیل اثر قوت عقل کا اونمین ابھی باقی ہی اپنی معاملات اور روزانہ
ناشایستہ سے شرم رکھتی ہین اپنی فعلون پر پردہ اور اخفا سے کہ جہان لوگ نہ دیکھین ارتکاب کرتی ہین
اگر کوئی اونکی حالات کو مشاہدہ کرلے شرمندگی اور حیا سے وہ حالت اونپر وارد ہوتی ہے کہ زندگی
سے موت کو بہتر جانتی ہین الا وہ شخص جو نہایت خسیس ہو اور وصف انسانیت کی بالکل اوسکے
ذات سے زایل ہوئی ہو اور بیحیائی کا ملکہ اوسکے طبع پر کامل پیدا ہوا ہو اصلاح نفس ایسے
آدمی کی ناممکن متصور ہوتی ہے اور علاج ایسے امراض مزمنہ اور متمکنہ کا اثر پذیر نہین ہوتا —
مگر پہلا فرقہ جنکے طبایع مین اثر حیا کا ہنوز باقی ہے اور حصول صحت نفس اونکی کی امید قایم ہے
چاہیے کہ وہ لوگ اسبات مین تامل کرین کہ حیا دلیل امر قبیح کی ہے کیونکہ ہر ایک طبیعت فعل جمیل اور
نیک کام کو ظاہر اور دوست رکھتی ہے پس جو امر متضمن قباحت کا ہو اور اوسکے اظہار سے
شرم اور حیا طبع پر وارد ہے وہ ضرور اصل مین نقصان رکھتا ہوگا جو لازم طبع انسانی کا ہی اوسکا
دور کرنا حتی الوسع واجب ہے کوئی تدبیر بہتر واسطے دور کرنے ایسی عادات ناشایستہ کے بجز اس
کے نہین ہے کہ جسطرح سے ہو طبع سے بیخ اور جڑہ اوسکی نکالی جاے جو پھر کسیطرح کا اثر اوسکا نمودار
نہونا پاوے — اگر کوئی شخص امتحانا چاہے کہ اس جماعت کی ضعف عقیدہ پر اطلاع حاصل کرے
تو چاہیے کہ انسے سوال کرے کہ اگر یہہ افعال تمہاری نیک اور پسندیدہ ہین تو پھر کسواسطے پوشیدہ
اور مخفی کرنے کو تم بہتر جانتے ہو اور اظہار کرنے اور اقرار کرنے کو خباست اور بیحیائی
سمجھتے ہو پس لاجوابی اور سکوت اونکا دلیل کافی ہے واسطے ثبوت بدخصلتی اونکی کے پس عقلمند
کو چاہیے کہ جن معایب اور نقصانات مین مبتلا ہین اونکے دور کرنے مین ہمت اپنی مصروف رکھین
اور غذا بقدر حفظ اعتدال مزاج و قوام حیات کے اختیار کرین اور تناول غذا سے حصول
لذت کو مدنظر نرکھین تندرستی مطلوب سمجھین کہ خود لذت تابع اسکے ہی اور بالعرض حاصل

ہوتی ہے اور اگر کچھہ تکلف غذا مین اِس نظر سے کیا جاوے کہ اپنا قدر اور منزلت لوگونکے نظر مین
حقیر نہ کہلائیگی اور بخل اور کمینگی کے ساتھہ اسکو نسبت نکرین تو روا ہی اِس شرط سے کہ کسی رنج اور
بیماری کو نہ پیدا کرے اور سوا اسکے کوئی غرض دیگر درمیان نہو اور لباس بھی اوس حیثیت کا
اختیار کرنا چاہئے جو سردی اور گرمی کو اسکے ذات سے دفع کرے اور بدن کو محفوظ اور پوشیدہ
رکھے اگر اِس انداز سے بہ مصلحت اِس بات کی کہ میرے ذات لوگونکی نظرونمین حقیر اور کم رتبہ نہ متصور ہو
تھوڑا سا تجاوز کرے باین شرط کہ فخر اور غرور مدنظر نہو تو جائز ہے بہر حال طریق اعتدال سے
اِن باتونمین زیادتی نہین کرنی چاہئے اور مجامعت کے باب مین بھی انداز ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جسکے
حفظ نوع اور حصول اولاد کا ظہور مین آوے اگر قدری زیادتی بھی کیجاوے تو بہر حال قاعدہ حکمت
سے تجاوز نہونا چاہیئے اور غیر عورتون کیطرف بالکل خیال نکرنا چاہئے اور مکان سکونتی و دیگر
چیزہا کہ جنکے طرف آدمی کو احتیاج ہوتے ہی اون مین بھی اسیطرح طریق اعتدال کا نگاہ رکھنا چاہئے
بعد اسکے اوس فضیلت اور سعادت کے حاصل کرنے کیواسطے کہ جسکے انسانیت پیدا ہوا اور نفس
عاقلہ اپنے کمال مطلوب کو پہونچے کوشش کرے اور نقصانات کو حتی الامکان دور کرے کیونکہ
فضیلت وہ ہوتی ہے کہ اوسکے پوشیدہ کرنے کیواسطے شرم اور حیا متقاضی نہوا اور اخفا اسکیلیے
لئے دیوار و بنکے پردے اور راتونکی اندھیری کی حاجت نہ پڑے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ انسان مین
تین قوتین ہین جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا سب سے ادنی نفس بہیمی اور اوسط نفس سبعی اور اشرف
نفس ملکی انسان چارپایون کے ساتھہ نفس ادنی سے مشارکت رکھتا ہے اور نفس سبعی سے مغایر اونکا
ہے اور درندونکے ساتھہ نفس سبعی سے مشارکت رکھتا ہے نفس ملکی کے شرف سے اونسے ممتاز ہے اور فرشتونسے مشارکت نفس ملکی کے
سبب ہے اور دیگر انواع سے مغایر پس عنان اختیار کی اسکے ہاتھہ مین ہے اگر چارپایونکے مرتبہ پر پہنچنا چاہے تا ایک چارپایہ
ہوگا اگر چاہتا ہے کہ درندون کی خصلت حاصل کرے تو ایک درندہ ہوگا اگر ملایکہ کے درجہ کے
خواہش ہے تو ایک فرشتہ ہوگا قرآن مجید مین یہہ تینون نفس نفس امارہ اور نفس لوامہ اور نفس
مطمئنہ کے نام سے مذکور ہین نفس امارہ شہوات کے ارتکاب کے لئے رغبت اور اصرار پیدا کرتا ہے اور
نفس لوامہ بعد ظہور عمل ناشایستہ کے ندامت اور ملامت کرنے کا اثر پیدا کرتا ہے اور نفس مطمئنہ

بجز فعل جمیل اور کار نیک کے اور کسی بات پر راضی نہین ہوتا حکما کا مقولہ ہی کہ منجملہ ان تینون نفسون کے
ایک اہل ادب و کرم ہی اور وہ نفس ملکی ہے دوسرا اگرچہ ادب دینی والا نہین مگر لایق قبول کرنے
ادب اور فرمان برداری موذب کی ہی اور وہ نفس سبعی ہے تیسرا بالکل خالی ادب دینی اور آواز
قبول کرنیسے اور وہ نفس بہیمی ہی اور حکمت پیدا کرنی نفس بہیمی سے باقی رہنا بدن کا جو محل نفس ملکی کا ہے
اوس مدت تک کہ جسمین وہ نفس اپنا کمال حاصل کر سکے اور اپنے مقصد پر فایز ہو جاوے اور نفس
غضبی کی پیدایش واسطے قہر اور جبر نفس بہیمی کی ہے کہ جو فساد غلبہ اوسکے ظہور مین آتی ہین وہ دفع
ہو جاوین کیونکہ نفس بہیمی قابل ادب کے نہین ہی اور افلاطون نے نفس سبعی اور بہیمی کی مثال مین بیان
کیا ہے کہ نفس سبعی مثل سونے کے ہی نرمی اور لطافت مین اور نفس بہیمی بمنزلہ لوہے کے ہی از روی
کثافت اور سختی کے — پس جو کوئی عمل نیک کرنا اختیار کرے اگر خواہش نفسانی اسباب مین اوسکو
مدد دین تو قوت غضبی سے استعانت کرنی چاہی جو برانگیختہ کرنے والی غیرت کی ہی تا اوسپر قہر
اور جبر کرے اگر باوجود اسکے پھر بھی غلبہ قوت شہوت کا ہو تو دیکھنا چاہی کہ اگر اوسکو بعد ارتکاب
امر ناشایستہ کے پشیمانی اور ندامت لاحق ہوئی ہے تو ہنوز اصلاح اوسکی ممکن ہے اور مرض اوسکی
قابل علاج ظہرا اوسکے ارادہ کو دوبارہ اوس کام کے کرنے سے ضعیف کرنا چاہے ورنہ اسکی
وہ مثال ہے کہ جو حکیم اول نے بیان کیا ہے کہ بہت آدمیونکو مین ایسا دیکھتا ہون جو دعوی محبت
عمل نیک کا کرتے ہین اور محنت اوسکا تحمل نہین کر سکتے تا سستی اور کاہلی اونکی مزاج پر
غالب ہو جاتی ہے پس کچھ فرق نہین انمین اور اوس جماعت مین جو بالکل عمل نیک و فضیلت
کو دوست نہین رکھتے کیونکہ اگر بنیا اور نابنیا دونون کنوے مین گرین گے تو ہلاک ہونے مین برابر ہین
مگر بنیا مستحق ملامت اور سرزنش کا ہوگا — حکما و متقدمین نے ان تینون نفس کی مثال اسطور پر
بیان کی ہے جیسا کہ تین حیوان مختلف نوع کے ایک مکان مین جمع کئے جاوین فرشتہ اور گدھا
اور سور انمین سے جو غالب ہوگا اوسی کا حکم چلے گا — بعضون نے بیان کیا ہے کہ آدمیونکی
مثال ان تینون نفسون کے ہونے سے مثل اسکے ہی کہ ایک آدمی کسی قوی چارپایہ پر سوار ہو
اور اوس سواری مین ایک کتا یا چیتا بھی شریک اسکا ہو اور بارادہ شکار جنگل کو جاوے

اگر اوس آدمی کا سب پر حکم ہے اور دیگر حیوانات اطاعت پذیر اوسکی ہین تو ان سب کو مناسب
طور پر اندازا و اعتدال سے کام پر لگائیگا اور اپنی اور انکے حفاظت مدنظر رکھیگا اور خوراک
وغیرہ مین حد انصاف و عدالت کی ملحوظ رہیگی وہ حیوانات ہمراہی ان باتون سے فارغ البال رہینگے
اگر انمین سے چارپایہ غالب ہوگا تو سوار کے اطاعت نکریگا جہان گہاس اچہا نظر آئیگا بے تامل اوسطرف
بہاگنا شروع کریگا نا ہموار ی حرکت اور نشیب و فراز رستہ کا کچہہ لحاظ نہین ہوگا خواہ چاہ مین گرے
خواہ کسی درخت کے صدمہ سے سر ٹوٹے خواہ کسی اور خطرناک جگہہ مین ڈالے سب کو ہلاک کریگا
اگر سلامت بہی کسی گہاس سبز کے جگہہ پر پہونچ جائیگا تو اپنا پیٹ بہریگا اور دوسرونکو گرسنگی سے ہلاک
کریگا۔ ایسا ہی حال ہے اگر درندہ غالب ہوگا جب وہ صید کو مشاہدہ کریگا تو وہ ہی قبایح جو مذکور
ہو چکے ہین اسکی چالاکی اور ناعدالی سے وقوع مین آئینگے بلکہ احتمال ہے کہ صید کے مقابلہ
کے وقت کوئی صدمہ اور زخم ایسا لاحق ہو جو نوبت ہلاکی کی پہونچے اور جب یہہ کسی ایسے شخص کے
زیر حکومت ہونگے کہ جو منصب حکومت کے لایق ہے تو ان آفات سے سب محفوظ رہینگے۔ حال موافقت
اور اختلاط ان تینون قوتون کا برخلاف حال اجسام کے ہے کیونکہ نفس ملکی کے تدبیر سے ان دونون
نفسون مین وہ دوستی اور موافقت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا یہہ تینون حقیقت مین ایک ہی بن
جاتے ہین اور باوجود اسکے افعال اور آثار جو ہر ایک سے مطلوب اور متوقع ہین عین اپنے وقت
اور موقع پر ایسے ظہور کرتے ہین جیسا کہ یہہ سمجہا جاے جو ہر ایک اپنے پہلے حالت پر ہین اور از روے
موافقت اور مطابعت ایک دوسرے کے اوسحالت مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب نتیجہ ایک ہی قوت
کا ہے کچہہ نازع اور ضدیت نہین ہے۔ اور اسی باعث سے اختلاف علما کا اسباب مین ہے
کہ آیا یہہ تینون قوتین ایک نفس کے متعلق ہین یا خود تینون نفس علحدہ علحدہ ہین۔ اگر اختیار
اور تدبیر نفس ملکی کے ہاتہہ مین نہو تو نزاع اور مخالفت برپا ہوگی اور ہر ساعت ضدیت بڑہتی
جائیگی تا اس حد تک کہ بدن اور تینون قوتین نیست و نابود ہو جائینگی۔ کوئی حالت اس سے بدتر نہین
ہے کہ جسمین سستی اور فروگذاشت اون باتون کی ظہور مین آوے کہ جنمین اللہ تعالی نے کئی طرح کی
مصلحتین رکہین ہین کیونکہ اسمین نعمتین الہی کو ضایع سمجہنا اور حقوق اور احسانون اوسکا کفران

کرنا ہے جو نفس الامر مین کفر اسی کا نام ہی اور نہ رکھنا شے کا اپنی محل اور موقع پر یعنی مُلک کو
خدمتگار اور بادشاہ کو غلام بنانا نہایت ظلم ہے یہہ سب باتین اغوای شیطان اور فریب ابلیس
سی علمین آتے ہین پناہ چاہتا ہون مین ساتھہ اللہ تعالی کے ان باتون سی اور اسی درگاہ سے
پرہیزگاری اور توفیق مانگتا ہون —

ساتوین فصل بیان معنی خیر اور سعادت مین جو مطلوب کمال حاصل کرنے سی وہ ہی

جب ہر ایک کام اور فعل کے کرنے سے کوئی مطلب اور غرض مدنظر ہوتی ہی تو تکمیل نفس انسانی کے
لئے بھی کوئی غرض ہونی چاہئی اور غرض اوسکی جیسا کہ پہلے اثناء کلام مین بیان کیا گیا ہی سعادت ہی
جو اوسکے حق مین عین خیر ہے پس مناسب ہے جو معرفت ماہیت خیر اور سعادت کے باب مین کچھہ بیان
کیا جاے تاکہ اسکی واقفیت سے جو شخص کہ بالکل اسطرف مایل نہین اوسکے طبع مین شوق طلب اور تحصیل
کمال کا پیدا ہو اور جو کہ پہلے سے طالب ہی اوسکا اس سے شوق غالب ہو جاے اور جو کامل ہے
اوسکو اسکے دریافت سی فرح اور خوشی زیادہ ہو — حکیم ارسطاطالیس نے شروع کتاب اخلاق کا
اسی فصل سی کیا ہے اور بیشک اسی جواب اسباب مین وہ ہی جو اوسنی کی ہے کیونکہ جو چیز پہلے فکر مین
آتی ہے عمل مین اخیر پر آتی ہے اور جو اخیر پر فکر مین گذرتی ہے وہ عمل مین پہلے آتی ہی — جیسا کہ
جملہ صناعات مین یہہ قاعدہ مقرر ہی کیونکہ نجار جب تک پہلی تصور فایدہ تخت کا نکریگا اوسکی بنانی کا
فکر نہوگا اور جب تک تمام کیفیت بنانے اوسکی کی ذہن مین خیال نکریگا تو بنانا اوسکا شروع نکریگا
اور جب تک وہ تخت بالکل طیار نہوگا فایدہ اوسکا جو پہلے فکر مین گذرا ہی ظہور مین نہین آئیگا — ہمچنین
جب تک عقلمند خیر اور سعادت کو جو نتیجہ کمال نفس انسانی کا ہے خیال نکرلے تو فکر تحصیل کمال کا اوسکے
دل مین بخوبی متمکن نہوگا اور جبتک تحصیل کرنے مین کوشش نہوگی خیر اور سعادت نصیب نہوگی
اوستاد شیخ ابو علی رحمۃ اللہ نی بیان کیا ہے کہ ارسطاطالیس نے کتاب اخلاق مین لکھا ہی کہ نوخیز
آدمیون یا اون لوگون کو جو مثل نوخیزونکے ہین اس کتاب سی کچھہ زیادہ منفعت نہین ہوتی اور
نوخیزون سی ہماری مراد یہہ نہین ہی کہ جو سن و سال اونکا کم ہو کیونکہ سن سال عمر کو اسمین دخل

نہین ہے بلکہ اونسے وہ لوگ مراد ہین جو خصلت اونکی آلودہ شہوات جسمانی کے ہو اور ان انون کی
رغبت اونکے دلون پر غالب ہو اور مین کہتا ہون کہ درج کرنا اس فصل کا جو مشتمل اوپر بحث سعادت
اور خیر کی ہے کتاب اخلاق مین اسمطلب سے نہین ہے کہ تا وہ نوخیز آدمی اس مرتبہ پر فایز ہون بلکہ
اس نظر سے ہے کہ یہہ تقریر اونکے سمع رس ہو جاے تاکہ وہ معلوم کرین کہ آدمیون کے واسطے ایسے ایسے
مراتب ہین اور انسان کو طاقت اسبات کی ہے کہ اون مراتب پر فایز ہو جاے تا اس بات سے
اونکے دلونمین شوق پیدا ہو اور اگر توفیق مدد دے تو اس رتبہ کو حاصل کرین — شیخ ابو علی رحمۃ اللہ
نے آغاز اس فصل مین فرق درمیان خیر اور سعادت کے بیان کیا ہے پس رای ہر ایک فرقہ
حکماء کے نقل کیے اور بعد اسکے مذہب حکماء متاخرین کا اور جو کہ اوسکا اپنا مقتضای عقل کا تھا
ظاہر کیا چنانچہ خلاصہ اون معانی کا بیان کیا جائیگا انشاء اللہ تعالی — اب بیان کرتا ہون مین کہ
حکماء متقدمین کے نزدیک خیر دو نوع پر ہے ایک خیر مطلق دوسرا خیر اضافی خیر مطلق اوسکو
کہتے ہین جو وجود موجودات سے اصلی مقصود ہے اور غایت تمام غایات کا ہے خیر اضافی اون
خیرونکو کہتے ہین جو اوس غایت کے وصول ہونے کیواسطے نافع ہون سعادت بھی خیر کے قبیلہ
سے ہے لیکن ایک ایک شخص کے نسبت سے اسکو اعتبار کیا جاتا ہے اور وہ فایز ہونا اوس شخص
کا ہے حرکت ارادی نفسانی کے ذریعہ سے کمال اپنی کو پس ان معنی کے سبب سے سعادت ہر شخص
کی مغایر سعادت دوسرے شخص کی ہوگی — اور خیر تمام اشخاص مین یکسان ہوگی — ایک جماعت
نے اطلاق لفظ سعادت کا حیوانات پر بھی جایز رکھا ہے رہے اور اصل بات یہہ ہے کہ اطلاق
اسکا حیوانات پر مجاز ہو سکتا ہے کیونکہ حیوانات کا اپنے کمال پر فایز ہونا رای اور فکر کے وسیلہ
سے نہین ہوتا بلکہ اوس استعداد کے سبب سے ہوتا ہے جو اصل طبیعت انکی مین پیدا کی گئی ہے پس
وہ سعادت حقیقی نہین ہو سکتی — جو کہ بعضی حیوانات کو سامان کھانے پینے اور آرام و
آسایش وغیرہ کا نسبت دیگر ہمجنسون کے اچھا میسر ہو جاتا ہے اوسکو کچھ سعادت مین دخل
نہین ہے بلکہ یہہ باتین بخت اور مقسوم اور اتفاق سے تعلق رکھتی ہین اور انسانونمین
بھی ایسی بہت ہین — الا سبب بیان کرنے اسبات کا کہ خیر مطلق کے ایک ایسے معنی ہین کہ تمام

اشخاص کو شامل ہین یہہ ہی کہ ہر حرکت کسی مطلب کے حاصل کرنے کیواسطے ہوتی ہے اور ہر ایک فعل کے کرنیمی کوئی غرض مد نظر ہوتی ہے کیونکہ عقل اسبات کو روا نہین رکھتی کہ کوئی شخص حرکت اور سعی بے نہایت کرے اور مطلوب اوسکا اوس سے کچھ نہو — اور جو کہ غرض فعل سی ہوتی چاہئی کہ اوسمین کوئی خیر فاعل کے حق مین متصور ہو ورنہ فعل اوسکا لغو اور بیفایدہ ہوگا اور عقل اوسکو قبیح جانیگی پس اگر وہ غرض فی ذاتہ خیر ہے اوسکو خیر مطلق کہا جائیگا اور اگر وہ سب ایک اور چیز کا ہے جو اوسکی خیریت اس غرض سی زیادہ ہی اوسکو یعنی غرض کو خیر اضافی کہا جائیگا اور اوس خیر کو خیر مطلق — جب صناعات اور انکا رجلہ عقلمندون کے ایسی خیر کے تحصیل مین متوجہ ہین پس خیر مطلق ایک معنی سے ہی تمام پر شامل ہوئی جاننا ان معنی کا واجب تہا تا جمیع اشخاص ہمت اپنی اسکے حاصل کرنیمین مصروف رکہین خیرات اضافی اور اغراض پراکندہ سی احتراز کرین اور غلطی مین نہ پڑین کیونکہ جو غرض فی ذاتہ خیر نہین ہی اوسکو خیر نہین سمجہنا چاہئی تا اس مرتبہ مطلوبہ پہ پاجو کہ نزدیک اوس مرتبہ سی ہین فایز ہون انشاء اللہ تعالی —

تقسیم خیرات

خیرات کے چند قسم ہین حکیم فرفوریوس نے ارسطاطالیس سی یون نقل کیا ہے کہ اوسنی تقسیم خیرات کے بیطرح کی ہے کہ بعضی قسم خیرات کے شریف ہوتی ہین اور بعضی ممدوح اور بعضی خیر بقوۃ اور بعضی نافع طریق خیر مین الاشریف وہ ہین جو شرف اونکا ذاتی ہو اور دوسری چیزونکو شرف اونسی حاصل ہو اور یہہ دو ہین عقل اور حکمت الا ممدوح انواع فضایل و دیگر افعال نیک اور خیر بقوۃ استعداد ان خیرات کو کہتی ہین الا نافع در طریق خیرات اون چیزونکو کہتی ہین کہ بذاتہ وہ مطلوب نہون بلکہ کسی دوسرے خیر کے سبب سے مطلوب ہون مثل دولت اور حشمت کے —

دوسری وجہ تقسیم خیرات کی

خیرات یا غایات ہونگے یا غیر غایات اور غایات یا تام ہونگے یا غیر تام جو تام ہی وہ سعادت ہے کہ جب حاصل ہو جاے تو صاحب اسکا اس سی طالب زیادتی کا نہین ہوتا — اور وہ جو غیر تام ہین مثل

صحت اور دولت کے کہ جب یہہ حاصل ہو جائین تو انہی سے کفایت نہین ہوتی بلکہ انکو ذریعہ سے مطلوب دیگر کے طلب پیش نہاد ہوتے ہے — اور غیر غایات مانند تعلم علم اور علاج مرض اور ریاضت اور ریاضت کے

دوسری وجہ تقسیم کے

خیرات یا نفسانی ہونگے یا بدنی یا ان دونون سے خارج اور معقول ہونگے یا محسوس اور بعض نے اقسام خیرات کو مقولات عشرہ مین جو جملہ انواع موجودات پر شامل ہین منحصر رکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ خیر جوہر مین مثل جوہر عقل کے ہے کہ سب سے پہلے پیدا کی گئی ہے اور جملہ موجودات کا کمال حاصل کرنے کی طریق مین انتہا اسکے جانب ہے اور اسکا انتہا ذات پاک اللہ العالمین سے ہے — اور خیرات کم مین مثل مقدار معتدل اور عدد تمام کے ہے اور کیف مین مثل لذات نفسانی اور جسمانی کے ہے اور اضافت مین مثل ریاست اور صداقت کے اور اَین مین مانند مکان پاک کے اور متی مین مثل زمانہ موافق کے اور وضع مین مانند تناسب اجزا کے اور ملک مین مثل منفعت لباس کے اور فعل مین مانند نفاذ حکم کے اور انفعال مین مانند دریافت محسوسات نیک کے جیسا کہ آواز خوش اور صورت مرغوب یہہ تقسیم خیر کی ہے بموجب قول حکما کے۔

تقسیم اقسام سعادت

سعادت کو چند اقسام پر تقسیم کیا ایک جماعت نے حکما متقدمین سے جو پہلے زمانہ مین گذرے ہین مثل فیثاغورث اور سقراط اور افلاطون وغیرہ جو ارسطاطالیس سے پہلے ہوئے ہین اور سعادت کو صرف نفس انسانی پر ہی منحصر رکھا ہے بدن کو اس سے کچھ حظ اور نصیب نہین ہے رای اسی پر متفق ہوئی کہ سعادت کے چار قسم ہین جسکو فضایل چہارگانہ کہتے ہین حکمت عفت، عدالت چنانچہ اس مقالہ کا دوسرا قسم اکثر اوسی کے بیان مین مشتمل ہے اور اوسنے بیان کیا ہے کہ حاصل ہونا ان چار فضیلتون کا کافی ہے حصول سعادت کے واسطے دیگر فضیلت بدنی وغیرہ بدنی کے کچھ حاجت نہین ہے کیونکہ اگر صاحب ان فضیلتون کا گم نام ہو یا درویش اور فقیر ہو یا ناقص الاعضا یعنی لولا لنگا ہو یا تمام مرضون اور محنتون مین مبتلا ہو تو اوسکے

سعادت کو کچھہ کسیطرحکا ضرر اور نقصان نہین پہونچتا الا وہ مرض کہ جسکے عارض ہونے سے نفس کو کسیطرحکا
خلل اور ضرر پہونچے اور اوسکو اپنے فعل سے مانع ہو چنانچہ فساد عقل اور دیوانگی تو اسحالت مین اسکے
کمال کو نقصان پہونچ سکتا ہے اور اس رای پر سب کا اتفاق اس سبب سے ہوا ہے جو انکی نزدیک
بدن ایک آلہ نفس کا ہے اور انسان از روی ماہیت اور نفس الامر کے صرف نفس ناطقہ ہی۔
وہ جماعت حکما کی جو بعد ارسطاطالیس کے ہوئی ہین مثل رواقیان اور تابعداران اونکے کے
اور بعضی طبیعیان جو بدن کو ایک جزو اجزای انسان سے جانتی ہین اونہون نے سعادت کو دو قسم
پر منقسم کیا ہے ایک قسم نفسانی دوسرا قسم جسمانی اونکے نزدیک جب تک سعادت نفسانی سعادت
جسمانی سے منضم نہو یعنی دونون سعادتین جب تک حاصل نہون تو اوسپر اطلاق کمال کا نہین کیا جاتا
اور جو چیزین جو بدن سے خارج ہین قسمت اور اتفاق سے تعلق رکھتی ہین اونکو قسم سعادت جسمانی
سے شمار کیا ہے۔ یہہ رای حکما محققین کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ تحبت اور اتفاق کو بقا اور پایداری
نہین ہوتی فکر اور رای کو اوسکے حصول کے لئے دخل نہین ہے پس سعادت جو سب چیزون سے
اشرف اور اعلی ہے اور تغیر اور زوال سے محفوظ اور حاصل ہونا اوسکا عقل اور فکر پر منحصر پس
کسطرح اوسکو ایسی چیزین ناپایدار چیزونمین شمار کیا جاے۔ لیکن ارسطاطالیس نے جب اسباب
مین نظر کی اور اختلاف اکثر مردم اور تحیر اونکا معنی سعادت مین معلوم کیا کیونکہ درویش اور
محتاج آدمی سعادت اپنی دولت اور فراخی رزق مین تصور کرتا ہے اور بیمار صحت اور سلامتی مین
اور ذلیل عزت اور جاہ مین اور حریص اپنی خواہش کے پورا ہونے مین اور اہل غضب غلبہ اور
دبدبہ مین اور عاشق معشوق کے ملنے مین اور فاضل اشاعت فضیلت مین وغیرہ علی ہذا القیاس
پس اوسنے از روی حکمت اور مقتضای عقل کے ترتیب کر نا مراتب سعادت کا جسطرح ہر قسم
کے مقرر کرنا واجب تصور کیا کیونکہ ہر چیز اپنے اپنے موقع اور اپنی وقت پر نسبت ہر شخص
معین کے ایک گونہ سعادت ہی جزوی اور نظر فیلسوف کا جامع تمام حقایق پر شامل ہووے
پس اس نظر سے سعادت کو پانچ قسم پر منقسم کیا پہلے وہ کہ صحت بدن اور سلامتی حواس اور
اعتدال مزاج سے تعلق رکھے دوم جو مال اور مددگاران کے وجود سے متعلق ہو تا اونکے

وسیلہ سے اظہار کرم اور دوستی کا یا ارباب خیر اور دیگر افعال قابل مدح اور تعریف کے صادر ہون
سیوم وہ جو ذکر خیر اور حسن کلام اور نیکنامی سے خلقت مین تعلق رکھے بموجب احسان اور فضیلت
اوسکیکے نیکنامی اوسکی شایع ہو چہارم جو کہ اغراض اور مطلب وائی اہل حاجات سے متعلق ہو —
پنجم وہ جو جودت رای اور صحت فکر اور واقفیت امر صواب کی امور مشورہ طلب مین اور نگہداشت
ارادہ کے خطا سے کل معاملات مین عموماً اور امور دینی مین خصوصاً رکھتا ہو جس شخص کی ذات ان
پانچ اوصاف سے جامع ہوگی وہ سعید کامل ہوگا علی الاطلاق اگر انمین سے کوئی وصف نہین رکھتا
تو اوسیقدر وہ ناقص ہوگا — اور حکیم موصوف کا مقولہ ہے کہ یہہ امر نہایت دشوار ہے کہ بغیر موجودگی
مادہ کے مثل فراخ دستی اور کثرت دوستان اور یاوری طالع کی اوس سے افعال نیک اور اعمال
صالح صادر ہون اور اسی سبب سے ہے کہ حکمت اظہار اپنی شرف مین محتاج ہے ملکداری کے —
اور سعادت منجملہ نعماے آلہی سے ہے کیونکہ یہہ نعمت اور بخشش خاص بارگاہ اوسبحانہ تعالی سے نہایت
اعلی اور اشرف مدارج کے انسان تام کے حق مین مرحمت ہوتی ہے غیر تام انسانونکو مثل طفال
وغیرہ کے اسمین شرکت اور دخل نہین ہے —
اور ایسا ہی حکماء کا اختلاف ہے اسبات مین کہ سعادت عظمی انسان کو ایام حیات مین نصیب ہوتی ہے
یا بعد ممات پہلا فرقہ حکماء متقدمین کا اسبات پر متفق ہے کہ بدن کو سعادت مین کچھ دخل نہین ہے
جب تک کہ نفس انسانی بدن سے متصل ہے اور کدورت طبیعت اور نجاست جسم مین مبتلا ہے اور
حاجات اور ضروریات نے اوسکو بہت کامون کے طرف مشغول کیا ہوا ہے تب تک وہ سعید مطلق
نہین ہو سکتا بلکہ ظلمت ہیولی اور حجاب مادہ کا کہ حاجب کشف حقایق معقولات سے مانع ہے جب ان
کدورات سے مفارقت کریگا اور جہل سے پاک ہوگا تو عین صفائی اور خالص ہونے جوہر امنیہ سے
لایق و قابل انوار آلہی کے ہوکر اطلاق عقل تام کا اوسپر جایز ہوگا پس سعادت حقیقی اونکی نزدیک
بعد از وفات ممکن ہوئی — ارسطاطالیس و دیگر جماعہ جو تابعدار اوسکے ہین اونکا یہہ قول ہے
کہ نہایت قبیح اور نامناسب ہے یہہ امر کہ ہم اسبات پر اقرار کرین کہ کوئی شخص حالت حیات مین
موصوف ہووے اوصاف صواب رای اور نکوکاری سے اور جامع ہو ذات اوسکی فضایل کمال

سے اور دوسرون کے کامل کرنے کی استعداد رکھتا ہو اور بمنصب خلافت رب الکریم کے معزز اور ممتاز ہو
اور انواع موجودات کے اصلاح کرنیمین اپنے وقت عزیز کو صرف کرتا رہے باوجود ان تمام فضیلتون
اور بزرگیون کے پھر وہ شقی اور ناقص رہے اور جب فوت ہوجاے اور سب افعال اور اعمال اسکے
باطل ہوجائین تو اوسوقت سعید تام ہوجاے — بلکہ رای اون حکیمون کی اسبات پر متفق ہے کہ سعادت
کے کئی درجہ اور کئی مراتب ہین اور حسب مقدار کوشش اور سعی کے بتدریج حاصل ہوتی ہین جب
انسان نہایت کے درجہ اور اعلی مرتبہ پر فایز ہوجاے تو سعید تام ہوجائیگا اگرچہ قید حیات مین
ہو جب وہ سعادت تام حاصل ہوجائیگی تو پھر بعد مرنے کے وہ زایل نہین ہوتی — یہہ ہین قول
حکماء متقدمین کی اسباب مین — جب اخرین نے ان دونون راے مین نظر کی اور قواعد اور
قانون حکمت اور عقل سے اسکا مقابلہ کیا تو اونہون نے اسطور پر بیان کیا کہ جب انسان کے واسطے
ایک فضیلت روحانی ہے جو اوس سے ملایک اعلی کے ساتھہ مناسبت رکھتا ہے اور ایک رذیلت جسمانی
ہے کہ جس سے چہارپایون کے ساتھہ مشابہ ہے اور واسطے حاصل کرنے کمال جزو روحانی کے
چند روز تعلق اسکا جزو جسمانی کے ساتھہ اس عالم مین ہے کہ تا اس عرصہ مین اپنے امور کو انتظام
بخش کر تحصیل فضایل کا کرے اور بعد اوسکے بذریعہ جزو روحانی کے عالم علوی کے طرف انتقال
کرے اور ابد الاباد صحبت ملاء اعلی مین رہے — مراد انکی عالم علوی اور سفلی سے بلندی اور
پستی مکان کے نہین جو ظاہر نظر آتی ہے بلکہ جو کہ حس سے محسوس ہوتی ہے وہ سفلی ہے اگرچہ مکان
اوسکا بلند ہو اور جو کہ عقل سے مدرک اور معقول ہے وہ اعلی ہے اگرچہ پست مکان سے ادراک
اوسکا کیا گیا ہے — اور جب تک کہ انسان اس دنیا مین ہے اوسپر اطلاق لفظ سعادت کا اس
شرط سے جایز ہوگا کہ جب اوسکے ذات مین دونون طرح کی فضیلت موجود ہوگی یعنی جو چیزین
کہ سعادت کے حاصل کرنے کے واسطے نافع ہین وہ بھی اوسکو حاصل ہوجائین اور نیز حالت
حیات مین جواہر شریف اور مجردہ کے مطالعہ مین کوشش رکھے اور اونکے ادراک کے موشایق اور
مایل رہے یہہ پہلا مراتبہ مراتب سعادت کا ہے پس جب اس جہان سے انتقال کرے سعادت بدنی
سے مستغنی ہوگا اور سعادت اسکی اوسپر مشاہدہ جمال مقدس علویات کے جو حکمت حقیقی سے مراد

ہی منحصر رہیگی تا مستغرق ذات رب العالمین مین ہوجائیگا اور اوصاف جلال الٰہی سے متصف ہوگا۔
یہہ دوسرا مرتبہ سعادت کا ہی۔ پہلے مرتبہ سعادت کے دو درجہ ہین درجہ اول مین وہ لوگ ہین
کہ جنہین حصایل جسمانی بخوبی موجود ہین اور واسطے ادراک اور حصول فضایل آخروی کے اونکے دلونمین
شوق اور رغبت غالب ہی۔

اعلی درجہ کے وہ لوگ ہین کہ فضایل روحانی اونمین بالفعل حاصل ہین اور بسبب زیادتی کمال
اپنے کے دوسرے آدمیونکے کامل کرنے مین بالذات ملتفت اور دیگر امور عالم مین بالعرض مصروف
ہین اور باوجود اسکے بنظر دلایل قدرت الٰہی اور حصول اطلاع حکمتہای نامتناہی باریتعالی
کے اور حتی الامکان پیروی کرنے اونکی سے خوش اور کامیاب ہین۔ جو شخص ان دونون
قسمونسے بے بہرہ اور محروم ہے اوسمین انسانیت نہین وہ چارپایون کے مرتبہ پر شمار کیا جائیگا
بلکہ اونسے بھی فروتر اولیک کالانعام بل ہم اضل سبیلا گو مثل چارپایونکے ہین بلکہ اونسے بھی گمراہ زیادہ
کیونکہ چارپایون کے لئے یہہ کمال نہین تجویز کیا گیا تا اونکے نفس کو خسیس اور کوتاہ ہمت تصور
کیا جاے بلکہ ہر ایک قسم حیوانات کا بموجب استعداد اصلی اور فطرتی اپنے کے اپنے کمال پر فایز
ہی۔ اور اس فرقہ کے لئے طریق حاصل کرنے کمال کا میسر ہے اور چند وجہ سے ترغیب اور
سیاست بھی اسکے حاصل کرنے کے واسطے انکو دیجاتی ہے اور سامان اور اسباب اسکا بھی مہیا ہے
پھر یہہ فرقہ سستی اور فروگذاشت کرتا ہے بلکہ جو چیزین مخالف اور ضد فضیلتون کے ہین اونکو اپنا
پیشہ مقرر کر رکھا ہے اور تمام عمر مین قوای شریفہ اپنے کو خسیس اور ادنی باتونمین صرف کرتے ہین
پس چارپایون کے لئے عذر محرومی کا تحصیل قرب ارواح مقدسہ اور سعادت اشرف سے واضح
ہی اور یہہ فرقہ مستحق مذمت اور حسرت اور ندامت اور ملامت کا ہی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا
کہ اگر بینا اور نابینا دونون رستہ بھول کر کھوہی مین گرین اگرچہ ہلاک ہونے مین دونون برابر
ہین مگر بینا لایق ملامت اور سرزنش کے ہی اور نابینا معذور پس ظاہر ہوا کہ انسان جبتک اس نسبت
سعادت اوسکے کے دو درجہ ہین پہلا درجہ کے لوگ حسرت اور نقصان سے خالی نہین ہین ہم بسبب
محروم رہنے درجہ اعلی کے اور ہم بنظر مصروف اور مشغول ہونے امور جسمانی مین پس حقیقت مین

ع و گر وہ دانش از ہین کا جو دونون قسمون کمال کو حاصل ہے ۱۲

سعادت اونکی ناقص ہے سعادت تام صاحبان درجہ دوم کے لیے متحقق ہے جو ان معانی سے ذات
اونکی پاک ہے اور روشنی انوار الٰہی سے آراستہ اور منور ہے جو کوئی اس رتبہ پر فایز ہو جاے نہایت
اعلیٰ مرتبہ پر متمکن اور مشرف ہو جائیگا پس اوسکو نہ فراق کسی مطلوب سے اندیشہ اور نہ فوت ہونے کسی
لذت اور نعمت سے افسوس اور حسرت ہوتی ہے بلکہ تمام مال اور نعمتین دنیاوی حتی کہ جسم اور بدن
اوسکا جو سب سے نزدیک اور عزیز ہے اگر کسی عرض زوال مین مبتلا ہو جاے بنظر نجات اور خلاصی اپنی کے
اوسکے تردد سے اوسکو ایک بڑی نعمت اور بخشش الٰہی تصور کرتا ہے اگر کچھ ضرور تا تھوڑا سا تصرف
امور دنیاوی مین وہ کرے تو بنظر قایم رہنے ترکیب بدنی کے جو اوسکے دور کرنے اور شکستہ کرنے
مین اوسکو بسیطر حکا اختیار اور مجال نہین ہے ہوگا پس اس سے کوئی امر برخلاف ارادہ اور مشیت الٰہی
کے صادر نہین ہوتا فریب اور مخالفت طبع کی ہرگز اوسمین اثر پذیر نہوگی پس نہ فوت ہونے مطلوب
اور نہ فقدان محبوب سے اوسکو غم ہوگا اور نہ حصول مراد سے کسیطرح کی خوشی ہوگی —

ایک فصل کتاب سعادت حکیم ارسطاطالیس جو فضایل نفس مین ہے اور ابو عثمان دمشقی نے کمال احتیاط
سے اوسکو یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا اور اوستاد شیخ ابو علی نے بعینہ وہ فصل کتاب الطہارت مین
درج کی اور اوسمین اشارہ ان دونون حال کا ظاہر ہے اور اسمقام مین بھی اوس فصل کو بجنسہ
ذیل مین نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلا مرتبہ مراتب فضایل کا کہ جسکو سعادت کہتے ہین یہ ہے کہ انسان
ارادہ اور تلاش اپنے مصالح اور امور اس عالم ظاہری مین اور وہ امور ظاہری جو نفس اور دل
سے تعلق رکھتے ہین اور جو اوسنے متصل اور مشارک ہین صرف کرے اور تصرف اوسکا احوال محسوسات
مین جو اعتدال سے جو مناسب اون حالات سے ہو متجاوز نہو بلکہ اوسمین اتنی ہی تک طبیعت
انسان کی حرص و ہوا سے پیوستگی رکھتی ہے مگر وہ شخص جو اعتدال نگاہ رکھتا ہے اور افراط سے
تجاوز کرتا ہے اسمقام پر وہ شخص اون چیزون سے جو اسباب حاصل کرنے کے ہین نزدیکتر ہوتا ہے
نسبت اون چیزون کے کہ جن سے پرہیز اور احتراز کرنا واجب ہے کیونکہ امور اوسکے جو ہین تک
تدبیرون پر مبنی اور متوسط ہین فضیلت بلکہ اندازہ قوت فکر سے خارج نہین ہوتے اگرچہ آلودہ ہونے
تصرف محسوسات کے ساتھ

پس دوسرا مرتبہ سعادت کا وہ ہی کہ انسان ارادہ اور ہمت اپنی اوس امر مین صرف کرے
کہ اصلاح حال نفس اور بدن سے بہتر ہی بغیر اسکے کہ حرص و ہوا سے کچھہ تعلق اور پیوستگی ہو اور
جسمانی خواہشون کے طرف التفات ہو مگر بقدر لاچاری اور ضرورت کی پس فضیلت آدمیون کی اس قسم
مرتبہ مین ٹھہرتی جاتی ہے کیونکہ اس قسم مرتبہ کے بہت درجہ ہین ایک دوسرے سی بلند تر اور بسبب کثرت
ان مدارج کا اولاً بسبب اختلاف طبیعتون کے ہوتا ہے اور ثانیاً باعث اختلاف عادات کی اور
ثالثاً بسبب تفاوت مدارج علم اور معرفت اور فہم کے رابعاً بموجب اختلاف ہمتون اور کوششون کے
خامساً حسب تفاوت شوق اور محنت کشی کے - اور نیز کہا ہے بعضون نے کہ اختلاف بخت اور اتفاق
کے باعث اس قسم فضیلت کی آخر مرتبہ سے صرف فضیلت الٰہی کے طرف انتقال ہوتا ہے جو اوس درجہ
مین نہ کسی منتظر کے طرف التفات ہوتی ہے اور نہ کسی حال آیندہ کا خیال اور نہ گذشتہ کی رغبت اور نہ
کسی دوری سی میل اور نہ نزدیکی سے بخل اور نہ کسی حال سے خوف اور اندیشہ اور نہ کسی بات کا شوق
اور محبت اور نہ حظ نفسانی سی کسی حظ کے رغبت لیکن جزو عقلی کے ذریعہ سی فضائل مراتب اعلیٰ
مین متصرف ہوتا ہے اور وہ صرف کرنا ہمت کا ہے امور الٰہی مین اور کوشش اور طلب اون امور
مین بلا توقع اور امید عوض کے یعنی مطلب اوسکا طلب اور تصرف کرنی اون امور مین صرف ذات
اور حقیقت اون امور کی ہے نہ کوئی اور چیز اور یہہ مرتبہ ہی اشخاص انسانی مین مختلف اور متفاوت ہوتا ہے
بموجب اختلاف شوق اور ہمت اور توجہ اور طلب اور قوت طبع اور صحت عقیدہ کی اور ان حالات از
جو مینی اس فصل مین بیان کیے ہین مشابہت ہر ایک کی علۃ اولی کے ساتھہ اور پیروی اوسکی افعال کی
بموجب قدر اور مرتبہ اوس شخص کے ہوتی ہے - آخر کا مرتبہ فضیلت کا وہ ہی کہ آدمیون کے کل افعال
محض افعال الٰہی ہو جائین اور افعال الٰہی خیر محض ہوتے ہین اور جو فعل کہ خیر محض ہوتا ہے سوای ذات
اوس فعل کے فاعل کے نظر مین اور کوئی غرض نہین ہوتی کیونکہ خیر محض عین علت غائی اور بذاتہ مطلوب
اور لائق مقصود ہوتی ہے - اور وہ جو علت غائی ہوگی علی الخصوص جو نہایت نفیس ہو وہ کسی دوسری
چیز کے واسطے نہین ہوتی - پس جب جملہ افعال آدمیون کے محض افعال الٰہی ہوے تو صدور اون
افعال کا عین لب لباب اور حقیقت ذات اوسکی سے جو وہ عقل اسلے ہی ہوگا - اور دیگر بنی خواہشین

اوس سے بھی اور عقبیٰ کے عوارض اور ان خیالات کے عوارض جو ان دونوں نفس و حواشین نفس
سے پیدا ہوتے ہین جب سب فنا اور معدوم ہو جاتے ہین پس اوسوقت اوسکو کوئی ... اور ہم
ماسوائے اوس فعل کے جو عین مطلوب اوسکا ہو باقی نہین رہتا بلکہ تصرف اوسکا افعال مین بعد ...
قصد دوسرے چیز کی ہوتا ہے یعنی غرض اوسکے فعل سے سوای ذات اوسکے نہین ہوتی ...
طریق فعل الٰہی کا - پس یہہ حال آخر مرتبہ اون فضائل کا ہے جو انسان اوسمین ... افعال ابتدا
اول اوسکے ساتھ جو خالق کل کا ہے عز اسمہ جلتا نہ - یعنی اپنی افعال سے طالب سیطرح کی جزا
یا داش اور عوض اور زیادتی کا نہین ہوتا - بلکہ اوسکا فعل عین غرض اوسکی ذات ہے ... فعل
کسی ایسی چیز کے واسطے نہین ہوتا جو اوسکے ذات اور اوسکے فعل کے ذات سے غیر ہو ... فعل
کی عین حقیقت فعل کی ہوتی ہے - اور ذات اوسکی خود وہ ہے جو حقیقت عقل الٰہی کی ہے - واسطے
افعال باریتعالی کے صرف ذات اوسکی کے واسطے ہوتے ہین نہ کسی دوسرے چیز خارجی کے لیے - پس فعل
انسانی اسحالت مین محض خیر اور محض حکمت ہوتے ہین اور غرض اونسے صرف اظہار فعل کا ہوتا ہے نہ کوئی
ایسی غرض کہ جسکا ظہور منظور ہو - اور خاص افعال اللہ تعالی کے یہہ ہی حکم رکھتے ہین کہ اوس چیز کی جانب جو
خارج ذات اوسکی سے ہو قصد اول سے متوجہ نہین یعنی افعال الٰہی واسطے مباشرت کسی چیزون کے
مثل ہم لوگون وغیرہ کے نہین ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تمام افعال اوسکے بسبب حصول امور خارجی اور
تدبیر اون امور کی - اور تدبیر احوال اونکی کے اور قصد اونکی پوری ہونے کی ہوتی - پس امور خارجی
علتین اور اسباب اونکی افعال کا ہوتی - اور یہہ امر شنیع اور قبیح ہے ذات اللہ تعالی کے اس سے
بہت برتر ہے - الا توجہ ذات باریتعالی کی امور خارجی اور ایسے فعل کے طرف جو واسطے تدبیر اور
ترتیب امور خارجی کی ہووے وہ بقصد ثانی ہے اور اوس توجہ کو بھی نہ صرف اوس چیز کے
سبب کیواسطے کرتا ہے بلکہ صرف اپنی ذات مقدس کے لیے کرتا ہے کیونکہ فضیلت ذات باریتعالی کی
اپنی ذات سے ہے نہ باعتبار دوسرے چیزون کے کہ جن پر اوسکا فضل ہے اور سوائے اللہ تعالی کے
جو چیز ہے وہ مفضل علیہ ہے کہ جن پر خدا تعالی کا فضل ہے - اور یہہ ہی طریق اون اشخاص کا جو حق کا
پیروی ذات باریتعالی مین نہایت اعلی رتبہ پر فائز ہین تا بموجب قصد اول کے افعال اونکے ذات

اونکے بیچ ہوتے ہین - کہ وہ عقل الٰہی ہے اور واسطے ذات فعل کے اور اگر وہ ایسا فعل کرے جو سبب فایدہ
اور نفع غیر کا ہو قصد اول مین واسطے اوس غیر کی نکریگا بلکہ غیر کے جانب توجہ قصد ثانی سے ہوگی کیونکہ
فعل اوسکا بموجب قصد اول خاص نفس فعل کے باعث ہوگا یعنی خاص ذات فضیلت اور ذات خیر کی لئے
کیونکہ فعل اوسکا فضیلت اور خیر محض ہے - پس فعل اوسکا بنظر حصول کسی منفعت کے ہوتا ہے اور نہ واسطے دفع
کسی مضرت کے اور نہ واسطے فخر اور اعزاز اور طلب ریاست اور بزرگی کے - یہہ ہی غرض حکمت اور منتہائے
سعادت کا - مگر یہہ بات ہی کہ انسان اس درجہ پر فایز نہین ہوسکتا جب تک کہ جملہ توجہ اور ارادہ اپنا جو ہو
خارجی کے طرف ہی اور دیگر عوارض نفسانی کو بالکل منتفی و نابود نکرے اور جملہ موانعات جو اون عوارض کے
سبب سے پیش آتے ہین وہ بالکل زائل اور مرتفع نہو جائین تا باطن اوسکا شعار الٰہی اور حکمت نامتناہی
سے متملی ہو جائے - اور یہہ نور باطنی تب ممکن ہی کہ جب امور طبعی سے باطن اسکا کما حقہ پاک ہو جائے گا
پس اوسوقت معرفت الٰہی سے روشنی باطن کے حاصل ہوگی اور امور الٰہی پر یقین کامل پیدا ہوگا اور جو چیزین
کہ نفس اور ذات اوسکے مین جو عقل محض ہے حاصل ہونگی وہ مثل قضایا اولے جنکو اوایل عقلی کہتے ہین آسان
ہو جائینگے - مگر یہہ کہ تصور عقل اور فکر اسکیکا اوسحالت مین امور الٰہی کے طرف اور یقین لانا اونپر اچھی طرز اور
شریف طریق پر اور زیادہ تر روشن سلیقہ پر ہو نسبت قضایا اولے سے جنکو اوایل عقلی کہتے ہین -

اس فصل مین اس مقام کے قول ارسطاطالیس کا بیان کیا گیا ہے اور ضمن ان کلمات مین بہت فوایدہ
ہین - واللہ اعلم بالصواب -

جاننا چاہیے کہ جن لوگون کی توجہ اور کوشش بعض اقسام اخلاق کے تہذیب اور آراستگی مین مصروف ہی
اور بعض مین نہین ہے یا ایک وقت مین توجہ کرتے ہین اور ایک وقت نہین کرتے انکو مرتبہ سعادت کا حاصل
نہین ہوتا جیسا کہ تدبیر منزل اور ترتیب مدن مین اگر بعض لوگون کے اصلاح اور انتظام کا خیال کیا جائیگا اور
بعض کا نکیا جائے اور ایک وقت اوسکے انتظام کے جانب توجہ ہو اور ایک وقت نہو تو سلسلہ انتظام اور
تدبیر کا خراب ہو جاتا ہے - حکیم ارسطاطالیس نے اسباب مین مثال بیان کی ہے کہ ایک بلبل کا ظاہر ہونا کسی وقت
مین موسم بہار کے آنے پر دلالت نہین کرتا اور اسیطرح اگر ایکدن معتدل ہو جائے تو وہ آنے موسم اعتدال کے
نشانی نہین ہے - پس طالب سعادت کو چاہیے کہ اوس لذت کا طالب ہو جو کہ سیرت حکمت مین ہے تا اوسکو

اپنے پر لازم پکڑے - اور دوسرے چیزون کے طرف ہرگز میل نہ کرے تاکہ وہ خصلت ثابت اور ہمیشہ کے لیے قایم ہو جاوے - کیونکہ انسان سعید مطلق اوسوقت ہوتا ہے کہ اوسکے سعادت پر زوال اور انتقال کا امکان نہو اور کمی اور انحطاط سے بے غم ہو جاوے - متغیر ہونے احوال اور گردش زمانہ سے اوسمین اثر پیدا نہو - کیونکہ اہل سعادت جب تک کہ اس عالم مین ہے تو وہ گردش فلک اور تصرف طبایع اور سعد و نحس ستارونکی تاثیر مین اور انکے تغیرات کے سبب مصایب اور محنتون کے مقام مین دوسری اپنی ہمجنسون کے ساتھ شریک ہی الا یہہ حالات اسکو اسقدر ذلیل اور شکستہ نکرینگے جیسا کہ دوسرون کو - کیونکہ اسکی ذات مثل دوسرونکے اثر ان حالات کا کم قبول کریگی نہ اضطراب اور بیقراری اسکو لاحق ہوگی اور نہ ناسپاسی اور بیصبری اور اگر بر تقدیر مثل مصایب اور آلام حضرت ایوب ع مین بھی ماخوذ اور مبتلا سختیونکا ہو جائیگا تو حد سعادت سے منحرف نہین ہوگا - اور بدبختون کے افعال کے جانب میل نکریگا - کیونکہ حفظ شجاعت اور شرایط صبر او ثبات قدمی کی جو اوسکو ملکہ ہو گئے ہین اور عاقبت محمود کا وثوق اور نا اندیشہ کرنا عوارض دنیاوی سے جو اوسکے دل پر متمکن ہو گیا ہے واہیات باتون کے طرف میل کرنے سے مانع ہو جاتا ہے - اور اون لوگونسے جو ان فضایل سے موصوف نہین ہین ممتاز کر دیتا ہے - اور جماعت غیر فاضلون کے یا بباعث اپنے ضعف طبع اور غلبہ نامردی کے ان باتونکا اثر ایسا قبول کرتے ہین کہ ظاہرا اضطراب اور واویلا کرنے سے اپنے آپ کو فضیحت مین ڈالتے ہین اور عام لوگون کی تکلیف اور دوستون کی دلسوزی اور دشمنون کی خوشی کا باعث ہوتے ہین - اور یا وہ جو اہل سعادت سے اپنے آپ کو مشابہ کرتے ہین ظاہرا صبر اور سکون تکلف سے بجا لاتے ہین اور باطن مین نہایت درد رسیدہ اور بیقرار ہوتے ہین اور بباعث نادانی اور عدم واقفیت اور نا ہونے یقین سلامتی عاقبت کی حرکات نامناسب اونسے صادر ہوتے ہین بلکہ انکے افعال اور حرکات کی مشابہت حرکات عضو مفلوج سے ہی کہ جب اوسکو یمین کے سمت پر حرکت دین تو شمال کی طرف ہو جاتی ہے - اور برعکس اسکے ایسا ہی اونکا حال ہے جنکی نفس ریاضت کشیدہ اور مہذب نہین ہین وہ تجاوز کرنی حد اعتدال اور میل افراط و تفریط سے محفوظ نہین ہوتے -

حکیم ارسطاطالیس کا قول ہے - کہ سعادت ایک چیز ثابت اور قایم اور نا متغیر ہونے والی ہی - جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور انسان پر بہت طرح کے تغیرات اور تبدلات وارد ہوتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جو شخص

خوشی اور عیش مین رہنے والا ہو وہ سخت مصیبتون مین مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ احوال برناس مین
اشارتاً بیان کیا گیا ہے - اور برناس زبان یونانی مین نام حضرت ایوب پیغمبر ع کا ہے - اگر ایسا شخص
ان مصایب اور سختیون مین فوت ہو جاوے تو اوسکو سعید نہین کہتے - پس اس قیاس کے روسے
کسی آدمی کو سعید نہین کہنا چاہیے جب تک کہ آخر عمر اوسکے کا حال معلوم نہو - یہہ بات بہت مذموم اور
شنیع ہے بعد اسکے حکیم مذکور نے جواب اس شبہہ مین بیان کیا ہے کہ جب خصلت اور سیرت آدمی کی
نیک ہوگی خواہ کیسی ہی حالت اوسپر عارض ہو فعل نیک اور مناسب اوس حال کی اوسکی ذات سے صادر
ہوگا مثل صبر کی حالت مصیبت مین اور سخاوت اور فیاضی حالت فراخ دستی مین اور تحمل ایام فقر و
فاقہ مین تا جملہ حالات مین وہ سعید رہے گا سعادت اوسکی منتقل اور مبدل نہوگی - جب یہہ بات مسلم
ہوئی تو اگر نحوست عظیم اوسپر وارد ہو جائیگی تو صبر اور مدارا سے اوقات گذاری کریگا تا خصلت اوسکی
افزونی سعادت کو حاصل کرے کیونکہ اگر برخلاف اسکے عملین لائیگا تو سعادت اوسکی کدورت ناک اور ناقص
متصور ہوگی اور حالت غم اور اندوہ کے دو چندان ہو کر افعال جمیلہ سے اوسکو باز رکھیگی -
اور جب انسان سعید ہی حالات مصیبت مین افعال جمیل اور نیک صادر ہونگے روشنی اور حسن سعادت
اوسکی کا زیادہ ہوگا کیونکہ مصایب عظیمہ مین تحمل کرنا اور مصیبتونکو ہیچ جاننا جب بعدم اطلاع اور نقصان
فہم سے نہو بلکہ نہایت شجاعت ذاتی اور بزرگی نفس اور علو ہمتی کی سبب ہو تو نہایت عمدہ خصلت ہے - پس
حکیم مذکور کا قول ہے کہ جب اصل وجود خصلت سعید کا صدور افعال جمیلہ پر منحصر ہے تو پس کوئی سعید شقی
نہین ہوتا - کیونکہ کسی حالت مین اوس سے فعل نامناسب سرزد نہوگا - جب یہہ بات متحقق ہوئی تو سعید
ہمیشہ مغبوط ہوگا - اگرچہ جو مصیبتین حضرت ایوب پر وارد ہوئی تھین اوسپر وارد ہو جائینگے کیونکہ کوئی آفت
اور مصیبت سعید کو سعادت اپنی سے منحرف نہین کرتی تمام حالات مین اپنی طریقہ اور خصلت پر قایم رہتا
تا اسمقام تک مقولہ حکیم ارسطاطالیس کا ہے -

جب بیان کیا ہے ہمنے کہ سعادت اوسوقت حاصل ہو سکتی ہے کہ جب اہل سعادت لذت سیرت حکمت سے
بہرہ یاب ہو اب واجب ہوا بیان کرنا اقسام سیرت کا اور تشریح کرنی اوس لذت کی جو سعدا کو حاصل
ہوتا ہے تا قواعد مذکورہ کے ساتھہ وہ منضم ہو کر یہہ باب تمام اور کامل ہو جاوے - پس بیان کرتا ہون مین کہ

کہ جملہ انواع خلقت کی سیرتین بموجب لباطت یعنی مفرد ہونے کے تین نوع پر ہین کیونکہ انکے افعال انکے
علت غائی بہی تین نوع پر ہے - اوّل سیرت لذّت جو علت غائی شہوی کا ہے - دوّم سیرت بزرگی کہ افعال
نفس غضبی کی علت غائی ہے - سوّم سیرت حکمت جو افعال نفس عاقلہ کی علت غائی ہے - اور سیرت حکیم ملکی
سب سیرتون پر اشرف اور اعلی ہے اور وہ شامل ہے بزرگی اور لذّت کو - مگر اوس بزرگی اور لذت کو جو ذاتی
ہین یعنے پائدار ہین نہ اوسکو جو سریع الزوال ہین - برخلاف دونون سیرتین دیگر کے کیونکہ جو کچھہ حکیم سے
صادر ہوگا سب پسندیدہ اور ممدوح ہوگا اور اپنے وضع سے کبہی انتقال نکریگا جب ہر ایک شخص کی لذت اخیر
مطلوب کی حاصل ہونے پر منحصر ہے پس عادل عدل سے لذت پائیگا - اور حکیم حکمت سے - اور جب نفس فاضل کا غایت
مطلوب حصول فضائل مین ہے پس حاصل ہونا اونکا اوسکے نزدیک سب لذّتون سے زیادہ تر لذیذ ہے جب وہ
انتقال اور زوال پذیر نہین ہین تو اونکو ذاتی کہا جائیگا - لیکن شہوت کی لذّت جب کثرت اور تواتر سے عین
درد اور الم کا ہو جاتی ہے تو پس وہ عرضی ہے اور ایسا ہی بزرگی کا حال ہے - اور رسالہ حکیم جب کہ جسمین بیان
کیا ہے یہہ ہے کہ اگرچہ سعادت الٰہی تمام چیزون سے اشرف ہے اور سیرت اوسکی سب لذّتون سے لذیذ
مگر بنظر اظہار فضیلت اوسکے بیان کرنا دیگر سعادات خارجیہ کا بہی ضروری ہوا ورنہ اوسکا شرف مخفی رہتا
اور صاحب سعادت موصوفہ کی یہہ مثال ہوتی جیسا کہ کوئی حاصل سویا ہوا ہو جو فعل اوسکا اوس پر ظاہر نہ
پڑی لیکن اگر حقیقت اوس شرف اور بزرگی پر بخوبی اطلاع ہو جائیگی تو بسبب اظہار آثار اوسکی کے لذت
اوسکی لذت تام اور بالفعل ہو جائیگی اور سرور اونکا سرور حقیقی ہوگا اور ایک ہوگا - طمع کاری اور بہت
واہیات سے اور اسوقت مین وہ محبت اور شوق حصول کمال کا جو اوسکے دل مین ہے حد عشق اور شیفتگی
کو پہونچ جائیگا - اور اسبات کو عار جانیگا کہ بادشاہ عالمیان کو شیطان شکم اور شہوت کا مطیع کرے
یا اشرف چیز سے خدمت اخس چیز کی کرے اور ایسی واہیات لذتون مین مصروف ہووے جنمین حیوانات
بہی اس سے شرکت رکہتے ہین کیونکہ یہہ لذت جیسے ہین تغیر اور زوال پذیر ہے تواتر اور کثرت اوسکی عین موجب
ملالت اور کراہیت کا ہوتا ہے اور لذت عقلی برخلاف اسکی - پس ثابت ہوا کہ لذت عقلی ذاتی ہے اور لذت
حسی عرضی اور جس شخص نے لذت حقیقی ادراک نکی ہو کی کیونکر اوسکے طرف رغبت کریگا اور جب تک
ریاست ذاتی کو معلوم نہین کریگا طالب اوسکا کیونکر ہو سکتا ہے اور ہمچنین جب تک خیر مطلق اور

فضیلت تام پر وقوف حاصل نہ ہوگا نشاط اور خوشی ظہور مین نہ آئیگی - حکماء قدیم کی ایک مثال ہے
کہ بڑے بڑے مکانات اور مسجدون کے پیشانی پر اسکو لکھا کرتے تھے اور وہ یہہ ہے کہ جو فرشتہ دنیا پر
موکل ہے وہ پکارتا ہے کہ دنیا مین خیر یہی ہے اور شر یہی ہے اور ایک ایسی چیز ہے کہ نہ خیر ہے نہ شر جو
کوئی ان تینون کو اچھی طرح جیسا کہ چاہیئے جانیگا وہ میرے سی خلاصی پائیگا اور سلامت رہیگا جو کوئی انکو
نہین شناخت کریگا اونکو بہت خراب حالت سی مین ہلاک کرونگا نہ اسطرحسی کہ یکبارگی اوسکو مار دیا جائیگا
بلکہ اوسکو آہستہ آہستہ ایک مدت دراز مین ہلاک کیا جائیگا - اگر اس مثال کو نظر تامل سے دیکھا جائے
تو معانی اون مسائل پر جو بیان ہو چکے ہین بہت تنبہ پائی جاتی ہے +

شرح لذت سعادت

لذت دو قسم پر ہوتے ہین - ایک فعلی - دوسرے انفعالی - لذت فعلی از روے ظاہری اور مجازی معنی کے
مانند لذت آدمیون کے مجامعت مین و لذت انفعالی مثل لذت نسوان کے مباشرت مین - لذت
انفعالی سریع الزوال ہوتی ہے کیونکہ وارد ہونے حالات مختلفہ سے منتقل اور متبدل ہو جاتی ہے
اور لذت فعلی ذاتی ہوتی ہے اس سبب سی کہ وہ حالات وارد سی اثر قبول نہین کرتے اور نہ متغیر ہوتی ہی
پس کل لذات حیوانی اور حسی حقیقت مین قسم لذات انفعالی سے ہین کیونکہ زوال پذیر ہین اور متبدل و متغیر
ہو جاتے ہین بلکہ بعینہ یہی لذات ایک وقت مین درد اور الم ہو جاتے ہین اور مستکرہ معلوم ہوتے ہین اور
لذت سعادت کی مخالف اسکی ہے کیونکہ وہ ذاتی اور عقلی ہے عرضی اور حسی نہین اور وہ لذت الٰہی ہے
نہ بہیمی پس وہ لذت فعلی ہوئی اور ایسے سبب سی حکماء کہتے ہین کہ لذت صحیح اہل لذت کو درجہ نقصان سے
مرتبہ کمال کو اور بیماری سے صحت کو اور ذلت سی فضیلت کو پہونچا دیتی ہے و حال ابتدائی و انتہائی
ان دونون قسم لذتون کا مختلف ہی لیکن لذت حسی ابتدا مین طبیعت مین نہایت مرغوب ہوتی ہی
اور بموجب غلبہ قوت حیوانی کے زیادتی اوسکی ہوتی رہتی ہے جب کثرت اور مداومت عمل مین آوے
اور طبع عادت پذیر ہو جائے تو شی قبیح اور زشت بھی اسکے انکھون مین حسین اور جمیل دکھلائی دیتی
ہے جب غایت کی درجہ کو پہونچے تو وہ لذت بالکل دور ہو جاتی ہے اور نظر مین زشت اور قبیح معلوم

ہوکر اوسوقت بد انجامی اوسکی خیال مین گذرتی ہے پس اسحالت مین اسکا کوئی بدلہ او عوض نظر
نہین آتا - اور لذت عقلی حالت ابتدائی اور انتہائی مین مخالف اس لذت کی ہے کیونکہ ابتدا
مین یہہ لذت طبع کو ایک گونہ ناخوش اور مکروہ معلوم ہوتی ہے صبر اور ریاضت اور ثبات قدمی
کی سبب اوس پر قیام رہتا ہے بعد حصول صفائی اور کشف کی روشنی حسن اور شرف اور فضل اوسکیکا
اسپر پرتو انداز ہوتا ہے اور وہ لذات جو ماسوائے ان لذات کی ہین معلوم ہونی شروع ہوتی ہین اور حسن
عاقبت اور معاد حقیقی کا نظر آتا ہے اور ایسی سبب سے بنی نوع انسان مین ابتدائے عمر مین مان باپ
کی تادیب کی احتیاج ہوتی ہے اور بعد اوسکے تہذیب اخلاق اور درستی عقیدہ اور اختیار کرنا طریق کا
بموجب طریقہ حکمت کی جب اس مرتبہ پر فائز ہو جائے - اگر اس سیرت کو لازم پکڑکے پیروی اسکی کرے
اس وجہ پر کہ موجب حصول سعادت کا ہو تو تربیت کامل حاصل کریگا - جب یہہ بات ثابت ہوئی
کہ لذت سعادت کی لذت فعلی ہے پس جیسا کہ لذت انفعالی کی خاصیت ہے کہ دوسرے چیز سے
اثر اور فیضان قبول کرے تو اسیطرح لذت فعلی کا خاصہ ہے کہ اپنی ذات سے دوسرے چیز کو اثر اور
فیضان بخشے - اس تقریر سے معلوم ہوا کہ سعادت مستلزم بخشش کے ہے کیونکہ کمال لذت سعادت کا اظہار
فضیلت اور حکمت مین ہے جیسا کہ افراط لذت کاتب خوش خط کا اظہار کتابت مین اور کمال لذت
آدمی خوش الحان کا آواز مین ہوتا ہے اور بباعث اسکے کہ فیض اور جود انسان سعید کا جو تکمیل غیر کے
ہے سب نعمتون سے افضل اور اشرف ہے تو لذت اوسکی بھی تمام لذتون سے اعلی اور عمدہ ہوگی اور طرفہ
بات یہہ ہے کہ اس فیض اور جود حقیقی کے باوجود شرف اور علو رتبہ کے ایک خاصیت ضد خاصیت فیض مجازی کے
ہے کیونکہ دولت اور حشمت دنیاوی خرچ سے کم ہو جاتی ہے خزاین اور ذخیرہ خالی ہو جاتے ہین اور اس دولت کو
جسقدر زیادہ صرف کیا جائے اوسیقدر جمعیت اور ذخیرہ اسکا افزون ہوتا ہے نقصان سے بالکل محفوظ ہے
اور باوجود اسکے نعمتین دنیاوی اور مجازی محل تلف اور تباہ ہونے اور تسلط دشمنان اور مخالفان مین
ہین اور نعمتین حقیقی ان آفات سے بالکل محفوظ - جب حاصل لذت سعادت کا معلوم ہوا تو بیخ شقاوت کا جو
ضد سعادت کی ہے اور درد حسرت اور ندامت محرومیت ایسی نعمت کا خود واضح ہو سکتا ہے - اور حکما کا
اختلاف ہے اس باب مین کہ آیا سعادت ممدوح ہے یا نہین - حکیم ارسطاطالیس کا قول ہے - کہ جو چیز بنات

اور اعلی درجہ فضل اور شرف کو پہونچے اوسکی مدح نہین کرنی چاہئے بلکہ دوسرے چیزون کی مدح اوسکے طفیل کرنی چاہئے۔ نظیر اسکے ذات واحد لاشریک اور خیر محض جو فیض ذات مقدس اوسکیکا ہے کیونکہ مدح دوسرے چیزون کے بطفیل اور نسبت کرنے سے ذات تعالی اور یا متصف ہونے سے اوسکے وصف خیر کی ہوگی اور خاص ذات پاک اللہ تعالی کی مدح سے بلند اور اعلی ہے پس ذات پاک اوسکیکے بزرگی اور تمجید کرنی چاہئے نہ مدح۔ اور جب سعادت قسم خیر سے ہے کیونکہ ایک امر الٰہی ہے تو لایق بزرگی کے ہی اور اندازہ مدح سے بلند اور آدمیون کو بسبب وصف سعادت یا اوس وصف کے کہ ذریعہ حصول سعادت کا ہو مدح کرنی چاہئے چنانچہ وصف عدالت سے جو باعث حصول سعادت کا ہی آدمی کی مدح کیجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ سعادت مفید مدح کے ہی نہ قابل مدح کے۔ واللہ اعلم بالصواب +

قسم دویم مقاصد کی بیان مین اور یہہ دس فصلون پر مشتمل ہے

پہلی فصل تعریف اور حقیقت خلق اور بیان اسبات کا کہ تغیر اخلاق کا ممکن ہے

خلق ایک ملکہ ہے نفس کے لئے جو اوسکے سبب سے افعال اوس سے سہل اور آسان بلا احتیاج فکر اور تامل کے صادر ہوتے ہین۔ اور حکمت نظری مین یہہ بات واضح ہو چکی ہے کہ کیفیات نفسانی سے جو چیز سریع الزوال ہے اوسکو حال کہتے ہین اور جو بطی الزوال ہے اوسکو ملکہ کہتے ہین پس ملکہ ایک کیفیت ہے کیفیات نفسانی سے یہہ تعریف خلق کی ہے۔ علت اوسکی یعنی سبب وجود اوسکیکا نفس مین دو چیزین ہین۔ ایک طبیعت۔ دوسرا عادت۔ طبیعت اسیطرح پر ہوتی ہے کہ اصل مزاج کسی شخص کی ایسا تقاضا کرے جو مستعد ایک حالت کی ہو حالات سے مثل اوس شخص کے کہ ادنی سبب سے قوت غضبی اوسکی حرکت مین آوے یا وہ کہ تھوڑا سا آوازہ جو اوسکے کانون مین ہو پہنچے یا کوئی جز قدرے اندیشہ ناک سنے خوف اور بیدلی اوسپر غالب ہو جائے۔ یا وہ جو کسی تھوڑی ایسی حرکت سے جو موجب تعجب کا ہو سے بہت بے تکلف اوسپر غلبہ کرے۔ یا وہ کوئی جو کسی ضعیف سبب سے غم اور دلتنگی بہت اوسپر وارد ہو جائے۔ الا عادت وہ ہے جو پہلے فکر اور تامل سے کسی کام کو اختیار کیا جائے۔

اور شروع اوسکا تکلف سے ہوتا اوسمین کثرت اور تواتر اور فرسودگی سے اوس کام کے ساتھہ الفت
ہوجائے اور بعد الفت پکڑنے کے وہ کام آسانی سے بغیر صرف کرنے فکر کے اوس سے صادر ہو
تا اوسکے حق مین ایک خلق ہوجاے - اور متقدمین کا اختلاف ہے اسباب مین کہ خلق نفس حیوانی
کے خواص مین سے ہے یا نفس ناطقہ کو اسکے لزوم مین شرکت ہے اور ویسا ہی اختلاف کیا ہے -
اس امر مین کہ خلق ہر ایک شخص کا اوسکے ذات مین طبیعی ہوتا ہے یعنی ممتنع الزوال مثل گرمی آگ کے
یا غیر طبیعی ہوتا ہے - ایک قوم کا مقولہ ہے کہ بعض اخلاق طبیعی ہوتے ہین اور بعض دوسرے سببون سے
پیدا ہوتے ہین اور کثرت استعمال کے سبب سے مثل خلق طبیعی کے محکم ہوجاتے ہین -
اور ایک گروہ کا قول ہے کہ جملہ اخلاق طبیعی ہوتے ہین انتقال اونسے ناممکن ہے - اور ایک جماعت کا یہہ
قول ہے کہ کوئی خلق نہ طبیعی ہے اور نہ مخالف طبیعت کی بلکہ آدمی کو ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ جس خلق کو پیدا کرنا
چاہے حاصل کرسکتا ہے بآسانی یا بدشواری وہ خلق جو موافق خواہش مزاج اوسکے ہو چنانچہ مثالین مذکور
مین بیان کیا گیا ہے اوسکو آسانی سے اور جو مخالف اوسکے ہو اوسکو دشواری سے - اور ہر خلق جو طبیعت
ایک قسم کے آدمیون مین غالب ہوتا ہے سبب اوسکا ابتداے مین ارادہ ہوتا ہے - مداومت اور کثرت
استعمال کے سبب ملکہ ہوجاتا ہے - اب تینون مذہبون سے اخیر کا مذہب حق ہے کیونکہ ظاہر مشاہدہ کیا گیا
کہ لڑکے اور جوان پرورش اور ہمنشینی یا مشاہدہ اور لزوم انس اون لوگون کے سے جو ایک کسی خلق
سے وہ نامزد مین وہ ہی خلق پکڑ لیتے ہین اگرچہ وہ پہلے کسی اور خلق سے موصوف ہون - مذہب اول
و دوم باطل کرنے والا قوت فکر اور تمیز کا اور رد کرنیوالا انواع تادیب اور سیاست کا
اور بطلان کرتا ہے احکام شرائع اور دینیات کو بیکار اور سست کرتا ہے نوع انسان کو تعلیم اور تربیت
سے تا ہر شخص بموجب خواہش طبع اپنی کے عمل کرے اور یہہ دونون مذہب انتظام اور بقاء نوع انسان کو
دور کرنیوالے ہین - کذب اور قباحت اسبات کی ظاہر ہے - ارباب مذہب اول مین سے ایک جماعت
حکماء کی جنکو دہریان کہتے ہین اونکا قول ہے کہ جملہ انسانون کو ابتداے پیدایش مین نیک طبیعت پر پیدا
کیا گیا ہے ہمصحبتی شریرون اور کثرت ارتکاب شہوات اور نا ہونے تادیب اور زجر کے بری باتون سے
اوس نوبت کو پہونچ جاتے ہین کہ نیک و بد امورین فکر نہین کرتے اور جسطرح سے جو قابو پاوین مطلوب اور

مرغوب اپنا حاصل کرتے ہین تا آہستہ آہستہ عادت بدی کی ان مین محکم اور راسخ ہو جاتی ہے -
ایک گروہ حکما کا جو پہلے انسی ہوا ہے اونکا یہہ قول ہے کہ نوع انسان کو خاک سفلی اور میل و حرکت
طبایع سے پیدا کیا تمام جہان کے کدورات اسکے مادہ وجود مین صرف کی گئے ہین ایسی سبب سے
اصل طبیعت مین شر اور بدی انمین متمکن ہے نیکی کا قبول کرنا تعلیم اور تادیب کے سبب سے کرتے ہین
بعضی انمین سے جو نہایت شریر ہین تادیب سے بھی اصلاح پذیر نہین ہوتے اور بعضی جو اصلاح پذیر ہین اگر
ابتدائے نشو و نما سے اہل فضیلت اور نیک آدمیون کے ساتھ نشست رکھین تو نیک ہو جاتے ہین
ورنہ اپنے اصلی طبیعت پر قایم رہتے ہین +

جالینوس کا مذہب یہہ ہے کہ بعض آدمی بالطبع نیک ہین اور بعضی بالطبع شریر اور باقی متوسط ہین - ان
دونون حالات مین اور لایق ہین ان دونون وصفون کے قبول کرنے کے اور ہر دو مذہب اول کو
باطل کیا ہے اس دلیل سے کہ اگر جملہ مردم اصل پیدایش مین نیک ہون اور بدی کے طرف کسبے انتقال
کرتے ہین تو بالضرور حاصل کرنا شر کا یا اپنے ذات سے کرینگے یا غیر سے اگر اپنی ذات سے کرینگے پس
ایسی قوت انمین ہوئی جو پیدا کرنے والے شر کی ہے جب ایسا ہوا تو بالطبع نیک نہ ہوئی بلکہ شریر ہوئے
اگر انمین قوت شر کی بھی ہے اور قوت خیر کی بھی ہے الا قوت شر کی غالب ہے قوت خیر پر تو بھی لازم
آتا ہے کہ شریر بالطبع ہون - لیکن اگر شر غیر سے حاصل کرتے ہین تو وہ غیر جو بالطبع خیر سے شریر ہوئے
پس ثابت ہوا کہ تمام آدمی بالطبع نیک نہین ہوتے - اور یہی دلیل بعینہ باطل کرتی ہے اوس قول کو
جو تمام آدمی بالطبع شریر ہوتے ہین ——— جب ان دونون مذہبون کو باطل کر کے
مذہب ایک کو ثابت کیا تو کہا کہ ظاہر اشخاص سے ہم دیکھتے ہین - کہ بعضون کی طبیعت
نیکی کے طرف تقاضا کرتی ہے اور کسی وجہ نیکی سے انتقال نہین کرتی - اور ایسے لوگ تھوڑے
ہین اور بعضون کی طبیعت بدی کا تقاضا کرتی ہے کسیطرح سے نیکی کو قبول نہین کرتی یہہ لوگ بہت
ہین - اور باقی درمیانی حالت پر ہین جو ہم نشینی نیکون سے نیک ہو جاتے ہین اور ہم صحبتی
شریرون سے شریر +

اور حکیم ارسطاطالیس نے کتاب اخلاق اور کتاب مقولات مین بیان کیا ہے کہ شریر لوگ تعلیم

اور تادیب سے نیک ہو جاتے ہین اگرچہ یہہ حکم عام نہین ہے الا تکرار وعظ اور نصیحت کا اور متواتر
ہونا تہذیب اور تادیب اور مواخذہ سیاستہا سے پسندیدہ کا البتہ کچھہ اثر پیدا کر دیتا ہے پس ایک
مالسا گروہ ہوتا ہے کہ بہت جلد آداب قبول کرتے ہین اور اثر فضیلت کا بلا توقف و درنگ انمین
ظاہر ہو جاتا ہے - اور ایک لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لزوم فضائل اور تادیب اور راستی سے مدون
حرکت انکی درنگ اور دیر سے ہوتی ہے -

حکماء متاخرین کی دلیل اسبات پر کہ کوئی خلق طبعی نہین یہہ ہے کہ ہر خلق تغیر کو قبول کرتا ہے اور جو چیز
تغیر قبول کرتی ہے وہ طبعی نہین ہوتی - نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ کوئی خلق طبعی نہین ہوتا اور یہہ قیاس صحیح ہے
اور بصورت ضرب دوم کے شکل اول سے - صدق مقدمہ صغری کا اوس بیان سے جو پہلے گزر چکا ہین
مشاہدہ حال آدمیونکا اور واجب ہونا تادیب نوعمر لوگونکا اور نیکی احکام دین کی جو بیاسنت الہی سے
ظاہر ہے - اور مقدمہ کبری بہی اپنی ذات مین عیان ہے - کیونکہ ضرور ہر ایک شخص جانتا ہے تقاضا ہے
طبع پانی کا کہ اسفل کے جانب میل اوسکی ہے یہہ ہرگز متغیر نہین ہوتا کسی دوسری طرف مایل کیسے
- اور آگ کی طبع کو وصف جلالی سے کوئی متبدل نہین کر سکتا - اور ہمچنین دیگر امور طبعی کا یہہ ہی حال ہے
پس اگر خلق طبعی ہوتی تو دانشمند لوگ تادیب لڑکونکے اور تہذیب جوانونکی اور درستی عادات اور اخلاق
انکی کے نفرماتے - اور ان باتون پر اقدام نہ کرتی - اگر کوئی شخص اخلاق اور احوال لڑکون مین تامل کے
نظر سے دیکھے خصوصاً وہ لڑکے جو اونکو غلام بنا کر کہین سے کہین لیجاتے ہین تو یہہ حال بخوبی اوسپر روشن
ہو جاے - لڑکا ابتدائے پیدایش مین اپنا اصلی مقتضائے طبیعت کا ظاہر کرتا ہے - کیونکہ قوت فکر اوسکے
اس درجہ تک فایز نہین ہوتی کہ احوال اور ارادہ اپنی کو حیلہ اور مکر سے پوشیدہ رکھے جیسا کہ دوسرے
لوگ جو صاحب عقل اور فکر کے ہوتے ہین کہ جو چیز قبیح ہو اوسکو مخفی رکھتے ہین اور جو چیز مستحسن ہو اوسکو
تکلف سے دکھلاتے ہین - اور لڑکون مین یہہ بات ظاہر ہے کہ بعضی آسانی سے مستعد قبول کرنے آداب کے
ہوتے ہین اور بعضی دشواری سے اور بعض کی طبیعت قبول کرنے ادب سے متنفر ہوتی ہے - اور انکی
مزاجون کی اقتضا مثل حیا اور بیحیائی اور سخاوت اور بخل و سخت دلی و نرم دلی وغیرہ احوال قہر
صادر ہوتی ہین اور بعد اسکے بعضی اون باتون کو جو مبادی حالات کی ہین آسانی سے قبول کرتے ہین

اور بعضی دشواری سے اور بعضی ممکن القبول اور بعضی ممتنع التبدل - تا منجملہ انکے بعضی نیک نکل آتے ہین اور بعضی شریر اور بعضی متوسط - جب مناسبت رکھتی ہین حالات خلق کے صورت پیدائش کے ساتھہ کہ جیسا کوئی شکل دوسرے شکل سے مشابہ نہین ہی ویسا ہی کوئی خلق دوسری خلق کی مناسب نہین پایا جاتا - اگر سیاست اور تادیب مین سستی کرین اور عنان اختیار ہر ایک کے طبیعت کی ہاتھہ دئی جاوے تو تمام عمر اوسحالت پر جو اصل پیدائش مین مقتضائے مزاج اوسکی ہے یا کسی اتفاق سے اوسکو عارض ہوئی ہے قایم رہیگا - بعضی قید غصہ مین - اور بعضی دام شہوت مین - اور بعضی حرص وہوا کے مبتلا - اور بعضی تکبر اور غرور مین گرفتار - الاستودب اول عموماً سب جماعت انسانونکا شریعت الٰہی ہے - اور مودب ثانی خصوصاً ارباب تمیز اور ذہن سلیم کے لیئے حکمت ہی تا مراتب حکمت سی مدارج کمال پر فایز ہون - پس واجب ہی والدین پر کہ پہلے اپنے فرزندون کو شریعت الٰہی کی پابند کرین اور انواع تادیب اور سیاستون سے اونکے عادات کے اصلاح کرین وہ جماعت جو پارسا پیٹ اور سرزنش کے مستحق ہون تو تہوڑا سا بقدر ضرورت تادیب اونکے لیئے اس قسم کی سیاست بہی لازم سمجہین - اور جو گروہ اونمین سی بذریعہ وعدہ ہا انعام اور بخشش کے اصلاح پر آسکے تو اونکے لیئے یہہ باتین عمل مین لائین - الغرض کہ انکو جبراً یا اختیاراً جسطرح ہوسکے آداب ستودہ اور عادات پسندیدہ پر رکہین تا ان باتون کو ملکہ کر لین اور جب کمال عقلی پر فایز ہون تو ان عادات پسندیدہ کے ثمرات سی بہرہ یاب ہون اور اسباب کے دلیل کو سمجہین کہ جس طریق پر ہمکو تربیت دی گئی ہے وہ راست اور درست طریقہ ہے - اگر بڑی درجہ اور بڑی سعادت کا استحقاق رکہین گے تو آسان اون پر فایز ہو جاینگے - انشاء اللہ تعالے وہو ولی التوفیق +

دوسری فصل اس بیان مین کہ صناعت تہذیب اخلاق کی سب صناعات سی شریف تر ہے

شرف اوس صناعت کا جو متضمن ہے اوپر اصلاح ایک موجود کے موجودات سی موجب شرف اوس موجود کے ہوتا ہے اپنے ذات مین اور یہہ بات قیاس عقلمندون پر بخوبی ظاہر اور ہویدا ہے کیونکہ

فن طب کا جو غرض اوس سے اصلاح بدن انسانی کی ہے شریف ہے صناعت دباغت جو نوع
اوس سے اصلاح کرنے پوست حیوانات مردہ کی ہے - جب تمام موجودات سے نوع انسان کا شریف تر
ہے جیسا کہ علوم نظری مین ظاہر ہو چکا ہے اور ہمنے چوتھی فصل قسم اول مین بیان کیا ہے -
وجود ذہنی نوع انسان کا قدرت اور صنع خالق جل وعلی کے متعلق ہے اور آراستگی وجود اور کمال جوہر اوسکی
فکر اور تامل اور تدبیر اور ارادہ اوسکے پر منوط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین - جب کمال ہر چیز کا منحصر ہے
اسباب پر کہ خاص فعل اوسکا اوسکے ذات کے کامل طور پر صادر ہو اور در صورت قصور صدور فعل سے
ناقص متصور ہوگا جیسا کہ گھوڑے اور تلوار کے حال مین ہمنے بیان کیا تھا کہ اگر اوسکے اندر یہ طبیعت
اوسکی صادر نہوگی تو مثل گدھے کے بار برداری کے لائق ہوگا - یا مثل گوسفند کے ذبح کے قابل -
اور اظہار خاصیت انسان کا جو اوسکے خاص افعال سے صدور کا باعث ہوتا ہے اور اوسکے اخلاق کو
پہونچے بغیر وسیلہ صناعت تہذیب اخلاق کی نہین ہو سکتا - پس وہ صناعت کہ جسکے ذریعہ سے کمال کرنا
اشرف موجودات اس عالم کا ہے وہ تمام صناعات اس جہان سے اشرف ہوگی ٭

اور جاننا چاہیئے کہ اشخاص ہر ایک قسم مین اقسام حیوانات سے بلکہ اقسام موجودات سے تفاوت
فاحش ہے کیونکہ گھوڑا چالاک عربی بالوسعت پالانی سے اور تلوار ہندی بنات مصقول سے اور لوہا نرم اور
زنگار خوردہ کے ساتھ مساوی نہین ہو سکتے - اور افراد انسانی مین تفاوت اکثر ہے بلکہ کسی
کسی قسم مین اقسام موجودات سے اوسقدر اختلاف اور مغایرت نہین ہے جو نوع انسانی مین ہے قول اوس
شاعر مین جو کہا ہے اوسنے شعر ولا ارى امثال الرجال تفاوتا ٭ لدى المجد حتى عد الف بواحد ٭ -
اگرچہ مبالغہ بہت سمجھا جاتا ہے ولیکن حقیقت مین مقصر رہا ہے کیونکہ نوع انسان مین ایک شخص ایسا پایا جاتا ہے
جو تمام موجودات سے اخس ہے - اور ایک شخص ایسا پایا جاتا ہے جو تمام موجودات سے افضل اور اشرف ہے
اور اس فن کے وسیلہ سے یہہ بات ہو سکتی ہے کہ ادنی مراتب انسانی کو اعلی مدارج پر پہونچا دین جو جب
اسکی استعداد اور مقدار صلاحیت اوسکے لیئے کمال پیدا کرنے کے لائق نہین ہوتے
جیسا کہ بیان کیا گیا ہے - پس وہ فن اور صناعت کہ جسکے ذریعہ سے اخس موجودات کو اشرف کا قائم مقام
بنایا جاوے کیا شریف صناعت ہوگی اس باب مین اسقدر بیان کرنا کافی تھا تمام حد طوالت ہے

نہ ہوئے اور اللہ تعالی ہے میسر کرنیوالا خیرات کا اور توفیق بخشنے والا حسنات کا ❊

تیسری فصل شمار اور حصر کرنی اجناس فضایل مین جو مکارم اخلاق کے اس سے عبارت ہے

بیان احوال نفس ناطقہ مین مقرر ہو چکا ہے کہ نفس انسانی کے لیے تین قوتین متباین ہین جو ان قوتون کے اعتبار سے افعال اور آثار مختلف بمشارکت ارادہ کے اس سے صادر ہوتے ہین جب ایک ان قوتون مین دوسرے پر غالب ہو جاے تو دوسرے قوتین مغلوب یا مفقود ہو جاتے ہین - پہلی قوت ناطقہ جسکو نفس ملکی کہتے ہین اور وہ مبدا ہے نکر اور تمیز اور شوق نظر کرنیکا حقایق امور مین - دوسرے قوت غضبی جسکو نفس سبعی کہتے ہین اور وہ مبدا ہے غضب اور دلیری اور اقدام کرنیکا خوفناک جگہہ پر اور شایق ہے متصرف ہونے اور بلندی اور زیادتی جاہ کا - تیسرے قوت شہوانی جسکو نفس بہیمی کہتے ہین وہ مبدا ہے شہوات اور طلب غذا اور شوق حصول لذات کا کہانے پینے اور مجامعت والے چیزون سے جیسا کہ پہلے قسم مین اس کا اشارہ کیا گیا ہے -

پس تعداد اجناس فضایل بموجب تعداد ان قوتون کے ہے کیونکہ جسوقت حرکت نفس ناطقہ کی اپنے ذات مین بمقدار اعتدال ہوگی اور شوق اوسکا واسطے حاصل کرنے حقایق یقینی کے ہوگا نہ وہ حقایق کہ جنکی یقین ہونیکا گمان ہو اور اصل مین جہل محض ہون تو اوس حرکت سے فضیلت علم کی پیدا ہوگی اور بمتابعت اسکے فضیلت حکمت کی لازم آتی ہے - اور جسوقت کہ نفس سبعی کی حرکت اعتدال پر ہوتی ہے اور وہ فرمان بردار ہوتا ہے نفس عاقلہ کا اور جو کچھہ کہ نفس عاقلہ اوسکا حصہ مقرر کرے اوسپر قناعت کرے اور اپنے حالات مین اور حرکت بیجا مین اور حد مناسب سے تجاوز نہ کرے تو اس حرکت سے نفس کے لیے فضیلت حلم کی پیدا ہوتی ہے اور بمتابعت اسکے فضیلت شجاعت کی لازم آتی ہے - اور جسوقت نفس بہیمی کی حرکت اعتدال پر ہووے اور مطیع ہووے نفس ناطقہ کا اور جو کچھہ نفس عاقلہ نصیب اور حصہ اوسکا مقرر کردے اوسی پر بس کرے اور اپنے حرص و ہوا کے پیروی مین نفس عاقلہ سے مخالفت نہ کرے تو اس حرکت سے فضیلت عفت کی پیدا ہوتی ہے اور بمتابعت اسکے فضیلت سخاوت کی لازم آتی ہے - جب یہہ تینون قسم کی فضیلت حاصل ہو جاے

اور یہہ تینون باہمدیگر مختلط اور صلح پذیر ہو جاوین تو ان تینون کے مرکب ہونے سے ایک ایسی حالت
متشابہ پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام اور کمال ہونا فضائل مذکورہ کا اوسحالت متشابہ سے ہوتا ہے تو
اوسکو فضیلت عدالت کہتے ہین اور اسی سبب سے جملہ حکماء متقدمین اور متاخرین کا اسبات پر
اتفاق اور اجتماع ہے کہ اجناس فضائل کے چار ہین حکمت شجاعت عفت عدالت
اور کوئی شخص تعریف اور فخر کا مستحق نہین ہوتا مگر بسبب ایک کے ان چارون فضیلتون سے یا چارونے
کیونکہ جو لوگ شرف نسبت اور بزرگی خاندان سے فخر کرتے ہین تو مرجع اور اصل اوسکا یہہ ہی ہے
کہ باپ دادا اور بزرگان اون مین سے کوئی اون اوصاف اور فضائل سے موصوف ہو چکا ہی
اور اگر کوئی شخص تکبر اور تغلب یا کثرت مال سے فخر کرے تو وہ اہل عقل کے نزدیک پذیرائی نہین ہے
پہلے اس سے ایک دوسری طرز عبارت سے بیان کیا گیا ہے کہ نفس کے لیئے دو قوت ہین - ایک
ادراک بالذات - اور دوئم تحریک بالآلات - اور ہر ایک کی ان دونون قوتون سے دو
شاخین ہین - قوت ادراک کی - قوت نظری - اور قوت عملی - اور قوت تحریک کے - قوت دفع یعنے
غضبی - اور قوت جذب - یعنی قوت شہوی - پس اس اعتبار سے چار قوتین ہوئین - جب تصرف
ہر ایک کا اپنے مقامات مین اعتدال کے طور پر جیسا کہ چاہیے اور جسقدر لایق ہے بلا افراط اور تفریط
ہوگا تو ایک فضیلت پیدا ہو جائیگی پس فضائل بھی چار ہوئے - ایک تہذیب قوت نظری سے اور وہ
حکمت ہی - دوئم تہذیب قوت عملی سے اور وہ عدالت ہی - سوئم تہذیب قوت غضبی سے اور وہ
شجاعت ہی - چہارم تہذیب قوت شہوی سے وہ عفت ہی - جب کہ قوت عملی کا وہ ہے جو اوسکے
مقدمات اون امور مین جو عمل سے تعلق رکھتے ہین کما حقہ اور کما ینبغی ہووین اور حصول ان فضائل کا
عمل سے تعلق رکھتا ہے اسی سبب سے حصول عدالت کا ان تینون فضائل دیگر کے حصول پر موقوف ہی
جیسا کہ اعتبار اول مین بیان کیا گیا ہے - اسجگہہ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حکماء نے
تقسیم کیا ہے حکمت نظری اور عملی سے اور پھر حکمت عملی کو تین نوع پر جو ایک اونمین سے مشتمل ہے اوپر
فضائل چہارگانہ کے جو منجملہ اونکے ایک حکمت ہی پس حکمت ایک قسم ہوئی اقسام حکمت سے - تقسیم
شے کی اپنی ذات کے طرف لازم آئی - جواب اس اعتراض کا اسطرح پر ہے کہ جب کہ عمل کو علم کے

ساتھہ تعلق ہے اور اسیے سبب سی اقسام علوم مین وہ قسم جو مشتمل تہا اوپر علم اون امور کے
جو وجود اونکا تصرف عالم کے ساتھہ تعلق رکہتا ہے نام اوسکا قسم عملی رکہا گیا ہے ویسا ہی
علم کو عمل کے ساتھہ تعلق ہے کیونکہ علم اون امور سے ہی جو وجود اونکا تصرف عالم کے ساتھہ
تعلق رکہتا ہے پس اس سبب سی حاصل کرنا اصل حکمت کا ایک قسم اقسام حکمت عملی سی ہوا
تا جیسا کہ عدالت قسم حکمت سی ہے اور حکمت قسم عدالت سی — یا اسطرح پر ہو کہ مراد حکمت سی
اس مقام مین استعمال کرنا عقل عملی کا ہے جیسا کہ چاہیئے اور اسکو حکمت عملی بہی کہتے ہین —
بسبب مختلف ہونے اعتبارات کی خلل تقسیم کا زائل ہوا اور شک مرتفع ہوئی — اور ہر ایک
فضیلت ان فضایل سے صاحب فضیلت کو مستحق مدح کا کرتی ہے اس شرط سے کہ وہ فضیلت
اسکی ذات سی غیر کے طرف تجاوز کرے کیونکہ جب تک اثر اوس فضیلت کا تنہا اوسکے ذات
مین ہو اور غیر کو فیض اوسکا نہ پہونچے تو باعث استحقاق مدح کا نہین ہوتا مثل اوس صاحب سخاوت
کے جو سخاوت اوسکی ذات سی غیر کے طرف متجاوز نہوئی اوسکو متفاق کہین گے نہ سخی —
اور اہل شجاعت جو اسی صفت کا ہوگا اوسکو غیور کہین گے نہ شجاع — اور صاحب حکمت کو
مستبصر کہین گے نہ حکیم — الا جب فضیلت عام ہوگی اور اثر فیض اوسکا غیر تک پہونچیگا
تو البتہ سبب خوف اور امید دوسرونکا ہوگا — پس سخاوت سبب امید کا ہوتی ہے — اور شجاعت
سبب خوف کا — مگر دنیا مین کیونکہ یہ دونون فضیلتین نفس حیوانی فانی سے تعلق رکہتے ہین — اور علم
ہم سبب امید کا ہی اور ہم سبب خوف کا دنیا مین بہی اور عاقبت مین بہی — کیونکہ یہہ فضیلت نفس ملکی
باقی سے تعلق رکہتی ہے — جب امید اور خوف جو سبب سرداری اور بزرگی کا ہین حاصل ہو جاتے
تو مدح اہل فضیلت کی لازم ہوتی ہے —

تعریف ان فضائل مین بیان کیا ہے کہ حکمت وہ چیز ہے کہ ہر ایک موجود کے معرفت حاصل ہو جاتے
جب کہ موجودات یا الہی ہین یا انسانی پس حکمت دو نوع پر ہوئی — ایک لایق جاننے کی — اور دوسرا
لایق کرنیکی یعنی نظری و عملی —

اور شجاعت وہ ہی کہ نفس غضبی اطاعت نفس ناطقہ کی کرے تا خوفناک امور مین مضطرب نہو اور

بسبب مصلحت اسکے کامون مین اقدام کرے تاکہ جو فعل کرے وہ بھی پسندیدہ ہو۔ اور جو صبر کرے وہ بھی نیک ہو
اور عفت وہ ہے کہ قوت شہوت مطیع نفس ناطقہ کے ہو تا کہ تصرفات اسکی بموجب رائے نفس ناطقہ کے ہون اور
اثر نیکی کا اوسمین ظہور کرے اور بندگی حرص و ہوا نفسانی اور خدمتگاری لذات سے فارغ رہے۔
اور عدالت وہ ہے کہ یہ تمام قوتین باہمدگر اتفاق کرین اور قوت نیکی کی فرمانبرداری کرین تا اختلاف شوشون
اور کشمکش قوتون کے اہل فضیلت کو ورطہ حیرت مین نہ ڈالین اور اثر انصاف اور راستی کا اوسمین
ظاہر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب +

چوتھی فصل اون انواع کی بیان مین جو تحت اجناس فضائل کے ہین

تحت ہر ایک فضیلت کے ان اجناس فضائل چار گانہ سے انواع مندرج ہین الا وہ جو زیادہ تر مشہور
ہین اونکو بیان کرتا ہون۔ اما وہ انواع جو تحت جنس حکمت کے ہین سات ہین اول ذکا دوم
سرعت فہم سوم صفائی ذہن چہارم سہولت تعلم پنجم حسن تعقل ششم تحفظ ہفتم تذکر۔
الا ذکا اوسکو کہتے ہین جو کثرت استعمال مقدمات منتجہ دینے والون سے جلدی نتیجہ نکالنے مقدمات کا
اور آسانی سے استخراج کرنا نتایج کا ملکہ ہو جاے مثل برق روشن کے +
الا سرعت فہم وہ ہے کہ نفس کے لیے ملزومات سے لوازم کے طرف حرکت کرنی ملکہ ہو جائے تا اوسمین
زیادہ درنگ کرنیکی محتاج نہو۔ الا صفائی ذہن کے یہ معنی ہین کہ نفس کے لیے بغیر عارض ہونے
تشویش اور اضطراب کے استخراج کرنی مطلوب کی استعداد حاصل ہو جاے۔ الا سہولت تعلم
وہ ہے کہ نفس ایسی تیزی نظر اور فکر کی حاصل کرے تا بلا ممانعت اندیشہ ہا پریشان کی مطلوب کی
طرف توجہ کرے۔ الا حسن تعقل وہ ہے کہ بحث اور طلب تیقن مین ہر حقیقت کی نسبت حد اور
اندازہ جو لایق ہے نظر رکھے نہ کسی امر ضروری کو ترک کرے اور نہ غیر ضروری کا اعتبار رکھے۔ الا تحفظ
اوسکو کہتے ہین کہ جن صورتون کو عقل یا وہم نے قوت تفکر یا تخیل سے خالص اور پاک کیا ہو اونکو بخوبی
نگاہ رکھے اور ضبط کرے۔ الا تذکر وہ ہے کہ نفس کے لیے ملاحظہ صورتون محفوظہ کا جو قوت حافظہ سے آسانی ہی حاصل ہو
بسبب اوس ملکے کے جو حاصل کیا ہوا ہے +

لیکن وہ انواع کہ تحت جنس شجاعت کی ہین گیارہ نوع ہین اول کبر دوم دلیری سوم بلند ہمتی
چہارم ثبات پنجم حلم ششم سکون ہفتم شہامت ہشتم تحمل نہم تواضع دہم حمیت یازدہم وقت
الاکبر اوسکو کہتے ہین کہ نفس بزرگی اور خواری کا اندیشہ نہ کرے اور زیادہ ہونی دولت اور نہ ہونے
اوسکے طرف التفات نہ کرے بلکہ امور ملایم وغیر ملایم کے تحمل کرنے پر قادر ہو - الاولیہ ہی وہ ہے
کہ نفس محکم ہو اپنے ثبات مین تا خوف کی حالتین بے صبری اوسپر عارض نہو اور حرکات نامنتظم اور
نامناسب اوس سے سرزد نہو دین الا بلند ہمتی وہ ہی کہ نفس ذکر جمیل کے طلب مین سعادت اور
شقاوت اس جہان کا نا ذکر کرے اور اوس سے اوسکو خوشی اور تنگدلی نہو تا اس حد تک کہ اندیشہ موت
سے بھی خوف نہ رکھے - الا ثبات وہ ہے کہ نفس کے لیئے قوت برابری کرنے آلام اور سختیون کے
قایم اور قرار پذیر ہو جائے تا عارض ہونے اونکے سے شکستہ نہو - الا حلم وہ ہے کہ نفس کو ایسی طبیعت
حاصل ہو جائے جو غصہ آسانی سے تحریک اوسکی نہ کر سکے اگر کوئی بلا وہ اوسپر لاوے تو شو
اور فریاد نکرے - الا سکون وہ ہے کہ نفس جھگڑون اور لڑائیون مین جو بخطر محافظت ناموس اور
نگہداشت شریعت کی وقوع مین آیئے خفت اور سبکساری نکرے - اور اسکو عدم طیش بھی کہتے ہین
- الا شہامت وہ ہی کہ نفس حاصل کرنے بڑے بڑے کامون کے لیئے توقع نیکنامی سے رکھے ہو
الا تحمل وہ ہے کہ نفس حصول امور پسندیدہ کے استعمال مین آلات بدنی کو فرسودہ کرے - الا تواضع
وہ ہے کہ جو لوگ درجہ مین اس سے کم ہین اونکی نسبت سے اپنی ذات کو فضیلت نہ دے - الا حمیت وہ ہے
کہ جن چیزون سے دین یا عزت کی حفاظت واجب ہی اونکے حفاظت کرنے مین سستی نہ کرے
الا وقت وہ ہے کہ نفس مشاہدہ دردا بنائے جنس سے اثر قبول کرے بغیر اس بات کے کہ
اضطراب اوسکے افعال مین پیدا ہو +

الا وہ انواع جو تحت جنس عفت کی ہین بارہ ہین اول حیا دوم رفق سوم حسن ظن چہارم مسالمت
پنجم عفت ششم صبر ہفتم قناعت ہشتم وقار نہم ورع دہم انتظام یازدہم رزانت
دوازدہم سخا - الا حیا بلند ہونا نفس کا ہے خوف بہانی کے حالت ارتکاب امر قبیح سے نظر بہ
کہنے کے استحقاق مذمت ہی - الا رفق فرمان برداری نفس کی اون امور کے جو بیدا ہو دین

احسان کے طریق سے اسکو نرم دلی بھی کہتے ہین - حسن مدی وہ ہی کہ نفس کو اپنے کمال حاصل کرنیکے واسطے
حیلہ ہاے پسندیدہ کی رغبت صادق پیدا ہو - الاسالمت وہ ہی کہ نفس نیکی کرے تنازعہ مخالف راو کے
وقت اور حالات متباینہ مین بسبب قدرت اور ملکہ کے جو اضطراب کو اسمین دخل نہو - الادعت وہ ہے
کہ نفس ساکن ہو حرکت شہوت کی وقت اور اپنے اختیار کا مالک ہو - الاصبر وہ ہے کہ نفس خواہشون سے
مقابلہ کرے تا اطاعت لذات قبیحہ کے اس سے صادر نہو - الاقناعت وہ ہے کہ نفس سہل اور آسان
جانے کہانے پینے اور لباس وغیرہ کے کامون کو اور ہر جنس کی مقدار ضروری پر رضامند ہو جائے
- وقار وہ ہی کہ نفس جسوقت اپنے مطالب اور مقاصد کے طرف برانگیختہ ہووے تو آرام کرے ناشتابندگی
کے سبب حد سے متجاوز نہو جائے مگر باین شرط کہ مطلوب فوت نکرے - الاورع وہ ہے کہ نفس اعمال نیک
اور افعال پسندیدہ کو لازم پکڑے کبھی اسمین قصور ظہور مین نہ آے - الانتظام وہ ہے کہ نفس کو نگاہداشت
ترتیب کے امور کا نیک وجہ اور مصلحت کی طریق پر ملکہ ہو جائے - الاحریت وہ ہے کہ نفس قادر ہووے
اوپر تحصیل مال کے نیک کسب کی ذریعہ سے اور صرف کرنا اوسکا مصارف پسندیدہ مین اور پرہیز رکھے
اوس وجہ تحصیل مال سے جو مکاسب ذمیمہ کے ذریعہ سے ہو -

الاسخا وہ ہے کہ خرچ کرنا مال اور دیگر اشیائی کا اوسپر سہل اور آسان ہووے جیسا کہ چاہے اور جسقدر
مناسب ہی مستحق لوگو کو دے - اور سخا ایک نوع ہے اوسکے تحت مین بہت انواع ہین تفصیل بعض
کی اونمین سے یہ ہے - اول کرم دویم ایثار سوم عفو چہارم مروت پنجم نبل ششم مواسات
ہفتم سماحت ہشتم مسامحت - الاکرم وہ ہی کہ نفس پر آسان ہو خرچ کرنا بہت مال کا اون امور مین
جو نفع اونکا عام ہو اور قدر اوسکا بڑا ہو جیسا مصلحت تقاضا کرے - الایثار وہ ہی کہ نفس پر آسان ہو
اوس بامحتاج سے درگذر کرنی جو خاص اوسکے ذات سے تعلق رکھتا ہو اور خرچ کرنا اوس شخص کے
حق مین جو اوسکو استحقاق اوسکا ثابت ہو - الاعفو وہ ہے کہ نفس پر باوجود قدرت اور اختیار
سزا دینے کے آسان ہووے ترک کرنا انتقام مدی کا اور بانی کے ساتھ مدارا کرے - الامروت
وہ ہے کہ نفس کی رغبت صادق ہو طرف اپنی آسائش کے نیت فایدہ پہونچانے اور خرچ کرنی مال کے
بعد ضرورت یا زیادہ تر اوس سے - الانبل وہ ہے کہ نفس خوش ہووے لازم پکڑنی افعال پسندیدہ

اور مداومت سیرت ستودہ ہی - الاموآسات مدد کرنی دوستون اور رفیقون اور مستحقون کے ہے
امر معاش مین اور اونکو شریک کرنا اپنے ساتھہ مال اور روزی مین - الاسماحت خرچ کرنا بعض
اون چیزونکا ہے اپنی خوشی کے ساتھہ جنکا صرف واجب نہو - الامسامحت ترک کرنا بعضی اون چیزونکا
ہی ازراہ اختیار کہ جنکا ترک کرنا واجب نہو -
الاوہ انواع جو تحت جنس عدالت کی ہین وہ بارہ ان ہین اول صداقت دوم الفت سوم وفا
چہارم شفقت پنجم صلہ رحم ششم مکافات ہفتم حسن شرکت ہشتم حسن قضا نہم تودد دہم تسلیم
یازدہم توکل دوازدہم عبادت - الاصداقت وہ محبت صادق ہی جو باعث اوس کوشش کی ہو
کہ جملہ اسباب فراغت کی دوست کے لیئے مہیا ہون اور جو چیز اسکے امکان مین ہی اوسکو دوست کے
حق مین صرف کرنا - الاالفت وہ ہی کہ رائے اور فکر ایک جماعت کی ایک دوسرے کی مددگاری مین
تدبیر معاش کے بیئے متفق ہون - الاوفا وہ ہے کہ بسبب لازم پکڑنے طریقہ مواسات اور مدد دہی کے
انحراف اوسکی روا نرکہے - الاشفقت وہ ہے کہ حالت سختی سے جو غیر کو پہونچے اندوہناک ہو اور
ہمت اپنی اوسکے دور کرنے مین مصروف رکہی - الاصلہ رحم وہ ہے کہ اپنے خویش واقربا اور متعلقان کو
اپنے ساتھہ نعمتین دنیاوی مین شریک رکہی - الامکافات وہ ہی کہ جو احسان اسکے ساتھہ کرین عوضہ
اوسکا مثل اوسکے یا زیادہ اوس سے ادا کرے - اور بدی مین تہوڑی عوضہ پر کفایت کرے -
الاحسن شرکت وہ ہی کہ لین دین معاملات مین اعتدال کے اندازہ پر عمل مین لائے جیسا کہ لوگونکی
طبایع پر موافق ہو - الاحسن قضا وہ ہے کہ دوسرے لوگون کے حقوق جو بدلہ کے طور پر بہہ ادا
کرتا ہے وہ احسان اور ندامت سی خالی ہون - الاتودد وہ ہے کہ طلب کرنا دوستی کا اپنے
ہم قومون اور اہل فضلون کے ساتھہ خوش روئی اور کشادہ پیشانی سے - الاتسلیم وہ ہی کہ جو
فعل اللہ تعالی کے ذات پاک سی تعلق رکہتا ہو یا اون لوگون کے ذات سی کہ جن پر اعتراض کرنا جایز
نہین اوسکو رضامندی سے قبول کرے اور خوشی خاطر اور تازہ روئی سی اوسکو مانے اگرچہ اسکے
طبع کے موافق نہو - الاتوکل وہ ہے کہ جن کامون مین قدرت اور اختیار بشری کو دخل نہین اور
فکر واندیشہ مخلوق کو مجال تصرف کرنیکی نہین اونمین کمی اور بیشی اور تعجیل اور تاخیر کا طالب نہو

جسطرح سے وہ ہی اوس سی برخلاف ہونکی میل نہ کرے - الا عبادت وہ ہی کہ تعظیم اور بزرگی خالق کریم جل و علی اپنی کے اور مقربان بارگاہ اوسکیکی مثل فرشتون اور پیغمبرون اور امامین اور اولیاؤن کے اور اطاعت اور فرمان برداری احکام صاحب شریعت کو ملکہ کرے اور پرہیزگاری کو جو کامل اور تمام کرنیوالی عبادت کی ہے طریقہ اپنا کرے - یہہ ہی حصر اور شمار انواع فضائل کا اور بسبب مرکب ہونے ایک فضیلت کی دوسرے سے بے اندازہ فضیلتین متصور ہو سکتی ہین جو بعض کی اونمین سے نام خاص ہین اور بعضی کی نہین - اور اللہ تعالی ہی صاحب توفیق کا -

پانچوین فصل مین بیان اور حصر کرنا اون چیزونکا ہی جو ضد فضیلتون کے ہین جنکو رزائل کہتی ہین

جب فضیلتونکا حصر چار جنسون مین ہے تو اضداد اوسکے جنکو رزائل کہتے ہین ابتدائے نظر مین وہ بھی چار جنس پر متصور ہو سکتی ہین اور وہ جہل ہے جو ضد حکمت کی ہے - اور جبن ضد شجاعت کی - اور حرص ضد عفت کی - اور جور ضد عدالت کی - الا بموجب نفس الامر کے ہر فضیلت کی لیے ایک حد اور اندازہ ہے کہ جب اوس سی تجاوز کرین خواہ زیادتی سے کے جانب خواہ کمی کے طرف تو اوسکو رزیلت کہین گے بلکہ جو قید اور شرط فضیلت کی حد مقرر کرنے مین معتبر ہے جب اوسکو ترک کرین یا جو قید کہ نا معتبر ہے اوسکا بھی لحاظ اور اعتبار کیا جائے تو وہ فضیلت رزیلت ہو جائیگی - پس ہر ایک فضیلت مثل ایک وسط کی ہے اور رزائل جو مقابلہ اوسکے ہین بمنزلہ اطراف کی مثل مرکز اور دائرہ کے تا جیسا کہ سطح دائرہ پر ایک نقطہ جو مرکز اوسکا ہے محیط کے نسبت سب نقطون سے دور ہے اور دوسرے نقطے جو تعداد اونکا شمار سے خارج ہے ہر طرف سی جس جانب کی طرف واقع ہونگے نسبت مرکز سے محیط کی طرف نزدیک ہونگے - اسیطرح جسی فضیلت کی واسطے بھی ایک حد ہے جو وہ حد رزیلتون کے نسبت نہایت بعد مین ہے انحراف اوس حد سے جس جانب اور جہت مین ہوگا موجب قرب رزیلت کا ہوگا یہی مراد حکما کی اوس چیز سے جو بیان کرتے ہین کہ فضیلت وسط مین ہے اور رزائل اطراف مین پس اس سبب سی ہر فضیلت کی مقابلہ بیشمار رزیلتین ہوتی ہین کیونکہ وسط محدود ہوتا ہے اور اطراف نامحدود - اور لازم پکڑنے فضیلت کی وہ مثال ہے جیسا کہ ایک خط مستقیم حرکت کی جائے اور رزیلتین

ارتکاب کرنا مثل انحراف کے ہے اوس خط مستقیم سے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ دو حد کے درمیان
خط مستقیم ایک ہی کے سوائے دوسرا نہین ہوگا اور خط غیر مستقیم بیشمار ہوسکتے ہین ایسا ہے راست روی
فضیلت کی طریق پر سوائے ایک طریق کے نہین ہوتی اور انحراف اوس سے نامحدود ہے اور اسی
سبب سے ہے وہ سختی جو لازم پکڑنے فضیلت کی طریق سے پیش آتی ہے - اور وہ جو بعضی احکام شریعت
مین ہے کہ صراط اللہ تعالی کے بال سے باریکتر اور تلوار سے تیز تر ہے وہ ان معنی سے ہے مراد ہے - کیونکہ
حصول کرنا وسط حقیقی کا اطراف نامتناہی کے درمیان سے بہت مشکل ہے اور قیام کرنا اوسپر
بعد حصول کے اوس سے دشوار تر - اور وہ جو قول حکما کا ہے کہ سہل اصابۃ نقطۃ الہدف عسیر من
العدول عنہا ولزوم الصواب بعد ذالک حتی لا یخطیہا اعسر واصعب + یعنی پہونچنا نشانہ کے نقطہ پر
دشوار تر ہے خطا اوسکے سے اور لازم پکڑنا اوس نشانہ کا بعد اسکے اس حد تک کہ کبھی خطا واقع نہو
بہت ہی زیادہ مشکل اور دشوار ہے - اس سے یہہ ہی معنی مراد ہین +

جاننا چاہیے کہ وسط کے دو معنی ہین - ایک وہ کہ فی ذاتہ وسط ہے درمیان دو چیز کے مثل چار کے
جو وسط ہے درمیان دو کے اور چھہ کے انحراف اسکا وسط کے درجہ سے محال ہے - دوسرے وہ جو وسط
اضافی ہو مثل اعتدالات نوعی اور شخصی کے - اطبا کے نزدیک - اور علم اخلاق مین جو وسط متعارف ہے
تو قسم دوئم مین سے ہے اور اسی سبب سے ہے کہ ہر فضیلت کی شرائط بنسبت ہر شخص کے مختلف ہوتے ہین
اور بموجب اختلاف افعال اور احوال اور زمانہ وغیرہ کی بھی مختلف ہوجاتے ہین - اور مقابلہ ہر فضیلت کے
فضائل شخص معین سے رذیلتین بیشمار ہوتے ہین جیسا کہ بیان کیا ہے ہمنے - پس رذائل ہر ایک شخص کی
شمار مین نہین آسکتے اور اسی سبب سے ہے کہ موجبات خیر کے زیادہ سے زیادہ ہین اور موجبات شر کے کم -
لیکن حصر کرنا ان اشخاص اور اعداد کا اہل صناعت اخلاق پر لازم نہین کیونکہ اہل صناعت پر عطا کرنا
اصول اور قوانین کا ضروری ہے نہ شمار کرنا جزئیات کا جیسا کہ نجار اور زرگر کے تصور اور خیال مین واسطے
بنانے دروازہ اور انگشتری کے ایک قانون اور قاعدہ ہوتا ہے جو اوسکے ذریعہ سے بہت سے دروازہ اور
انگشتری بنا سکتے ہین اور ہر جگہہ حسب مصلحت وقت اور موقع کے جیسا مناسب ہو سبب عایتین مدنظر
رکھتے ہین اور اون پر یہہ واجب نہین کہ تصور کرین اعداد جملہ انگشتری ہا اور دروازہ ہاے مختلف کا جو

نہ سکین گئے -

جب انحراف کی دو نوع ہین - ایک وہ جو حد وسط سے افراط کے طرف میلان ہو - دوسرا وہ کہ تفریط کے جانب ہو پس مقابلہ ہر فضیلت کی دو جنس کی رزیلت ہوئی - وسط کا درجہ فضیلت ہے اور دونون طرف اوسکے رزیلت - اور جب بیان کیا گیا ہے کہ اجناس فضیلتون کے چار ہین پس اجناس رزیلتون کے آٹھ ہوئے - انمین سے دو مقابلہ حکمت کے ہین اوسکو سفہ اور بلہ کہتے ہین - اور دو شجاعت کے مقابلہ مین تہور - اور جبن - اور دو عفت کے مقابلہ ہین - شرہ - اور خمود شہوت اور دو عدالت کے مقابلہ مین ظلم - اور انظلام - الا سفہ افراط کے جانب ہے اور وہ استعمال کرنا قوت فکری کا اوس چیز مین کہ جسمین واجب اور ضروری نہو یا مقدار مناسب اور واجب سے زیادہ استعمال کیا جائے - بعضی اسکو کرنی کہتے ہین - الا بلہ جانب تفریط مین ہے اور وہ معطل اور بیکار کرنا قوت فکری کا ہے قصداً و ارادتاً نہ از روے اصل پیدایش کے - الا تہور وہ جانب افراط کے ہے اور وہ اقدام کرنا ہے اوس چیز پر کہ جسکا اقدام نیک نہو - الا جبن وہ جانب تفریط کے ہے اور وہ خوف کرنا اوس چیز سے جو لایق خوف کرنے کے نہو - الا شرہ وہ جانب افراط کی ہے اور وہ حرص کرنی ہے اوپر لذات کی زیادہ مقدار مناسب سے - الا خمود شہوت وہ جانب تفریط کی ہے اور وہ سکون ہے طلب کرنے لذات ضروری سے کہ از روے عقل اور شرع کے طلب کرنا اونکا جائز ہو از راہ قصد نہ از روے پیدایش - الا ظلم وہ جانب افراط کے ہے اور وہ اسباب معاش کا حاصل کرنا ہے طریق ناپسندیدہ سے - الا انظلام وہ جانب تفریط کے ہے اور وہ قبول کرنا ظلم ظالم کا ہے بطریق ذلت کی - اور اس سبب سے کہ طریق حاصل کرنے مال اور روزی وغیرہ کی بہت مین ظالم اور خاین ہمیشہ بہت مالدار ہوتے ہین اور مظلوم کم مایہ اور عادل متوسط حال اور اسیطرح پر وہ انواع جو تحت اجناس فضائل کے ہین اونکا اعتبار کرنا چاہئے تا بمقابلہ ہر ایک نوع کے دو رزیلتین معلوم ہو جائین - ایک افراط کے درجہ کی - دوسری تفریط کے مرتبہ کی - اور ممکن ہے جو ایک کا نام ان انواع اور اصناف سے ہر زبان مین مقرر نکیا ہو - جب معانی تصور مین آجائین تو عبارت کی ضرورت نہین ہوتی کیونکہ عبارت کی ضرورت صرف معانی کے حاصل کرنے کے واسطے ہوتی ہے -

الامثال کے طور پر جو مقابلہ چند نوع کے رزیلتین لازم آتی ہین اونکو مین بیان کرتا ہون تا دیگر انواع کو اسپر قیاس کرلین -

انواع حکمت کی سات نوع مینے بیان کیئے ہین ذکا[1] سرعت[2] فہم صفای[3] ذہن سہولت[4] تعلم حسن[5] تعقل تحفظ[6] تذکر[7] - الا ذکا وسط ہی جنت اور بلادت کی درمیان - خبث جانب افراط بلادت جانب تفریط - مراد ہماری اس بلادت سی وہ ہے جو اختیاری ہو نہ وہ کہ پیدایش مین ہے - الا سرعت فہم وسط ہی درمیان اوس سرعت تخیل کے جو برق درخشندہ کی طرح بلا لحاظ شرایط فہید کی ہو اور اوس درنگ مین جو دیر فہمی کے سبب سی ملکہ ہو جائے - الا صفائے ذہن کی وسط ہے درمیان اوس التہاب کی جو بباعث تجاوز حد کے نفس کو مطلوب کی پہونچنے سی باز رکھتے اور اوس ظلمت کی جو نفس مین پیدا ہوتا بباعث اوسکے استحراج نتایج مین تاخیر اور درنگ واقع ہو - الا سہولت تعلم وسط ہے درمیان اوس مبادرت اور دلیری کے جو استنباط صورتونکی لیئے فرصت نہ دے اور اوس دشواری کے جو مشکل سے مطلوب کو پہونچے - الا حسن تعقل وسط ہے درمیان صرف کرنے فکر کے واسطے ادراک اوس چیز کے جو مطلوب سی زاید اور فضول ہے اور درمیان اوس فکر کے جو دریافت کرنے تمام مطلوب سی قاصر ہے - الا تحفظ وسط ہی درمیان توجہ ضبط اوس چیز کی کہ جسکا ضبط بیفایدہ ہو اور درمیان غفلت استنباط صورتون کی جو مانع ہو محافظت اوس چیز سے کہ جسکی نگاہداشت ضروری ہو - الا تذکر وسط ہے درمیان اوس جستجو کے جو موجب ضایع کرنے وقت اور کند اور سست کرنے ذہن اور فہم کا ہو اور درمیان اوس نسیان کے جو باعث فروگذاشت اوس امر کا ہو کہ جسکی رعایت واجب ہی - اور بموجب ایسے طریق کے انواع دیگر اجناس مین قیاس کرنا چاہیئے - اور ہو سکتا ہے کہ بعض رذایل کے لیئے خاص نام بہی مشہور ہون - جیساکہ وقاحت اور خرق جو فضیلت حیا کے دو طرفین ہین - اور اسراف اور بخل فضیلت سخا کے دو طرفین ہین - اور تکبر اور تذلل فضیلت تواضع کے دو طرفین ہین - فسق اور تخرج فضیلت عبادت کی دو طرفین ہین - اور ہو سکتا ہے کہ بعض فضیلت بہ نسبت اوسط کے وجودی ہو دین مثل سخاوت اور شجاعت کی - اور بعضی ناقص نظرون کے نزدیک جانب افراط

ان فضائل کا اصل فضیلت سے ملتبس ہو جاتا ہے - رزیلت اور ذات فضیلت مین کچھہ فرق نہین کرتے
تا جسقدر وہ اسراف اور تہور زیادہ تر دیکھتے ہین گمان کرتے ہین کہ فضیلت کا ملتر ہے اور ان فضایل
کے تفریط کے جانب یہہ اشتباہ نہین پڑتا جیسا کہ بخل اور جبن مین کیونکہ یہہ جانب عدمی ہے -
اور فرق اور مغایرت وجود اور عدم کی بہت ظاہر ہے - اور جو فضیلت بہ نسبت اوسط کے عدمی ہو حکم
اوسکا برعکس اسکے ہے - مثلاً تواضع اور حلم جانب تفریط اونکی کے اصل فضیلت سے ملتبس ہو جاتی ہے
اور جانب افراط اسکے جو وجودی ہے اوسمین التباس نہین پڑتا - اور اوس فضیلت مین جو زیادتی
غلبہ ایکطرف سے وہ موصوف نہو مثل عدالت کے اوسکے دونون طرفین ظاہر ہین -
یہی ہے بیان اقسام رزایل کا بطور اجمال - اور بعضی ان اقسام سے نفس کے لئے امراض ہو جاتی ہین
چنانچہ بعد اسکے اونکے اسباب اور علامات اور علاجات کی تشریح بیان کی جائیگی - انشاء اللہ تعالی

چھٹی فصل مین فرق بیان کیا ہے درمیان فضائل کے اور اون حالات کے جو مشابہ فضایل کے ہین

پہلے اس سے اوس باب مین جو بیان کرنی خیر اور سعادت پر مشتمل تہا مینے بیان کیا ہے کہ موجبات سعادت
کے تکمیل قوائے ناطقہ کے ہے اور ظاہر کیا ہے کہ تکمیل قوتون کی فضایل چارگانہ کے حاصل کرنے سے
میسر آتی ہے پس موجبات سعادت کے اجناس فضائل چارگانہ اور وہ انواع جو تحت ان اجناس کے مین
ہوئے - اور سعید وہ شخص ہوتا ہے جو ذات اوسکی جامع ان صفات کی ہو - جب ایک جنس ان فضائل سے
قوت نظری سے تعلق رکھتی ہے اور وہ حکمت ہے - اور تین جنس باقی عمل سے متعلق ہین پس مظہر آثار حکمت کا
نفس ناطقہ ہوا - اور مظہر آثار تینون اجناس باقی ماندہ کا بدن - جب لوگون سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین
جو افعال اہل فضائل سے مشابہ ہون تو احتیاج پڑے دریافت کرنی اصل حقیقت ہر فعل کی اور تمیز کرنیکی
اوس چیز مین جو مبدا فضیلت کا ہو اور اوسمین جو مبدا رحالت دیگر غیر فضیلت کا ہو - واسطے تمیز اور فرق
کرنے کے فضیلت اور غیر فضیلت مین - پس اس فصل مین تشریح ان معانی کی مینے بیان کی ہے -
الا حکمت مین ایک ایسی جماعت ہوتی ہے کہ مسائل علمی یاد اور حفظ کر لیتے ہین اثنائے گفتگو اور مناظرہ
مین ہر نکتہ نکات حقایق سے جو بطریق نقل اور حالا کی سے یاد کیا ہوا ہوتا ہے ایسی وجہہ بیان کرتے ہین جو

سنی والے تعجب کرتے ہین اور وفور علم اور کمال فضل اوسکے گواہی دیتے ہین اور نفس الامر مین اونکے
دلون مین فضیلت نفس کی اور محکمی یقین کی جو ثمرہ حکمت کا ہی مفقود ہوتی ہے اونکے عقاید اور علوم کا
خلاصہ تنگ اور حیرت ہی نظر اونکے تقریر علمی مین مثل بعضی حیوانات کی ہے جو افعال انسانی کے نقل کرین
اور مثل لڑکون کے جو بالغ آدمیون کے افعال عمل مین لاوین - پس آثار اس جماعت کی آثار حکما سے
مشابہ ہوتے ہین کیونکہ مصدر حکمت کا نفس ہے ایسی قسم کی مشابہت پر اطلاع کم حاصل ہوتی ہے -
اور اسیطرح عمل اعفا یعنی پرہیزگار ونکا اون لوگون سے صادر ہوتا ہے جو اصل مین پرہیزگار نہین
ہین مانند اوس جماعت کے جنہون لذات اور شہوات دنیاوی کو ترک کر دیا ہے یا بنظر توقع حصول
زیادتی اوسی قسم لذت کی دنیا اور آخرت مین یا بسبب اسکے کہ لذت اور ذایقہ اوس قسم کا کبھی اونکے
نصیب نہین ہوا اور مزہ اوسکا نہین پایا استعمال اور تجربہ اوسکے سے غافل ہین مثل بعضی باشندگان
کوہستان اور جنگلون اور دہیات کے جو شہرون سے دور دراز ہووین یا بباعث اسکے کہ ہمیشہ اور متواتر
کہانے سے بدن اور عروق اونکے ممتلی اور پر ہو گئے ہون ماندگی اور رنج عارض ہو رہا ہے یا اصل
پیدایش مین شہوت سرد ہوتی ہے اور خلقت مین نقصان واقع ہے یا بعد خلقت کے کسی مرض
کے سبب سے شہوت زایل ہو گئے ہی یا بلحاظ اسکے کہ اسکے کہانے سے کوئی مرض اور رنج پیدا ہو جائیگی جو لازمہ
افراط اور مداومت کا ہے یا کسی اور مانع کے سبب سے - کیونکہ عمل پرہیزگار ونکا اس جماعت اور
مثل اسکے سے صادر ہوتا ہے بغیر اس بات کے جو ذات انکی صفت عفت سے موصوف ہووے - اور
حقیقت مین عفیف وہ شخص ہے کہ حد اور حق عفت کا نگاہ رکھے اور اس فضیلت کے اختیار کرنے کا
باعث عفت ہو کہ زینت قوت شہوانی کے جو بقاء شخص اور نوع انسانی کا بغیر اوسکے محال ہی وہ ہی
جو اس زیور سے آراستہ ہو بغیر مد نظر ہونے کسی غرض دوسرے کے مثل طلب نفع یا دفع ضرر کے
اور بعد تحصیل اس فضیلت کے تناول کرنی ہر ایک قسم مطعومات مرغوب پر بقدر ضرورت جیسا کہ
مناسب ہو حسب تقاضائے مصلحت اقدام کرے -
اور اسیطرح عمل سخونکا صادر ہوتا ہے اون لوگون سے جو سخاوت حقیقی ان کے ذات سے مفقود
ہے مثل اون لوگون کے جو خرچ کرنا مال کا کرتے ہین طلب نفع شہوات مین یا بنظر خود نمائے اور

یا کسی کے یا بطمع افزونی جاہ اور مرتبہ اور قرب بادشاہ کے یا واسطے دفع کرنے کسی ضرر کے حفظ مال
اور عزت اور حرم کے لیئے یا اون لوگون کے حق مین صرف کرین جو استحقاق نرکھتے ہون مثل شریر لوگون کے
یا وہ لوگ جو مسخرہ ہین اور خوش طبعی اور انواع لہو و بازی سے مشہور ہون یا صرف مال کا بنظر توقع زیادتی
مال کے کرین اور یہہ فعل مثل افعال سود اگران اور سوداگران کے ہے - اور اون لوگون کو صرف نا
مال کا اور صدور افعال اہل سخاوت کا باعث یہہ ہے کہ بعضی حرص اور طمع مین مبتلا ہوتے ہین اور بعضی کی
طبیعت مین لاف زنی اور ریا کی عادت متمکن ہوتی ہے اور بعضی رنج اور محنت کشی اور تجارت کے عادی
ہوتے ہین - اور بعضی بطریق فریب کے مال صرف کرتے ہین - سبب ان باتون کا نا قدردانی مال کی ہے
یہہ حال زیادہ تر میراث خوارون کا ہوتا ہے یا اون لوگون کا جو کہ مصایب اور سختی پیدا کرنے مال سے
بیخبر ہین کیونکہ مال کا حاصل اور جمع کرنا مشکل ہے اور خرچ کرنا آسان اور حکما نے نظیر اسکی ہین بات
اوس شخص کی جو پتھر سنگین پہاڑ بلند پر لیجائے اور اوسکو پہہ سے نیچے کے طرف چھوڑ دے گواہی کی طور پر
بیان کیا ہے کیونکہ کسب کرنا مال کا مثل لیجانے پتھر سنگین کے ہے پہاڑ کے بلندی پر اور آسانی خرچ
کرنی مین مثل چھوڑنے اوسکی ہے نیچے کی جانب - اور مال کے طرف بنظر تدبیر معاش احتیاج ضروری
ہے اور وہ نافع ہے حکمت اور فضیلت کی اظہار مین - اور کسب کرنا اوسکا پسندیدہ کسبون سے مشکل
ہے کیونکہ نیک کسب تھوڑے ہین اور جانا اوس راہ پر نیک آدمیونکو مشکل ہے اور سوای نیکون کے
جسکو کچھ اندیشہ نیکی برائی کا نہین ہے آسان ہے اور اسی سبب سے بہت لوگ جو نیک نیتی سے آراستہ ہین
قلیل البضاعت ہوتے ہین اور بخت اور زمانہ سے اونکو شکایت ہوتی ہے اور مخالف اونکے جو
لوگ جو خباثت اور طریق ناشائستہ سے ناپسندیدہ سے مال جمع کرتے ہین فراخ دست اور خوش عیش اور عوام
لوگون کے جاے حسد ہوتے ہین - لیکن عاقل آدمی اپنے دل کو بری رکھنا برائی سے اور محفوظ اور پاک
رکھنا عادت کا اعتراضات سے اور پرہیز کرنی میل خیانات اور چوری سے اور بچنا ظلم اقربا اور غربا سے
اور پاک رہنا اون چیزون سے جو موجب فضیحت اور ملامت اور عار کا ہون مثل فریب دینے احمقونکے
اور پیروی بدکردارون کی اور رواج دینا اسباب خباثت کا دولتمندون اور بادشاہون کی نزدیک
اور دوستی اونکو قبایح اور بدکرداری مین اور بہت باتون کے بموجب رغبت اونکے طبایع کی

اونکے پاس تحسین کرنی اور چغلی اور عیب لوگون کے اونکے پاس تحفہ کے طور پر لیجانی اور دیگر انواع شرارت اور فساد کے جو طالب مال کے عمل مین لاتے ہین - اختیار کرتا ہے اور پر اوس مفعت اور راحت کی جو ایسی افعال کے ذریعہ سی حاصل ہون نہ بخت پر ملامت کرتے ہین اور نہ زمانہ سی شکایت اور نہ ایسے دولتمندون پر حسد کرتے ہین - لیکن سخی حقیقت مین وہ شخص ہے کہ صرف کرنا مال کا سوائے اسبات کے کہ سخاوت لذاتہ نیک اور جمیل ہے دوسری کسی غرض کے واسطے نہ کرے اور اگر غیر کا نفع مدنظر رکھے تو بالغرض اور قصد ثانی سے ہو تا اللہ تعالی کے افعال سے مشابہت اور کمال حقیقی حاصل ہو -

اور اسیطرح عمل شبیہ بشجاعت صادر ہوتا ہے اون لوگون سے کہ جنکے ذات مین شجاعت موجود نہین ہی مثل اون لوگون کے کہ معرکہ لڑائیون اور خوفناک مقامون اور خطرناک محلون پر اقدام کرتی ہین طلب مال یا ملک کی لیئے یا دیگر ایسی انواع مرغوبات کی ہوس سے جو شمار انکا ناممکن ہے کیونکہ باعث اس اقدام کا حرص ہے نہ تقاضائے فضیلت کا اور صبر اور ثبات ایسی خوفناک مقامون پر نہ کمال شجاعت سی ہے بلکہ نہایت حرص اور طمع سے ہے کیونکہ نفس شریف کو محل خطر مین ڈالنا اور مکروہات عظیم پر اقدام کرنا طلب مال یا دیگر مثل مال کے لیئے نہایت خساست ہمت اور کمینگی طبع سے ہے - اور بہت عیار پیشہ ارباب عفت اور شجاعت سی مشابہت کرتے ہین اور حالانکہ تمام خلقت مین بزرگی فضیلت سی دور اور محروم ہوتے ہین تا اس حد تک کہ خواہش نفسانی سی دست بردار ہو جاتے ہین اور عقوبات سلطانی پر مثل ضرب تازیانہ اور قطع عضو و دیگر جراحات و تکلیفات پر کہ جنکا برداشت ہونا محال ہوتا ہے صبر کرتے ہین اور ہو سکتا ہے کہ نہایت کی درجہ صبر کو پہونچین جو ہاتھ پانو اور کانون کا کاٹنا اور آنکھونکا نکالنا اور رنگا رنگ عذاب اور مصیبتون کا اوٹھانا اور پھانسی ہونی اور قتل ہونے پر راضی ہو جاتے ہین تا نام اپنا اپنے ہم قوم اور ہمجنسون اور شرکاے مین جو بے اختیاری اور نقصان فضیلت مین مثل انکے ہین مشہور کرین اور ایسے شجاعت عمل مین لاتا ہے وہ شخص جو قوم اور اقربا کے ملامت یا خوف سلطان یا دو ہونی جا بجا محترز ہو - یا وہ شخص جو بارہا بطریق اتفاق کے اپنے ہمسرون پر فتح مند ہوا ہو تا اوسکے جلال

بارہا فتحیابی سے ایک گونہ دلیری راسخ ہو جاے اور عدم واقفیت حالت اتفاقات کی باعث ہوتی ہی
اور تکرار اور معاودت اون حالات کی اور ویسا ہی عاشق لوگ طلب معشوق مین نہایت رغبت نفس
اور فجور کے سبب سے بکمال حرص تمتع مشاہدہ معشوق کے لیے اپنی ذات کو خوفناک مقامون مین
ڈالتے ہین اور حیات پر موت کو اختیار کرتے ہین - الا شجاعت شیر اور فیل و دیگر حیوانات کی اگرچہ
مشابہ شجاعت کی ہے الا اصل مین شجاعت نہین ہے کیونکہ شیر اپنی قوت اور زور پر وثوق رکھتا ہی
اسواسطے فتح مند ہوتا ہے پس دلیری اوسکی بباعث غلبہ اور قدرت اور قوت کے ہی نہ از راہ شجاعت
باوجود اسکے اکثر موقع پر مقابلہ سے عاجز ہوتا ہے اور نظیر اسکی اپنے شکار کی ساتھہ مانند اوس پہلوان
کے ہے جو تمام ہتھیارون سے آراستہ ہو کر قصد کسی شخص ضعیف بی سلاح کا کرے پھر بھی جو شرط
فضیلت کی ہی وہ اسمین مفقود ہے - الا اصل مین شجاع وہ شخص ہے جو خوف ارتکاب امور بد اور
قبیح کا اوسکے دلمین خوف مرگ سے زیادہ تر ہو اور اس سبب سے موت نیک کو حیات بد پر اختیار کرے
اگرچہ لذت شجاعت کی ابتداے شجاعت مین معلوم نہین ہوتی کیونکہ ابتداے حال شجاعت مین مرگ کا
اندیشہ ہوتا ہے لیکن اخیر اور انجام کے وقت لذت اوسکی معلوم ہوتی ہے کیا دنیا اور کیا آخرت مین
خصوصاً اوس موقع پر جو حمایت حق اور خداے جلشانہ کے راہ پر اور اپنی مصلحت دو جہانی اور اہل
دین مین اپنے جان کو صرف کیا جاے کیونکہ جس کسکو یہہ فضیلت نصیب ہوگی وہ جانتا ہی کہ بقا میرا
دنیا مین چند روز ہوگا آخر کار فنا اور موت ہی اور وہ محبت الہی مین محکم رہے اور طلب فضیلت مین
ثابت قدم ہوتا ہے - پس حفاظت دین کی اور حمایت عزت کی دشمنونسے اور کوتاہ کرنا ہاتھہ زبردستونکا
احوال دوستون اور قریبون اور اہل دین سے اور جہاد کرنا راہ الہی مین اختیار کرتا ہے اور بھاگنے کو
عار جانتا ہے اور جانتا ہے کہ نامرد واسطے طلب بقا اوس چیز کے بھاگنا اختیار کرتا ہے جو کسی حال مین وہ
باقی نہین رہیگی - اور نفس الامر مین وہ طالب محال کا ہے اور بر تقدیر اگر چند روز اوسکی زندگی وفا کرے
تو عیش اوسکا منغص اور زندگی اوسکی مکدر ہوتی ہے اور خواری اور ذلت اور مشقت اور مذمت سے
زندگی کا بسر کرتا ہے پس جلدی لاحق ہونا مرگ کا فضیلت شجاعت اور ذکر باقی اور ثواب ابدی کے
ساتھہ عزیز جانتا ہے تاخیر اوسکے سے جو اسقدر محنتون اور مصیبتون کے ساتھہ ہو - اور کلام شجاع متعلق بلیہ

امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ جو محض تقاضای شجاعت سے صادر ہوی ہے مصداق
اِن معنی کا ہے اور وہ یہہ ہے قال رضی اللہ عنہ لاصحابہ یا ایہا الناس انکم ان لاتقتلوا تموتوا والذی
نفس ابن ابی طالب بیدہ لالف ضربۃ بالسیف علی الراس اہون من میتۃ علی الفراش یعنی فرمایا ہے
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے یارون کو ای مردمان بتحقیق تم اگر نہ قتل کئے جاؤگے تو موت
سے ہلاک ہوگی قسم ہے اوس ذات کی جو جان ابن ابی طالب کی اوسکے ہاتہہ مین ہے کہ البتہ ہزار ضرب
تلوار کی سر پر آسان ہے موت سے اوپر بستر کے — اور حال شجاع کا نفسانی خواہشونکے دور کرنے مین
اور شہوات کے پرہیز کرنے سے بہی یہہ ہے جو بیان کیا گیا ہے اور جو شخص تعریف شجاعت کی جو
پہلے اس سے بیان کی گئی ہے تصور کرلے تو جان لیتا ہے کہ وہ افعال جو مینے بیان کئے ہین اگرچہ شجاعت سے
مشابہہ ہین الا اصلی معنی شجاعت سے خارج ہین اور اوسکو معلوم ہوجاتا ہے کہ جو شخص خطرناک جگہہ پر
اقدام کرے یا امور بد سے اندیشہ نکرے وہ شجاع نہین ہوتا کیونکہ جو لوگ دور ہونے شرف
اور خرابی عزت سے خوف نہین رکہتے یا ہلاک کرنے والے آفتون مثل سخت زلزلون اور مصائب
متواترہ سے یا امراض مزمنہ اور دردناک سے یا مفقود ہوجانے مربیون اور دوستون سے یا
آشوب دریائی سے درحالیکہ ان بلاؤن مین مبتلا ہون خوف نکرین وہ بیحیا اور مجنون ہین نہ شجاع اور
ہمچنین وہ شخص جو امن اور فراغت کے حالت مین اپنے آپ کو تہلکہ مین ڈالے اس وجہ سے کہ بطریق
امتحان کسی بلند جگہہ سے کود پڑے یا کسی دیوار اور پہاڑ بلند خوفناک پر چڑہے یا بغیر مہارت شناوری
کے اپنے آپ کو گرداب مین ڈالے یا بلا ضرورت کسی شتر مست یا گاو ناآموختہ یا اسپ مذ
کار یا ضت یافتہ کے مقابلہ مین آجاے اس مراد سے جو مجکو شجاع تصور کرین اور مردی اور قوت
میرے لوگون پر ظاہر ہو وہ شخص حماقت اور لاف زنی سے منسوب ہوتا ہے نہ شجاعت سے —
الا افعال اون لوگون کے جو پہانسی سے مرتے ہین یا زہر کہالیتے ہین یا کہوے مین گر مرتے ہین
بباعث خوف فقر یا خوف دور ہونے جاہ اور مرتبہ کے یا اندیشہ کسی امر ناسزا کے اونکو نامرد اور
بد دل کہنا لایق ہے نہ شجاع کیونکہ موجب ان افعال کا تقاضای طبع نامردی کا ہے نہ شجاعت کیونکہ
شجاع صابر ہوتا ہے اور تحمل کرنے سختیون پر قدرت رکہتا ہے اور جو حالت اوسپر وارد ہو اوسمین

فعل مناسب اوس حال کے اوس سے صادر ہوتا ہے اور اسی سبب سے تعظیم کرنی مرد شجاع کی واجب ہے
عقلمندون پر - اور حکمت کا مقتضا یہہ ہے کہ بادشاہ یا وہ شخص جو قایم کرنیوالا امور دین اور ملک
کا ہو - وہ مرد شجاع کے ساتھہ منافقہ اور دریغ نکرے اوسکی قدر اور منزلت کرے اور اوسکے
رتبہ مین اور اون لوگون کے رتبہ مین جو شجاعت مین اوسکے ساتھہ مشابہت کرین اور اصل مین
شجاع ہون - تمیز اور فرق کرنا چاہیئے کیونکہ مرد شجاع عزیز الوجود ہوتا ہے نیک امور مین جو مصیبتین
پیش آوین اونکو ناچیز جانتا ہے اور مکروہات زمانہ پر صابر ہوتا ہے اور جو چیزین عوام کے نظر مین
بزرگ ہین مثل قتل ہونے کے اونکو خفیف سمجھتا ہے نہ اوس مکروہ سے کہ جسکا تدارک ناممکن ہے اندوہگین
ہوتا ہے نہ کسی حادثہ ناگہانی سے مضطرب ہوتا ہے - جب غصہ اوسکو لاحق ہوتا ہے تو ایک واجبی مقدار
ہوتا ہے عین موقع مین اوس شخص کے حال پر جو مستحق سزا اور ایذا کا ہووے اور جب کسی سے انتقام لیتا ہے
تو وہ بھی ان شرایط سے اور حکمار کا قول ہے کہ جو شخص کسی سے انتقام لینے کا مستعد ہو اور کسی سبب سے انتقام
لینے سے باز رہے تو نفس اوسکا پژمردہ اور افسردہ ہو جاتا ہے اور وہ افسردگی نفس کی بت زایل
ہوتی ہے جب انتقام لیا جائے اور جب انتقام لینے کے مراد پر فائز ہو جاتا ہے تو جو خوشی اوسکی
طبیعت مین مرکوز تھی وہ عود کر آتی ہے اور یہہ انتقام اگر حسب شجاعت کی ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم
اور بہت لوگ ایسے ہوئے ہین کہ بادشاہ قاہر یا دشمن غالب پر واسطے انتقام لینے کے مرتکب
ہوئے ہین اور اپنے آپ کو ورطہ ہلاک مین ڈالا ہے بغیر اسبات کی جو کسیطرح کی مضرت یا نقصان
اونکو پہونچا دین ایسا انتقام وبال جان اور موجب مزید ذلت اور عجز کا ہوتا ہے -
پس معلوم ہوا کہ عفت اور سخاوت اور شجاعت اچھی طرح پر ظہور مین نہین آتے الا مرد حکیم سے
اور شرایط اسکی تمام نہین ہوتے بجز حکمت کی تا ہر ایک قسم کو اپنے موقع اور وقت پر حسب مصلحت
بمقدار ضرورت عمل مین لاوے پس ہر عفیف اور شجاع حکیم نہین ہوتا اور ہر حکیم عفیف اور
شجاع ہوتا ہے - اور ویسا ہی عمل شبیہہ بعدالت صادر ہوتا ہے اون لوگون سے کہ جنکی ذات مین
فضیلت عدالت کی موجود نہین ہے اور عادل لوگون کے اعمال کے مطابق اپنے افعال ظاہر
کرتے ہین بنظر ریاکاری اور شہرت کی تا اسکے وسیلے سے مال یا جاہ یا کوئی مرغوب چیز حاصل کرین یا

اور کسی غرض کیواسطے مثل اون چیزونکے جو دیگر فضایل کے تشریح مین بیان کیا گیا ہے۔ اور لایق
کہ ایسے لوگون کے افعال کو عدالت سے نسبت کرین کیونکہ عادل حقیقی وہ شخص ہے جو قوتین نفس
کے تعدیل اور افعال اور اقوال جو اون قوتون سے صادر ہوتے ہین اونکی تقویم جیسا کہ ایک دوسرے پر
غالب نہو جاے بخوبی کرے بعد اسکے جو چیزین کہ اسکی ذات سے خارج ہین مانند معاملات اور کرامات
وغیرہ کے اسیطرح پر اونمین رعایت رکھے اور نظر اوسکی ہمیشہ عموماً حاصل کرنے فضیلت عدالت
کیواسطے ہو نہ کسی غرض دیگر کے لئے۔ یہہ حالت اوسوقت حاصل ہوتی ہے جبوقت نفس کو وہ ملکہ
باطنی جو اندازہ اور حد ہر چیز کو نگاہ رکھنے والا ہو حاصل ہو جاے تا افعال اور آثار اوسکے منتظم
ہو جائین۔ اور دیگر فضایل کے واسطے یہہ ہی طریقہ محافظت کا عمل مین لانا چاہیے تا اصل
حقایق فضایل کو اور وہ جو متشابہ فضایل کے ہین شناخت کرے۔ اللہ تعالی راہ نیک دکھلانے والا
اور عقل بخشنے والا ہے۔

ساتوین فصل بیان شرف عدالت مین اوپر دیگر فضایل کے اور تشریح احوال اوسکے اور اوسکے اقسام

لفظ عدالت کا دلالت کے رو سے خبر دیتا ہے معنی مساوات پر اور دریافت کرنا مساوات کا بغیر
اعتبار وحدت کے محال ہے جیسا کہ وحدت نہایت کے درجہ اور اعلی مرتبہ مدارج شرف اور کمال کے
مخصوص اور ممتاز ہے اور سرایت کرنا آثار اوسکا اللہ تعالی کے جانب سے جو واحد حقیقی ہے
جملہ معدودات کے درمیان مثل فیضان انوار وجود کے ہی علت اولی کے طرف سے جو موجود
مطلق ہے تمام موجودات کے درمیان پس جو کوئی وحدت سے نزدیک زیادہ ہی وجود اوسکا
شریف زیادہ ہی اور اسی سبب سے نسبتون مین کوئی نسبت شریف تر نسبت مساوات سے ہے
علم موسیقی مین مقرر ہو چکا ہے اور فضیلتون مین کوئی فضیلت کاملتر فضیلت عدالت سے نہین ہے
جیسا کہ صناعت اخلاق مین معلوم ہوتا ہے کیونکہ وسط حقیقی عدالت ہی اور جو چیز ماسوای اوسکے
ہی نسبت عدالت کے اطراف ہین اور سب کا مرجع عدالت کیطرف ہی۔ جیسا کہ وحدت باعث
شرف بلکہ موجب ثبات اور قوام موجودات کا ہے۔ اور کثرت باعث خساست بلکہ موجب فساد

اور بطلان موجودات کا — اور اعتدال سایۂ وحدت کا ہے جو قلت اور کثرت اور نقصان اور زیادتی کو تمام
متغایر سے دور کر دیتا ہے اور زیور وحدت سے اوسکو پستی نقصان اور رذیلت فساد سے اوج کمال
اور فضیلت ثبات پر پہونچا دیتا ہے اگر اعتدال نہوتا تو دایرہ وجود کا ظہور مین نہ آتا کیونکہ پیدا ہونا موالید ثلاثہ
کا چارون عنصرون سے اعتدال امتزاج اور اختلاط اونکی پر مشروط ہے الغرض کہ اسباب مین بحث اور
سخن بہت ہی طوالت کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے بہتر یہہ ہی کہ ہم مطلب کے طرف متوجہ ہوئین — اور کہتے ہین ہم
کہ عدالت اور مساوات انتظام بخشنے والین مختلف چیزون کے ہین اور جیسا کہ علم موسیقی مین جو نسبت کہ
نسبت مساوات کے نہو تو اوسکو کسی وجہ سے جوڑ توڑ کر کے نسبت مساوات کیطرف رجوع کر لیتے ہین ورنہ
حد تناسب سے خارج ہو جاتی ہے — اور دیگر امور مین جنمین انتظام ہوگا کسی نہ کسی وجہ سے اونمین عدالت
موجود ہوگی ورنہ اونمین فساد اور خلل واقع ہو جائیگا — بیان اسکا اس وجہ پر ہے کہ نسبت مساوات
کی بعینہ اوسمجھہ ہوگی جہان مماثلت کہ جو مراد وحدت سے ہے جوہر یا کمیت مین حاصل ہوگی اور جہان مماثلت
نہو وہان مساوات ایسی ہوگی جیسا کہ کہو تم کہ نسبت اول کے دوم کے ساتھہ مثل نسبت دوم کے ہے
سیوم کے ساتھہ یا مثل نسبت سیوم کے چہارم کے ساتھہ پہلے کو نسبت متصلہ کہتے ہین اور دوسرے کو نسبت
منفصلہ — اور انواع منتسبات مین بہت طریق سے استعمال رکھتے ہین مثل نسبت عددی اور نسبت ہندسی
اور نسبت تالیفی وغیرہ نسبتون کے جیسا کہ علوم مین بیان کیا گیا ہے — اور متقدمین کو نسبت کے تعظیم مین
باعث استخراج کرنے علوم شریفہ کے اسکے ذریعہ سے مبالغہ بہت ہے — پس جب عدالت کا اعتبار
کیا جاے اون امور مین جو باعث انتظام معیشت کا ہین اور ارادہ کو اوسمین دخل ہو وہ تین نوع پر ہے
اول وہ تقسیم مال اور منصب اور عہدونسے تعلق رکھتی ہے — دوم وہ جو تقسیم لین دین خرید فروخت
اور عوض معاوضہ سے متعلق ہے — سیوم اون امور کے تقسیم سے متعلق ہے جنمین سزا دینے کو دخل ہے
مثل تادیبات وسیاسات کے — پہلا قسم جیسا کہ کہین کہ جب نسبت اس شخص کی اس منصب اور
خدمت کے ساتھہ یا اس مال کے ساتھہ مثل نسبت اوس شخص کے ہے کہ وہ شخص رتبہ مین مثل اوسکے ہے
یا منصب اور مال مثل اوسکے رکھتا ہے پس یہہ منصب یا یہہ مال حق اوسکا ہے اوسکو دینا چاہئے اور
اگر کمی بیشی ہو تو اوسکو برابر کرنا چاہئے یہہ نسبت مشابہہ ہی نسبت منفصلہ کے ساتھہ — الاقسم دوم مین

واجب وجود کا ظہور مین آنا اس دلیل سے اول اللہ تعالیٰ ہے فعل اول ہے آگے اور فعل اول سے چارون عنصر اور چارون عنصر سے موالید ثلاثہ جسمین انسان بھی داخل ہے اور انسان معرفت الٰہی مین فانی اور آگے مین ہو جاتا ہے کہ ذات الٰہی مین فنا ہو جاتا ہے ۱۲

متصلہ اوسے کہتے ہین کہ اوسمین ایک حد مشترک ہے اور وہ لفظ دو مین مشترک ہے اور منفصلہ اوس نسبت سے کہ اوسمین حد مشترک نہین ہے ۱۲

کبھی نسبت مشابہہ منفصلہ کے ہوتے ہے اور کبھی متصلہ کے مشابہہ ہوتی ہے — مشابہہ منفصلہ کے ساتھہ یہہ ہے
جیساکہ کہین کہ نسبت اس بزازکے اس جامہ کے ساتھہ مثل نسبت اس نجار کے ہے اس کرسی کے ساتھہ پس
معاوضہ اسکے مین کچھہ ضرر نہین ہے — اور متصلہ جیساکہ کہین کہ نسبت اس جامہ کے اس زر کے ساتھہ مثل
نسبت اس زر کے ہے اس کرسی کے ساتھہ پس جامہ اور کرسی کے معاوضہ مین کچھہ ضرر نہین —
الاتیسری قسم مین نسبت مشابہہ نسبت ہندسی کے ہوتی ہے جیساکہ کہین نسبت اس شخص کے اپنے رتبہ
کے ساتھہ مثل نسبت دوسرے شخص کے ہے اپنے رتبہ کے ساتھہ پس اگر وہ ضرر یا نقصان پہونچانے
سے دوسرے شخص کے نسبت مساوات کو باطل کرے تو اوسیقدر ضرر اور نقصان اوسکو پہونچانا
چاہیئے تا عدالت اور مساوات مثل پہلے حالت کے قایم رہے — عادل وہ شخص ہوتا ہے کہ جو
چیزین نامتناسب اور نامتساوی ہین اونمین مناسبت اور مساوات پیدا کر دے مثلاً اگر ایک خط مستقیم
کو دو حصہ مختلف غیر مساوی پر تقسیم کیا جاے اور پہر چاہین کہ اون دونو حصون کو باہم مساوی
کیا جاے تو البتہ جو حصہ بڑا ہے وہ کسیقدر کاٹا جائیگا اور جو کم ہے وہ زیادہ کیا جائیگا تا مساوات
حاصل ہوگی اور کمی اور بیشی اور نقصان اور زیادتی مرتفع ہو جائیگی اور یہہ وہ شخص کر سکتا ہے جو وسط
کے طبیعت پر واقف ہونا افراط اور تفریط کو اوس سے دور کرے اور ویسا ہی حال ہے خفت اور
ثقل اور نقصان اور کثرت اور دیگر انحرافات مین پس اگر کوئی چیز خفیف چیز پر رکھدین اور ثقیل سے
اوٹھالین تو برابری حاصل ہو جائیگی — اور اگر دونون برابر ہونگے جب ایک کو کم کیا جائیگا تو وہ خفیف
ہو جائیگی اگر دوسری طرف مین زیادتی کی جاے تو وہ ثقیل ہو جائیگی — اور کمی اور بیشی مین بہی
یہہ ہی حال ہے اگر اندازا و حق سے کم لے گا تو زیان مین پڑے گا اگر زیادہ لے گا تو رنج حاصل
کریگا — ہر چیز کے وسط کا مقرر کرنیوالا بصورت پر کہ وسط کے واقفیت سے ہر چیز کو اعتدال
کے مرتبہ پر پہونچا دے شریعت الٰہی ہے پس نفس الامر مین عدالت اور مساوات کے وضع کرنیوالے
شریعت الٰہی ہے کیونکہ ذات پاک اللہ تعالی کے چشمہ وحدت کا ہے — جب آدمی مدنی بالطبع ہے
اور معاش اوسکے سواے مدد ایک دوسرے کی ممکن نہین جیساکہ بعد اسکے مشروحاً بیان کیا جائیگا
اور مدد کرنی ایک دوسری کی منحصر ہے اس امر پر کہ بعضی خدمت بعض کی کرین بعضون سے خدمت

کہ انہین اور بعضون کے خدمت کرین تا مکافات اور مساوات اور مناسبت مرتفع ہوجاے
کیونکہ بنار اپنے عمل سے خدمت رنگریز کے بجا لاے اور رنگریز اپنے عمل سے
خدمت بنار کی تا کہ برابری ہوجاے اور ہوسکتا ہے کہ عمل بنار کا عمل رنگریز سے بہتر اور زیادہ ہو
یا برعکس اسکے پس ضرور تا کسی امر برابری کرنیوالہ اور تقسیم کرنیوالہ کی احتیاج پڑے اور وہ دینار ہے پس
خلقت مین دینار عادل اور متوسط ہے لیکن عادل غیر ناطق اور بے زبان ہے اب عادل ناطق کے
احتیاج باقی رہے تا اگر دینار کے ذریعہ سے جو عادل بے زبان ہے معاوضہ اور مبادلہ کرنے والون
مین فیصلہ ظہور مین نہ آسے تو عادل ناطق سے استمداد اور استعانت طلب کرین اور وہ دینار کی
مدد کرے تا انتظام اور راستی بالفعل موجود ہوجاے — اور عادل ناطق انسان ہے پس اس
سبب سے حاکم کے طرف احتیاج پڑے — اس مباحثہ سے معلوم ہوا کہ محافظت عدالت کے خلقت مین تین
چیزون کے بغیر نہین ہوتی — شریعت الٰہی اور حاکم انسانی اور دینار اور ارسطاطالیس نے بیان کیا ہے
کہ دینار ناموس عادل ہے اور معنی ناموس کے زبان یونانی مین تدبیر اور سیاست ہے اور وہ چیز جو
مثل اسکے ہو اور اسی سبب سے شریعت کو ناموس الٰہی کہتے ہین — کتاب حکیم تیقوما مین مذکور ہے
کہ ناموس اکبر اللہ تعالیٰ کے جانب سے ہے اور ناموس دوم ناموس اکبر کے قسم سے ہے اور ناموس سیوم
دینار ہے — پس ناموس الٰہی سب نوامیس کا پیشوا ہے — اور ناموس دویم حاکم ہے جسکو پیروی
ناموس الٰہی کی کرنی چاہئے اور ناموس سیوم پیرو ناموس دوم کا ہے اور کلام اللہ شریف مین بھی
یہہ معنی بعینہ اس آیت سے پائے جاتے ہین وانزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا
الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس نازل کیا ہے ہمنے پیغمبرون کے ساتھہ کتاب اور میزان کو تا کہ
قایم ہووین لوگ حصہ اپنے پر اور نازل کیا ہمنے آہن اسمین خوف ہے سخت اور نفع ہے واسطے لوگون کے
اور دینارون کیطرف جو مختلف چیزون مین مساوات دینے والا ہے اس سبب سے حاجت ہی کہ اگر
فیصلہ مختلف چیزون مین بذریعہ قیمت ہا مختلف کے نہوتا تو امور مشارکتی اور معاملہ لین دین درست
اور منتظم نہوتے — الاجب دینار بعض چیزون سے کم کئے جاوین اور بعض مین ایزاد کئے جاوین
تو اعتدال حاصل ہوجاتا ہے اور معاملہ رنگریز کا بنار کے ساتھہ متساوی ہوجاتا ہے اور یہہ قسم عدالت

مدنی سے ہے جو قوا اونکا ہے کہ آبادی دنیا کی عدالت مدنی کے ساتھہ ہے اور خرابی دنیا کی جور مدنی سے
اور بہت ہوا کرتا ہے جو قلیل عمل کثیر عمل سے متساوی ہوتا ہے مثل نظر مہندس کے مقابلہ رنج اور مشقت
مزدوراگون کی قدر و منزلت مین زیادہ ہے اور مانند تدبیر صاحب لشکر کے جو مقابلہ جنگ پہلوانون مین زیادہ
فوقیت رکھتے ہے — اور مقابلہ عادل کے جائیر ہوتا ہے اور جائیر اوسکو کہتے ہین جو مساوات کو باطل
کرے اور بموجب قول ارسطاطالیس اور قواعد گذشتہ کے جائیر تین نوع کے ہوتے ہین — اول جائیر اعظم
اوسکی وہ صفت ہے جو شریعت آلہی کا مطیع نہو — دویم جائیر اوسط اوسکی یہہ صفت ہے کہ حاکم کی اطاعت
نکرے سیوم جائیر اصغر اوسکی وہ صفت ہے کہ دینار کے حکم پر نہ چلے — اور جو فساد اس تیسری مرتبہ
جور سے ظہور مین آتے ہین وہ غضب اور لوٹ کرنا مال کا اور اقسام چوری اور خیانت کے ہین —
اور جو فساد دونون پہلے قسم جور سے وقوع مین آتے ہین وہ ان فسادون سے بری ہین — ارسطاطالیس
کا قول ہے کہ جو شخص شریعت آلہی کا پابند ہو وہ مساوات کے طریق پر عمل کرتا ہے اور حصول خیر اور
سعادت کا وجوہات عدالت سے کرتا ہے اور شریعت آلہی بجز نیکی کے حکم نہین فرماتے کیونکہ بارگاہ
آلہی سے سوائے عمل جمیل کے کوئی امر صادر نہین ہوتا اور حکم شریعت آلہی کا خیر کے ساتھہ ہوتا ہے اور اون
چیزونکے لئے ہوتا ہے جو موجب حصول سعادت کا ہون اور شریعت آلہی فسادہای مدنی سے ممانعت
کرتی ہے — پس حکم عمل شجاعت کا فرماتی ہے اور نگاہداشت ترتیب کا معرکہ جہاد اور جنگ مین اور
حکم عمل کرنے کا عفت کے ساتھہ فرماتی ہے اور محافظت اور نگہداشت شہوات کے ناشایستہ امور سے
اور گناہ افترا سازی اور دشنام دہی اور برا کہنے سے باز رکھتی ہے — الغرض کہ فضیلت کے حاصل
کرنے پر حرص پیدا کرتی ہے اور رذیلت سے امتناع — اور عادل آدمی پہلی عدالت کو اپنی ذات میز
استعمال کرتا ہے اور بعد اوسکے اپنے شہر کے لوگون مین — پس ارسطاطالیس نے بیان کیا ہے کہ
عدالت جزو فضیلت کے نہین ہے بلکہ کل فضیلت ہے تمامہ اور جور جو ضد اوسکے ہے وہ بھی جزو رذیلت
کے نہین بلکہ کل رذیلت ہی تمامہ — الا بعض اقسام جور کے نسبت بعض کے زیادہ ظاہر ہوتے ہین
مثلاً جو کہ خرید و فروخت اور ضمانتون اور مستعار چیزون مین عمل مین آتے ہین وہ ظاہر تر ہین
اہل شہر کے نزدیک چوری اور مخفی گناہ کرنے اور دہوکہ دہی فریب اور جہوٹی گواہی دینے سے یہہ اقسام

جور کے خفا اور پوشیدگی سے زیادہ نزدیک ہین — اور بعضی قسم ایسی ہوتے ہین کہ تغلب سے زیادہ نزدیک
ہین مثل عذاب دہی قید اور طوق ڈالنے کے وغیرہ مثل اسکے — اور بادشاہ عادل مساوات سے حکم
کرنے والا ہوتا ہے جو ان فسادات کو رفع اور باطل کرتا ہے اور حفظ مساوات مین شریعت الہی کا خلیفہ ہوتا ہے پس اپنی ذات
کے لئے دوسرون کے نسبت سے حصہ خیرات اور حسنات کا زیادہ اور حصہ بدیون کا کم نہین اختیار کرتا — اور
اسی سبب سے کہتے ہین کہ الخلافۃ تطہیر یعنے درجہ خلافت کا پاک کرنیوالا ہے بعد اسکے کہا ہے کہ عام لوگ مستحق رتبہ
حکومت کا اوس شخص کو جانتے ہین جو حسب و نسب کے بزرگی سے مشہور ہو یا وہ کوئی جو کثرت دولت اور مال سے
جمعیت رکھتا ہو اور اہل دانش اور عقلمند لوگ حکمت اور عدالت کو شرط استحقاق اور استعداد مین اس رتبہ
کی جانتے ہین کیونکہ یہہ دونون فضیلتین موجب ریاست اور سرداری حقیقی کا ہین اور باعث ہین اسبات کا
کہ ہر ایک کو اپنے اپنے درجہ اور رتبہ پر رکھا جاے اور موجبات جملہ اقسام مضرات کے چار نوع مین محصور
ہین اول شہوت رذالت اسکے تابع ہے دوم شرارت جور اسکے تابع ہے سیوم خطا حزن اسکے تابع
ہے چہارم شقا اور حسرت جو مقارن مذلت ہو اندوہ تابع اسکے ہے الا شہوت جب باعث ہوتی ہے
اوپر ضرر رسانی غیر کی تو انسان کو اس ضرر رسانی مین کچھہ لذت حاصل نہین ہوتی مگر جب یہہ ضرر رسانی
ذریعہ حصول مشتہی اور مطلوب کا ہوتی ہے تو بالعرض اسپر راضی ہونا پڑتا ہے اور کبھی اس ضرر رسانی کا اکراہ
اور رنج طبع کو معلوم ہوتا ہے اور باوجود اسکے قوت شہوت کے ارتکاب اوس مکروہ کا کرتی ہے الا شریر
جو دیدہ دانستہ ضرر رسانی غیر کے از روی اختیار کے کرے اور اوس سے لذت پاے مثل اوس شخص کے
جو غمازی اور چغلی کسیکی ظالمون کے پاس اس نظر سے کرے کہ تا اسکے ذریعہ سے اوس شخص کے نعمتون کا
زوال ہو جاے بغیر اسبات کے جو اوسکے ذات کو بھی اس سے کچھہ نفع ہو لیکن اوسکو اوس شخص کے تکلیف
پہونچنے سے لذت حاصل ہوتی ہے باعث تشفی حسد وغیرہ کے — الا خطا جب سبب واسطے ضرر رسانی
غیر کے وہ ضرر قصداً و اختیاراً نہین ہوتا اور نہ اوسمین کسطرح کی لذت متصور ہوتی ہے بلکہ قصد اور فعل کا
ہوتا ہے اور وہ فعل موجب ہو جاتا ہے ضرر غیر کا مثل رخم اوس تیر کے جو کسی شخص کے بدن پر از روے
قصد کے نہ عارض ہو البتہ غم اور اندوہ تابع اس حالت کے ہوتا ہے — الا شقا موجب ایسے فعل کا
ہوتا ہے جو اوسکا آسیب ذات اوس شخص سے خارج ہوتا ہے اور اوسمین اوسکا اختیار اور قصد نہین

ہوتا جیسا کہ صدمہ گھوڑی نا ریاضت یافتہ کا جو اوسپر کوئی شخص سوار ہو کسیکو پہونچے جو اوس شخص کے اوسکے
ساتھہ دلبستگی ہو اور اوسکو ہلاک کر دی ایسا شخص بے گناہ اور جاے رحم ہوتا ہے اور اس معاملہ مین لایق
ملامت کرنے کے متصور نہین الا وہ شخص جو باعث مستی یا غصہ یا غیرت کے کسی قبیح امر پر ارتکاب کرے وہ
لایق عتاب اور عقوبت کے ہے کیونکہ جو اصل باعث اوس فعل کا ہے یعنی مسکر چیز کا کہانا اور قوت غضبی
اور شہوی کے اطاعت کرنے جو صدور قبایح کا اوسکے متابعت سے لازم ہے اوسکی اختیار اور ارادہ
سے ہوتا ہے — یہہ ہے تشریح عدالت اور موجبات اوسکے اقسام اور افعال اوسکے اب مین بیان
کرتا ہون — حکیم اول یعنی ارسطاطالیس نے عدالت کو تین قسم پر منقسم کیا ہے اول ادا سے کرنا
حقوق الٰہی کا جو بخشنے والے نیکیون اور بزرگیون کا ہے بلکہ سب وجود ہر نعمت کا جو تابع وجود کے ہے
اوسی کی ذات پاک ہے اوسپر آدمیون کو قیام کرنا چاہیئے اور عدالت کا یہہ تقاضا ہے جو بندہ جسقدر
مقدور اور طاقت اپنی کے جو امور اوسکے اور معبود اوسکے درمیان ہین اونمین افضل اور عمدہ طریقہ
بجالانے کا عمل مین لاے اور رعایت کرنی شرایط اونکے مین نہایت جہد اور کوشش کرے —
دوم حقوق انسانون کے اور تعظیم روسا کی اور ادا سے کرنا امانتون کا اور انصاف کرنا معاملات
مین انمین آدمیون کو قیام کرنا چاہیئے — سیوم ادا سے کرنا حقوق گذشتگان کا مانند قرضہ ادا سے
کرنے کے اور وصایا اونکے پر تعمیل کرنے وغیرہ مثل اسکے انپر قیام کرنا چاہیئے اس مقام تک معنی
کلام ارسطاطالیس کے ہین — اور وجوب ادای حقوق الٰہی مین تحقیق اسطرح ہے جب شرط عدالت
کی لین دین کے معاملات وغیرہ امور مین ظاہر کرنی چاہیئے تو پس چاہیئے کہ مقابلہ اون نعمتون کے
جو عطیات خالق کریم غریسمہ اور نعماے نامتناہی ذات پاک اوسکی سے ہمکو نصیب ہوتے ہین اور
حق اونکا ہمارے پر ثابت ہے کسیطرح طاقت اپنی ادا سے کرنے اون حقوق مین صرف کرین
کیونکہ اگر کوئی شخص تھوڑا سا انعام کسی سے پاوے اور بدلہ اوسکا نکرے تو وہ شخص تقصیر جو رسے
نسبت کیا جاتا ہے پس اگر نعمتہاے بے شمار اور عطیات بے اندازہ سے مخصوص ہو اور پھر متواتر و
متوالی لحظہ بلحظہ نعمتہاے مال کے اوسپر مدد حاصل ہوتی رہے تو کسطرح مقابلہ اون نعمتون مین
خیال کے ساتھہ شکر گذاری کرنے یا بجا آوری احکام اوسکی سے کسی حق پر قایم ہونے مین مشغول نہو

بلکہ سیرت عدالت کی اسبات کا تقاضا سے کرتی ہے کہ اپنی کوشش اور سعی معاوضہ اور مبادلہ نعمتونمین
مصروف رکھے اور اسباب مین سستی اور کاہلی کو نا روا سمجھے کیونکہ اگر مثلاً کوئی بادشاہ عالم فاضل ہو جو
اوسکے انتظام اور سیاست سے تمام ملک اور رستون مین امن و امان اور آبادی اور تمام اطراف
اور آفاق مین عدل اوسکا ظاہر اور مشہور ہو اور لوگونکے عزت اور حرمت کی نگاہبانی مین اور ممانعت
ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے اور اسباب مصلحت معاش اور معاد خلایق کے اشاعت مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نکرے تا فیض اوسکا عموماً رعایا اور غریبون پر بھی شامل ہو اور احسان اوسکا ہر ایک قوی
اور ضعیف کے حق مین بھی خصوصاً جاری ہو اور استحقاق اسبات کا کہ ہر ایک باشندہ ملک اوسکے کو
علیحدہ علیحدہ پاداش اور بدلہ احسانات اوسکے پر قیام رکھنا چاہئے جو سستی کرنی اسمین موجب متصف
ہونیکا ہے صفت جور کے ساتھہ اوسکو حاصل ہو جاے اگرچہ بسبب استغنا اوسکی کے کارگذاری
رعایا سے پاداش اور بدلہ کرنا رعایا کے لوگون کا بجز اسکے کہ اخلاص کے ساتھہ دعا مانگین اور اوسکے
ثنا اور بزرگیون کو مشہور کرین اور اوسکے احسانون کا شکر بجا لائین اور محبت صافی رکھین اور
اطاعت پر کمر بستہ رہین کسیطرح کے ظاہر اور باطن مین مخالفت نکرین اور حتی المقدور اوسکی
خدمت بجا لائین اور تدبیر منزل اور ترتیب عیال اور خانہ داری مین پیروی اوسکی کرین کیونکہ
نسبت لوگون کے اپنے اپنے گھرونکے ساتھہ مثل نسبت پادشاہ کے ہے ملک کے ساتھہ اور کچھہ نہیں
ہو سکتا اور چشم پوشی اور روگردانی لوگون کے ایسے مراسم کے ادا کرنے سے اور نا قایم ہونا
ان شرایط پر باوجود قدرت اور اختیار کے سواے ظلم اور جور حقیقی اور منحرف ہونیکے طریق عدالت سے
اور کچھہ نہین ہے کیونکہ لینا بغیر دینے کے انصاف سے خارج ہے — جسقدر فیض بخشی نعمتون احسان
کے زیادہ ہوگی جور جو مقابلہ انکے مین ہوگا وہ بھی زیادہ تر فاحش ہوگا کیونکہ ظلم فی ذاتہ اگرچہ قبیح
ہے الا بعض قسم بعض کے نسبت سے زیادہ تر قبیح ہوتے ہین جیسا کہ زایل کرنا ایک نعمت کا نسبت ازالہ
نعمت دوسرے کے اور انکار کرنا ایک حق کا دوسرے حق کے انکار کے نسبت سے بدتر ہوتا ہے
جب قباحت قصور بدلہ اور پاداش حقوق سلاطین اور روسا کی از روے شکر گذاری اور فرمانبرداری
اور محبت اور سعی صالح کے تا اس نوبت تک معلوم ہے تو قیاس کرنا چاہئے کہ بجا آوری حقوق ذات

پاک اللہ تعالی مین جو ہر ساعت بلکہ ہر لحظہ اسقدر نعمتین اور بخششین بے شمار فیض بخشی اوسکی سے ہمارے
نفس اور جسم پر فایز ہوتے ہین جو اندازشمار اور بیان سے افزون ہے سستی اور تغافل کرنے کسقدر
مذموم اور شنیع ہوگی اگر پہلے نعمت کا حال جو وجود ہمارا ہے بیان کرین تو اسکا بدلہ کچھہ متصور نہین
اگر ترکیب بنیاد بدن اور آراستگی صورتون کا حال کہا جاے تو مصنف کتاب تشریح اور مولف کتاب
منافع اعضا نے زیادہ ایکہزار ورق سے بیان کرنے اون چیزونمین جو ہم انسان وہان تک
پہونچ سکے سیاہ کیا ہے اور ہنوز ایک قطرہ دریاے تعریف سے بیان نہین ہوا اور اظہار ایک نکتہ کا
جیسا کہ چاہیے ظہور مین نہین آیا اور اصل حقیقت ایک دقیقہ کے بھی اوسکے دریافت مین نہین آئی
اگر نفوس اور قوی اور ملکات اور ارواح اور جسقدر مدد فیض عقل اور نور اور خوبی اور برکات
اور خیرات ذات پاک الہی سے ہماری نفس پر عطا ہوتے ہین اونکو تشریح دینی چاہین تو مجال اور
طاقت اشارت کرنے کی بھی اسباب مین ہمکو حاصل نہین ہے زبان اور بیان اور فہم اور وہم
کو حقایق اور دقایق اوس ذات پاک کے تصرف کرنے مین بالکل ہم قاصر اور عاجز جانتے ہین
اگر نعمت بقاء ابدی اور ملک سرمدی اور قرب ذات پاک اوسکیکا حال کہا جاے جو ہمکو رتبہ
اور استحقاق تحصیل ان نعمتون کا عطا فرمایا ہے تو بجز عجز اور حیرت اور قصور کے کچھہ حاصل نہین
ولعمری ما یجہل ہذا النعم الا النعم یعنی قسم ہے عمر اپنی کے کہ نہین فراموش کرتا ان نعمتون کو گمراہ
اگرچہ اللہ تعالی جلشانہ کوششون ہمارے سے بے نیاز ہے لیکن بہت اور نہایت سخت بری بات
ہے جو ہم ادا سے کرنے حق اور بذل اوس کوشش سے کہ جسکے وسیلہ سے عیب جور اور ظلم کا اپنی
ذات سے دور کرین قاصر رہین — حکیم ارسطاطالیس نے اوس عبادت کے بیان مین جو بندون
کو اسپر فرض کرنا چاہیے یون کہا ہے کہ لوگونکا اختلاف ہے اسبات مین کہ کس نوع کے عبادت الہی پر بندون کو قیام
کرنا چاہیے بعضون نے کہا ہے کہ نماز روزہ اور خدمت عبادتگاہون اور مسجدونکے اور قربانیونکے ذریعہ سے قرب حاصل کرنا چاہیے۔ اور بعضون کا
کہنا اقرار ربوبیت اور احسان اور بزرگی اوسکیکا حتی الوسع کرنا چاہیے۔ اور بعضون کے یہہ رائے
ہے کہ تحصیل قرب بارگاہ اوسکیکا احسان کرنے کے وسیلہ سے کرنا چاہیے یا احسان کرنا اپنے نفس
پر ساتھہ تزکیہ اور پاک کرنے اوسکیکے اور حسن تربیت کے یا اپنے ابناء جنس کے ساتھہ مدارا اور حکمت

اور نصیحت کیے ہیے ـــــ اور بعض کا مقولہ ہے کہ امور آلہیات مین فکر اور تامل کرنا اور اونکا نور
مین کوشش کرنے جو موجب مزید معرفت باریتعالی کے ہین تا اونکے ذریعہ سے معرفت اوسکی درجہ
کمال کو پہونچے اور توحید اوسکی رتبہ تحقیق کو فایز ہو اور بعض کا قول ہے کہ جو حق اللہ تعالی کا خلقت
پر واجب ہے وہ ایک چیز معین نہین جو اوسکو لازم پکڑا جاے بلکہ بموجب ہر ہر فرقہ کے اور حسب اختلاف
آدمیون کے پایہ علمی مین مختلف طور پر ہی یہہ مقولہ تا اسمقام تک حکایت الفاظ ارسطاطالیس کے ہے
جو نقل کی گئی ہے اور اوس سے غلبہ اور ترجیح کسی قول کا ان اقوال سے پایا نہین گیا اور گروہ
حکماء متاخرین کا یہہ قول ہے کہ عبادت اللہ تعالی کی تین قسمون مین محدود ہے اول وہ جو بدن سے
تعلق رکھتی ہے مثل نماز روزہ اور کھڑے ہونا مقامات شریفہ مین بمراد دعا اور مناجات کے۔
دوم وہ جو روح کے ساتھہ تعلق رکھتی ہے مثل اعتقادات صحیح کے مانند توحید اور بزرگی اللہ تعالے
کے اور فکر کرنا کیفیت فیضرسانی وجود اور حکمت اوسکیکا جہان کے حال پر وغیرہ مثل اسکے۔
سیوم وہ جو خلقت کے مشارکت سے اسپر واجب ہو مثل انصاف کرنے کے معاملات اور امور کشتکاری
اور نکاح کے امور مین اور ادا سے کرنا امانتون کا اور نصیحت کرنے اپنی ابناے جنس کو اور جہاد کرنا
دشمنان دین کے ساتھہ اور حمایت کرنے غربت کے اور اس جماعت حکما سے جو اہل تحقیق کے ساتھہ
نزدیک ہین اونکا یہہ مقولہ ہے کہ عبادت آلہی تین چیزون مین ہے اول اعتقاد حق دوم قول صواب
سیوم عمل صالح اور تفصیل ان ہر ایک کی ہر زمانہ اور ہر وقت مین بموجب مصلحت ہر وقت اور زمانہ کی مختلف طور پر
ہوتے ہے جو انبیاء اور علماء مجتہد کہ وارث انبیا کے ہین بیان کرتے ہین اور عام خلقت پر واجب ہی اطاعت
اور فرمانبرداری انکی تا حکم آلہی کے محافظت کرنے والے ہون اور جاننا چاہیئے کہ نوع انسانکو بارگاہ
آلہی کی قرب پیدا کرنے کے چار مقام ہین مقام اول اہل یقین کا مقام ہے جنکو موقنان کہتے ہین
اور یہہ مرتبہ حکماء بزرگ اور علماء کبار کا ہے مقام دوم اہل احسان کا مقام ہے کہ جنکو محسنان کہتے ہین
اور یہہ رتبہ اون لوگون کا ہے جو باوجود کمال علم کے حلیہ عمل سے آراستہ ہین اور جن فضایل کو ہم
ذکر کر چکے ہین اونسے موصوف ہین مقام سیوم ابرار کا مقام ہے اور یہہ وہ جماعت ہی جو خلقت اور
لوگون کے صلاح مین مصروف ہین اور سعی انکی کمال کرنے خلقت مین مبذول ہے مقام چہارم

اہل فوز کا مقام ہے جنکو فائزان اور مخلصان کہتے ہین اور نہایت اسیدرجہ کا مقام منزل اتحاد کے ہے
سوائے ان قسمونکے انسان کے لئے کوئی درجہ اور مقام قرب الٰہی کا نہین ہے اور حاصل ہونا استعداد ان دونون
اور مقامونکا چار خصلت کے ذریعہ سے ہوتا ہے اول طلب مین حرص اور سعے کرنے دوم تحصیل کرنا علوم
حقیقی اور معرفت ہاے فرضی کا سیوم شرم رکھنے جہل اور نقصان طبیعت سے جو نتیجہ سستی کا ہے چہارم
لازم پکڑنا تحصیل فضایل کا بموجب طاقت کے ان اسباب کو اسباب اتصال حضرت حق تعالی کا کہتے ہین
الاسباب انقطاع کے قرب بارگاہ الٰہی سے جو لغت عبارت اس سے وہ بہی چار ہین اول وہ سقوط اور
افتاد کی جو باعث رود گردانی کا ہو اور متابعت اسکے استہانت لازم آتی ہے — دوم وہ سقوط جو موجب حجاب
کا ہو اور اسکے تابع اسکے ہے سیوم وہ سقوط جو موجب مردود ہونے کا ہو اور دشمنی تابع اسکے ہے
چہارم وہ سقوط جو باعث خسارہ اور زیان یعنی دوری بارگاہ الٰہی کا ہو اور بغض تابع اسکے ہے -
اور اسباب شقاوت کے جو موجب ان جملہ اقسام انقطاع کا ہوتے ہین وہ بہی چار ہین - اول سستی
اور بیکاری ضایع کرنا عمر کا تابع اسکے ہے دوم جہل اور کند ذہن ہونا جو باعث ترک کرنے فکر اور
ریاضت نفس کی پیدا ہوتا ہے - سیوم وہ بے شرمی جو سستی نفس اور فریب اور بیوفائی سے شہوت کے
تقاضاے سے پیدا ہوتی ہے چہارم اون رذایل کے استعمال پر راضی اور خوشنود ہوجانا جو کثرت
استعمال قبایح اور ناکرنے توبہ کے سبب سے متلزم ہوجاتے ہین — اور قران مجید مین یہہ چارون سبب
ان الفاظ سے بیان ہین زیغ رین غشاوہ ختم معانی ان چار لفظون کے ان چار سببون کے معانی سے
نزدیک ہین — اور ہر ایک قسم کے لئے ان شقاوتون سے علاج ہے جو بعد اسکے مجمل طور پر بیان
کیا جایگا انشا اللہ تعالی یہہ ہے قول حکماء کا عبادت الٰہی مین — اور حکیم افلاطون الٰہی کا مقولہ ہے
کہ جب فضیلت عدالت کی حاصل ہوجاے تو نور قوی اور لمعات نفیس اوسکے ذات مین درخشاں
ہوتے ہین کیونکہ عدالت جامع تمام فضیلتون کے ہے پس نفس عمدہ طریق ادا کرنے فعل خاص
اپنے پر قادر ہوجاتا ہے — اور یہہ حالت نہایت کا درجہ قرب نفس انسانی کا ہے اللہ تعالی کے ذات پاک
سے اور نیز حکیم موصوف کا بیان ہے کہ توسط عدالت کا مثل توسط دیگر فضایل کے نہین کیونکہ عدالت
کے دونون طرفون مین جور ہے اور کسی فضیلت کے دونون طرف مین ایک رذیلت نہین ہے

یعنی کہ نفس نہایتی برین پہ وہ کہ ۱۲ اور نگاہ کرنا نقشہ وہ باتی خیر ہے دیگر ای کے اوپر دل کے ۱۲

تشریح اسکی اسطرح پر ہے کہ زیادہ طلب کرنے ناحد وسط سے وہ بھی جور ہے اور کم طلب کرنا بھی جور ہی کیونکہ جائر آدمی جو چیز نافع ہے
اپنی ذات کے لئے زیادہ طلب کرتا ہی اور دوسرے کیواسطے کم اور جو چیز ضرر رہو بچانے والی وہ اپنے ذات کے لئے کم چاہتا ہی اور
دوسروں کے لئے زیادہ — جب عدالت مساوات کو کہتے ہین اور دونون طرفین مساوات کے زیادتی اور کمی ہے پس دونو طرفین
عدالت کے جور ہوا اگرچہ ہر فضیلت کے لئے توسط کے جہت سے اعتدال لازم ہے الا عدالت عموماً
شامل ہے تمام اعتدالات کو — اور عدالت ایک ہیئت نفسانی ہے جو اوسکے طفیل اہل عدالت سے
پیروی اور پابندی شریعت الٰہی کی صادر ہوتی ہے کیونکہ یا جملہ چیزوں کے اوضاع
اور اوساط کے تعین کرنیوالے شریعت الٰہی ہے پس اہل عدالت کے طبیعت مین کسیطرح مخالفت اور
ضدیت اہل شریعت الٰہی کے ساتھہ نہین ہوتی بلکہ تمامہ ہمت اوسکی مددگاری اور موافقت اور متابعت
اوسکے مین مصروف ہوتی ہے کیونکہ طبع اوسکی مایل اور طالب مساوات کے ہوتی ہے اور معرفت
مساوات کی اہل شریعت سے حاصل کرتا ہے — اور اقل درجہ مساوات کرنے کا دو شخصون مین
ہوتا ہے ایک چیز مشترک مین یا دو چیز مین پس نسبت متصل اور منفصل کے ارکان مقرر اور معین ہو جاتی ہین
اور جاننا چاہئے کہ یہہ ہیئت نفسانی ایک ایسا امر ہے کہ نہ فعل ہے اور نہ معرفت ہے اور نہ قوت ہے
کیونکہ فعل بغیر اس ہیئت کے بھی صادر ہو جاتے ہین جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ افعال عادلون کے
غیر عادلون سے صادر ہوتے ہین — اور قوت اور معرفت کا تعلق ضدین کے ساتھہ یکسان ہو جاتا ہے
کیونکہ علم دونون ضدون کا اور قدرت دونون ضدون پر ایک ہی ہوتی ہے — الا وہ ہیئت کہ
قابل ایک ضد کے ہوگی وہ غیر اوس ہیئت کا ہوگی جو قابل ضد دیگر کے ہے اور یہہ مطلب تمام اقسام
فضایل اور ملکات مین تصور کرنا چاہئے کیونکہ یہہ امر علم اخلاق کے اسرار دینی سے ہی — اور عدالت
کو فضیلت حریت کے ساتھہ درباب معاملات اور لین دین کے امور مین اشتراک ہے کیونکہ عدالت
بموجب شرایط مذکور کے تحصیل کرنے مال مین بکار آتی ہے اور حریت اونہین شرایط کے ساتھہ
خرچ کرنے مین بکار آتی ہے اور تحصیل لینا مال کا ہے پس یہہ انفعال سے نزدیکتر ہے اور خرچ کرنا
مال کا ہے یہہ فعل سے قریب تر ہے — اسی سبب سے لوگ حر کو عادل سے زیادہ دوست رکھتے ہین
باوجود اسبات کے تعلق انتظام جہان کا عدالت کے ساتھہ حریت کے نسبت سے زیادہ ہے کیونکہ

خاصیت فضیلت کے فعل خیر ہے نہ ترک شر اور خاصیت محبت آدمیون کے تعریف کرنے لوگون کے ہے
فیض رسانی کے سبب سے اور نہ جمع کرنے مال کے سبب سے — اور حر آدمی جمع کرنا مال کا جمعیت دولت کے
نظر سے نہین کرتا بلکہ برا دصرف کرنے کے کرتا ہے اور ظاہرا درویش صورت نظر آتا ہے کیونکہ
نہایت کوشش اوسکے کسب مال مین پسندیدہ طریقون سے ہوتی ہے اور وہ کسب مال مین تغافل
اور سستی نہین کرتا کیونکہ تعلق اور توسل اوسکا اپنے فضیلت کے ساتھہ مال کے ذریعہ سے ہوتا
اور ضایع کرنے مال یا فضول خرچی کرنے اور یا بخل اور امساک بیجا سے محترز ہوتا ہے — پس جو حر ہوگا عادل
ہوگا الا جو عادل ہے وہ حر نہین ہوتا — اسمقام پر ایک اعتراض بیان کرتے ہین اور اوسکا جواب
بہی دیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب عدالت ایک امر اختیاری ہے جو واسطے تحصیل فضیلت اور پیدا
کرنے استحقاق تعریف اور ثنا کی حاصل کرتے ہین تو چاہیے کہ جور جو ضد اوسکے ہے وہ بہی امر اختیاری ہو
کر واسطے تحصیل رذیلت اور پیدا کرنے استحقاق مذمت کی حاصل کرین اور عاقل اور دانشمند آدمی کا
رذیلت اور مذمت کو اختیار کرنا بعید از عقل ہے پس چاہیے کہ وجود جور کا محال ہو اسکے جواب مین
بیان کیا ہے کہ جو کوئی ایسے فعل پر ارتکاب کرتا ہے جو موجب ضرر کا ہو تو وہ شخص اپنے نفس کا
ظالم ہے کیونکہ باوجود قدرت اسبات کے جو اپنے نفس کو نفع پہونچاوے پہر جو اوسنے فعل مضر
اختیار کیا ہے تو مصلحت اور مشاورت عقل کو ترک کر دیا ہے — اور اوستاد شیخ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ
نے جواب اس اعتراض کا اس سے بہتر دیا ہے — وہ یہہ ہے کہ جب انسان کی ذات مین مختلف
قوتین ہین تو ممکن ہے جو بعض اونمین سے موجب ایسے فعل کا ہون جو وہ فعل مخالف تقاضاے
دوسرے قوت کا ہو جیسا کہ اہل غضب یا صاحب شہوت یا وہ کوئی جو مستی کی حالت مین لڑائی
سے پیش آوے ایسے افعال بعید از عقل اختیار کرتا ہے جو بعد رفع ہونے اون حالات کے خود پشیمان
اور نادم ہوتا ہے اور سبب صدور ان افعال کا یہہ ہوتا ہے کہ ایک حالت مین جو ایسی قوت کا
غلبہ ہو جو موجب اوس فعل کے ہے تو وہ فعل اوسکو نیک نظر آتا ہے اور جب اوس قوت کا غلبہ
بہی مثل خادم کے تصور کیا ہوا ہوتا ہے تو عقل کو اوسحالت مین مجال اعتراض کے نہین ہوتا
جب تیزی اور غلبہ اوس قوت کا فرو ہو جاتا ہے تو اوسوقت قباحت اور فساد اوس فعل کا

ظاہر ہوتا ہے — الا وہ لوگ جو سعادت فضیلت سے موصوف ہین انکے عقل کیسے وقت مین مغلوب نہین
ہوتے فعل جمیل کا صادر ہونا انکی طبایع پر ملکہ ہوجاتا ہے — ایک اور اعتراض پہلے اعتراض سے مشکلتر
بیان کرتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ تفضّل محمود[1] ہی اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت مساوات
کو کہتے ہین اور تفضّل زیادتی کو اور ہم بیان کرچکے ہین کہ عدالت جامع تمام فضیلتون کے ہے اور اوسکے
لئے مرتبہ وسط کا ہے پس جیسا کہ کمی اور نقصان حد وسط سے مذموم ہے ویسا ہی زیادتی مذموم
ہے پس تفضّل مذموم ہوا اور یہہ خلاف مفروض کا ہے — جواب اسکا بطرح پر ہے کہ تفضّل احتیاط
ہے عدالت مین تا ظہور نقصان سے ایمنی اور دلجمعی حاصل ہوجاے اور متوسط ہونا فضایل کا ایک
طریق پر نہین ہوتا کیونکہ سخاوت باوجود اسکے کہ وسط ہے درمیان اسراف اور بخل کے زیادتی کرنی
اسمین احتیاط مین داخل ہے کمی کرنے کے نسبت سے — اور عفت باوجود وسط ہونے کے شرہ اور
جمود کے درمیان کمی کرنی اسمین قرین احتیاط ہے زیادتی کے نسبت سے — اور وجود تفضّل کا
ظہور مین نہین آتا الا بعد نہایت اور کمال شرایط عدالت کے کہ پہلے جو چیزین ضروری اور واجب
تہین وہ اداے کرلی ہین پہر احتیاطاً زیادتی کو بہی اسکے ساتہہ اضافہ کیا جاے — اور اگر مثلاً
تمام مال کسی غیر مستحق کو دیا جاے اور مستحق کو محروم چہوڑا جاے تو اسکو متفضل نہین کہا جائیگا بلکہ مبذر
نہین کے یعنی فضول خرچ کیونکہ حد عدالت کو چہوڑ دیا ہے پس معلوم ہوا کہ تفضل زیادتی عدالت
کے ہے اور متفضل عادل با احتیاط ہے عدالت مین — اور خصلت اوسکی وہ ہے کہ نافع چیز مین
اپنا حصہ کم کرے اور دوسرون کو زیادہ دے اور مضر چیز مین اپنا حصہ زیادہ کرے دوسرونکی
نسبت سے برعکس جور کے اور معلوم ہوا کہ تفضّل عدالت کے نسبت سے شریف تر ہے اس نظر سے
کہ اسمین عدالت کا مبالغہ ہے نہ اوس جہت سے کہ حد عدالت سے خارج ہے — اور اشارت
صاحب شریعت کی عدالت کیطرف اشارت کلی ہے نہ جزوی کیونکہ عدالت جو معنی اسکے مساوات
ہے کبہی جوہر مین ہوتی ہے اور کبہی کم مین اور کبہی کیف مین اور اسیطرح دیگر مقولات مین بیان
اسکا اسطرح پر ہے کہ پانی اور ہوا باہم برابر ہین کیفیت مین کمیت مین برابر نہین کیونکہ اگر کمیت مین
برابر ہوتے تو درن ان دونون کا برابر ہوتا اور کیفیت مین ایک کا دوسرے پر غلبہ ہوجاتا پس

[1] تفضل اوسکو کہتے ہین کہ استعمال فضیلت مین حد وسط سے زیادتی کیجاے ۱۲

جسکی کیفیت زیادہ ہوتی وہ کم کیفیت والہ پر غالب ہوجاتا اور کم کیفیت والہ فاسد ہوجاتا ہے اور ایسا ہے
آگ اور ہوا مین اگر کیفیت کے روی سے انمین برابری نہوتی اور ایک دوسرے کو فانی اور فاسد
کرسکتا تو جہان تہوڑی مدت مین نیست اور نابود ہوجاتا الا اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے ایسا مقرر
فرمادیا ہے کہ چارون عنصر قوت اور کیفیت مین برابر اور مساوی ہین تا ایک دوسرے کو فنا نکرسکے لیکن
وہ جزو جو طرف مین واقع ہوگی اوسپر اگر جزو عنصر دیگر کے محیط ہوجائیگی تو اوسکو فانی کردی گی تا اوس سے
کئی نوع کی حکمت پیدا ہو اور ان معنی کے طرف ہے اشارہ صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والسلام کا
اس کلام سے جو فرمایا ہے بالعدل قامت السموات والارض یعنی عدل سے قایم ہین آسمان اور زمین
غرض یہہ ہے کہ شریعت الہی کا حکم واسطے عدالت کلی کے ہے تا حصلت الہی کے پیروی حاصل ہو اور تفضل
کلی کے واسطے حکم نہین ہے کہ تفضل کلی نامحدود ہے اور عدالت محدود ہے کیونکہ مساوات کی حد مقرر
ہوتی ہے اور زیادتی کی کوئی حد نہین بلکہ عدالت کو کمال احتیاط سے عمل مین لانیکا حکم فرماتی ہے
اور ایسے پر ترغیب اور تحریص کرتی ہے کیونکہ تفضل عام کل امور مین شامل نہین ہوسکتا جیسا کہ
عدالت عام اور شامل ہوتی ہے — اور وہ جو ہمنے بیان کیا ہے کہ تفضل احتیاط اور مبالغہ ہے
عدالت مین وہ قول ہے عام نہین کیونکہ یہہ احتیاط عادل کے واسطے سوائے اپنے نصیبہ اور حصہ
کے نہین ہوسکتا مثلاً اگر حاکم ہوگا درمیان دو متخاصمین کے کسی کے نسبت تفضل نہین کرسکتا
بجز عدالت محض اور مساوات مطلق کے اگر کچھہ کمی بیشی کریگا تو قبیح ہوگی اور وہ جو ہمنے بیان کیا
کہ عدالت ایک ہیئت نفسانی ہے یہہ قول ہمارا مخالف اور مبنافی اس قول کا نہین ہے کہ عدالت
ایک فضیلت نفسانی ہے کیونکہ اوس ہیئت نفسانی کو تین وجہ پر اعتبار کرتے ہین اول باعتبار ذات
ہیئت کے دوم باعتبار اہل اوس ہیئت کے سیوم باعتبار اوس شخص کے اوس ہیئت مین اوسکے
ساتھہ معاملہ پڑے پہلے اعتبار سے اوسکو ملکہ نفسانی کہتے ہین اور دوسرے اعتبار سے فضیلت نفسانی
اور تیسرے اعتبار سے عدالت — جملہ اقسام اخلاق اور ملکات مین یہہ اعتبارات ملحوظ رکھنے
چاہیئے — اور مرد عاقل پر واجب ہے عدالت کلی کا استعمال کرنا اس وجہ پر کہ اول خاص اپنے
ذات مین استعمال کرے اور وہ معتدل کرنا قوای اور کامل کرنا ملکات نفسانی کا ہے جیسا کہ

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کیونکہ اگر عدالت سے اپنے قوتونکے تعدیل اور درستی نہ کریگا تو شہوت
اوسکو برانگیختہ کریگی کسی ایسے امر پر جو مرغوب طبع اوسکے ہے اور غضب کسی دوسرے امر مخالف
اوسکے پر آمادہ کرے گا تا مختلف خواہشون کے تقاضاے سے بہت قسم کے مرغوبات اور کرامات
کا طالب ہوگا اور اضطراب اور انقلاب اِن حالات اور کشمکش مختلف قوتونکے باعث سے شر
اور ضرر پیدا ہوگا — اور ویسا ہی حال ہے اوس جگہہ پر کہ جہان ایک جماعت کثیر آدمیون کی ہو
بغیر ایسے افسر اور رئیس زبردست کے کہ اونکو منتظم طور پر رکھے اور اتحاد اور وحدت کے ذریعہ سے
جو ظل آلہی ہے اونکو ثبات اور قیام بخشے — اور ارسطاطالیس نے اوس شخص کو کہ جسکا حال
کشمکش قواے سے ایسا غیر منتظم ہو اوس شخص کے ساتھہ تشبیہہ دی ہے کہ جسکو دو جانب سے ایسا
کہینچین جو دو ٹکڑہ ہوجاے یا بہت طرفون سے کہینچا جاوے تا پارہ پارہ ہوجاے لیکن جب قوت
تمیز کو جو خلیفہ آلہی ہے ذات انسانی مین حاکم جملہ قواے کا بنایا جاے تا وہ اعتدال اور مساوات
کے شرایط کو نگاہ رکھے تو ہر ایک اپنے حق پر فایز ہوجاے اور بے انتظامی جو کثرت کا نتیجہ ہے دور
ہوجاے پس جب اِس طریق پر نفس کے تعدیل اور درستی سے فارغ ہوجاے تو واجب ہے
تعدیل اور درستی دوستون اور عیال اقربا کے اسی طریق پر بعد اسکے غیر اجنبی آدمیونکی تعدیل
واجب ہے اور اس سے بعد حیوانات کی تعدیل کرنی چاہیئے تا شرف اِس شخص کا ابناء جنس پر
ظاہر ہوجاے اور عدالت اوسکے کمال کی درجہ کو پہونچے اور ایسا شخص جسکی عدالت
اِس غایت تک پہونچے وہ ولی اور خلیفہ خدا تعالی کا اور بہترین خلقت کا ہوتا ہے اور مقابلہ
اسکے مین تمام مخلوق سے بدتر وہ شخص ہے جو اول اپنی ذات پر ظلم کرے اور بعد اوسکے
دوستان اور متعلقان اپنے پر اور بعد اسکے باقی تمام آدمیون پر اور تمام حیوانات پر فروگذاشت
کرنے سیاستونکے سبب سے کیونکہ تعلق علم کا دونون طرفون سے ایک ہی ہوتا ہے پس بہترین انسانونکا
مرد عادل اور بدترین ظالم اور ایک جماعت حکما کا قول ہے کہ قوام موجودات کا اور انتظام
جہان کا محبت کے ساتھہ ہے اور تردد آدمیونکا واسطے حاصل کرنے فضیلت عدالت کے
بسبب منعقد ہونے شرف محبت کے ہے کیونکہ اگر اہل معاملات ایک دوسرے کی محبت سے خوش

ہو دین تو اسمین ہی انصاف ایک دوسرے کا دیوین اور مخالفت مرتفع ہوجاے اور انتظام ظہور مین آوے
جب یہہ بحث حکمت مدنی اور شرعی سے متعلق ہے تو تشریح کرنے امر محبت مین توقف اولی ہے واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین فصل ترتیب حاصل کرنے فضایل اور مراتب سعادت مین

علوم حکمت مین مقرر ہے کہ اسباب اقسام اون حرکات کے جو موجب تحصیل انواع کمالات کا ہین
ایک ان دو چیزون مین سے ہوگا یا طبیعت یا صناعت الاطبیعت کا مبادی ہونا مثل مبداء تحریک
نطفہ کے ہے اکثر مراتب تغیرات اور بہت سے استحالات مین تا اس حد تک کہ وہ نطفہ کمال حیوانی
پر فایز ہوجاے — الاصناعت کا مبادی ہونا مثل مبداء تحریک چوب کے ہے الات کے ذریعہ
سے تا اوس پایہ تک جو کمال تختہ ہونے کو پہونچ جاے — اور طبیعت مقدم ہے اوپر صناعت کے
ہم وجود مین اور ہم رتبہ مین کیونکہ صدور اوسکا محض حکمت الٰہی سے ہے اور صدور صناعت کا
جستجوی اور ارادہ انسانی سے ہے امور طبیعی کے مدد اور اشتراک سے پس طبیعت بمنزلہ معلم اور استاد
کے ہے اور صناعت مثل متعلم اور شاگرد کے جب کمال ہر چیز کا منحصر ہے اوپر پیدا ہونے مشابہت
اوس چیز کے اپنے مبداء کے ساتھہ پس کمال صناعت کا منحصر ہے اوپر پیدا ہونے مشابہت صناعت
کے طبیعت کے ساتھہ — اور مشابہت اوسکے طبیعت کی ساتھہ اسطرح پر ہوتی ہے کہ اسباب کے
تقدیم اور تاخیر مین اور ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنے مین اور ہر امر کے ترتیب نگاہ رکھنے
مین پیروی طبیعت کی کرے تا وہ کمال جو قدرت الٰہی سے طبیعت کو بطریق تسخیر کے دیا گیا ہے
صناعت سے بطریق تدبیر کے ظہور مین آوے اور باوجود اسکے جو فضلت کہ لازمہ صناعت کا ہے
اور وہ حاصل کرنا کمال کا ہے اپنی ارادہ اور فکر سے کمال طبیعت کے ساتھہ مقارن ہوجاے
مثلاً جب انسان انڈے جانورون کو کسی ایسی گرم جگہہ مین رکھے جو گرمی اوسکے مطابق گرمی
سینہ جانورون کے ہو تو جو کمال یعنی برآمدگی چوزیون اور بچیون کے جو طبیعت کے ذریعہ سے
متوقع تھے وہ اس تدبیر سے ظاہر ہوجائینگے اور اسکے ساتھہ ایک اور فضلت جو وہ یکبارگی
پیدا ہونا بہت مرغون کا ہے مقارن ہوجائیگی کیونکہ اسقدر مرغون کا یکدفعہ پیدا ہونا جانور کے

سعی سے مشکل ہے — بعد اظہار اس مقدمہ کے مین بیان کرتا ہون کہ جب تہذیب اخلاق اور تحصیل
فضایل کہ جسکے معرفت اور علم حاصل کرنے کے لئے ہم ساعی ہین ایک امر صناعی ہے تو اسباب مین
طبیعت کی پیروی کرنی لازم ہے اور وہ اسطرح پر ہوسکتی ہے کہ ہم تامل اور فکر کرین کہ ترتیب وجود
اور ملکات اور قوتونکی اصل پیدایش مین کس روش اور طریق پر ہے پس تہذیب اخلاق مین بھی
وہی طریق ملحوظ رکھین اور ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بچون کے طبع مین قوت طلب غذا کی ہوتی
ہے اور غذا کے حاصل کرنے مین کوشش کرتے ہین کیونکہ لڑکا جب شکم مادر سے جدا ہوتا ہے
بلا تعلیم سابقہ کے پستانون سے شیر طلب کرتا ہے جب قوت اوسکی زیادہ ہوتی ہے تو آواز کرنے اور
رونے سے غذا طلب کرتا ہے اور جب قوت خیال اوسکی کے محافظت صورتون پر قادر ہوتی ہے
تو جو صورتین حواسون کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوے ہوتے ہین اونکا مطالبہ کرتا ہے مثل صورت
مادر وغیرہ کے بعد اسکے قوت غضبی اوسمین ظاہر ہوتی ہے اور موذی چیزون سے احتراز کرتا ہے
اور جو امر نافع چیز کے وصول ہونے سے مانع ہو اوسکے ساتھہ مقاومت اور کوشش شروع کرتا ہے
پس اگر تنہا انتقام اور دفع اوسکا کرسکے تو تنہا اسپر قیام کرتا ہے ورنہ فریاد اور رونے سے استغاثہ
کرتا ہے اور اپنی مان اور دایہ سے اسباب مین استعانت چاہتا ہے اور بعد اسکے وہ قوتین اور
شوق جو موجب تحریک آلات کے ہین زیادہ ہوتے ہین تا اثر خاصہ نفس کا جو وہ قوت تمیز ہے
ظاہر ہوتا ہے اور ابتدا علامت ظہور اوسکی کے ظاہر ہونا قوت حیا کا ہے اور یہہ دلیل ہے اوپر
دریافت ہونیک اور بد کے پس یہہ قوت بھی روز بروز ترقی پر ہوتی جاتی ہے اور ہر ایک ان
قوتونسے جب اوس کمال پر جو اوسکے وجود کے واسطے ممکن ہے فایز ہوجاوے تو کوشش کرتا ہے
رعایت کرنے اوس کمال کے اپنی نوع مین جسطرح سے جو ہوسکے الا پہلے قوت جو سبب حاصل کرنے
مرغوب چیز کا ہے اور واسطے پرورش وجود کے مقرر ہے جب اوس شخص کو غذا اور نمو کے ذریعہ
سے اوس کمال کے نزدیک پہونچا دیوے کہ جسکے طرف توجہ اوسکی ہے تو پھر وہ قوت برانگیختہ
ہوتی ہے اوپر سعی کرنے بقا نوع کے پس شہوت نکاح کی اور شوق تناسل کا اوسکے وجود مین پیدا
ہوتا ہے — الا دوسری قوت جو دافع دشمن کی ہے جب محافظت اپنی وجود پر قادر ہوجاتی ہے

تو اپنے نوع کے محافظت کے لئے اقدام کرتی ہے پس شوق بڑے بڑے منصبون اور بزرگیون
اور ریاستون کا ظاہر ہوتا ہے — الا تیسری قوت جو سبب ادراک اور تمیز کا ہے جب اشخاص
اور جزویات کے ادراک پر مہارت حاصل کر لیتی ہے تو واسطے دریافت انواع اور کلیات کے
مشغول ہوتی ہے اور عقل کا اطلاق اسپر کیا جاتا ہے اسوقت انسانیت بالفعل کا نام اسپر واقع
ہوتا ہے اور جو کمال جو طبیعت کے تدبیر پر مفوض تہا وہ تمام ہو جاتا ہے بعد اسکے نوبت تدبیر
کی صناعت کے ذریعہ سے پہنچتی ہے تا اوس انسانیت نے جو طبیعت کے وسیلہ سے وجود تام حاصل
کیا ہے صناعت کے ذریعہ سے بقا حقیقی حاصل کرے — پس طالب فضیلت کو حاصل کرنے
کمال کے لئے کہ جسکے طرف توجہ اسکی ہے اسی قانون کی پیروی کرنی چاہیئے اور قوتونکی تہذیب
کے واسطے جو طریقہ اور ترتیب طبیعت سے آموختہ کیا ہے رعایت رکہنا چاہیئے — پہلے قوت
شہوت کی تعدیل بعد اسکے قوت غضب کے پس تعدیل قوت تمیز پر ختم کرنا چاہیئے — اگر اسا تفاق
پڑا ہو جو لڑکپن کے دنونمین موافق قاعدہ حکمت کے اسنے تربیت اور پرورش پائی ہو جیسا کہ بعد
اسکے بیان کیا جائیگا تو شکر نعمت اور احسان عظیم الٰہی کا ادا کرنا چاہیئے کیونکہ اکثر مشکلات اسکے
آسانی کے پایہ کو پہونچ گئے ہین اور طریق تحصیل فضایل مین حرکت کرنی اسکو بہت سہل ہو گئی ہے
اور اگر ابتدا و نشو و نما مین برعکس قاعدہ حکمت کے پرورش پائی ہے تو آہستگی اور تدریج سے
نفس کو عادات بد اور ملکات ناپسندیدہ سے جدا کرنا چاہیئے اور تصور سختی سے مایوس نہ ہونا چاہیئے
جو سستی اور فروگذاشت کرنے موجب شقاوت ابدی کا ہے اور روز بروز تلافی مافات کے
مشکل اور دشوار ہوتی جائیگی تا کہ درجہ امتناع اور محال کو پہونچ جائیگا اور بجز افسوس اور تاسف
کے کچہہ حاصل نہوگا پناہ بخش ہمکو ای اللہ تعالی بدی کینہ سے اور پہونچا ہمکو اوس چیز کے ساتھ
جو راضی ہووے تو اپنی رحمت سے — اور جاننا چاہیئے کہ اصل پیدائش مین کسی شخص کو
صاحب فضیلت کا نہین پیدا کیا چنانچہ کوئی شخص کاتب یا نجار یا صانع پیدا نہین ہوتا اور ہم
بیان کر چکے ہین کہ فضیلت امور صناعی مین سے ہے الا یہہ بات کثیر الوقوع ہے کہ اصل پیدائش
مین بعض لوگ فضیلت کو آسانی سے قبول کرتے ہین اور استعداد اور قابلیت کے شرایط اونکے

طبایع مین زیادہ تر ہوتے ہین — اور جیسا کہ طالب کتابت یا طالب تجارت کو اپنی حرفہ کے کثرت
استعمال کرنی چاہیئے تا وہ ہیئت اور قاعدہ اوسکے طبیعت مین راسخ ہو جاے جسکے سبب سے فعل اسکا
اوسکے ذات سے عین مصلحت کے طریق پر صادر ہوا وسوقت اوسکو باعتبار اس ملکہ کے صانع اور کاریگر
کہین گے اور اوس حرفہ کے ساتھہ اسکے نسبت دینگے ویسا ہی طالب فضیلت کو اون افعال پر کہ وہ فضیلت
تقاضاے اونکا کرتی ہے اقدام کرنا چاہیئے تا وہ ہیئت اور ملکہ اوسکے ذات مین پیدا ہو جاے جو صادر
کرنے اون افعال مین بوجہ کامل اوسکو قدرت ہو جاے — اوسوقت اس فضیلت کے صفت سے
موصوف ہوگا — جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ صناعت مین پیروی طبیعت کی کرنی چاہیئے اور
جملہ صناعات سے صناعت طب کی اس صناعت کے ساتھہ مناسب تر ہے جیسا کہ اس صناعت
مین تہذیب اور تکمیل نفس کی مطلوب ہے ویسا ہی اوسمین تجوید اور تکمیل بدن کے مدنظر ہے —
پس جو کہ اس صناعت مین پیروی طبیعت کی لازم ہے وہ مشابہہ اوس پیروی کے ہے جو کہ طب
کے صناعت مین پیروی طبیعت کی ہے —

اسی سبب سے بعض حکما اس صناعت کو طب روحانی کہتی ہے — جیسا کہ علم طبابت کے دو جزو ہین
ایک وہ جو موجب محافظت صحت نفس کا ہو دوم وہ جو باعث ازالہ مرض کا ہو ویسا ہی اس علم
کے بھی دو فن ہین ایک وہ جو موجب محافظت فضیلت کا ہو اور دوم وہ جو مقتضی ازالہ رذیلت
کا ہو اور ہم ہر ایک فن کو کمال کوشش سے بیان کرینگے انشا اللہ تعالی — پس اس مباحثہ
سے معلوم ہوا کہ اول طالب فضیلت کو قوت شہوت کے حال سے بحث کرنی چاہیئے اور بعد اوسکے
قوت غضبی کے حال سے اور نگاہ کرنی چاہیئے کہ آیا ہر ایک قوت اصل پیدایش مین قانون اعتدال
پر ہے یا منحرف ہے اعتدال سے اگر اعتدال پر ہے پس محافظت اوس اعتدال مین اور اسبات کے
ملکہ پیدا کرنے مین کہ جو فعل نسبت اوس قوت کے نیک اور پسندیدہ ہے وہ اوسے صادر ہو کوشش
کرنی چاہیئے اور اگر اعتدال سے منحرف ہے تو پہلے اوس انحراف کو دور کرکے اعتدال حاصل
کرنا چاہیئے بعد اوسکے تحصیل اوس ملکہ کے لئے سعی کیجاے — جب ان دونون قوتون کے تہذیب
سے فراغت حاصل ہو تو تکمیل قوت نظری مین مصروف ہونا چاہیئے اور اوسمین ترتیب ملحوظ رکھنی چاہیئے

پہلے جو تعلیم علوم کے شروع ہو تو وہ علم اور فن شروع کرانا چاہیئے جو ذہن اوسکے کو گمراہی اور
ضلالت سے نگاہ رکھے اور طریق حاصل کرنے حقایق کے ہدایت کرے بعد اوسکے وہ فن شروع کرایا جاوے
جو قوانین اوسکے مین وہم کو عقل کے ساتھہ مدد ہو اور حیرانی اور پریشانی کو دخل نہو تا ذہن کو لذت
یقین کی حاصل ہو جاے اور حق امر کے لازم پکڑینگا ملکہ ہو جاے اور بعد اسکے دریافت کرنے ماہیات
موجودات اور کشف حقایق اور احوال اوسکے مین بحث کرنی چاہیئے اور ابتداء مبادی محسوسات
سے ہو کر انتہا اس بحث کا معرفت مبادی موجودات پر کیا جاے — جب اس مرتبہ پر فایز ہو جاے
تو ان تینون قوتون کے تہذیب سے فراغت یافتہ متصور ہوگا بعد اسکے محافظت عدالت کے
قواعد مین سعی بلیغ کرنی چاہیئے اور افعال اور احوال اور معاملات کو موافق عدالت کے عملمین لانا چاہیئے
جب اس دقیقہ کو بھی ادا سے کریگا تو انسان بالفعل ہو جائیگا اور استحقاق اطلاق حکمت اور فضیلت کا
اوسکو حاصل ہوگا پس اگر چاہے کہ سعادت خارجی اور سعادت بدنی دونون مین کوشش کرے
تو نوراً علی نور ہو جائیگا ورنہ اپنے ضروری کامونکو انجام دیدیا ہے اونکو معطل نہین چھوڑا اور
فضول باتونمین اپنی اوقات صرف نہین کئے —

سعادت تین قسم پر ہے اول سعادت نفسانی دوم سعادت بدنی سیوم سعادت مدنی
جو شہرت اور جمعیت آدمیون سے تعلق رکھتی ہے — الاسعادت نفسانی وہ ہے کہ تشریح
اوسکی بیان کی گئی ہے اور ترتیب مدارج اوسکے کے پانچ قسم پر ہے اول علم تہذیب اخلاق
دوم علم منطق سیوم علم ریاضی چہارم علم طبعی پنجم علم الٰہی یعنی طریقہ تعلیم کا اسطرح مقرر
کرنا چاہیئے نافع اوسکا دونون جہان مین جلدی حاصل ہو — الاسعادت بدنی وہ علوم ہین
کہ انتظام حال بدن کے ساتھہ تعلق اونکا ہے مثل معالجات اور حفظ صحت اور علم تربیت کے
جو مراد اوس سے علم طب کا ہے اور مثل علم نجوم کے جو فایدہ علم استقبال کا بخشتا ہے —
الاسعادت مدنی وہ علوم ہین کہ انتظام حال ملت اور دولت اور امور معاش اور جمعیت سے
تعلق رکھتے ہین مثل علم فقہ اور عقاید اور حدیث اور تفسیر اور تصوف کے جو علوم شریعت کے ہین
اور علوم ظاہر مثل علم ادب اور علم بلاغت اور علم نجوم اور کتابت اور حساب اور مساحت

در استقا وغیرہ مثل اسکے منفعت ہر ایک علم کے موافق قدر اور منزلت اوسکے ہے واللہ اعلم

نانوین فصل محافظت صحت نفس مین جو وہ اوپر حفاظت فضایل کے منحصر ہے

جب نفس حرّ اور فاضل ہو جاے اور ادراک فضیلت اور تحصیل سعادت مین کامل ہو اور حاصل کرنے علوم حقیقی اور حقایق یقینی مین شایق ہو تو واجب ہے صاحب اوسکے پر کوشش کرنے اون امور مین جو موجب محافظت ان شرایط اور قایم رہنے ان حالات کا ہون جیسا کہ حفظ صحت بدن کے لئے طب مین یہہ قاعدہ ہے کہ جو چیزین موافق مزاج کے ہین اونکو استعمال مین لایا جاوے ویسا ہی محافظت نفس کے واسطے یہہ قانون مقرر ہے کہ اون لوگونکے صحبت اور اختلاط اور ہم نشینی اختیار کیجاے جنکے خصلتین اور اطوار اسکے ساتھہ مشاکل اور مشارک ہین کیونکہ کشتی چیز کے تاثیر نفس کے حق مین تاثیر ہم صحبت اور ہم نشینی سے زیادہ نہین ہے اور ہمچنین صحبت اور ہمصحبتی اون لوگونسے پرہیز رکھنی چاہئے جو ان فضایل سے متحلی اور آراستہ نہین ہین خصوصاً اختلاط ارباب شر اور نقصان سے مثل اون لوگونکے جو سخراپن اور واہیات گفتگو کرنے مین مشہور ہین یا وہ کہ ہمت اپنی استعمال قبایح شہوات اور تحصیل فواحش لذات مین مصروف رکھتے ہین کیونکہ اس گروہ سے پرہیز کرنے حافظ صحت نفس کے لئے ایک امر اہم اور واجب ہے۔ اور جیسا کہ ہم صحبتی انکی سے پرہیز واجب ہے ویسا ہی انکی باتون اور حکایات اور اخبار اور اشعار اور بیہودہ گوئی کے سننے سے اور انکی مجالس اور محافل کے حاضر ہونے سے خصوصاً اوسحالتمین کہ رغبت اور میلان طبع کے ساتھہ ہو پرہیز واجب ہے کیونکہ ایکدفعہ ایسی مجلس کے حاضر ہونے یا اونکے ایک بات عجیب یا شعر کے سننے سے اسقدر کدورت اور خباثت نفس کو لاحق ہو جاتی ہے جو سواے ایک زمانہ دراز اور بہت سے معالجات کے اوس کدورت کا رفع ہونا محال ہوتا ہے اور ایسا بہت ظہور مین آتا ہے کہ ایسے ایسے حالات سبب فساد اور خرابی بڑے بڑے فاضلون اور موجب گمراہی عالمان اجل کا ہو جاتے ہین تا نوعمر اور جوان لوگونکے برقرار رہنے کا کیا پایہ ہے اور سبب اسکا یہہ ہے کہ لذات بدنی کے محبت اور راحات جسمانی کا شوق انسان کے طبع مین سبب

نقصانات جبلی اور فطرتی کے بخوبی متمکن ہے اگر لگام عقل کے اور قید حکمت کے نہوتی تو بنی نوع انسان
اس بلا مین مبتلا ہو جاتے اور راست روی اہل فضیلت اور قناعت و رزی نیک بختونکی مقدار
ضروری پر اجرا سے نہ پاتے — اور چاہئے کہ اس امر کو بخوبی جان لے کہ الفت کرنی دوستان حقیقی
اور یاران موافق کے ساتھہ اور باتین اور خوش طبعی پسندیدہ کرنے جو موجب لذت کا ہو جایز
اور مباح ہے مگر اس شرط سے جو مقتضاے اوسکا عقل ہو نہ شہوت اور اندازۂ وسط سے درجہ
اسراف اور مرتبہ نقصان کو نہ پہونچے تا اون امور مین داخل نہو جنسے ہمنے احتراز کرنا بیان کیا ہے کیونکہ
مثل دیگر اخلاق کے خوش طبعی کی بھی دو طرفین ہین ایک درجہ افراط کا اور وہ صفت مسخرہ پنے
اور مادر پدر آزاد ہونے اور فسق سے موصوف ہے دوسرا مرتبہ تفریط کا اور وہ درشت خوئی
اور ترش روئی اور تند مزاجی سے معروف ہے اور مرتبہ وسط کا جو شرایط اعتدال پر مشتمل ہے
وہ شادمانی اور خوش زبانی اور حسن ورتارہ سے موصوف اور مشہور ہے اور اطلاق خوش طبعی کا
اہل اس رتبہ پر منحصر ہے — اور موجبات محافظت صحت نفس سے لازم پکڑنا شرایط اور وظایف
افعال جمیل اور نیک کا ہے ہم اقسام علوم اور نظریات سے اور ہم انواع عملیات سے اور ہر ایسے
وجہ کے جو ہر روز نفس کو وفا کرنے ذمہ داری ہر ایک وظیفہ مین مواخذہ کرے اور سستی اور زمرو گذاشت
اوسکیکو کسی وجہ پر جایز نرکھے اور یہہ امر بمنزلہ ریاضت بدنی کے ہین طب جسمانی مین — جسقدر
اطبا نفس نے تعظیم اور تکریم کرنے اس ریاضت نفسانی مین مبالغہ کیا ہے وہ اوس مبالغہ سے جو تعظیم
ریاضت بدنی کے لئے اطباء بدنی نے کیا ہے زیادہ تر ہے — کیونکہ نفس جب ریاضت نظری
بیکار ہو جاے اور فکر کرنے حقایق اور خوض کرنے معانی سے روگردانی کرے تو گندا اور بی خود
ہو جاتا ہے اور فیضان حیات عالم قدس کا اوسکے حال سے منقطع ہو جاتا ہے — جب عمل سے بیکار
ہوا اور سستی سے الفت پکڑے تو قرین ہلاکت ہو جائیگا کیونکہ یہہ بیکاری اور سستی اوسکو انسانیت
سے خارج کر دیتی ہے چارپایون کے مرتبہ پر رجوع کرنا اور حقیقی نگونسار ہونا ہے ہے بعوذ باللہ منہ
الا جب طالب نو آموز امور فکری اور فضایل چارگانہ مین ریاضت کرنی شروع کرے تو راستی سے
اوسکو الفت ہو جاتی ہے اور محنت فکر اور نظر کی اوسکو گران نہین معلوم ہوتی راستی دوست ہو جاتا ہے

جہوٹ اور باطل سے طبع اوسکی متنفر ہوتی ہے تا جب کمال کے درجہ کو نزدیک ہوجاے اور مطالعہ
کرنے کتب حکمت مین باریک بینے سے مشغول ہو اور تمام اسرار اور رازاور دقایق اوس علم پر جاوے
ہوجاے تو نہایت کے درجہ پر پہونچ جاسگا۔ اگر یہہ طالب کمال علم اور فضل مین یگانہ روزگار اور
اپنے ہمسرون سے ممتاز ہوجاے چاہیئکہ غرورت علمی اوسکو اپنے استعمال وظیفہ معتاد اور طلب
زیادتی سے مانع نہو اور اپنے دل مین یہہ بات مکرر کرلے کہ علم کی نہایت نہین ہے بڑی سے بڑا
عالم ہوتا ہے اور جو کچھہ علم سے اوسپر ظاہر ہوا ہے اوسکو مکرر دیکھنے اور مطالعہ کرنے سے غافل نہونا چاہیئے
تکرار اور مباحثہ سے اوسکو ملکہ کرلے کہ بڑے آفت علم کے حق مین نسیان ہے اور مقولہ حضرت حسن بصری
کا ہر وقت یاد رکھے اقدعوا ہذہ النفوس فانہا طلیعۃ وحاد تواہا فانہا سریعۃ الدثور کہنچو ان
نفسون کو یعنی معطل نہ چہوڑو کہ تحقیق یہہ ہر کام مین سبقت کرنیوالے ہین اور کلام کرو یعنے
یاد دلاؤ انکو تکرار سے کہ تحقیق یہہ جلدی فراموش کرنے والے ہین کیونکہ یہہ کلمات باوجود قلت
حرفون اور نہایت فصاحت اور تمامی شرایط بلاغت کے بہت فواید پر مشتمل ہین۔ اور چاہیئے کہ
حافظ صحت نفس کا اپنے دل مین یہہ مقرر کرلے کہ مین بڑے بڑے نعمتین شریف اور ذخیرہ عظیم
اور دولت بیشمار کے حفاظت کررہا ہون اور وہ شخص جو بغیر خرچ کرنے مال اور تحمل محنتون اور
مشقتون کے ایسے نعمتون پر فایز ہوجاے اور پہر اونکو روگردانی اور سستی اور تغافل سے برباد
کردے اور بالکل معرا اور خالی رہ جاے تو فی الحقیقت وہ شخص بڑا زیانکار اور قابل ملامت
کرنیکے ہوتا ہے اور بزرگی اور توفیق سے بے بہرہ اور محروم۔ حالانکہ وہ دیکھتا ہے کہ نعمتہاے
عرضی اور دولت مجازی کے طالب کسطرح سے محنتین اور مشقتین اور سفر دور دراز اور جنگل
اور بیابانہاے خوفناک سے گذرنا اور ہولناک دریاؤن سے عبور کرنا اور دیگر نہایت سخت
بلاؤنمین کہ جنمین اندیشہ تلف ہونے جان کا ہو مثل خوف درندون اور اژدہون وغیرہ کے
یہہ سب باتونکو تحمل کرتے ہین اور اکثر حالات مین باوجود اسقدر رنج اور تکلیف کھینچنے کے
اون نعمتونسے ناامید اور محروم رہتے ہین اور بہت ندامت اور حسرت مین کہ جو موجب ہلاکے
کا ہو مبتلا ہوجاتے ہین اور اگر کسی چیز پر اپنے مطلوبات سے فایز ہوجاتے ہین تو خوف زوال

اور انتقال اوسکیکا ہر وقت لاحق ہے اوسکی قایمی اور بقا پر تسلی اور طمانیت نہین کیونکہ بنیاد اوسکے
امور خارجی اور اسباب عرضی سے حاصل ہے اور خارجی امور حوادثات سے محفوظ نہین ہوتے
حوادث زمانہ کے اوپر وارد ہوتے رہتے ہین — خوف اور اندیشہ اور سختی نفس کے جو
تا مدت بقا اوسکے تک محافظت اوسکے مین نصیب ہوتا ہے وہ حد شمار سے خارج ہے اگر طالب
اس قسم کے نعمتون کا بادشاہ یا کوئی مقربان بارگاہ اوسکے سے ہو تو اوسکے حق مین یہہ مکروہات
اور سختیین دوچندان ہوتے ہین اور دشمنونکی مزاحمت اور حاسدونکے تنازعہ کیا نزدیک
اور کیا دور سے باوصف زیادہ ہونے حاجت کثرت مال اور مایحتاج کے جو اصلاح ملازمان
اور لشکر اور رعایت دوستان اور دفع دشمنان کے واسطے ضرور ہے یہہ علاوہ اوسکے ہے
باوجود اسکے حاصل کرنا بریت کا اعتراض اور عیب جوئی خویش و اقربا اور متعلقان سے
جو اوپر خوشنود کرنے ایک کے انمین سے انسان قادر نہین ہوتا تو ایک جماعت کے راضی
کرنے پر قدرت ہونی ناممکن ہے یہہ مصیبت علی السبیل تواتر اوسکے ساتھہ پیوستہ ہے — جو اشخاص
اس کے ساتھہ بہت پایہ خصوصیت کا رکھتے ہین بلکہ عیال و اطفال اور خادمان سے وہ کلمات
اسکو سننے پڑتے ہین جو اون کلمات کے سختی اور رنج اور برانگیختہ ہونے غصہ سے اور ناہونے
قدرت اظہار اونکی کے بموجب رعایت مصلحت کے موت کو آرزو سے چاہتا ہے — باوصف ان
تمام سختیون کے حسد اور تنازعہ دوستان اور مددگاران اور فریب دشمنون سے خوف جان
کا ہے — جسقدر زیر دست لوگ اور لشکر زیادہ ہوگا مصروفیت انکے کامون مین اور محافظت
پرورش اور روزی کی زیادہ تر ہوگی کیونکہ یہہ قوم کسی مقدار گذارہ پر کفایت اور بس نہین
کرتے ہر وقت موجب افزونی فکر اور حیرت کا ہوتی ہے ایسا آدمی اگرچہ لوگون کے تصور مین
تونگر اور بے احتیاج ہوتا ہے مگر فی الحقیقت سب سے درویش زیادہ ہوتا ہے کیونکہ درویشی
مراد احتیاج سے ہے اور احتیاج موافق خرچ کے ہوتی ہے پس جس شخص کی حاجت پورہ
ہونے مین سامان دنیاوی زیادہ بکار ہو درویشی اوسکی زیادہ ہوگی اور جسکی ضرورت
تھوڑے سامان سے رفع ہوسکے گی تونگری اوسکی زیادہ ہوگی اور اسی سبب سے سب غنیون سے

بڑا غنی اللہ تعالی ہے جو اوسکو کسی چیز اور کسی شخص کے طرف احتیاج نہین اور بادشاہ تمام
خلقت سے مال اور دولت کے زیادہ تر محتاج ہین پس سب خلقت سے زیادہ تر درویش بھی لوگ
ہین — اور جناب حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق اکبر نے خطبہ مین فرمایا ہے کہ اشقی الناس
فی الدنیا والآخرت الملوک یعنے تمام خلقت سے زیادہ تر بدبخت دنیا اور عاقبت مین بادشاہ ہین
بعد اسکے بادشاہون کے صفت مین بیان کیا ہے کہ جو کوئی مرتبہ بادشاہی پر فائز ہوتا ہے
اللہ تعالی رغبت اوسکی اوس مال کے نسبت سے جو اوسکے تصرف مین ہے دور کر دیتا ہے تا جو چیز
جو لوگون کے تصرف مین ہے اوسکے مطالبہ کے حرص اونکے دلمین پیدا ہو جاتی ہے اور انقطاع عیش
اوسکے لئے بہت سبب ہوتے ہین اور خوف پنہانی اوسپر غالب ہو جاتا ہے تہوڑی بات پر حسد کرتا ہے
اور کثرت سے غصہ مین آجاتا ہے اور سلامتی سے ملول اور دلگیر رہتا ہے اور ادراک لذتون سے
محروم — کسی چیز کا اعتبار اور نہ کسی شخص پر اعتماد کرتا ہے اور درم کے طرح چین برجبین اور کلر
کے مثل جامے فریب ظاہر اخوش اور باطن مین غمناک ہوتا ہے جب دولت اوسکی انجام کو پہونچتی ہے
اور مادہ عمر کا منقطع ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی موافق عدالت کے اوسکے نسبت مواخذہ حساب کا
کرتا ہے اور امر بخشش مین تنگی ہوتی ہے الا ان الملوک ہم المرجومون یعنی خبردار ہو کہ بادشاہ
لوگ رد کئے گئے ہوتے ہین تا اسمقام تک فرمودہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا
ہے بیشک بادشاہونکے احوال بیان کرنے مین تیر عین نشانہ پر لگا یا ہے — اوستاد ابو علی رحمۃ اللہ
کا بیان ہے کہ بادشاہان عظیم الشان روزگار سے یعنی عضد الدولہ کو مشاہدہ کیا ہے جو ان کلمات
کو تکرار سے پڑہتا تہا اپنے حال کے ساتہہ مطابق ہونے مضمون اور معانی ان کلمات سے تعجب
کرتا تہا — وہ لوگ جو ظاہر احوال بادشاہون کا دیکہتے ہین اور زینت اور مسند اور تخت اور
سامان فرش اور لباس اور غلام اور نوکر اور نواب اور لشکر اور دربان اور گہوڑے اور کرتل
اور دبدبہ اور حشمت انکے دیکہتے ہین تو گمان کرتے ہین کہ اس حشمت اور تجمل سے انکو بہت خوشی
اور عیش اور لذت بے نہایت ہوگی — قسم ہے مجہکو اپنی عمر اور ذات اللہ تعالی کی بادشاہ لوگ
ایسے حالات کے اثنا مین ناظرین کے اندیشون سے غافل ہوتے ہین اور ضروری فکرون مین

مثل تدبیر اور ترتیب اپنے کامون کے جو بعض کے اوپر مین سے تشریح بیان کی گئی ہے مشغول ہوا ہین
اگر کوئی شخص چاہے تو اپنے حال لکیت اور ملکیت کو اگرچہ قلیل ہو دلیل کر سکتا ہے اوپر حال بادشاہ
اور ملک اوسکے اگرچہ وہ کثیر ہوتا جو کچھہ مینی بیان کیا ہے تجربہ اور قیاس سے اوسپر واضح ہو جاے
اور ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص ناگاہ کسی ریاست یا پایہ سلطنت پر فایز ہو جاے ابتدا مین چند روز
اوسکو لذت حاصل رہتی ہے جب اوسکے آنکھون مین وہ منزلت سما جاتی ہے بعد اوسکے مثل
دیگر امور طبعی کے اوسکو شمار مین لاتا ہے اور اون چیزون پر نظر اوسکی جا پڑتی ہے جو قبضہ تصرف
اوسکے سے خارج ہین اونکے حاصل کرنے کی حرص اوسکے دلمین پیدا ہو جاتی ہے اگر بالفرض
تمام دنیا اور جو کچھہ دنیا مین ہے اوسکو دیدیوین تو پھر تمنا سے اور آرزو کسی اور عالم کے
واسطے کرتا ہے یا ہمت اوسکے طلب بقاء ابدی اور ملک حقیقی کے لئے ترقی کریگی تا اس حد تک
کہ جملہ امور پادشاہی اور اسباب جہانداری کے اوسکے اوپر وبال ہو جاتے ہین الغرض کہ
محافظت ملک کے اور ضبط سلطنت کا نہایت سخت امر ہے بسبب اون تغیرات کے جو امور دنیا
کیواسطے لازم ہے اور پراکندگی اور تفرقہ جو جمعیت خزائنون اور ذخیرون اور فراہمی لشکر
اور سپاہ کے لئے ضروری ہین اور دیگر حادثات اور آفات کہ ہر قسم دولت اور حشمت ظاہری
کے حق مین وارد ہوتے ہین یہہ ہی حال طالبان نعمت مجازی کا — الا نعمتین حقیقی جو صاحبان
فضل اور ارباب کمال کے ذات مین ہوتے ہین اونکی مفارقت کسیطرح پر نہین ہو سکتی کیونکہ
بخشش بارگاہ الٰہی کے زوال پذیر نہین ہوتی جیسا کہ حکیم ثنائی کا قول ہے ؎ دادہ خویش
خرج بستاند + نقش اللہ جاودان ماند + اور اللہ تعالی نے واسطے طلب کرنے ثمرہ اسکے کے جو مراد
شکر گذاری کے حکم ہے اگر اس حکم کے ہم فرمانبرداری کرین تو ہر لحظہ نعمت دیگر بخشتا ہے
تا اس حد تک کہ نعمتین ابدی حاصل ہو جاتے ہین اگر اون نعمتون کو ضایع کرین تو شقاوت
اور ہلاکت پر رضاے ہماری پائی جاتی ہے کونسی بات اس سے زیادہ زیانکاری اور نقصانکی
ہوگی کہ جوہر نفیس ذاتی اور باقی رہنے والا اور حاضر رہنے والا کو ضایع کیا جاے اور بطلب
خسیس عرضی اور فانی ہونے والا اور گم ہو جانے والا کے طلب مین کوشش کیجاے اگر بعد تردد

چین وچنان سے کوئی چیز اون مطالب سے حاصل ہوجاے یا مطالبہ اوسکا کرین تو ضرور وہ
چیز اسکے ذات سے علیحدہ ہوجائیگی یا اسکو اوس سے جدا کیا جائیگا — حکیم ارسطاطالیس کا بیان ہے
کہ جو شخص اپنے گذارہ کی قدرت رکھتا ہو اور میانہ روی کے طریق سے زندگی بسر کرسکتا ہو تو اسکو
مناسب نہین کہ زیادہ طلبی مین مصروف ہو کیونکہ زیادہ طلبی کی کوئی حد اور نہایت مقرر نہین ہے
طالب زیادتی کو وہ مکروہات پیش آئینگے کہ جنکا نہایت نہو — اور ہمنے پہلے گذارہ اور میانہ روی
کے باب مین بیان کیا ہے کہ اصلی غرض اوس سے معالجہ کرنا درد اور بیماریون کا ہے مثل بھوک
اور پیاس کے اور پرہیز کرنا بلاؤن اور آفتون کے مبتلا ہونیسے نہ قصد اون لذات کا جو اصل
مین وہ درد اور مرضین ہین اگرچہ ظاہر الذت معلوم ہوتے ہین بلکہ سب لذتون سے کاملتر لذت
صحت کی ہے جو لازمہ میانہ روی کا ہے پس معلوم ہوا کہ اوس لذت سے روگردانی مین صحت
بھی ہے اور لذت بھی ہے اور اوسپر اقدام کرنیمین نہ لذت ہے اور نہ صحت — الّا وہ شخص جو اپنے
ما یحتاج کے گذارہ پر قادر نہو محتاج کوشش اور طلب کا ہو تو اوسکو چاہئے کہ اندازہ ضرورت سے
تجاوز نکرے غلبہ حرص اور اختیار کرنے کمینہ کسبون سے پرہیز رکھے اور معاملات مین نیکی کا طریقہ
ملحوظ رکھے اور اپنی سعی کو لوگونکے نظر مین ایسا دکھلائے جو ضرورت کیواسطے خسیس کامونمین
خوض کرنا پڑا ہے — دیگر جانورون کے حال مین کہ جب شکم انکا پر ہوجاتا ہے تو زیادہ طلبی مین
سعی کرنی چھوڑ دیتے تامل کرے بعضی اقسام حیوانات کے مردار اور بعضی ہرگین کے کھانے
پر اوقات اپنی بسر کرتے ہین اور جسقدر حسب قسمت حاصل ہوجاے اوسپر قناعت کرتے ہین
اور پرہیز اور نفرت کسی غذا سے نہین کرتے سواے اوس غذا کے جو وہ چیز غذا اصنداد اوس جانور
کے ہے مثل نجاست کے گرم اور شہد کے مکس کے — جب ہر حیوان کی نسبت اپنی قوت کیطرف
مثل نسبت دیگر حیوانات کے ہے اپنے اپنے غذاؤن کے طرف اور ہر ایک اوس مقدار پر جو
واسطے حفاظت بقا اونکی کے کافی ہو قانع اور خوش ہے — انسان جو بباعث مشارکت نفس
حیوانی کے محتاج غذا کا ہے چاہئے کہ وہ بھی روزی اور غذا اپنے مین یہہ ہی طریقہ اختیار رکھے
اور غذا کو دفع کرنے فضلہ پر در باب رفع ضرورت اور احتیاج کے فضیلت اور ترجیح نہ دے

اور مشغول اور مستغرق کرنا اپنے عقلونکو تیاری اور درستی مطعومات مین اور فنا کرنا اپنی عمرونکو
اِن لذتون مین قبیح تصور کرے جیسا کہ سستی اور فروگذاشت کرنے طلب مقدار ضروری سے قبیح
ہے — اور اسبات کو یقین سے جانے کہ فضیلت کہانے کی اوپر دفع فضلہ کے اور نیک جاننا اسکو
کرنے کو واسطہ طلب ایک کے سواے دوسرے امر کے یہہ مقتضیات طبع سے ہے نہ از روے عقل کے
کیونکہ طبیعت کو مادہ غذا کے طرف اِس سبب سے کہ اوس سے بدل ما یتحلل کا حاصل ہوتا ہے زیادہ تر
توجہ اور رغبت ہے اور وہ ایسے چیز پر مشتمل ہے جو جزو بدن کے بن جاے اِس باعث سے اوسکو
مرغوب جانتی ہے اور دفع کرنے فضلہ مین جب یہہ بات حاصل نہین اور بسبب استفراغ اور خالی
کرنے مکان کے منافی بدلہ کا ہے طبع اوس سے متنفر ہوتی ہے اور اسباب مین تابع ہونا عقل کا
طبیعت کے ساتھہ اوس قسم سے ہے جو اشرف چیز خسیس چیز کے خدمتگاری کرے جیسا کہ بارہا
ہمنے بیان کیا ہے — حافظ صحت نفس کو چاہئے کہ قوت شہوت اور قوت غضب کو کسی حالت
مین برانگیختہ نکرے بلکہ تحریک انکی طبیعت پر چھوڑ دے اور مطلب اِس سے یہہ ہے کہ ایسا بہت
اتفاق پڑتا ہے کہ کسی ایسے لذت کے یاد کرنے سے جو حالت شہوت رانی یا موقع بلندی جاہ اور
کرّوفر کے زمانہ مین اسکو حاصل ہوئی ہو شوق مکرر کرنے اوسکیکا طبیعت مین پیدا ہو کر باعث
تحریک اِن قوتونکا ہو جاتا ہے اور واسطے حاصل کرنے اوس امر کے جو مطلوب شوق کا ہے فکر
اور رویت کو استعمال کیا جاتا ہے اور پہر قوت تمیز اور عقل سے واسطے دور کرنے اوس شوق
کے استعانت اور مدد لینی پڑتی ہے کیونکہ سواے اسکے مقصد حاصل نہین ہوتا اِس حالت کی
یہہ مثال ہے کہ کوئی شخص کسی بیل تند یا سگ درندہ کو اول غصہ مین لاوے اور برانگیختہ کرے
اور بعد اوسکے اوس سے خلاصی حاصل کرنے کے تدبیر مین مصروف ہووے اور ظاہر ہے
کہ سواے پاگلون اور دیوانون کے ایسی کام کوئی نہین کرتا — اِلّا جب عقلمند برانگیختگی اِن قوتونکو
طبیعت پر چھوڑ دے تو خود طبیعت کے خواہشین اِس مہم کے انجام دینے کے لئے قیام کرینگے کیونکہ
اونکو اسباب مین فکر اور رویت سے استعانت اور مدد لینے کی چندان حاجت نہین ہوتی اور جب
وقت برانگیختہ ہونے قوت کے تجب اوس اندازہ اور مقدار کے جو واسطے حفظ صحت بدن اور بقا

نوع کے ضروری ہو فکر اور تمیز کے ذریعہ سے حصہ مقرر کرے تا استعمال مین حد سے تجاوز نہو جاے
تو اجراے سیاست الٰہی اور مقتضاے اور مشیت ربانی کو اداے کرنیوالا ہوگا — اور ویسا ہی چاہیے
کہ اپنے انواع حرکات اور سکنات اور اقوال اور افعال اور تدابیر اور تصرفات مین باریک نظری
رکھنے مقدم جانے تا عادت کے بموجب کوئی امر مخالف ارادہ عقلی کے اوس سے صادر نہو اگر
ایکدو دفعہ وہ عادت ظہور کرے اور کوئی فعل مخالف عزم اور ارادہ کے اوس سے وجود مین
آوے تو بمقابلہ اوس گناہ کے تکلیف اور عذاب نہانی کو لازم پکڑے مثلاً اگر کسی طعام مضر کے
کہانے پر نفس دلیری کرے جسوقت مین کہ پرہیز کرنی ضروری تہی تو اوسکو تنبیہ کرنی چاہیے
نادینے غذا سے اور روزہ رکھنے سے جسقدر مصلحت تقاضا کرے اور سرزنش کرنے اور
سزا دینے مین مبالغہ کیا جاے اور اگر نفس بموقع اور بمحل غصہ مین جلدی کرے تو اوسکو اس
وجہ سے تادیب کرے کہ کسی ایسے کمینہ شخص کے ہاتہہ اوسکو مبتلا کرے کہ جو اسکے جاہ اور عزت
کو توڑی باندر اور صدقہ جو اداے کرنا اوسکا اسپر دشوار ہو وہ مقرر کرے — حکمت کے کتابون
مذکور ہے کہ اقلیدس صاحب ہندسہ اپنے شہر کے کمینہ لوگون کو مخفی طور پر مزدوری دیکر ظاہرا اپنی
ہتک کراتا تہا تا کہ نفس اوسکا اوس ہتک سے مالش اور تنبیہ حاصل کرے — اگر نفس اپنی سے
سستی بموقع معلوم کرے تو اوسکو نیک کامونکی زیادہ مشقت اور کثرت سختی مین تکلیف دے
الغرض کہ ایسے کام اختیار کرے جو خلل کو دخل نہو تا باقی امور مین نفس مخالفت عقل کی نکرے
اور اوسکے تجویز سے تجاوز نکرے — اور چاہیے کہ ہر وقت اور ہر حال مین آلودگی رذایل
اور مددگاری اہل رذایل سے احتیاط رکھے اور چہوٹے چہوٹے برائیون کو حقیر تصور نہ کرے
اور اونکے استعمال اور ارتکاب کرنے کے لئے مجوز رخصت نہووے کیونکہ یہہ امر تدریج اور اسکے
سبب باعث ارتکاب بڑے بڑے گناہونکا ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص ابتداء جوانی مین نفس کو
اپنے خواہشون سے باز رکھے اور تیزی غصہ مین حلم کرنے کی اور زبان کے حفاظت اور اپنے
نہ ہونے کے بات کے تحمل کرنیکی عادت کرے تو ان آداب کا لازم پکڑنا اوسپر دشوار نہین ہوتا
کیونکہ جو خدمتگار کمینون سے خدمتگاری مین مبتلا ہو جاتے ہین وہ کمینہ بن ہونے اور دشنام

کے برداشت کرنیمین فرسودہ ہوجاتے ہین ایسے قباحات کا سننا اونپر آسان ہوجاتا ہے تا اس
حد تک کہ ان باتونکا اثر اونکے دلونمین نہین ہوتا بلکہ کبھی ایسے ایسے باتونکے سننے سے ہنسی کرتے ہین
اور اوسکو خوش طبعی مین تصور کرتے ہین اگرچہ پہلے اس سے ایسی باتونکا برداشت اور تحمل کرنا
اونکو ناجایز ہوتا ہے اور بدلہ اور جواب دینے سے پہلوتہی نہین کرتے — ویسا ہی حال ہے
اوس شخص کا جو فضیلت کو دوست رکھے اور کمینون کی صحبتی اور ہم نشینی سے پرہیز کرے
اور چاہیکہ شہوت اور غضب کے حرکت کرنے سے پیشتر استعداد صبر اور حلم کرنے کی پیدا کرے
اور اون بادشاہون ہوشیار کی پیروی کرے کہ جو پہلے ہجوم دشمنون کے ایام فرصت اور
مہلت مین فکر طیاری سامان اور ہتیارونکا اور محکمی قلعون کی کرکے مستعد جنگ کے رہتے ہین
اور حافظ صحت نفس کو چاہیئے کہ اپنے جملہ معایب کی بخوبی جستجوی رکھے اور اسباب مین صرف
اسی قول جالینوس پر انحصار نرکھے جو اوسنے اوس کتاب مین جو واسطے دریافت عیوب
آدمیون کے تصنیف کی ہے بیان کیا ہے کہ جب ہر ایک شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے
تو عیب اوسکے اوسپر مخفی رہتے ہین اگرچہ ظاہر ہون مگر اونکو دریافت نہین کرسکتا پس واسطے
تدبیر اس نقص اور خلل کے بیان کیا ہے کہ کوئی دوست کامل اور فاضل اختیار کرنا چاہیئے
بعد ایک مدت دوستی کے اوسکو اختیار دے اور کہے کہ علامت صدق دوستی کی وہ ہے
جو کہ معایب نفسانی سے مجھکو مطلع کرنا واجب جانے تا اونسے پرہیز کیجاے اور اسباب مین اوسسے
عہد اور اقرار پختہ لیوے اور اگر وہ یہہ کہے کہ تمہارے مین کوئی عیب مجھکو نظر نہین آتا تو اسبات
راضی نہوجاے بلکہ اوسکو عتاب کرے اور اسبات کا مگر وہ معلوم ہونا اوسپر ظاہر کرے اور اسکو
دوستی کے معاملہ مین تہمت خیانت کے نسبت دے اور پہر وہ ہی پہلا سوال کرے اور زیادہ الحاح
اور تکرار عمل مین لاوے پس اگر عیبون پر اطلاع دینے سے بالکل انکار کرے تو اسبات سے
اپنی تنگ دلی اور اندوہ زیادہ تر اوسپر اظہار کرے تاکہ اسبات پر وہ قایم ہوجاے اور جب وہ
عیبون سے اطلاع دے تو اوسکے روبرو دلتنگ اندوہناک نہووے بلکہ کشادہ پیشانی اور
خوشی سے اوسکے ساتھہ ملاقات کرے اور شکرگذاری اوسکی خلوت کے وقت بعد ایک مدت کے

ادا سے کرے تا وہ دوست عیبون سے خبردار کرنیکو ایک تحفہ اور ہدیہ تصور کرے پس اِن معائب
کا معالجہ ایسے تدابیر سے کرے جو بالکل بیخ اور جڑ اونکی جاتی رہے تا اعتماد اوس دوست کا
اِسکے کلام پر اور اسبات پر کہ مطلب اِسکا اصلاح نفس اپنے کی ہے محکم ہوجاے اور مکرر نصیحت کرنے
سے روگردانی نکرے تا اِسمقام تک کلام جالینوس کی ہے — اِلّا ایسا دوست کمیاب ہوتا ہے
اور اکثر ایسے آدمیون سے امید اِس قسم نفع کی نہین ہوتی ممکن ہے کہ اِسمطلب کے واسطے دشمن نسبت
دوست کے زیادہ تر مفید اور کارآمد ہو کیونکہ دشمن عیبون کے ظاہر کرنے مین کچھ شرم اور باک
نہین رکھتا اور جسقدر جانتا ہے اوسی پر حصر نہین رکھتا بلکہ حد سے متجاوز ہوکر افترا اور بہتان بھی
ذمہ لگا دیتا ہے پس آدمیونکو اپنے عیبون پر آگاہی ہوجاتی ہے اور جو بات افترا ہوتی ہے اوسکو
تہمت تصور کرتا ہے اور جس امر مین خلل واقع ہونے کا خوف ہوتا ہے اوسمین احتیاط کرتا ہے
اور نیز جالینوس نے دوسرے مقالہ مین بیان کیا ہے کہ نیک آدمیونکو دشمنون سے فایدہ ہوتا ہے
اوسکا یہہ ہی سبب ہے کہ ہمنے بیان کیا ہے — اور یعقوب کندی کہ حکماء اہل اسلام سے تھا
اوسکا مقولہ ہے کہ طالب فضیلت کو چاہیے کہ اپنے دوستون اور آشنایونکی صورت کو آئینہ تصور
کرے تا جصورت سے وضع بدی اور عیب کے معلوم کرے اوس سے اپنے عیبون پر اطلاع حاصل
کرے یعنے لوگون کے عیب دیکھکر بمقابلہ ہر ایک عیب کے اپنے آپ کو عتاب اور ملامت کرے
کہ گویا وہ فعل اِسکے ذات سے ہی صادر ہوا ہے رات دن مین جو عمل اسنے کیا ہے بغیر فروگذاشت
کرنے کسی امر کے خیر دنیمین سب کا تفحص کرے کیونکہ یہہ امر زشت اور قبیح ہے کہ محافظت اوس
چیز کے لئے کہ جسکے خرچ کرنیکا اتفاق پڑا ہو مثل پتھر کے ٹکڑون اور گھاس خشک کے ریزونکے
کہ اونکے معدوم ہوجانے سے ہماری ذات سے کوئی چیز ناقص نہین ہوجاتے ہم کوشش کرین
اور اِس چیز کے حفاظت مین جو ذات ہمارے مین داخل ہے اور بقا ہماری اوسکے زیادتی پر
منحصر ہے اور فنا ہماری اوسکے کمی پر موقوف ہے اوسمین ہم سستی کرین — اور جب ہم
بدی اور عیب پر واقفیت حاصل کرین نفس کے ملامت کرنیمین ہم مبالغہ کرنا واجب جانینگے
اور اوسپر تعزیر مقرر کرینگے اسمین فروگذاشت عملمین نہ آئیگی کیونکہ اگر ہم ایسا کرینگے تو نفس ہمارے

پرہیز کریگا اور نیکیون کو دوست پکڑیگا — اور چاہیکہ ہمیشہ قبایح پیش نظر حاضر ہون تا اونکو ہم ہوا نہ جانین
اور یہہ ہی شرط حسنات اور نیکیون مین ہم رعایت رکھین گے تاہم سے کوئی نیکی فوت نہو جائے بعد اسکے
اوسنے بیان کیا ہے کہ ہمکو اسبات پر قناعت کرنی نہ چاہیئے کہ مثل دفتر اور کتابون کے غیر کو افادہ
حکمت کا کیا جاسے اور اپنی ذات اوس سے بے نصیب رہے یا ہم مثل سان کے پتھر کے ہو جائین
جو لوہے کو تیز کر دیتی ہے اور خود کسی چیز کو نہین کاٹ سکتی بلکہ چاہیئے کہ مثل آفتاب کے ہم فیضان
نور کا کرین اپنی ذات سے ماہ کے اوپر تا اوسکو اپنی ذات سے نور مین مشابہ کر دین اگرچہ
نور اوسکا آفتاب کے نور سے کم ہوتا ہے یہہ ہی حال ہمارا ہے فضایل کے فیض دہی مین تا
تک مقولہ حکیم کندے کا ہے — یہہ معانی دوسرونکے کلام سے اسبات مین قرین مبالغہ ہین
واللہ واعلم بالصواب —

دسوین فصل امراض نفسانیے کے معالجہ مین اور وہ دور کرنے رذایل پر مشتمل ہے

جیسا کہ علم طب مین دور کرنا مرضونکا ضد کے استعمال کرنے سے کرتے ہین طب نفسانی مین بھی
رذیلتون کا دور کرنا ضداون رذایل سے کرنا چاہیئے اور ہمنے پہلے اس سے اجناس فضایل
کو حصر کر دیا ہے اور اجناس رذایل جو مثل اطراف اون اوساط کے ہین اونکو شمار کیا جب
فضیلتین چار ہین اور رذایل آٹھہ اور ایک چیز کے واسطے ایک ہی ضد ہوتی ہے زیادہ نہین
ہوتی کیونکہ دو ضدین باہم نہایت بعد مین ہوتے ہین پس اس اعتبار کے رو سے رذایل
کو ضد فضایل نہین کہنا چاہیئے مگر مجازاً الا دو رذیلتین جو ایک جنس سے ہووین ایک
غایت افراط مین اور دوسری غایت تفریط مین اونکو باہم ضدین کہا جاتا ہے — اور جاننا
چاہیئے کہ عقل کے رو سے قانون مقررہ علاج امراض کے واسطے یہہ ہے کہ پہلے اقسام بیماریون
کو معلوم کرین بعد اسکے موجبات اور علامات اونکے دریافت کرین پھر معالجہ مین مشغول
ہووین — مرض منحرف ہونا مزاج کا ہے حد اعتدال سے اور علاج دفع کرنا انحراف کا
اعتدال کے جانب حیلہ صناعی کے ذریعہ سے — جب نفس انسانیے کے قوتین تین قسم مین محدود ہین

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین اول قوت تمیز دوم قوت دفع سیوم قوت جذب اور ہر ایک قوت
کا انحراف دو وجہ پر ہوتا ہے یا قوت کی کمیت یعنی مقدار مین خلل واقع ہو جاے یا کیفیت قوت مین
اختلال ہو اور رفع ہونا خلل کا مقدار قوت مین یا جانب افراط مین ہوگا یا جانب تفریط مین یعنی اندازہ
اعتدال سے یا زیادہ ہو جائیگی یا کم پس ہر ایک قوت کے مقابلہ مین تین قسم کے مرض ہونگی یا بحسب
افراط یا بحسب تفریط اور یا بحسب روایت الا افراط قوت تمیز کا مثل خباثت اور فریب اور
دہوکہ دہی کے ہے اون امور مین جو عمل سے متعلق ہین اور مثل تجاوز فکر اور ادراک کے اور حکم
کرنا مجردات پر قوت وہم اور حواس کے ذریعہ سے جیسا کہ محسوسات پر کیا جاتا ہے اون امور
مین جو فکر اور ادراک سے متعلق ہین — الا تفریط قوت تمیز کے مثل کند ہونا ذہن اور فہم کا
عملیات مین اور قصور فکر اور ادراک کا مقدار واجبی سے مانند جاری کرنے احکام محسوسات
کے مجردات پر امور علمی مین الا روایت قوت تمیز کی یعنی ردی ہو جانا اصلی جوہر اوسکیکا
مثل پیدا ہونے شوق اون علوم کے جو ثمرہ یقین اور کمالیت نفس کا اونسے حاصل نہین ہوتا
مثل علم جدل اور مباحثہ کرنے اور مغالطہ دینے کے اوس شخص کے نسبت جو ان علوم کو بجاے
یقینیات کے استعمال کرے اور مثل علم کہانت یعنی غیب کے خبر دینے اور فال پکڑنے اور
علم کیمیا کے اوس شخص کے نسبت جو غرض اوسکی ان علوم سے حاصل کرنا خسیس خواہشون کا
ہو — الا قوت دفع کا افراط مثل شدت غصہ اور کثرت انتقام لینے اور غیرت کرنے کی
ہے بیموقع اور بہیمل اور درندون کے مشابہ ہو جانا — الا تفریط قوت مذکور کے مثل بے غیرتی
اور بد دلی اور عورتون اور لڑکیون کے اخلاق سے مشابہ ہونا — الا روایت اسکی مثل
شوق انتقامات فاسد کے ہے مثل پتھر اور چارپایون پر غصہ کرنا یا انسان پر غصہ کرنا اُس
امر سے جو لایق غصہ کرنے کے نہین ہے — الا افراط قوت جذب مانند شکم پرستی اور حرص
کہانے پینے پر اور عاشق اور مفتون ہونا اون لوگون پر جو محل شہوت کا نہون — الا تفریط
قوت مذکور کے مثل کم ہمتی اور سستی کرنے کی طلب کرنے قوت ضروری اور حفظ نسل مین اور فرو ہونا
آتش شہوت کا — الا روایت اوسکی مثل خواہش مٹی کہانے اور علت بچہ بازی کے یا استعمال کرنا

شہوت کا ایسی وجہ پر کہ قانون اور قاعدہ واجب سے خارج ہو — یہہ اجناس اسطرح مرضونکے ہین
جو قوای نفسانی مین پیدا ہوجاتے ہین اور انواع اسکے بہت ہین جو مرکب ہونے امراض سے پیدا
ہوجاتے ہین اور اصل اونکا ان اجناس کے طرف رجوع ہوجاتا ہے — اور ان امراض سے
کئی مرضین ایسے ہین جو اونکو مہلک کہتے ہین کیونکہ اکثر امراض مزمنہ کا وہ اصول ہوتے ہین اور
وہ مثل حیرت اور جہل کے ہین قوت نظری مین اور غصہ اور بد دلی اور خوف اور غم اور حسد
اور امید اور عشق کے ہین دیگر قواے مین بدی اور نقصان ان امراض کا نفس کے حق مین بہت
عظیم ہے اور معالجہ کرنا انکا نہایت ضروری اور اہم ہے اور عام کے حق مین نفع رسانی ہے
بعد اسکے تشریح ہر ایک کی اپنے محل پر بیان کیجائیگی انشا اللہ تعالی — الاموجبات انحراف
کے دو قسم پر ہین ایک نفسانی دوسرا جسمانی بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ جب عنایت الہی نے
نفس انسانی کو بنا جسمانی کے ساتھہ ربط اور پیوند بخشا اور ایک کی دوسرے سے مفارقت
ہونی اپنے تقدیر اور ارادہ پر منحصر فرمایا ہے اور کسی سبب یا بیماری سے ایک کا متاثر ہونا
موجب تغیر دوسرے کا ہوجاتا ہے مثلاً متاثر ہونا نفس کا کثرت غصہ یا غلبہ عشق یا متواتر ہونے
غم سے موجب تغیر صورت بدن کا بہت طرح کے تغیرات سے ہوجاتا ہے مثل بیقراری اور لرزہ اور زردی
اور لاغری بدن کے — اور متاثر ہونا بدن کا امراض اور بیماریون سے خصوصاً جب کسی عضو شریف
مین مثل دل اور دماغ کے پیدا ہون باعث تغیر حال نفس کا ہوتا ہے مثل نقصان قوت تمیز اور فساد
قوت خیال اور قصور ملکات اور قوتونکا ہوجاتا ہے پس نفس کے معالج کو چاہیے کہ پہلے تفحص حال
سبب کا کرے تا اگر مرض نفسانی کا باعث خلل بدنی ہو تو اوسکا معالجہ جیسا کہ کتب طبی مین
درج ہے عمل مین لاوے اگر خلل نفسانی ہے تو اوسکا معالجہ موافق طریق کتب فن تہذیب اخلاق کے
کرنا چاہیئے کہ جب سبب مرض کا مرتفع ہوجائیگا تو ضرور مرض بھی مرتفع ہوجائیگی — الامتعالجات
کی طب مین چار چیزون کے استعمال سے ہوتے ہین غذا دوا زہر اور داغ دینا
یا کاٹنا امراض نفسانی مین بھی یہی طریق اختیار کرنا چاہیئے اسطرح پر کہ اول قباحت
اوس رذیلت کی کہ جسکا دفع اور زایل کرنا مطلوب ہے اچھی طرح سے کہ جسمین کسطرح کی شک

نرہے معلوم کرین اور اوس خلل اور نقصان پر کہ جسکا اوس رذیلت کے لاحق ہونے سے اندیشہ اور
خوف ہے کیا امر دینے اور کیا امور دنیا مین واقف ہون اور اوسکو اچھی طرحسے اپنے خیال مین
منقوش کرین پس ارادہ عقلی سے اوس سے پرہیز کرین اگر مطلب حاصل ہو تو بہتر ورنہ اوس فضیلت کے
استعمال مین جو مقابلہ رذیلت مذکور کے ہے ہمیشگی اور کثرت کرنی چاہیئے اور تکرار کرنے اون افعال
مین جو اوس قوت کے متعلق ہین بہت اچھی طرح مبالغہ کرے اور یہہ تمام قسم معالجات کے مقابلہ اوس
علاج کے ہین جو طب مین غذا اور علاج کیا جاتا ہے اگر اس قسم کے علاج سے مرض زایل نہو تو نفس
کو اوس فعل کے کرنے پر سرزنش اور ملامت اور مذمت از روی قول اور عمل اور فکر کی کرین
اگر حصول مطلب کیواسطے یہہ بہی کافی نہو تو تعدیل ایک کی دونون قوتین حیوانی سے یعنی قوت
شہوی یا غضبی سے کرین اس وجہ سے کہ ایک قوت کے استعمال کرنے سے دوسرے قوت کی
تعدیل اور تسکین کرین کیونکہ ان دونون مین سے جب ایک غالب ہوجاتی ہے تو دوسرے خود
مغلوب ہوجایا کرتی ہے اور اصل پیدایش اپنے مین جیسا کہ فایدہ قوت شہوی کا بقا شخص اور نوع کا
ہے ویسا ہی فایدہ قوت غضبی کا توڑنا غلبہ اور تیزی قوت شہوت کا ہے تا جب یہہ دونون
اعتدال پر آجاوین تو قوت ادراک کے لئے طاقت تمیز کرنے کی پیدا ہوجاتی ہے یہہ قسم علاج کا
مثل علاج دوا دارو کے ہے طبیبون کے نزدیک اور اگر اسطرح سے بہی مرض زایل نہو سختگی اور محکمی
مرض کی نہایت کے درجہ پر ہو تو پس اسکے بیخ اور جڑ نکالنے کے لئے جو رذیلت جو ضد اس رذیلت
کی ہے اور اسکے اسباب اور موجبات کا ارتکاب کرنا چاہیئے اور شرط تعدیل کی ملحوظ رکہین یعنی جب
وہ رذیلت نفس سے دور ہونے لگی اور وسط کے درجہ سے جو مقام فضیلت کا ہے نزدیک ہوجائے
تو ارتکاب ضد اوسکا ترک کرنا چاہیئے تا اعتدال سے متجاوز ہوکر دوسرے جانب مایل نہوجائے
اور دوسری مرض پیدا نکرے اس قسم کا علاج زہر کے ساتہہ علاج کرنے سے مشابہہ ہے کہ جب تک
بہت لاچاری اور بیقراری طبیب کو لاحق نہو اس قسم کے علاج کو اختیار نہین کرتا اور درصورت
اختیار کرنے کے بڑی احتیاط عمل لاتا ہے تا مزاج دوسرے طرف منحرف نہوجائے اگر اس قسم کا
علاج بہی کافی نہو اور ہر وقت نفس اپنی عادت محکم کے مقرر کرنے پر ارتکاب کرے پس اسکو عذاب اور تکلیف

ذمہ داری سخت کامون اور مشقت والے امورون سے تادیب کرنی چاہیئے اور جن عہدون اور
نذرون کا ادا سے کرنا مشکل ہو اونکا بجالانا اوسکے ذمہ پر ڈالا جاے تا ان امور سے اوسکو
تکلیف پہونچکر سرزایاب ہو یہہ قسم علاج کا مثل قطع کرنے اعضا اور داغ دینے کے ہے علم طب مین
اخر الدوا الکی یعنے آخر دواؤن کا داغ دینا ہے — یہہ معالجات کلی دور کرنے امراض نفسانی
کے لیے اور استعمال کرنا ان معالجات کا ہر مرض مین اوس شخص پر جو ابتدا کتاب سے تا اسمقام
تک واقف مسایل کا ہوا اور فضیلتون اور رذیلتون پر علم حاصل کیا ہو مشکل نہین ہے اور ہم تشریح
علاج چند بیماریون کے منجملہ امراض مہلکہ سے جو بہت زبون تر ہین امراض نفسانی مین سے بیان
کرتے ہین تا واسطے دور کرنے دیگر امراض کے اوسی قیاس اور قاعدہ کا اعتبار کرنا موجب
آسانی علاج کا ہو جاے واللہ الموفق والمعین —

اگرچہ قوت نظری کے امراض بہت ہین کیا مفرد اور کیا مرکب الاسب سے زیادہ تر خراب اور زبون
تین ہین اول حیرت دوم جہل بسیط سیوم جہل مرکب پہلا قسم قلیل افراط سے ہے اور دوسرا
قسم جنس تفریط سے اور تیسرا قسم جنس روایت سے علاج حیرت حیرت کے معنی یہہ ہین کہ مشکل
مسایل مین جو کئی طرح کے دلایل طبیعت مین پیدا ہون اور وہ ایک دوسرے کو رد کرین اور
نفس تحقیق کرنے حق اور باطل کرنے جھوٹ مین عاجز ہو جاے اسکو حیرت کہتے ہین اور طریق زایل
کرنے اس مرض کا جو سب رذیلتون سے مہلک تر ہے اسطرح پر ہے کہ پہلے اس قاعدہ کو بخوبی ذہن نشین
کرلے کہ جمع اور رفع اور نفی اور اثبات کا ایک وقت مین محال ہے تا مجمل طور پر ہر مسئلہ مین کہ جسمین حیرت
واقع ہو حکم پنجگری ایک طرف کی باطل ہونے پر اون دونون طرفون متعارضہ سے بعد اسکے موافق
قوانین علم منطق کے درستی مقدمات اور تفحص حال نتیجہ کا بہت احتیاط اور جستجوی کے ساتھہ
تمام جہتون سے عمل مین لاوے تا مقام خطا اور محل غلطی کا معلوم کرلے اور غرض کلی علم منطق
سے خصوصاً کتاب قیاسات سوفسطائی جو معرفت مغالطون پر مشتمل ہے علاج اسی مرض کا ہے
علاج جہل بسیط اصل حقیقت اس جہل کی یہہ ہے کہ نفس فضیلت علم سے خالی ہوتا ہے اور اپنے
آپ کو با علم تصور نہین کرتا یہہ جہل ابتدا حال مین مذموم نہین کیونکہ شرط ہر نے اولی علم حاصل

کرنے کی یہی ہے یہہ جہل حاصل ہوا اس سبب سے کہ جو شخص یہہ جانے کہ مین سب کچھہ جانتا ہون تو وہ
پڑھنے سے فارغ ہوتا ہے اور اصل پیدایش نوع انسان کی اسی حالت پر ہے الا اسی جہل پر
قایم رہنا اور واسطے تحصیل علم کے حرکت نا کرنی مذموم ہے اگر اسی حالت پر راضی اور قانع
ہوجاے تو نہایت خراب رذیلت مین مبتلا ہوجاتا ہے — علاج اسکا اسطرح پر ہے کہ بنی نوع انسان
اور دیگر حیوانات کے حال مین تامل سے نظر کرے تا واقف ہوجاے اسبات پر کہ انسان کی
فضیلت دیگر جانورون پر ادراک اور تمیز سے ہے جاہل آدمی جسمین یہہ فضیلت نہو وہ حیوانون مین سے
شمار کیا جاتا ہے نہ انسانون مین شاہد اور مصداق اس قول کا یہہ ہے کہ جب وہ شخص کسی ایسی
مجلس مین جو واسطے بحث علمی کے منعقد ہوئی ہو حاضر ہووے اور خاصیت نوع انسان کی یعنے
ادراک اور نطق بالکل چھوڑ دے تو دیگر حیوانات سے جو کہ کلام کرنے سے عاجز ہین مشابہت
رکھتا ہے جب اس حال مین اچھی طرح سے فکر کرے تو آگاہ ہوجاتا ہے اسبات پر کہ جو باتین ہم سمجھے
اس جماعت ارباب علم کے کر سکتے ہین وہ دیگر جانورون کی آواز سے زیادہ مناسبت رکھتی ہین
نسبت انسانون کے گفتگو کے کیونکہ اگر گفتگو انسانون سے تعلق رکھتین تو اوس مجلس مین کہ
جہان اہل تمیز اور ارباب انسانیت کی جمع تھی وہان بھی گفتگو کر سکتے — اور چاہیکہ اس اندیشہ
مین یہہ غلطی اوسکو واقع ہو کہ مجھپر نام انسان کا بولا جاتا ہے مین کیونکر انسانون سے خارج ہون
کیونکہ گندم کے گھاس کو بھی مجازاً گندم کہتے ہین اس مراد سے کہ اوسمین استعداد اور قابلیت ہے
قبول کرنے صورت گندم کے اسطرح پر جو ظاہرا آدمی کی صورت ہو اوسکو بھی آدمی کہا جاتا ہے
کیونکہ صورت مین آدمیون سے مشابہت رکھتا ہے بلکہ اگر خود انصاف کرے تو جان لیتا ہے
کہ اقسام حیوانات سے مرتبہ مین کمتر ہے کیونکہ ہر ایک حیوان اوسقدر ادراک اور تمیز پر جو
واسطے ترتیب امور معاش اور حفظ نسل کے بکار ہو قدرت رکھتا ہے اور جو کمال جو علۃ غائی وجود
اوسکے سے ہے اوسپر فایز ہے اور حال جاہل کا برخلاف اسکے ہے — پس جیسا کہ خواص اپنی
نوع کے اوسکے ذات سے مفقود ہین اور اس سبب سے دیگر حیوانات سے زیادہ تر مشابہت رکھتا ہے
ویسا ہی اس اعتبار سے کہ دیگر حیوانات اپنے خواص اور کمال پر فایز ہین اور یہہ اپنے کمال

سے محروم مرتبہ جمادات کو یہہ نزدیک تر ہے اور یہہ ہی اعتبار جب جمادات مین تصور کیا جاے
تو یہہ ادنی بھی فروتر ہے اور اسیطرح سے اسفل السافلین کے پایہ پر پہونچ جاتا ہے پس جب اس فکر کے
ذریعہ سے اپنے نقصان رتبہ اور خساست جوہر اور زبونی طبع پر کہ سب مخلوقات سے خسیس تر
ہے واقفیت حاصل کریگا اگر اسمین کم وبیش اثر غیرت کا باقی رہا ہوا ہے تو طلب فضیلت علم
کے واسطے حرکت کریگا کل میسر لما خلق لہ یعنی ہر ایک چیز آسان کی گئی ہے واسطے اوس کے
جو پیدا کی گئی ہے وہ چیز واسطے اوسکے — علاج جہل مرکب کا حقیقت اس جہل کی یہہ ہے کہ نفس
وصف علم سے خالی ہو اور از روے اعتقاد باطل کے اپنے آپ کو عالم جانے کوئی رذیلت اس
رذیلت سے خراب زیادہ نہین ہے جیسا کہ اطباے بدنی بعضی بیماریون بد اور امراض مزمنہ
کے علاج سے عاجز ہوتے ہین ویسا ہی اطباء نفسانی اس بیماری کے علاج سے عاجز ہین کیونکہ باوجود
بے علمی کے اپنی بے علمی سے خبردار نہین ہوتا اور جب تک خبردار نہو طلب علم کیے کیونکر کریگا اور یہہ
اعتقاد اور علم اوسکا سو درجہ جہل سے بدتر ہے سب تدبیرون سے نافع تدبیر جو اسباب مین استعمال
کی جاے یہہ ہے کہ اس بیمار کو واسطے تحصیل علوم ریاضی کے مثل ہندسہ اور حساب اور دلایل
ان علوم مین ریاضت کرنے کی تحریص اور ترغیب کرنی چاہیئے اگر اس ہدایت کو قبول کرے
اور ان علوم مین ہر طرح سے خوض کرے تو لذت یقین اور اصل کمال سے آگاہ ہو جائیگا اور
البتہ اوسکے ذات مین کچھہ تیزی اور جنبش پیدا ہو جائیگی پس جب اپنے خیالات اور اعتقادات
کے طرف متوجہ ہوگا اور لذت یقین کی اوسے نہ پائیگا تو اوسکے طبع مین ایک گونہ شک واقع
ہوگی پس اگر شرط انصاف کی نگاہ رکھے تو تھوڑی دیر مین خلل عقیدہ اپنے پر واقف ہو جائیگا
اور جہل بسیط کے مرتبہ کو پہونچ جائیگا پس تحصیل علم مین ساعی ہو جائیگا — جب یہہ امراض قوت نظریہ
سے متعلق ہین اور حکمت علمی مشتمل ہے اوپر زائل کرنے امراض اس قوت کے اسلیئے اس فن مین اسقدر
بیان پر اختصار کرتا ہون اور علاج دیگر قواے کے بیماریون مین جو اس فن سے خصوصیت رکھتی ہین
زیادہ تر تشریح کیجائیگی — الامراض قوت دفع کی اگرچہ بے شمار ہین مگر اونمین سے جو بہت خراب
اور زبون ہین وہ تین مرضین ہین اول غضب دوم جبن سیوم خوف پہلی مرض افراط

قوت غضبی سے پیدا ہوتی ہے اور دوسری تفریط سے اور تیسرے روایت جوہر سے معالجات ان امراض
کی تفصیل اسطرح پر ہے — علاج غضب غضب اوس حرکت نفس کو کہتے ہین جو موجب اوسکا ارادہ
بدلہ لینے کا ہو جب یہہ حرکت زیادہ اور سخت ہو تو آگ غصہ کے افروختہ ہو جاتی ہے اور خون جوش میں
آجاتا ہے اور دماغ اور رگہین سیاہ دخان سے پر ہو جاتے ہین تا عقل محجوب اور دب جاتی ہے
اور عمل اوسکا ضعیف ہو جاتا ہے جیسا کہ حکما کا مقولہ ہے کہ اسحالت مین بدن انسان کا مثل ایک غار
پہاڑ کے ہوتا ہے جو دخان اور آتش سوزان اور مشتعل سے پر ہو جو سوائے آوازہ اور شور شعلہ آگ
کے اور کچھ اوس غار سے سنا نہ جاے اسحالت مین علاج اور سرد کرنا اس آگ کا نہایت مشکل ہے کیونکہ
جس چیز کو اوسکے سرد کرنے واسطے استعمال کرین وہ ہی چیز سبب اور زیادہ اشتعال اوس آگ کا بن جائیگا
اگر نصیحت کرنے پر عمل کرین تو غصہ زیادہ ہو جائیگا اگر کوئی اور حیلہ اوسکے تسکین کے واسطے کرین
تو وہ آگ زیادہ مشتعل ہو جائیگی اور آدمیون مین حسب اختلاف مزاجون کے حالت غصہ کے مختلف
ہوتی ہے کیونکہ ایک ترکیب مثل ترکیب گندہک کے ہوتی ہے جو بہت کمتر چنگارہ آگ سے مشتعل ہو جاتی ہے
اور ایک ترکیب مثل ترکیب روغن کے ہوتی ہے جو اوسکے مشتعل کرنے کے واسطے زیادہ آگ کی ضرورت
ہوگی اور ویسا ہی ایک ترکیب مثل ترکیب لکڑی خشک اور لکڑی تر کے ہوگی تا اس حد تک جسکا
مشتعل کرنا نہایت دشوار ہوگا پہونچ جائیگی — یہہ فرق اور ترتیب غصہ کے حالات کے
ابتدا حرکت غصہ مین ہے الا جسوقت کہ موجبات متواتر اوسکے
ہو جائینگی اور آگ غصہ کی مشتعل ہو جائیگی تو اوسحالت مین سب قسم برابر اور مساوی ہین جیسا کہ
قدرے قلیل آگ جو جنس متواتر ایک دوسرے سے کسی لکڑی مین پیدا ہو جاے تو بڑے بڑے جنگل عظیم
اور درخت گنجان کیا خشک اور کیا تر سب سوختہ ہو جاتے ہین — تامل کرنا چاہئے بادل
اور صاعقہ کے حال مین جو کسیطرح سے بادل تر اور خشک سے برق اور صاعقہ جو اور سخت
پہاڑون اور پتھرون کے پڑتا ہے مشتعل ہو جاتا ہے یہی اعتبار وقت برانگیختگی غصہ کے اور زیادتی
اور اسباب اوسکے مین اگرچہ تھوڑی کلام سبب اوسکا ہو ملحوظ رکھنا چاہئے — اور انسقراطیس حکیم کا
قول ہے کہ اگر کشتی سخت طوفان اور شدت آشوب دریائی مین واقع ہو کر کسی ایسے گرداب مین

پڑجاے کہ جسمین پہاڑ عظیم ہون اور سخت پتہرون کا صدمہ لگے مین اوسکے سلامتی کی امید رکہتا ہون
بہ نسبت سلامتی اہل غضب سخت کے کیونکہ ملاحون کو اوس کشتی کے خلاص کرنے کے واسطے قدرت اور جا
اسبات کی ہے جو بہت حیلہ اور رنگ تدبیرین عمل مین لائین اور تسکین شعلہ غضب کے لئے جو نہایت تیز اور مشتعل
ہو کوئی حیلہ نافع نہین ہوتا جسقدر نصیحت اور عاجزی اور معذرت زیادہ عملمین لائین مثل اوس آگ کے
جو ہیزم خشک اوسمین ڈالین زیادہ تر غلبہ کرتی ہے — اور موجبات غضب کے دس ہین پہلا عجب
دوسرا افتخار تیسرا مرا چوتہا لجاج پانچوان مزاح چہٹا تکبر ساتوان استہزا آٹہوان غدر
نانوان ضیم دسوان طلب کرنا اون نفیس چیزون کا کہ کمیابی کے باعث موجب باہمی جہگڑے
اور حسد کا ہون — علت غائی ان جملہ اسباب کے شوق بدلہ لینے کا ہے شرکت کے طریق پر —
لوازمات غضب کے جو عوارض اس مرض کے ہین سات قسم پر ہین اول ندامت دوسرا
امید کرنے باداش اور بدلہ لینے کے جو جلدی سے حاصل ہو تیسرا دشمنی کرنی دوستون کے ساتہہ
چوتہا خوش طبعی کرنے رذیل آدمیون کے ساتہہ پانچوان خوشی دشمنون کی چہٹا متغیر ہونا مزاج کا
ساتوان درد اور الم بدنی فی الحال کیونکہ غصہ ہکیاعت کی دیوانگی ہے اور حضرت امیر المومنین علی
رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمودہ ہے الحدة نوع من الجنون لأن صاحبه يندم فإن لم يندم فجنونه مستحكم
یعنی تیزی غصہ کی ایک قسم کی دیوانگی ہے کیونکہ تحقیق اہل غضب پشیمان ہوجاتا ہے پس اگر پشیمان
نہوگا تو دیوانگی اوسکی محکم ہے اور کبہی ہوتا ہے کہ غصہ دل کی گرمی اور حرارت کو بند کردیتا ہے
اور اوس سے بڑی بڑی مرضین مہلک پیدا ہوجاتے ہین — ان اسباب اور موجبات کا
علاج کرنا عین علاج غضب کا ہے کیونکہ سبب کے دور ہونے سے مسبب خود دور ہوجاتا ہے اور جب
مادہ مرض کا قطع کیا جاے تو مرض خود زایل ہوجاتی ہے — اور جب سبب کے علاج کرنے کے
بعد قدری قلیل بقیہ مرض کا باقی رہ جاے تدبیر عقلی سے اوسکا دفع کرنا سہل ہے —
اور موجبات غضب کا علاج یہہ ہے — الاعجب اور وہ ایک ظن باطل ہے اپنے نفس مین
مثل اسکے کہ اپنے آپ کو مستحق اوس رتبہ اور منزلت کا سمجہے کہ جسکا استحقاق اسکو حاصل نہین
اور جب اپنے نقصانون اور عیبون پر واقف ہوجاے اور اسبات کو جان لے کہ فضیلت خلقت

کے درمیان مشترک ہے تو عجب سے بے غم ہوجاتا ہے کیونکہ جو شخص کمال اپنا دوسرون کے مدد گاری سے
حاصل کرے معجب نہین ہوتا الا افتخار وہ فخر کرنا ہے اون خارجی چیزون کے سبب سے جو قابل زائل
اور دور ہونے کے ہین اور اونکی بقا اور ثابتی کی امید قوی نہو کیونکہ اگر مال سے فخر کرین تو اوسکے
لوٹ ہوجانے اور تلف ہونے سے بے اندیشہ نہونگے اگر بزرگی نسب سے فخر ہے تو اس فخر کرنے مین
وہ شخص صادق ہے جو اوسکے باپ دادا سے کوئی شخص صاحب فضیلت ہوا ہو پس جب یہہ
فرض کرین کہ وہ باپ فاضل اوسکا حاضر ہوکر کہے کہ جس بزرگی اور شرف کا تم دعوی کرتے ہو
وہ حق میرا ہے نہ تمہارا اور تمکو اپنی ذات مین کیا فضیلت ہے جو اوسپر تم فخر کرسکو تو اوسکے
جواب دینے مین عاجز ہوجائیگا — کسی شاعر نے اسمضمون کو نظم مین بیان کیا ہے شعر

اِن افتخرت بآباء مضوا سلفا قالوا صدقت ولکن بئس ما ولدوا

اگر تم فخر کرتے ہو باپ دادا پر جو گذر چکے ہین تو کہتے ہین کہ راست کہا ہے تمنے الا بُری ہے اولاد اونکی اور جناب عرفان مآب
پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے لا تاتونی بانسابکم واتونی باعمالکم یعنی نہ لاؤ تم
میرے پاس اپنے نسبون کو اور لاؤ تم میرے پاس اعمال اپنے حکایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے روسا
یونان سے ایک غلام جو حکیم تھا اوسپر افتخار کیا غلام نے کہا کہ اگر موجب فخر تمہارے کا مجھہ پر
یہہ عمدہ جامہ ہے کہ جسے تمنے اپنے جسم کو آراستہ کیا ہوا ہے تو یہہ خوبی جامہ مین ہے نہ تمہاری ذات مین
اور اگر موجب فخر کا یہہ گھوڑا ہے کہ جسپر تم سوار ہو تو یہہ چالاکی اور فراست گھوڑے مین ہے نہ
تمہارے مین اگر اپنے باپ دادا کی فضیلت کے سبب فخر ہے تو وہ صاحب فضیلت ہوے نہ تم جب
ان فضیلتون سے کوئی فضیلت حق تمہارا نہین ہے اگر ہر ایک صاحب فضیلت کا اپنی اپنی فضیلت
واپس لے بلکہ کسیکے فضیلت نے اوسکے ذات سے خارج ہوکر تمہاری ذات مین انتقال نہین
کیا تا واپس لینے کی ضرورت پڑے پس تم کون ہوے اور کیا تمہارے مین فضیلت ہے —
اور ویسا ہی کہتے ہین کہ ایک حکیم کسی ایسے دولتمند آدمی کے پاس بیٹھا تھا جو زینت اور
حشمت اور کثرت مال اور سامان سے اوسکو فخر تھا اثنا گفتگو مین حکیم نے چاہا کہ لعاب
دہن کا کہین ڈالون پس دہنے دیکھا کوئی جگہہ لایق تھوک ڈالنے کے نظر نہ آئے

آخر اوس دولتمند صاحب خانہ کے مونہہ پر تہوک دیا حاضرین نے حکیم کو عتاب دیا اور ملامت کی
حکیم نے کہا کہ مقتضاے ادب کا یہہ ہے کہ خسیس اور قبیح اور خراب جگہہ پر تہوک ڈالا جاے مینے چند
دن سے باہمین نگاہ کی کوئی جگہہ خسیس اور قبیح زیادہ اس شخص کے مونہہ سے جو جہل سے متصف ہی
نہ پائی — الامر اولجاج باعث دور ہونے الفت اور پیدا ہونے مغایرت اور بغض اور دشمنی
کا ہوتا ہے اور جہان کے پایداری اور قیام الفت اور محبت کے ساتہہ ہی چنانچہ بعد اسکے شیر
اسکی کیجائیگی پس مرا اور لجاج اون امور فاسدہ سے ہوا جو موجب بے انتظامی جہان کا ہین اور
یہہ رذیلت جملہ رذایل سے خراب تر ہی — الامزاح اگر اعتدال کے مقدار پر اسکو استعمال کرین
تو نیک ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح کرتے تہے اور ہزل نہین کرتے تہے —
امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ بہت مزاح کیا کرتے تہے تا اس حد تک کہ لوگ سبات کا
عیب پکڑتے تہے اور کہتے تہے کہ کاشکے نہوتی مزاح انمین اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ
کے ساتہہ جو حضرت علی نے مزاح کی تو اونہون نے کہا — ہذا اخرک الی الرابعۃ یعنی اسبات نے
موخر کیا تمکو چوتہے درجہ پر — الا اسکا حد اعتدال پر قایم رہنا بہت دشوار ہے اکثر آدمی ارادہ
اعتدال کا کرتے ہین مگر جب اسمین شروع کرتے ہین تو حد اعتدال سے متجاوز ہو کر موجب وحشت کا
ہوجاتا ہے اور غصہ دلی کو ظاہر کرتا ہے اور دلونمین دشمنی محکم کر دیتا ہے پس خوش طبعی اور
مزاح کرنے اوسکے حق مین جو اندازہ اعتدال کا نگاہ نرکہہ سکے خطرناک ہے کیونکہ کہتے ہین
رب جد جرہ اللعب یعنی بہت جنگ لہو و بازی سے برپا ہوجاتے ہین مصرع حدیثی بود
مایۂ کارزار + الا تکبر عجب کے ساتہہ قریب تر ہے اسقدر فرق ہے کہ معجب آدمی اپنی نفس کے
ساتہہ دروغ کہتا ہے بسبب اوس گمان کے جو اوسکے نفس مین متمکن ہے — اور متکبر دوسرونکے
ساتہہ دروغ گوئی کرتا ہے اگرچہ اوس گمان سے خالی ہوتا ہے — علاج تکبر کا قریب
علاج عجب کے ہے — الا استہزا یہہ افعال بے باک اور مسخرہ پن لوگونکے ہین وہ شخص اسپر
اقدام کرتا ہے کہ ایسے باتونکے تحمل کرنے سی اندیشہ نہین رکہتا اور ذلت اور حقارت اور
دیگر ایسے رذایل پر مرتکب ہونا جو موجب ہنسی دولتمندونکا ہو وسیلہ معاش اپنے کا جانتا ہی

جو شخص اشرافت اور فضیلت سے موصوف ہوگا عزت اور نفس اپنے کو عزیز اور بلند رکھے گا ہر امر
سے جو کسی ذلت مین مبتلا کرے اگرچہ معاوضہ اوسکے مال اور زر مقابلہ خزانہ پادشاہی کے
اوسکو دین — الاغدر کے بہت قسم ہین کیونکہ وہ مال اور جاہ اور دوستی اور ہوشیاری
وغیرہ سب مین واقع ہوتا ہے کسی وجہ پر وجوہات سے ایسے شخص کے نزدیک جو نہو زاسباب
پایہ انسانیت کا رکھتا ہو غدر نیک نہین ہے اسی سبب سے کوئی شخص اسکا مقر نہین ہوتا یہہ خصلت
ترکان مین دیگر خلقت کے نسبت سے زیادہ تر ہوتی ہے اور وفا جو ضد غدر کے ہے روم اور حبش مین
زیادہ تر ہے — رذالت اور بدی غدر کے تشریح اور بیان سے زیادہ ہے — الاضیم وہ
غیر شخص کے واسطے تحمل اور برداشت کرنے ظلم کے تکلیف دہنی ہے بدلہ اور انتقام کے طور پر
قباحت اسکی ظلم اور مظلومی کے قباحت سے جو بیان کیے گئی ہے معلوم ہوجاتی ہے — اور عقلمند
کو بدلہ اور انتقام لینے پر اقدام کرنا نہ چاہیئے جبتک اسبات کو نجانے کہ درصورت نہ بدلہ
لینے کے ضرر عظیم واقع ہوگا اور یہہ امر مشورہ عقل اور تدبیر رائے سے ہوتا ہے اور یہہ حالت
بعد حاصل ہونے فضیلت حلم کے حاصل ہوسکتی ہے — الا طلب کرنا اون نفیس چیزونکا جو
موجب جھگڑے اور تنازعہ کا ہون خطار عظیم پر مشتمل ہے اون لوگونکے حق مین جو دولت
اور مال مین قدرت وسیع رکھتے ہین تا اوسط درجہ کے لوگونکا کیا حساب سمجھا جاے کیونکہ جسکو
پادشاہ کے خزانہ مین کوئی عقیق نفیس یا جوہر شریف ہوگا وہ محل تلف ہونے اور اوس افسوس
کے عاید ہونے کے مقام مین ہے جو اوسکے تلف ہونے سے لازم ہوتا ہے اور طبع اس عالم کو رد
فساد کے جو متغیر کرنے اور فاسد کرنے چیزون پر مقدر ہے راضی اور خوش نہین ہوتے
مگر وارد کرنے آفات سے اوپر حال اقسام مرکبات کے اور جب پادشاہ گم ہونے کسی چیز
عزیز الوجود اور کمیاب مین مبتلا ہوجاے تو جو حالت مصیبت زدہ لوگونکے ہوتے ہے اوسکے
حال پر ظاہر ہوجائیگے اور دوست اور دشمن کو پادشاہ کے عجز اور غم پر واقفیت ہوگی اور
ضرورت اور احتیاج اوسکے مثل اوس چیز کے طلب کرنے مین عیان ہوگی پس وقار اور عزت
اور خوف اوسکا لوگونکے دلونمین کم ہوجائیگا — **حکایت** کرتے ہین کہ ایک قبہ بلوریں

نہایت صفا اور پاکیزہ اور بہت عمدہ تراشیدہ اور مدور اور اکثر خطوط اور تصاویر نہایت باریک
کاریگری اور کمال دانائی سے اوسمین بنائی ہوئی تہی اور نہایت عمدہ نقش اور خط اوسمین
منقوش تہی بطور ہدیہ کے ایک بادشاہ کے خدمت مین لیگئے جب بادشاہ کے نظر اوسپر پڑی
اوسکے خوبی سے نہایت متعجب ہوا اور فرمایا کہ خزانہ خاص مین رکہا جاے ہر وقت اوسکے
معاینہ سے خوش اور محظوظ ہوتا تہوڑے عرصہ مین گردش زمانہ کے تاثیر سے وہ تلف ہوگیا اسقدر
غم اور افسوس بادشاہ کے دل پر وارد ہوا کہ تدبیر ملک اور توجہ امور سلطنت اور دربار کرنے
سے عاجز ہوگیا ارکان سلطنت اور ملازمان شاہی نے مثل اوس قبہ بلورین کے طلب اور جستجو
مین بہت سعی اور جہد کے جب کسی صورت سے مثل اوسکے دستیاب نہوا تو عدم دستیابی
اوسکا موجب دوچندان ہونے غم اور افسوس بادشاہ کا ہوا اس نوبت تک کہ بے اختیار
اور بے حواس ہونے بادشاہ کا اندیشہ پیدا ہوا — جب بادشاہونکا یہہ حال ہے تو اوسط
درجہ کے لوگ اگر کسی عجایب متاع پر یا کسی بیش بہا موتی یا جوہر شریف یا کسی جامہ فاخرہ یا گہوڑے
تیز رو یا کنیزک صاحبجمال پر متصرف اور قابض ہوجائین تو البتہ زبردست اور سرکش
لوگ اوسکے طامع اور خواہان ہوجاتے ہین اگر اونکو دیدین تو غم اور افسوس مین مبتلا
رہین اگر اونکے طمع اور خواہش کے ممانعت کرین تو اپنے آپ کو ہلاکی مین ڈالین —
الا اگر ابتدا ہی مین ایسے عمدہ چیزونکے حاصل کرنے کی رغبت نرکہین تو ایسی آفتون
اور بلاؤنسے محفوظ اور بیغم رہین باوجود اسکے اقسام جواہر نفیس مثل لعل اور یاقوت
وغیرہ کا تلف ہوجانا بہت وجہ مکر اور فریب اور چوری وغیرہ سے وقوع مین آتا ہے اور
اوسکے وجود سے انتفاع اور رفع ضرورت کا فی الحال میسر نہین ہوتا خصوصاً جو مالک اوسکو
ضرورت درپیش ہو اور خواہشمند تجارت کا ہو — اور ایسا بہت وقوع مین آیا ہے کہ
بڑے بڑے بادشاہونکو وقت خالی ہوجانے خزانون اور اتفاق مصارف کثیر کے جواہرات
بیش قیمت اور بے مثل کے فروختہ کرنے کی حاجت پڑی ہے جب اونکو قیمت برابر یا اضافہ
سے بیع کرنا چاہیے اور تجار اور دلالون کے ہاتہہ دیا ہے ایسا کوئی شخص پیدا نہین ہوا

جو اونکے برابر قیمت یا قریب اوس قیمت کے سرمایہ پر قادر ہو اگر کوئی شخص اوسقدر دولت پر
قدرت بہی رکہتا ہو اوس حالت مین اقرار کرنے اسقدر جمعیت سرمایہ سے اندیشہ ناک ہو کر
اعتبار نہین رکہتا حاصل اسکا سوائے اسبات کے کہ عام لوگ عجز اور احتیاج اوس شخص کے پر واقفیت
پاوین اور کچہہ نہین ہے — اور اہل تجارت اگر ایسے چیزونکی رغبت کرین تو امن اور فراغت
کے حالت مین نقصان اور زیان سے بے اندیشہ نہین ہوتے کیونکہ طالب اور خواہان اس قسم
کے چیزونکے سلاطین مغرور کثیر المال اور فارغ البال ہوتے ہین اور وجود ایسے سلاطین
کا جو فارغ البال ہون بہت کم ہے اور حالت تشویش اور اندیشہ مین خود جان اہل تجارت
کے تہلکہ اور خطر مین پڑی ہوئی ہوتی ہے یہہ ہین موجبات غضب کے — علاج اسکا —
جو شخص شرط عدالت کی نگاہ رکہے اور اس خلق کو بلکہ نفس کا بنالے علاج غضب کا اوسپر
آسان ہوتا ہے کیونکہ غضب جو رہے حد اعتدال سے افراط کے جانب متجاوز ہے اور لازم
نہین کہ اسکو اوصاف جمیلہ سے صفت کرین مثل اون لوگونکے جو یہہ گمان کرتے ہین کہ نہایت
غضب کا علامت کمال مردانگی کے ہے اور اسکو فاسد خیال سے شجاعت تصور کرتے ہین —
کیونکہ اوس خلق کو فضیلت کے ساتہہ نسبت کرسکین کہ جسکے سبب افعال قبیح صادر ہون مثل
ظلم کرنے کے اپنے نفس پر اور دوستون اور متعلقون اور غلامون اور خدمتگارون اور
عیال کے حال پر اور صاحب اس خصلت کا ہمیشہ ان لوگونکو عذاب سے تکلیف دیتا ہے نہ
انکے افعالونسے درگذر کرتا ہے اور نہ انکے عجز پر اوسکو رحم آتا ہے اور نہ عذر انکا قبول کرتا ہے
بلکہ تہوڑے تہوڑے باتون پر بدگوئی اور مار پیٹ کرتا ہے جسقدر یہہ لوگ گناہ ناکردہ پر
اقرار کرتے ہین اور عجز اور فرمانبرداری مین کوشش کرتے ہین تاکسیطرح سے اسکا غضب
فرو ہووے اور شر اوسکا تسکین پکڑے اوسقدر وہ شخص ناہمواری اور حرکات بیجا اور
ایذا دینے انکی مین مبالغہ زیادہ کرتا ہے — اگر بدیسے جوہر غضب کی زیادتی مقدار
کے ساتہہ منضم ہو جاوے تو اس حد سے گذر کر چارپایہ بے زبانون اور جمادات پر مثل ظروف
و دیگر متاع و اسباب پر یہہ ہی معاملہ عمل مین لاتا ہے اور قصد مارنے گدے اور بیل اور قتل

کرنے کبوترون اور بلیون کا کرتا ہے اور غصہ مین آلات اور ادوات کو توڑ دیتا ہے منجملہ اس جماعت
سے بہت ایسے لوگ جو غلبہ تہور سے نامزد ہین وہ بادل اور ہوا اور بارش پر جو موافق اونکے
مرضی کے نہو غصہ اور سختی کرتے ہین اور اگر قط قلم کا موافق ارادہ انکے کے نہ لکھے یا تا لاجلد سے
نہ کہولے تو اونکو توڑ دیتے ہین اور دواتونمین چاب لیتے ہین اور گالیون اور نہ لایق باتونسے
زبان کو آلودہ کرتے ہین — اور سلاطین متقدمین سے ایک پادشاہ کا ذکر ہے کہ جب جہاز اور
کشتیان اوسکے سفر دریاے سے دیر کے ساتھہ پہونچتین تو از راہ دیوانگی دریاے پر غصہ ہوتا اور
دریاے کو اس امر کے سیاست دیتا کہ پانی تیرا باہر پہینک کر یہان پہاڑ بلند بناے جائینگے
اوستاد ابو علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارے زمانہ کے کمینون سے ایک شخص جب
رات کو چاند کے چاننے مین سویا کرتا تو بیمار ہوجاتا اس سبب سے چاند پر غصہ ہوتا اور بدگوئی
اور گالی دینی پر زبان دراز کرتا اور شعرون مین ہجو کرتا چاند کے نسبت ہجو کرنی اوسکی مشہور
ہے — الغرض ایسے افعال باوجود کثرت قباحت کے موجب ہنسی کا ہین اور اہل ان
افعالونکا مستحق تمسخر کا ہی نہ تعریف مردانگی کا اور لایق مذمت اور فضیحت کے ہی نہ عزت اور بزرگی
کے اگر فکر کیا جاے تو یہہ قسم عورتون اور لڑکیون اور بوڈیون اور بیمارونمین نسبت مردون
اور جوانون اور تندرستون کے زیادہ تر ہوتا ہے — اور رذیلت غضب کے حرص کے بابت سے
بہی جو ضد اوسکے ہی پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ اہل حرص جب مرغوب چیز اپنے سے محروم رہتا ہے
تو غصہ مین گرفتار ہوجاتا ہے اور جو لوگ ترتیب اور طیاری اوس چیز مین مامور ہوتی ہین
مثل عورتون اور خدمتگارون وغیرہ کے اونپر غصہ ہوتا ہے — بخیل آدمی کا مال اگر ضایع
ہوجاے تو وہ بہی دوستون اور ہمنشینون کے ساتھہ یہہ ہے معاملہ کرتا ہے اور نیک آدمیونپر
تہمت لگاتا ہے ثمرہ ان خصلتونکا سواے معدوم ہوجانے دوستون اور نصیحت کرنے والونکے
اور پشیمانی کثیر اور ملامت سخت کے اور کچہہ نہین ہوتا اور اہل ان خصلتونکا لذت اور خوشی سے
محروم رہتا ہے ہمیشہ عیش اوسکا منغص اور عمر اوسکی مکدر ہوتی ہے اور وہ شخص خصلت
شقاوت سے موصوف ہوتا ہے — اور اہل شجاعت اور مردانگی جب حلم کے فضیلت سے

اس عادت پر قہر کرے اور علم کے ذریعہ سے موجبات ان خصایل سے روگردانی کرے
تو جس امر مین خواہ عفو کرنے اور درگذر کرنے خواہ مواخذہ اور انتقام لینے مین عمل کریگا
سیرت عقل کو ملحوظ رکھیگا اور شرط عدالت کو جو باعث اعتدال کا ہے نگاہ رکھیگا — سکندر اعظم
سے حکایت کرتے ہین کہ ایک کمینہ نے اوسکے نقص اور عیب بیان کرنے مین زبان دراز
کے ملازمان خاص سے ایک نے کہا کہ اگر پادشاہ واسطے عذاب کرنے اسکے حکم دے تو اس فعل سے
باز آئیگا اور دوسرونکو عبرت ہوگی سلطان سکندر نے کہا کہ یہہ امر عقل سے بعید ہے کیونکہ اگر
بعد عقوبت کرنے کے زیادہ دلیر ہوجاے اور اظہار و افشاء میرے معائب مین زیادہ تر
مشغول ہو تو گویا مد زبان درازی کی میرے طرف سے اوسکو پہونچے اور اوسکے واسطے
لوگونکے نزدیک عذر نہجائیگا ایک وزیر ایک سرکش آدمی کو جو سلطان سکندر پر اوسنے خروج
کیا تہا اور فتنہ اور فساد بہت سے برپا کیا قید کرکے لائے سکندر نے عفو کا حکم دیا ایک نے وزیرونمین
سے نہایت غصہ سے کہا کہ اگر مین تمہارے منصب پر فایز ہوتا تو اسکو قتل کرتا سکندر نے کہا
پس جب مین مثل تمہارے نہین ہون اسکو ہلاک کرنا نہین چاہتا بڑے موجبات غضب کے جو جملہ
امراض نفسانی سے عظیم تر ہین یہہ ہین — جب موجبات اس مرض کو منقطع کیجاے تو عوارض
اور لواحق اوسکیکا دفع کرنا آسان ہے کیونکہ عقل کو فضیلت حلم کے اختیار کرنے مین اور بدلہ
اور پاداش لینے یا درگذر کرنے مین جیسا کہ مصلحت ہو اچھی طرح نظر اور فکر کرنے کی مجال حاصل ہوجاتی
ہے واللہ الموفق المعین — علاج بد دلی کا — جب ایک ضد کا علم موجب حصول علم ضد
دوسرے کا ہوجاتا ہے اور ہمنے بیان کیا ہے کہ غضب ضد بد دلی کے ہے کیونکہ غضب حرکت کرنی
نفس کے ہے بمراد خواہش بدلہ لینے کے پس جبن سکون کرنا نفس کا ہے اوسمقام مین جہان حرکت
کرنی مناسب ہو بسبب باطل ہونے خواہش بدلہ لینے کے اور عوارض اور لواحق اس مرض کے
چند چیزین ہین پہلا مہانت نفس — دوسرا بدی عیش — تیسرا طمع فاسد — خسیس لوگون
وغیرہ مثل عیال و اطفال و اہل معاملات کے چوتہا کم ثباتی کامون مین پانچوان سستی اور محبت
آرام طلبی کے جو موجب بہت رذیلتونکا ہو چھٹا قادر ہونا ظالمونکا ظلم کرنے پر ساتوان اون

فضیحتون پر راضی ہونا جو اسکے ذات اور عیال اور مال مین واقع ہون انھون سے سننا قبیح اور فاحش
باتونکا مثل دشنام وغیرہ کے نا توان اون باتونسے ننگ نہ کہنا جو موجب ننگ و ناموس کا ہون دشوار
کا مونمین التواء واقع ہونا علاج اسمرض اور اعراض اسکیکا دور کرنے سبب سے ہوتا ہی جیسا کہ ہمنے
مین بیان کیا اور وہ اسطرح پر ہوتا ہے کہ نفس کو نقصان پر آگاہ کرے اور جو امور کہ موجبات غضب
کے ہین اونپر نفس کو تحریک کرے کیونکہ کوئی آدمی غضب سے خالی نہین ہوتا الا جب قوت غضبی
ناقص اور ضعیف ہو تو تحریک متواتر سے مثل آگ کے قوت پکڑ جاتی ہے اور نہایت سوزان
اور مشتعل ہوجاتی ہے — بعض حکماء سے روایت کرتے ہین کہ وہ خوفناک مقامون اور معرکہ
لڑائیون مین جاتے اور اپنے آپ کو خطرناک محلون مین ڈالتے اور وقت طغیانی دریاے کے
کشتی مین بیٹھتا فضیلت ثبات اور صبر کی حاصل کرین اور رذیلت سستی اور لوازمات
اوسکے سے پرہیز کرین اور تحریک قوت غضبی کے جو شجاعت فضیلت اس قوت کی ہی علم
لائین اور اسباب مین اوس کیساتھ خصومت اور جھگڑا کرنا اختیار کرین جنکی خصومت سے
کچھ اندیشہ نہو تا نفس طرف اور کنارہ سے وسط کے جانب حرکت کرے — جب اپنی ذات
مین فکر کرنے سے معلوم کرین کہ حد وسط کے قریب پہونچ گیا ہے تو مناسب ہے کہ تجاوز نکرین
تا جانب مخالف پر مایل نہو جاے واللہ اعلم بالصواب —

علاج خوف اوس شے مکروہ اور اندیشہ ناک کے توقع اور انتظار سے پیدا ہوتا ہے
کہ نفس اوپر دفع کرنے اوسیکی قادر نہین ہوتا اور توقع اور انتظاری اون حوادث کے
ہوتی ہے جنکا وجود زمانہ مستقبل مین ہو اور یہہ حادثہ یا بڑے بڑے امورون سے ہوگا یا چھوٹے
امورونسے اور دونون تقدیر پر وہ حادثہ یا ضروری ہوگا یا ممکن اور ممکن کے لئے باعث اوسکے
حادثہ کا فعل اس شخص کا ہے یا غیر کا اور کسی قسم مین ان اقسامون سے خوف کرنا مقتضاے
عقل کا نہین پس عقلمند کو لایق نہین کہ کسی چیز سے منجملہ ان موجبات کے خایف ہووے
بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ جو امر ضروری ہے جب جانے کہ دفع کرنا اوسکا طاقت اور اختیار
بشر سے خارج ہے تو جاننا چاہیئے کہ اوس امر مین خوف کرنا سواے اسکے کہ جلدی سے

بلا اور محنت کو اپنے طرف کھینچا جاے فایدہ نہین رکھتا اور اوسقدر عمر جو اوس خوفناک امر
کے وقوع سے پہلے ہے اگر خوف اور اندیشہ اور بیقراری اور رنج مین منغص کرے تو مدبر مصلحت
دنیاوی اور تحصیل سعادت ابدی سے محروم رہیگا اور زیان دنیا کا وبال عاقبت کے ساتھہ
جمع کرکے بدبخت دوجہانی ہوجائیگا اور جب اپنے آپ کو تسلی اور تسکین دیکر جو امور ضروری
ہونے والے ہین اونپر دل نہاد ہوجاے ہم دنیا مین سلامتی پائیگا اور ہم آخرت کی تدبیر
کرسکیگا — اور وہ حادثہ جو ممکن ہے اگر سبب اوسکا فعل اس شخص کا ہے جو خوف سے نامزد ہے
چاہیکہ اپنے دل مین فکر کرے کہ معنے ممکن کے یہہ ہین کہ ہم وجود اوسکا جایز ہو اور ہم عدم اسکا
پس یقین کرنا وقوع اوس امر اندیشہ ناک کا اور مبتلا ہونا خوف مین سواے جلدی حاصل
کرنے الم اور درد کے فایدہ نہین رکھتا اور وہ ہی لازم آتا ہے جو قسم گذشتہ مین بیان
کیا گیا الا اگر ظن نیک اور امید قوی اور ترک اندیشہ کے ساتھہ جو امور ضروری الوقوع
نہین ہین اونمین خوش عیش رہے امور دینی اور دنیاوی مین قیام کرسکتا ہے — اور اگر
سبب اوس حادثہ کا فعل اسی شخص کا ہے تو چاہیکہ بداختیاری اور خیانت اپنے نفس سے
احتراز کرے جن کامون کے عاقبت اور انجام بد ہے اونپر اقدام نکرے کیونکہ قبیح امور پر
ارتکاب کرنا اوس شخص کا فعل ہوتا ہے جو معنی ممکن سے بیخبر ہو دے اور جو شخص یہہ جانے
کہ ظاہر ہونا اوس امر قبیح کا تو جب خرابی کا ہے امکان رکھتا ہے اور جب ظاہر ہوگا تو سوا خندہ
اور گرفت اوس امر کے بابت ممکن ہے اور جو چیز ممکن ہوتی ہے وقوع اوسکا تعجب
نہین رکھتا تو ضرور اوسپر اقدام نہین کریگا پس سبب خوف کا پہلے قسم مین یہہ ہے کہ ممکن پر
حکم وجوب کا کرے اور دوسرے قسم مین ممکن پر حکم محال کا کرے اگر شرط ہر ایک کی
اپنے موقعہ پر اعتبار کرے تو اون دونون قسم خوف سے سلامت رہے واللہ اعلم —

علاج خوف مرگ — جب خوف مرگ کا جمیع خوفون سے سخت تر اور عام تر ہے تو اسباب مین
بخوبی گفتگو کرنے کی ضرورت پڑے ہم بیان کرتے ہین کہ خوف مرگ کا خاص اوس شخص کو
ہوتا ہے جو نہین جانتا کہ مرگ کیا ہے یا نہین جانتا کہ رجوع کرنا نفس کا کہانتک ہے یا ظن کرتا ہے

کہ شکستہ ہونے اجزا بدن اور باطل ہونے ترکیب جسم اوسکے سے معدوم ہونا ذات اوسکا تام
آویگا تا جہان موجود رہیگا اور وہ اسکے حال سے بیخبر ہوگا یا ظن کرتا ہے کہ درد اور رنج موت کا
بہ نسبت درد اور الم اون امراض کے جو موجب موت کا ہون زیادہ تر ہوگا یا جو عذاب کہ موت سے
بعد ہوتا ہے اوس سے خوف کرتا ہے یا حیران ہے اور نہین جانتا کہ حال اسکا بعد از مرگ کسطرح پر
ہوگا یا حال اور اولاد جو اوس سے پیچھے رہ جائیگا اوس سے تاسف کرتا ہے اکثر یہہ ظن باطل
اور بے حقیقت ہوتے ہین اور موجب اسکا جہل محض ہے بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ جو شخص معنے
مرگ کے نہین جانتا چاہیکہ جانے کہ مرگ اس امر سے مراد ہے کہ نفس آلات بدنی کو استعمال نکرے
مثل اسکے کہ کوئی صاحب صناعت یا کاریگر اپنے آلات اور ہتھیار ونکو استعمال مین نہ لاوے
جیسا کہ کتب حکمت مین بیان ہے اور ہمنے ابتدا کتاب مین ان معنیون کے طرف اشارہ کیا ہے
معلوم کرے کہ نفس ایک جوہر باقی رہنے والا ہے جو شکستہ ہونے بدن سے فانی اور معدوم نہین
ہوتا الا اگر خوف اوسکا مرگ سے اس سبب سے ہے جو محل رجوع نفس کا نہین جانتا کہ کہانتک ہے
پس خوف اوسکا اپنے جہل سے ہوا نہ مرگ سے اور اسی جہل کے خوف نے علماء و حکماء کو اوپر
سختی طلب کرنے علم کے برانگیختہ کیا ہے اور اونہون نے جسمانی لذتون اور بدنی راحتون
کو ترک کرکے بے خوابی اور رنج کو اختیار کیا تا رنج اس جہل اور محنت اس خوف سے سلامتی پاوے
ہے جب راحت حقیقی یہہ ہے کہ رنج بدنی سے رہائی حاصل کرین اور رنج حقیقی جہل ہے پس راحت
حقیقی علم ہوا اور اہل علم کو وہ راحت اور خوشی علم سے حاصل ہوتی ہے جو دنیا اور جو
چیز دنیا مین ہے سب اوسکے نظر مین حقیر اور بے رتبہ دکھلائی دیتی ہے جب بقا ابدی اور دوام
سرمدی اوس راحت سے پائی ہے جو علم سے حاصل کیے ہے اور جلدی زایل ہوجانا اور انتقال
بگڑنا اور فانی ہونا اور کم پایداری اور کثرت غم اور فکرونکے اور بہت طرح کے سختین امور
دنیاوی مین ہوتے ہین پس ضروری مقدار پر قناعت کرکے زیادتی عیش سے دل اوٹھاوے
کیونکہ زیادتی عیش کی کوئی نہایت نہین جو زیادہ اوسکے کوئی درجہ نہو اور حقیقت مین مرگ یہہ ہے
حرص ہے نہ وہ کہ جس سے خوف کرتے ہین اور اسی سبب سے حکماء کا مقولہ ہے کہ مرگ دو قسم پر ہے

ایک ارادی دوسرا طبعی اور اسیطرح حیات کے دو قسم ہین — موت ارادی دور کرنے
شہوات اور خواہشون سے مراد ہے اور ترک کرنا شہواتی شغلونکا — اور موت طبعی مفارقت کرنا
نفس کا بدن سے اور حیات ارادی حیات فانی دنیاوی جو مشروط ہے ساتھہ کہانے پینے کے
اور حیات طبعی ہمیشگی بقا اور سرور دایمی ہے — حکیم افلاطون کا مقولہ ہے مت بالارادۃ
تحیے بالطبیعۃ یعنے مر ارادہ سی اور زندہ رہ طبیعت سے اور حکماء صوفیہ کا قول ہے موتوا قبل
ان تموتوا یعنے مرو تم پہلے اس سے جو موت وارد ہو — پہر جو شخص موت طبعی سے اندیشہ ناک ہوتو گویا
لازم ذات اور تمام ماہیت اپنے سے خوف کرنیوالہ ہوا کیونکہ انسان زندہ ناطق مائت ہے
پس مائت کہ ایک جزو اوسکی ہے تمام ماہیت ہوئی اس سے کونسی جہالت زیادہ ہوگی کہ
حیات کو فنا سمجھے اور تمام ہونے کو نقصان تصور کرے عقلمند کو چاہیئے کہ نقصان سے پرہیز کرے
اور کمال کے ساتھہ الفت رکہے اور ہمیشہ طالب اوس چیز کا ہو جو وہ اسکو تام اور شریف اور
باقی رہنے والہ کر دے اور قید اور بند طبیعت سے آزاد کر دے اور اس امر کو جانے کہ جب جوہر
شریف الٰہی جوہر کثیف تاریک سے صفائی اور پاکیزگی کے ساتھہ خلاصی پاوے نہ وہ خلاصی جو
آلودہ کدورت کے ہو پس سعادت اپنے پر فتحمند ہو جاتا ہے اور عالم بالا اور قرب الٰہی اور صحبت
ارواح پاکان کے مرتبہ کو فایز ہو جاتا ہے اوسکے مخالف چیزون اور آفتون سے خلاصی پاتا ہے —
اس تقریر سے معلوم ہوا کہ بدبخت وہ شخص ہے کہ جسکا نفس پہلے مفارقت کرنے بدن سے آلات
جسمانی اور لذایذ نفسانی کیطرف مایل اور مشتاق ہو اور اونکی مفارقت سی اسکو اندیشہ ہو
کیونکہ ایسا شخص اپنے اصلی مقام سے نہایت بعد اور دوری مین ہوتا ہے اوس منزل کیطرف
متوجہ ہوتا ہے جہان زیادہ تر تکلیف اوٹہاے — الا جو شخص مرگ سے بباعث تصور درد اور
رنج حالت موت کے خوف کرے علاج اوسکا یہہ ہے کہ وہ اس تصور اور گمان کو کاذب اور
دروغ جانے کیونکہ درد زندہ شے کو ہوتا ہے اور زندہ اثر قبول کرنیوالہ نفس کا ہو سکتا ہے اور جسد
جسم مین اثر نفس کا نہوگا اوسکو ادراک درد اور الم کا نہین ہوتا کیونکہ ادراک الم کا نفس کے
وسیلہ سی ہوتا ہے — پس معلوم ہوا کہ موت وہ حالت ہے کہ اوسکے ہونے سے بدن کو ادراک

الم کا نہین ہوتا اور اوس سے درد نہین پہونچتا کیونکہ جس چیز کے ذریعہ سے درد پہونچتا ہے
وہ اس سے علیحدہ ہوگئی ہے جو شخص اوس عذاب سے جو بعد موت کے ہوتا ہے خوفناک ہے وہ
موت سے خوف نہین کرتا بلکہ عذاب سے ڈرتا ہے اور عذاب اوس چیز پر ہوتا ہے جو باقی رہنے والی
ہو پس وہ شخص اسبات کا معترف اور مقر ہوا کہ بعد موت کے کوئی چیز اپنی ذات سے باقی رہتی ہے
اور نیز گناہ اور برائیون پر کہ جنکے سبب مستحق عذاب کا ہوتا ہے مقر ہوا جب ایسا ہوا تو خوف اسکا
اپنے گناہون سے ہوا نہ موت سے پس چاہیکہ گناہ نکرے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ موجب ارتکاب
گناہونکا خراب عادتین جو نفس مین پیدا ہو جائین ہوتے ہین اور ہدایت کی ہے ہمنے واسطے
دور کرنے آثار اون عادتونکے پس اسباب مین جو چیز ڈرانے والی ہے اوسکا کچھہ اثر دو
دخل نہین ہے اور جس چیز کا خوف دینے مین دخل ہے اوس سے غافل اور جاہل ہے اور
علاج جہل کا علم ہے — اور اسیطرح پر ہی حال اوس شخص کا جو نہین جانتا کہ بعد موت
کے حال اسکا کسطرح پر ہوگا کیونکہ جس شخص نے کسی حالت کا حالات بعد مرگ سے اقرار کیا
اوسنے بقا کا اقرار کیا اور جب کہتا ہے کہ نہین معلوم کہ وہ کیا حالت ہے تو جہل کا اقرار
کیا اور علاج اوسکا بھی علم ہے تا جب اسکو یقین حاصل ہو جائیگا خوف اوسکا
دور ہوگا — الا جو شخص پس ماندگان عیال و اولاد و مال و ملک سے خوف اور تاسف کرتا ہے
چاہیئے کہ اسبات کو سمجھے کہ حزن جلدی طلب کرنا الم اور درد کا ہے اوس چیز پر کہ جسمین حزن
اور غم کچھہ فایدہ نہین رکھتا علاج حزن کا بعد اسکے ہم بیان کرینگے — بعد اظہار اسمقدمہ
کے ہم بیان کرتے ہین کہ آدمی منجملہ کائنات سے ہے اور علم فلسفہ مین یہہ بات مقرر ہے کہ
ہر کاین فاسد ہو جاتا ہے پس جو شخص فاسد ہونا نہین چاہتا تو کاین ہونا ہی نہین چاہتا
اور جو شخص کاین ہونا چاہے اپنی ذات کا فساد چاہنے والا ہوا — پس فساد نہ چاہنا
اوسکا فساد چاہنا اوسکا ہوا اور کون چاہنا اوسکا کون نہ چاہنا اوسکا ہوا اور یہہ محال ہے
اور عقلمند محال امر کیطرف التفات نہین کرتا — اگر پہلے بزرگ اور باپ دادا ہمارے
فوت نہوتے تو ہماری موجود ہونے کی نوبت نہ پہونچتی کیونکہ اگر بقا ممکن ہوتا تو جو لوگ پہلے

ہم سے گذر چکے ہین اونکا بقا بھی ممکن ہوتا اگر تمام آدمی جو وجود مین آچکے ہین باوجود تولد
اور تناسل کے باقی اور زندہ ہوتے تو زمین مین گنجایش نرہ کہتے — اوستاد ابو علی رحمۃ اللہ علیہ
نے اسباب مین ایک تقریر روشن کیے ہے کہتا ہے کہ ہم فرض کرین کہ ایک آدمی بزرگان
سلف سی جسکے اولاد اور فرزند مشہور اور معروف ہون مثل حضرت جناب امیر المومنین علیہ کرم اللہ وجہہ
کے اپنے اولاد اور فرزندونکے ساتھہ جو اونکے عہد مین اور بعد وفات اونکی کے اس چارسو
برس کے مدت مین پیدا ہوئے ہین تمام زندہ ہوتے تو ضرور شمار انکا ایک کروڑ سے زیادہ
ہوتا کیونکہ جو لوگ اولاد جناب ممدوح سے باقیماندہ اب جہان مین متفرق طور پر موجود ہین
باوصف اسکے کہ اس خاندان عالیہ مین بہت دفعہ بڑے بڑے معرکون مین قتل ہونے اور تلف
ہونے کا اتفاق پڑا قریب دو لاکھہ آدمی کے ہوگا جب پچھلے زمانہ کے لوگ اور وہ لڑکے جو مادر
شکم سے جدا ہوگئے ہین تمامہ اسکے ساتھہ جمع کئے جاوین تو خیال کرنا چاہئے کہ شمار انکا کسقدر
ہوگا اور جو شخص جو ہم عہد حضرت موصوف کے ہوئے ہین اس چارسو برسکے مدت مین بھی قیاس
اونکے اولاد کا کرکے تعداد مذکورہ مین اضافہ کرنا چاہئے تا معلوم ہوجاے کہ اگر چارسو برسکے
مدت مین موت خلقت مین سی دور ہوجاے اور تولد اور تناسل بدستور قایم رہے تو تعداد
آدمیونکا کس غایت تک پہونچے اگر ان چارسو برس کو دوچندان کیا جاے تو دوچندان
ہونا اس خلقت کا مثل دوچندان ہونے مشطرنج کے خانون کے اندازہ ضبط
اور بیان سے متجاوز ہوجائیگا اور وسعت اور فراخی ربع مسکون کے جو اہل پیمایش کے نزدیک محدود
اور معین ہے جب اس جماعت پر تقسیم کیجاے تو حصہ ہر ایک کا اسقدر نہو سکے کہ صرف قدم رکھکر
کھڑی ہون تا اگر تمام خلقت ہاتھہ اوٹھا کر اور سیدھے کھڑی ہوکر اور آپسمین ملکر کھڑی ہونا چاہین
تو زمین کے سطح پر گنجایش نکرینگے تا سونے اور بیٹھنے اور حرکت کرنے کی کیا گنجایش ہے اور کوئی
مکان واسطے عمارت اور زراعت اور دفع کرنے فضلہ کے خالی نرہیگا یہہ حالت تھوڑی مدت مین
واقع ہوجاے پس کسطرح سے ہوسکے کہ ایک زمانہ دراز کے گذرنے سی اور زیادتی بیشمار کے ہونے
سے اسی طریق پر ایک دوسرے کے سر پر بیٹھین — اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دنیا مین ہمیشہ

زندہ رہنے کی آرزو کرنی اور موت فوت کو مکروہ سمجھنا جاہلونکے خیالات اور احمقون کے
محالات مین سے ہے عقلمند اور اہل دانش اپنے دلون کو اس قسم کے فکرون سے پاک رکھتے ہین
اور وہ جانتے ہین کہ حکمت کامل اور عدل شامل آلہی نے جس چیز کو از روی مصلحت بنایا ہے
اوسمین کسی بات کی زیادتی کا امکان نہین ہے اور وجود آدمی کا اس وضع اور صورت پر
وہ وجود ہے کہ ماسوائے اسکے کوئی ہیئت اور غایت متصور نہین ہے پس معلوم ہوا کہ موت
کچھ قبیح امر نہین ہے جیسا کہ عام لوگ تصور کرتے ہین — بلکہ مذموم وہ خوف ہے جو جہل سے لازم آتا ہے
الا اگر کوئی شخص ضروری ہونے موت سے آگاہ ہووے اور ہمیشہ باقی رہنے کی آرزو نہ
کرے لیکن نہایت امید سے دراز ہونے عمر کے واسطے جہانتک ممکن ہو ہمت اپنی مصروف
رکھے اوسکو تنبیہ کرنی چاہیے اسبات پر کہ جو شخص درازی عمر کی رغبت کرے گویا اوسنے بڑھاپا
اور پیری کی رغبت کی اور ضرورتاً پیری کی حالتین حرارت غریزی اور رطوبت اصلی کا
نقصان اور بطلان ہو جاتا ہے اور اعضا درین ضعیف ہو جاتے ہین اور طاقت حرکت
کی کم اور خوشی اور نشاط منعدم اور آلات ہضم غذا کے خلل پذیر ہو جاتے ہین اور دانت
گر پڑتے ہین اور قوتین مثل قوت غاذیہ اور خادم جارگانہ اسکی کے ناقص ہو جاتے ہین —
امراض اور رنج ان حالات سے ہی مراد ہے — اور علاوہ اسکے دوستون اور عزیزون کی موت
اور مفارقت اونکی اور متواتر ہونا سختیون اور مصیبتونکا اور فقر اور حاجت وغیرہ طرح طرح کی
سختیون اور محنتین بھی تابع اسحالت کے ہوتے ہین تو درازی عمر کی رغبت کرنے سے گویا جملہ مکروہات
کو خواہش اور آرزو سے چاہا — جب اسکو یقین حاصل ہو جائیگا کہ موت اسکو کہتے ہین کہ نفس
ناطقہ جو عین ذات اور خلاصہ انسان کا ہے بدن مجازی اور عاریتی سے جدا ہو جائے کیونکہ
بدن بہت عنصرونسے بطریق حصہ کے جمع کیا گیا ہے اور چند روز کے واسطے نفس ناطقہ کی قبضہ
اور تصرف مین اس مطلب کے واسطے دیا گیا ہے جو اسکے ذریعہ سے کمال اپنا حاصل کرے پھر
علیحدہ ہو کر مزاحمت مکان اور زمانہ سے خلاصی پائے اور بارگاہ الٰہی مین جو مکان اور جائے
قرار نیک لوگون کی ہے پیوستگی پکڑے اور موت اور تغیر حالات اور فنا سے بے اندیشہ ہو جائے

پس اسحالت سی زیادہ غمناک ہونا چاہئے اور دیر اور جلدی جو اس امر مین واقع ہو اوسکی اندیشہ نکرنا چاہئے اور حاصل کرنے شقاوت اور میل کرنے عالم برزخ کے ظلمات پر جو غایت اوسکی درکات دوزخ اور غضب الٰہی اور مقام گنہگارون اور مرجع بدبختون اور شریرون کا ہے رضامند نہو جائے۔ ہو المستعان۔

الا قوت جذب کی امراض اگرچہ شمار سے زیادہ ہین مگر سب سی زیادہ تر خراب افراط شہوت کا اور رغبت سستی و بیکاری اور حزن اور حسد ہی ایک افراط کی قسم سے ہی۔ اور دوم تفریط سی سوم و چہارم ردی ہونی کیفیت کی قسم سے ہے۔ معالجات انکے اسیطرح پر ہین۔ علاج افراط شہوت کا پہلے اس سے ابواب گذشتہ مین تشریح مذمت اور برائی اوس حرص اور طمع کی جو واسطے طلب لذت کی ہو اقسام کہانے اور پینے کے مجمل طور پر بیان کر چکے ہین اور کمینگی اور خساست طبیعت اور ہمت کی اور دیگر رذائل جو تابع اسحالت کی ہین مثل ذلت نفس اور شکم پرستی اور خواری اور طفیلی ہونے اور دور ہونے حشمت کے یہہ سب باتین کچھہ حاجت بیان کرنے کے نہین رکھتین خاص و عام پر ظاہر ہین اور طرح طرح کے مرضین اور رنج جو زیادتی اور اسراف سی پیدا ہوتے ہین طب کی کتابون مین بیان اونکا ہے اور علاج اونکا بھی درج ہے۔ الا شہوت نکاح کی اور حرص کرنی اسپر نہایت موجب نقصان دیانت داری اور لاغری بدن اور تلف کرنے مال اور ضرر عقل اور دور ہونے آبرو کا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے قوت شہوت کو عامل ظالم کے ساتھہ تشبیہ دی ہے اور بیان کیا ہے کہ جیسا کہ عامل ظالم کو اگر لوگون کے مال جمع کرنے مین بالکل اختیار ہو بادشاہ کے سیاست اور پرہیزگاری اور رحم دلی نے مانع نہو تو تمام مال رعیت کا چھین لیتا ہے اور سب کو فقر اور فاقہ مین مبتلا کرتا ہے ویسا ہی اگر قوت شہوت کی قابو اور مجال پاوے اور قوت تمیز کی تہذیب اور قوت غضب کی قہر اور حصول فضیلت عفت سی تسکین اوسکی ظہور مین آوے تو تمام مواد غذا اور کیموسات صالح اپنے کام مین صرف کر دے اور جملہ اعضائے اور بدن کو ضعیف اور لاغر کرے اگر حسب اقتضائے عدالت کی واجبی مقدار پر حفظ نوع کے واسطے استعمال مین لاوے تو مثل اوس عامل کے ہوگا کہ عدل کے طریق پر بقدر مایحتاج خراج ادا کرنیوالون سی حصہ حاصل کرکے اصلاح

قایم کرنے سرحد ملکون اور دیگر مصلحتہاے رعایا مین صرف کرے اور چاہیئے کہ حریص اس امر کا اسکو
اپنے دلمین محقق سمجھے کہ عورتونکے مشابہت باہمدگر نفع حاصل کرنے کے باب مین مشابہت کھانیکے
نسبت سے جو رفع ضرورت کے لئے باہم اونکی ہے زیادہ تر ہے جیسا کہ اسبات کو قبیح تصور کرتا ہے
کہ کوئی شخص طعام ہاے لذیذ طیار اور پختہ اپنے گھر مین موجود چھوڑکر واسطے طلب اوسقدر
غذا کے جو غلبہ بھوک اسکیکو دور کرے دربدر بھیک مانگتا پھرے ویسا ہی اس امر کو قبیح جانے
کہ اپنی عیال اور زوجہ حلال کو چھوڑکر لوگونکے عورتونکے طلب اور فریفتہ کرنے مین مشغول
ہوے اگر ہواے نفسانی اوسکے دل مین شمایل اور ادا اوس عورت کے جو چادر کے
پردہ سے پوشیدہ ہوکر اوسکے نظر سے گذر جاے زیادہ کہلاے دی اور اوسکے مباشرت
مین زیادتی لذت کی تصور کرے تو اسمقام مین عقل کو استعمال مین لانا چاہیئے اور اس
خیال کے فریب اور دہوکہ مین مغرور نہو جاے کیونکہ بہت اتفاق پڑتا ہے کہ بعد تفحص اور
جستجو کے چادر پردہ سے نہایت بدشکل اور بدصورت نکل آتے ہین اور اکثر اوقات
جو عورت اسکے نکاح اور تصرف مین ہے تسکین شہوت کے لئے زیادہ کارآمد ہوتی ہے اوسکے
نسبت سے جسکے طلب مین سعی اور جہد کرتا ہے — اگر حرص کے متابعت کریگا تو جو صورت
پردہ مین مستور اور اسکے نظر سے مخفی ہوگی اوسکا حسن اور جمال اور عشوہ و کرشمہ ایسا اوسکے
دلمین نقش ہوگا جو ایک زمانہ اوسکے طلب مین برباد کریگا اور تجربہ اور اعتبار دوسرے
لوگون پر جنکے حق مین یہی گمان دار دہو چکا ہے اور بعد کہل جانے پردہ کے مکر اور فریب
اور حیلہ انکے پر اطلاع پا چکے ہین التفات نہین کرتا تا اس حد تک کہ اگر تمام جہان مین مثلاً ایک
عورت ایسی باقی رہ جاے جسکے مجامعت سے یہہ محروم رہے تو گمان کریگا کہ اوسمین وہ لذت
ہے جو مثل اس لذت کے دوسرے عورتونمین موجود نہین ہے اور حاصل کرنے لذت مجامعت
اسکے مین بقدر حیلہ اور حرص استعمال مین لاتا ہے جو مصلحتہاے دو جہانی سے محروم رہتا ہے
یہہ نہایت حماقت اور گمراہی ہے جو شخص نفس کو حرص و ہوا کے نابعداری سے محفوظ رکھے
اور مقدار مباح پر قناعت کرے تو اس نرد داور مشقت سے جو موجب اسقدر خرابیونکا ہے

آرام پاتا ہے اور سب قسمونسے زیادہ تر خراب اور زبون افراط عشق کا ہے اور وہ صرف
کرنا جملہ ہمت اپنی کا ہے واسطے طلب ایک شخص معین کے بمراد شہوت کے عوارض اس مرض کے
نہایت ردی ہوتے ہین اور کبھی مرنے اور ہلاک ہونے اور بربادی دین و دنیا تک نوبت
پہونچ جاتی ہے علاج اسکا جہانتک ہوسکے اون علوم دقیقہ اور صناعات لطیفہ کے شغل کے
ذریعہ سے جنمین زیادہ فکر صرف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے فکر اپنا معشوق کے طرف سے روکا
جاوے اور ہم نشینی اور ہم صحبتی اون اہل تمیز اور فاضل لوگون کے اختیار کرنی چاہیے جنکا
خوض اور خیال اون چیزونمین ہو جو خیالات فاسدہ کو یاد نہ دلادین اور حکایات اور روایات
اور شعر عاشقون کے سننے سے پرہیز کرے اور قوت شہوت کی تسکین مجامعت کے کرنے سے
یا استعمال اون چیزونسے جو شہوت کو سرد کرنے والے ہین عمل مین لاے اگر یہہ معالجات نافع
نہون تو سفر دور دراز اور تحمل کرنا مشقتون اور سختی کامون پر اقدام کرنا مفید ہوگا اور
کم کہانا غذا اور شراب کا اس اندازہ پر جو قواے بدنی کو کچھہ ضعیف کردے اور موجب بندگی
اور زیادہ ضرر کا نہو ازالہ اس مرض کے واسطے مدد کریگا۔

علاج بطالت — بطالت سے محبت رکھنی موجب محرومی دو جہانی کا ہے کیونکہ رعایت مصلحت
معاش مین سستی کرنی باعث ہلاکی وجود اور قطع کرنے نوع انسانی کا ہے اور دیگر انواع
رذیلتونکا بمقابلہ ان دو آفتونکے کیا حساب ہے اور غفلت کرنے تحصیل سعادت آخرت سے
موجب باطل کرنے علتہ غائی پیدایش کا ہے جو فیضان بخشش واجب الوجود عز اسمہ کا ہے اور
اسبات پر عمل کرنا صریحاً اللہ تعالی کے ذات پاک سے خصومت اور نزاع کرنی ہے نعوذ باللہ منہ
جب بطالت اور سستی متضمن اس فساد کے ہے تو قباحت اور مذمت اسکے زیادہ تشریح کرنے
حاجت نہین رکھتی۔ علاج حزن — حزن ایک درد نفسانی ہے جو فقدان مطلوب اور فوت ہونے
محبوب سے عارض ہوتا ہے باعث اسکا خواہش جسمانی اور شہوات بدنی کے طرف حرص اور طمع
کرنی ہے اور گم ہونے اور فوت ہونے اونکے پر افسوس اور حسرت کرنے یہہ حالت اوس شخص پر
لاحق ہوتی ہے جو کہ محسوسات اور لذات کا بقا اور دائمی ممکن جانے اور جملہ مطالب اور مقاصد

کو اپنی تصرف مین لانا محال نہ سمجھے اگر ایسا شخص عقل کی پیروی کرے اور انصاف نگاہ رکھے
تو جان لیتا ہے کہ جو چیز عالم کون اور فساد مین ہے اوسکا قایم رہنا اور باقی رہنا محال ہے
ثابت اور باقی رہنے والے وہ امور ہین کہ عالم عقل مین ہون اور تصرف اربعہ عناصر سے خالی ہون
پس امر محال کے طمع نکرے جب طمع نکریگا تو یقین کہ فوت ہونے مطلوب سے اندوہگین نہوگا
بلکہ اپنی ہمت مطلوبات باقی کے حاصل کرنے کے واسطے مصروف رکھیگا اور محبوبات فانی
کے طلب مین ساعی ہوگا اور جو چیز بالطبع فاسد کرنے والی ذات اوسکے ہو اوس سے پرہیز
کرے گا اگر کسی چیز کو اختیار بھی کریگا تو باندازہ ضرورت جو رفع حاجت اوسکے واسطے کافی
ہو قانع ہوگا اور ذخیرہ اور جمعیت کرنے کو جو موجب فخر اور بزرگی کا ہو ترک کریگا تا اوسکی
مفارقت اور جدائی سے افسوس لاحق نہو اور اوسکے زوال اور انتقال سے درد نہو پہنچے
جب ایسا ہوگا تو ایسی امن اور خوشی پر فایز ہوگا کہ کسیطرح کا خوف اور رنج اور افسوس اوسکو
عارض نہو اور وہ پایہ یقین کا حاصل ہوگا کہ جہان کچھ شک اور حیرت باقی نرہیگی ورنہ
ہمیشہ غم بے نہایت اور الم بے شمار مین مبتلا رہیگا کیونکہ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا کہ جسمین
فقدان مطلوب کا نہو کہ اس عالم کون و فساد مین بغیر فساد کے ہونا ناممکن ہے اور اسباب کا
طامع ناامید اور زیان کار ہوتا ہے من سرہ ان لا یری ما یسوہ فلا یتخذ شیئا یخاف لہ فقدا
یعنی جسکو یہہ بات خوش آئی ہے کہ مین ایسی چیز کو نہ دیکھون جو بدی مین ڈالے اسکو پس اختیار
کرے اوس شی کو جو خوف دے اسکو اپنے گم ہونے سے ۔

نیک عادت کی پیروی کرنی اسطرح پر ہوتی ہے کہ جو چیز موجود ہی اوسپر خوش رہے اور گم
ہونے سے افسوس اور تاسف نکرے تا ہمیشہ خوش اور سعید رہے اور جس شخص کو یہہ شک پڑے
کہ اس عادت پر ہمشگی کرنے اور اس خلق سے نفع اوٹھانا آسان ہے یا مشکل تو اوسکو
فکر کرنا چاہیئے اقسام خلقت مین اور مختلف ہونے انکے مطالب اور معیشتون مین اور ہر ایک کے
راضی ہونے مین اپنے حصہ اور نصیبہ پر اور خوش اور خورم ہونے انکے مین اپنی اپنی کام اور
حرفہ خاص پر مثل تاجرونکے تجارت کے ساتھہ اور نجار کے اپنے پیشہ کے ساتھہ اور مسخرہ کے

مسخرہ پنے کے ساتھہ اور مخنث کے بدفعلی کے ساتھہ تا اس حد تک کہ ہر ایک اہل حرفہ اوس شخص کو زنا کار
تصور کرتا ہے جو شخص وہ پیشہ نرکہتا ہو اور جو شخص اس حالت سے غافل ہو اوسکو دیوانہ مطلق جانتے ہین
اور خوشی اور سرور اوس لذت کے اوس پیشہ کے وجود پر منحصر سمجھتے ہین اور نا ہونے اس معیشت کو موجب حرمان
کلی کا تصور کرتے ہین چنانچہ قران مجید مین اس بات کا بیان ہے کل حزب بما لدیہم فرحون یعنے
ہر گروہ اوس چیز پر جو نزدیک انکے ہے خوش ہین — موجب اس اعتقاد کا پختہ ہونا عادت کا
اور ہمیشگی استعمال کے ہے پس اگر طالب فضیلت کا اپنے طریق کے اختیار کرنے مین اسی رستہ پر چلا اور
پیروی راہ حلال اور تحصیل منافع اوس کمال سے جو علتہ غائی اس مقصد کی ہے انحراف نکرے
تو خوشی اور لذت کے حاصل کرنے مین اوس جماعت کے نسبت سے جو قید جہالت اور گمراہی مین
گرفتار ہین بہتر ہوگا کیونکہ وہ حق پر ہوگا اور یہہ باطل پر اور وہ صاحب یقین اور نکو کار ہوگا
اور یہہ اہل خطا اور غلطی کے اور وہ صحیح اور سعید ہوگا اور یہہ مریض اور شقی بلکہ وہ دوست خدا
کا اور یہہ دشمن اوسکے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یعنے خبردار ہو تحقیق
دوست خدا نہ خوف ہے اونپر اور نہ وہ غمناک ہوتے ہین — وکندی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب
دفع الاحزان مین بیان کیا ہے کہ دلیل اسبات کے کہ حزن ایک حالت ہے جو انسان اسکو بداختیار
اپنی سے اپنی طرف کہینچتا ہے اور امور طبعی سے خارج ہے یہہ ہے کہ جس شخص نے مطلوب اور مرغوب
اپنے کو گم کیا ہے اگر دانائی کے نظر سے موجبات حزن مین تامل کرے اور جو لوگ اوس مطلوب
اور مرغوب چیز سے محروم ہین اور اوس محرومی پر راضی اور قانع ہین اونکی طرف خیال کرے
تو اوسپر یہہ بات روشن ہوجائیگی کہ حزن نہ ضروری ہے اور نہ طبعی اور حزن کرنیوالہ البتہ اپنی
حالت طبعی پر عود کرآتا ہے اور سکون اور آرام پالیتا ہے — اور ہمنے مشاہدہ کیا ہے اون لوگونکو
جو مصیبت اولاد اور عزیزون اور دوستون مین مبتلا ہوئے ہین اور غم اور رنج بشمار اونپر وارد
ہوا بعد تہوڑی مدت کے پہر ہنسی اور خوشی اور فرحت مین آگئے ہین اور بالکل اوس غم کو فراموش
کردیا ہے اور ویسا ہی وہ لوگ کہ جنکا مال اور ملک اور دیگر اسباب گم ہوگیا ہے چند روز بہت
غم اور رنج مین ناخوش رہین ہین پس غم انکا خوشی سے مبدل ہوگیا ہے — اور وہ جو حضرت المومنین امیر

علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے اصبر صبر الاکارم والاشل سلو البہایم یعنے صبر کر صبر بزرگون کا
ورنہ بیغم ہو مثل بیغم ہونے چارپائون کے یہہ بھی ان معنی پر دلالت کرتا ہے اور عقلمند آدمی اگر
خلقت کے حال مین نظر کرے تو سمجھہ لیتا ہے کہ انمین سے کسی نے مصیبت اور نئی حادثہ مین ممتاز نہین ہوگا
اگر مرض کو جو قایمقام دیگر اقسام رداءت کی ہے دخل دے انجام کو خوشی کے طرف میلان کرتا ہی
اور اوس سے شفا پاتا ہے پس کسی وجہ سے مرض اور رنج اوسکے نزدیک پسندیدہ نہین ہوتے
اور کسیکے بدیے پر راضی نہین ہوتا — اور چاہیکہ اسبات کو جانے کہ حال اور مشابہت
اوس شخص کے جو باقی رہنے منافع اور فواید دنیاوی کے طمع کرے مثل حال اوس شخص کے ہی
کہ کسی ایسے دعوت اور ضیافت کے مجلس مین حاضر ہووے کہ جہان عطر عطردان مین ڈالکر ارباب
مجلس کے لئے دست بدست واسطے خوشبو حاصل کرنے کے دین اور ہر ایک شخص ایک لحظہ اوس
خوشبو سے دماغ اپنا معطر کرے جب نوبت اوسکی پہونچے اوسکو مالک منتہی کی طمع لاحق ہو جاے
اور ایسا تصور کرے جو مجکو اس جماعت سے خصوصیت مالک منتہی کی دی ہے اور اس عطر دانکو
ہبہ کے طریق پر میرے قبضہ مین دیا ہے تا جب اوس سے واپس لین تو شرمساری اور خوف
اور افسوس اور حسرت اوٹھاے اسیطرح پر جملہ اقسام مطالب کے امانت اللہ تعالی کے ہین کہ
خلقت کو مشترک طور پر دی گئی ہین اللہ تعالی کو واپس لینے کا اختیار ہے جسوقت چاہے عطا کرے
اور جسوقت چاہے واپس لیلے اور ملامت و ندامت اور رسوائی و فضیحت اوس شخص کے حال پر
جو اپنے رضا اور اختیار سے امانت ادا کر دے اور طمع اور امید اوس سے منقطع رکھے عاید نہین
ہوتی بلکہ اگر طمع اوسکی کرے اور جب اوس سے واپس لین تو دلتنگی کرے باوجود عار اور
ملامت حاصل کرنے کے کفران نعمت کا ارتکاب کرنیوالہ ہوگا کیونکہ ادنی درجہ مراتب شکرگذاری
کا یہہ ہے کہ جو چیز کسی سے عاریتاً لے جاے اوسکو خوشی خاطر سے واپس دے اور جلدی سے
ادا کرنا اوسکا عمل مین لاے خصوصاً اوس موقع پر کہ جہان عاریتاً دینے والا شخص عمدہ اور
افضل چیز اوسکو دیدے اور ناقص اور خسیس چیز واپس لینے چاہی — مراد اس افضل چیز سے عقل اور
نفس ہے اور وہ فضیلتین کہ جنپر ہاتھ تصرف کسی کا نہین پہونچتا اور زبردست لوگون کے طمع کا اوسپر

دخل نہین ہے کیونکہ یہہ فضایل اور کمالات ہماری حق مین ایسی وجہہ پر عطاء فرمائی ہین کہ جسمین واپس لینے
کا دخل نہین ہے۔ اور خسّ و نا قص چیز جو ہمسے واپس مانگتے ہین اوسمین بہی غرض رعایت ہماری
حال کے اور حفاظت عدالت کے درمیان ہمارے ہمجنسون کے ہے۔ اگر بباعث فوت ہونے ہر ایک
چیز کے ہم حزن کو دخل دین تو چاہیئے ہمیشہ ہم غمناک رہین پس عقلمند کو چاہیئے کہ جو چیزین ضرر
اور درد پہونچانے والے ہین اونمین فکر صرف نکرے اور جہانتک ہوسکے اس قسم کے اشیاء
کمتر اختیار کرے المومن قلیل المونۃ یعنی اہل ایمان قلیل البضاعت ہوتے ہین تا حزن اور
غم مین مبتلا نہوی ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر دنیا صرف یہی عیب کہتی کہ مستعار اور مانگی گئی
چیز ہے تو چاہیئے تہا کہ اہل ہمت اوسکے طرف التفات اور توجہہ نکرتے جیسا کہ اہل ہمت مستعار
اور عاریتی چیز سے زینت اور شان بنانے عار جانتے ہین۔ سقراط حکیم سے لوگون نے پوچہا
کہ سبب زیادتی خوشی اور کمی غم تمہاری کا کیا ہے جواب دیا کہ مین کسی چیز کے ساتہہ دلبستگی
نہین رکہتا کہ تا جب وہ گم ہووے مین غمناک ہوؤن۔ علاج حسد۔ حسد اوسکو کہتے ہین کہ غلبہ
حرص کے سبب چاہتا ہے کہ مفید اور منفعت والے چیزون مین اپنے ہمجنسونسے زیادہ تر ممتاز ہووے
پس ہمت اوسکی اسبات پر مصروف ہوتی ہے کہ لوگونکے طرف سے نعمتین دور ہوکر میری قبضہ مین
آجائین سبب اس رذیلت کا جہل اور حرص سے مرکب ہے کیونکہ جمع ہونا جملہ نعمتین دنیاوی کا
جو نقصان اور حرمان کے صفت سے موصوف ہین ایک شخص کے لئے محال ہے اگر بالفرض اسکو ممکن
تصور کیا جاوے تو انتفاع حاصل کرنا اوسکا سب نعمتون سے کسیطرح نہین ہوسکتا پس جہل اور
بیعلمی اس حال کے معہ غلبہ حرص کے موجب حسد کا ہوجاتی ہے جب طلوب حسد کرنیوالہ کا محال اور
ممتنع الوجود ہی تو سوائے غم اور درد کے اور کچہہ فایدہ حاصل نہین ہوتا ان دونون رذیلتونکا
علاج کرنا عین علاج حسد کا ہے اور اس سبب سے کہ حسد کا حزن سے تعلق ہے اسمقام مین ذکر اوسکا
کیا گیا ہے ورنہ حسد کا امراض مرکبہ پر حمل کرنا بہتر تہا۔ اور کندی کا مقولہ ہے کہ حسد جملہ رذیلتون
اور مرضونسے قبیح تر اور بدتر ہے اور اسی سبب سے حکما نے کہا ہے کہ جو شخص اسبات کو دوست
رکہتا ہے کہ میرے دشمن کو شر پہونچے تو وہ شر کو دوست رکہنیوالہ ہوا اور شر کا دوستدار شریر

ہوتا ہے اور اسکے نسبت سے وہ زیادہ تر شریر ہے جو سوائے دشمن کے شر پہونچانا آرزو رکھتا ہے
اور جو شخص کسی کے حال پر نیکی پہونچنے نہین چاہتا تو وہ اوس شخص کے حق مین برائی چاہنیوالا
ہوا اگر یہہ معاملہ دوستونکے ساتھہ کرے تو نہایت زشت اور بدتر ہوگا پس حاسد سب لوگون سے بدتر
زیادہ ہوا اور ہمیشہ غمناک رہیگا کیونکہ لوگونکے خیر اور نیکی سے اوسکو غم ہے لوگونکی حال کے نیکی بدرجہ
مطلوب اوسکے ہی اور نیکی ہرگز خلقت کے حال سے مرتفع اور منقطع نہوگی پس اوسکے غم اور اندوہ
کی بھی کوئی حد اور نہایت اور درجہ انقطاع کا نہوا — اور جملہ اقسام حسد سے زبون تر اور بدتر
وہ حسد ہی کہ عالمون کے درمیان ہو کیونکہ منافع دنیاوی بسبب کم ہونے گنجایش اور پایداری
کے جو لازم مادہ کے ہے موجب حسد کا ہوتے ہین یعنی رغبت کرنیوالہ کا ارادہ بالعرض متعلق اسبات سے
ہوجاتا ہے کہ غیر کے ذات سے مرغوب چیز کا زوال ہو اگرچہ بالذات یہہ امر پسند اوسکے نہین ہوتا
حکما نے دنیا کو ایک چھوٹی کنبل سے تشبیہہ دی ہے کہ اگر کوئی شخص دراز قامت اوسکو اوڑھکر پیر
لے تو پا برہنہ ہوجائین اور اگر پاؤنپر ڈالے تو سر برہنہ ہوجاے ویسا ہی اگر کوئی شخص ایک نعمت
دنیا سے کامیاب ہی تو دوسرا اوس سے محروم ہی اور علم اس عیب سے پاک ہے کیونکہ صرف اور
خرچ کرنا اوسکا اور اپنے ابنا جنس کو اوسکے منافع مین شریک کرنا موجب زیادتی لذت اور نفع
کا ہے پس اسمین حسد کرنا محض تقاضاے شرارت اور برائی کا ہے — اور جاننا چاہئے کہ غبطہ اور حسد
مین فرق ہے کیونکہ غبطہ اوس شوق کو کہتے ہین کہ دوسرے شخص کے حال سے کوئی کمال یا مطلوب
دیکھکر اسکے طبیعت مین تمنای حاصل کرنے اوسیکے پیدا ہو بغیر اسبات کے جو اوس شخص کے
ذات سے زوال اوسکا چاہے اور حسد مین دوسرے شخص کے ذات سے تمنای زوال نعمت کی
ہوتی ہے — اور غبطہ دو قسم پر ہوتا ہی ایک نیک اور دوسرا بد غبطہ نیک وہ ہے جو شوق اوسکا
متوجہ سعادتون اور فضیلتون کے طرف ہووی — اور غبطہ بد وہ ہی جسکا شوق لذات اور
شہوات کیطرف متوجہ ہوا اور وہ حرص کا حکم رکھتا ہے — حسد کا حال یہہ ہے جو بیان کیا گیا ہے
جو شخص ان جملہ امور پر جنکی تشریح بیان کی گئی ہی واقف ہوجاے اور انکو بخوبی یاد کرلے اوسپر
دیگر رذایل کا علاج کرنا اور موجبات اور عوارضات اونکے کا جاننا آسان ہوجاتا ہی مثلاً

دروغ گوئی مین جب فکر کرے اسبات کو جانے کہ امتیاز اور فرق انسان کا دیگر حیوانات سے
نطق کے ساتھ ہی اور غرض اظہار فضیلت نطق سی دوسرے شخص کا مطلع کرنا ہے اوس امر سے جو وہ
ناواقف ہے اور دروغ کہنا منافی اس غرض کا ہے پس جھوٹ بولنا باطل کرنیوالہ خاصیت انسانکا ہوا
باعث اوسکا رغبت طلب مال یا جاہ کے ہی اور کسیقدر حرص کرنے کسی چیز پر اسی قبیل سے ہی اور
لوازمات اسکے دور ہونا آبروی کا اور خرابے کامون کے اور چغلی اور بہتان کرنا اور ظالمون
کو اغوا کرنا ہے — اور لاف زنی مین جب فکر کرے تو سمجھ لے کہ سبب اسکا غلبہ قوت غضبی کا
ہے اور اوس کمال کا خیال جو اسکے وجود مین نہین ہے اور لوازمات اوسکے بیعلمی مراتب کی ہی
اور رعایت حقوق مین قصور کرنا ہے اور غلطی طبع کی اور ملامت اور جو رہی — اور نفس الامر مین
لاف زنی عجب اور کذب سی مرکب ہے — اور بخل مین جب فکر کرے تو سمجھ لے کہ موجب اسکا خوف
کرنا فقر اور احتیاج سی ہے یا کثرت محبت مال کے یا شرارت نفس اور طلب اسبات کی کہ خلقت کے حال
نیکی نہ پہونچے — اور ریاکاری مین جب فکر کرے تو سمجھ لے کہ وہ کذب ہی قول اور فعل مین
الغرض جب ہر ایک کے حقیقت اور اصل کو سمجھ لیگا اور اونکے سببون پر واقف ہو جائیگا تو دور
کرنا اون سببونکا اور پرہیز کرنے اونسی مثل دیگر قباحتون کے طالب فضیلت پر آسان ہو جائیگا
واللہ الموفق والمعین —

دوسرا مقالہ تدبیر منازل مین اور اسمین پانچ فصلین ہین پہلے فصل مین بیان

سبب احتیاج منازل کا ہی اور جاننا ارکان اسکے کا اور امور ضروری متعلقہ اوسکا ہے

اس نظر سے کہ انسان بقا وجود اپنے کے لئے محتاج غذا کا ہے اور غذا نوع انسان کے بغیر تدبیر
دستکاری وغیرہ مثل بونے اور کاتنے اور صاف اور نرم اور خمیر کرنے اور پکانے کے طیار
نہین ہو سکتے اور درستی ان جملہ اسباب کے بغیر مددکاری مددگاران اور استعمال کرنے آلات
اور صرف کرنے ایک زمانہ کے نہین ہو سکتی نہ مثل غذا دیگر حیوانات کے جو اصل طبع مین ساختہ

اور پراختہ ہوتی ہے توجہ اور حرکت انکی گہاس اور پانی کے طلب مین ہی منحصر ہے اور جب بموجب
خواہش طبع کے بہوک اور پیاس اونکی تسکین پاجاتی ہے تو حرکت طلب سے باز رہتے ہین — اور جب
انسان کے لئے طیار کرنا اوسقدر غذا کا جو معمول ہر روزہ ہو ایک دن مین مرتب کرنا محال ہے
پس مقدار غذا ہر روزہ پر انسانون کو حصر کرنا موجب انقطاع مادہ اور خلل معیشت کا ہی اسلیئے
اسباب معیشت کے ذخیرہ کرنے اور محافظت کرنے اوسکیکے دوسرے لوگونکی ہمدردی جو اس حاجت
مین شریک ہین احتیاج پڑے اور محافظت بغیر ایسے مکان کے کہ جہان غذا اور قوت خراب
نہو اور حالت خواب اور بیداری اور رات اور دن مین ہاتہہ لوٹ کرنیوالون وغیرہ سے محفوظ
رہے نہین ہوسکتی پس منزل اور گہر بنانے کی حاجت پڑے اور جب آدمیونکو واسطے تردد
تحصیل غذا کے مشغول ہونا ضروری ہے اور اوس مشغولی کے وقت محافظت اوس مقدار سے
جو بطور ذخیرہ کے گہر مین رکہا ہوا ہے غافل ہونا پڑیگا اسلیئے کسی مددگار کے جو قائمقام اسکے
اکثر اوقات گہر مین رہے اور محافظت غذا اور ذخیرہ کی کرے ضرورت ہوگی — اور یہہ
ضرورت اور احتیاج واسطے بقا شخص کے ہی الا بقا نوع کے لئے زوجہ کی بہی کہ جسپر تولد و تناسل
منحصر ہے احتیاج ہی پس اللہ تعالی کے حکمت نے ایسا تقاضا کیا کہ ہر مرد ایک زوجہ اختیار کرے
تا محافظت گہر اور اسباب گہر کی بہی کرے اور نیز تولد اور تناسل اوسکے ذریعہ سے ظہور مین
آئے اور ہم ذمہ داری دو کامون کی جو ایک شخص پر ہوگی تخفیف خرچ کے اسمین متصور ہے
— اور جب اولاد پیدا ہوگی تو بغیر پرورش اور نگاہبانی مان باپ کی زندگی اونکی محال
ہے اور نشو نما کو پہونچنا اونکا غیر ممکن پس ذمہ دار ہونا امور متعلقہ پرورش اونکے کا واجب
ہوا جب جماعت آدمیونکی بن جائیگی یعنی مرد اور عورت اور لڑکے اور طیار کرنا روزی اور
غذا اس جماعت کا اور دور کرنا امراض انکے کا ایک شخص پر دشوار ہے پس خدمتگارون
اور مددگارون کی احتیاج پڑے اور کل اس جماعت کے ساتہہ جو رکن گہر کے ہین
حال معیشت کا صورت پذیر ہوا — پس اس بحث سے معلوم ہوا کہ رکن گہر کے پانچ ہین —
باپ اور مان اور اولاد اور خدمتگار اور روزی جب ہر کثرت کا انتظام ایسی وجہ

تالیف اور محبت سی ہو سکتا ہے جو موجب اتحاد کا ہو تو انتظام گہر کے واسطے بہی ایسی تدبیر
کی حاجت پڑے کہ جس سے تالیف ظہور مین آوی اور جماعت مذکورہ بالا مین سی اہل خانہ اس کام
کے اہتمام کے لئے بہتر ہے اس سبب سی رئیس اس قوم کا اہلخانہ مقرر ہوا اور سیاست اس جماعت
کی اوسپر مفوض ہوئی تا گہر کے تدبیر ایسی طریق پر جو موجب انتظام گہر کے لوگون کا ہو عمل مین
لاوے اور جیسا کہ چرواہا بکریونکے ریوڑ کو مصلحت کے طریق پر چراتا ہے اور گہاس اور پانی
کے جگہہ پر لیجاتا ہے اور درندون کے مضرت اور ارضی سماوی آفات سی اونکو نگاہ رکہتا ہے
اور جاڑے اور گرمی اور دن اور رات کے لئے بموجب موقع وقت کے الگ الگ مکان
بناتا ہے تا ہم انتظام معیشت اوسکیکا اور ہم انتظام انکی حال کا حاصل ہو ویسا ہی گہر کے امور
کا تدبیر کرنیوالہ بہی امور متعلقہ روزی اور رزق مین حسب مصلحت رعایت رکہے اور ترتیب امور
معاش اور سیاست کرنے اس جماعت کے حال پر اور رغبت اور خوف دینا اور وعدہ اور وعید
اور سختی اور نرمی اور خفگی اور مہربانی کرنے جو مصلحت وقت کے عمل کرے تا ہر ایک شخص اوسو
کمال پر کہ جسکے طرف از روی پیدایش کے توجہ ہی فایز ہو جاے اور تمام آدمی انتظام ایسی
حال کے واسطے جو موجب خوشی حیات کا ہو مشارک ہو جائین — اور جاننا چاہئے کہ مراد
منزل اور گہر سے اسمقام پر یہہ گہر نہین ہے جو اینٹ اور مٹی اور پتہر اور لکڑی سے بناتی ہین
بلکہ مراد اس سے وہ ایک تالیف خاص ہے جو عورت اور خاوند اور باپ اور اولاد اور
خادم اور مخدوم اور مالدار اور مال کے درمیان ہوتی ہے جاے سکونت انکی خواہ لکڑی
اور پتہر سے ہو خواہ خیمہ وغیرہ سے اور خواہ سایہ درخت اور غار پہاڑ کے ہو پس فن تدبیر
گہر کا جسکو حکمت منزلی کہتے ہین اس جماعت کے حال مین نگرانی رکہنی ہے ایسی وجہ پر کہ جسمین
حاصل ہونے اسباب معاش اور وصول ہونے اوس کمال کے لئے جو مشترک طور پر ہر ایک
کا مطلوب ہے مصلحت عام پائی جاے — جب عموماً سب لوگ کیا بادشاہ اور کیا رعیت اور کیا
فاضل اور کیا غیر فاضل اس قسم کی تالیف کے محتاج ہین اور ہر ایک بموجب اپنی قدر اور
مرتبہ کے ذمہ داری امور اوس جماعت کی سبب سی جسکا یہہ چرواہا ہے اور وہ رعیت اسکے

ہین جواب وہ اور مکلف ہی و منفعت اِس علم کی عام اور ضروری ہے اور فواید اوسکے ہم
دین اور ہم دنیا مین شامل ہین اِسی سبب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنے ہر ایک تم مین سے چرواہا اور نگاہبان ہی اور ہر ایک کو
تم مین سے پوچھا جائیگا حال رعیت اپنی کا — حکماء متقدمین کے اسباب مین بہت قول ہین
لیکن اونکے کتابونکے نقل جو اِس فن مین تھین یونانے زبان سے عربی مین نہین ہوئی مگر حکیم
ابردس کے قول بطور مختصر جو متاخرین کے پاس موجود ہین اور متاخرین نے اپنی رائے روشن
اور ذہن صافی سے تہذیب و ترتیب اِس فن مین اور انتخاب کرنے قوانین اور اصول
اِسکے مین جیسا کہ مقتضای عقل کا تھا نہایت سعی اور کوشش صرف کی ہے اور کتابین اور رسالہ
تصنیف اور تالیف کئی ہین — اور شیخ رئیس ابو علی حسین ابن عبد اللہ بن سینا سے اسباب مین
ایک رسالہ ہے کہ باوجود کمال بلاغت کے شرط اختصار کے اوسمین ملحوظ ہے خلاصہ رسالہ کا
کا اِسمقالہ مین نقل کیا اور اوسکے ساتھہ دیگر نصایح اور آداب جو متقدمین اور متاخرین سے
منقول ہین درج کئے گئے ہین انشاء اللہ تعالی اہل دانش اور فضل کے نظر مین پسند آئیگا انہ ولی التوفیق
جاننا چاہئے کہ قاعدہ کلیہ تدبیر گہر کیواسطے یہہ ہی کہ جیسا طبیب بدن انسان کے حال مین نظر
کرتا ہے اوس اعتدال کے رو سے جو مرکب ہونے اعضاؤن سے بدن کے لئے حاصل ہی اور وہ
اعتدال موجب صحت بدن اور صدور کمالیت افعال کا ہے اِس مراد سے کہ اگر وہ اعتدال
موجود ہے تو اوسکے حفاظت رکھے اور اگر موجود نہین تو اوسکو حاصل کرے اور جب کسی
عضو مین خلل واقع ہو جاے تو اوسکے علاج مین تمام اعضاؤن کے مصلحت اور رعایت کا
لحاظ رکھے خصوصاً اوس عضو رئیس کے مصلحت جو قریب اوس عضو کے ہو پہلے ملحوظ رکھکر
بعد اوسکے اوس عضو کے رعایت اور مصلحت رکھنی چاہئے تا اِس حد تک کہ اگر عام اعضاؤنکے
صلاحیت اور درستی اوس عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو صلاحیت اوسکے سے قطع نظر کرکے
اوسکے کاٹنے مین توقف نکرے تا فساد اوسکا دیگر اعضاؤن کے طرف سرایت نکرے اسیطرح
طرح گہر کے تدبیر کرنیوالہ کو چاہئے کہ عموماً رعایت گہر کے آدمیونکی اپنی پر واجب سمجھے پہلے توجہ

اوسکے اوس اعتدال کے محافظت یا حصول پر مصروف ہو کہ جسمین صورت تالیف اور محبت
کی پائی جاے اور ایک ایک شخص کے حال کے تدبیر کرنیمین پیروی معالجہ طبیب کے جو ایک ایک عضو
کے لئے عملمین لاتا ہے کرنی چاہئے کیونکہ ہر ایک رکن گہر کے نسبت گہر کے ساتہہ ایسی ہے جیسا کہ
ہر ایک عضو کے نسبت بدن کے ساتہہ ہے بعضی رئیس و بعضے مرؤس اور بعضی شریف اور بعضی
خسیس اگرچہ ہر ایک عضو کا اعتدال اور فعل خاص خاص ہے لیکن جملہ اعضاؤن کا فعل
ایک دوسرے کی شرکت اور مددگاری کے ساتہہ جملہ افعال کے علتہ غائی ہے ویسا ہی گہر کے آدمیونکے
ہر ایک شخص کے لئے علیحدہ علیحدہ طبیعت اور خاصیت ہے اور توجہ ہر ایک کے اپنے خاص خاص
مطلب کے واسطے ہے اور کل جماعت کے افعال سے جو انتظام گہر کے واسطے مطلوب ہے حاصل ہوجاے
مدبر گہر کا ایک طرح سے بمنزلہ طبیب کے ہے اور بمنزلہ ایک عضو کے جو سب اعضا نسے شریف تر ہو اوسکو
چاہئے کہ طبیعت اور خاصیت اور فعل ہر شخص پر اہل منزل سے واقف ہوئے اور اوس اعتدال
پر جو اون افعال کے تالیف سے حاصل ہوتا ہے قایم ہووے تا ان لوگونکو اوس کمال پر جو موجب
انتظام گہر کا ہو فایز کر دے اگر کوئی مرض پیدا ہو اوسکو دور کرے — اگرچہ بناوٹ
گہر کے کا خیال کرنا ضروری اور قابل اعتبار نہین جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین الا عمدہ
اور بہتر طریق گہر کا جو جاے سکونت ہو یہہ ہے کہ بنیاد اوسکی بخوبی محکم اور مضبوط ہو۔
اور سقف اوسکے بلند اور دروازہ اوسکے کشادہ اور اوسیسے فراخ آمد و رفت کے وقت
تکلف کرنیکی حاجت نہ پڑے اور مردونکی جای سکونت عورتون کے مسکن سے علیحدہ ہو اور
ہر موسم اور فصل کے مکان مناسب اوس وقت کے طیار ہون اور مکان مال اسباب
رکہنے کا مضبوط اور محفوظ چاہئے اور اسباب کے احتیاط اور ہوشیاری رکہنی چاہئے کہ مکان
مذکور چورون کے نقب زنی اور حشرات کے تکلیف اور جلنے اور غرق ہونے سے محفوظ رہے
اور جاے رہایش آدمیون کے لئے جو چیزین زلزلونکے صدمہ سے حفاظت کرنیوالے ہین
مثل فراخی صحن اور بلندی منزلونکے انکی رعایت رکہنی چاہئے اور باوجود کثرت مکانون
اور نشست گاہونکے خوش قطع اور خوش وضع ہو اور سب سے ضروری اور اہم امر ہمسایہ کے

حال کا اعتبار کرنا ہے نا کسی بد اور شریر آدمی کے ہمسایگیت مین جو موذی الطبع ہو مبتلا
نہو جاے اور وحشت تنہا رہنے سے بھی پرہیز کرے حکیم افلاطون نے زرگران کے کوچہ مین گھر
بنایا تہا جب اوس سے فایدہ اسبات کا پوچھا فرمایا کہ اگر خواب میرے آنکھون پر غالب ہو جاے
اور فکر اور مطالعہ سے مانع ہو تو آواز انکی آلات کے مجکو بیدار کر دے واللہ اعلم بالصواب

دوسرے فصل مین طریق دریافت کرنے زیست اور تدبیر مال اور روزگار کا بیان ہے

جب بنی نوع انسان کے لئے ذخیرہ کرنا رزق اور قوت کا ضروری ہے جیسا کہ فصل گذشتہ مین
بیان کیا گیا ہے بعضی اقسام قوت اور روزی کے زیادہ مدت تک باقی نہین رہ سکتے
پس بمقدار ضرورت اور گذارہ کے ہر ایک قسم کے جنس کا جمع کرنا ضروری ہوا تا اگر بعضے
جنسین خراب ہو جائین تو بعضے جو دیرپا رہون باقی رہین اور واسطے ضرورت دیگر
معاملات لین دین کے چنانچہ مقالہ گذشتہ مین ہمنے بیان کیا ہے دینار کی احتیاج جو حافظ
عدالت اور مقوم کلی اور ناموس اصغر ہے پڑے اور بباعث زیادتی قدر و منزلت اوسکے
اور اس فضیلت کے کہ قلیل المقدار اوس سے دیگر اجناس کثیر المقدار کے مبادلہ اور معاوضہ
مین کافی ہوتا ہے تکلیف اوٹھانے جنسون وغیرہ کے ایک مکان سے کسی دور دراز مقام مین
رفع ہو جاتی ہے اسوجہ سے کہ جب اوٹھانا تھوڑے دینار ونکا جو کثیر المقدار جنسون کے خریدنے کیواسطے
کافی ہو قایمقام اوٹھانے بہت جنسونکے ہو اتو تکلیف اور مشقت جنسونکے اوٹھانے کی نہ پڑی ویسا ہی
مضبوطی جوہر اور محکمی مزاج ترکیب اوسیکے جو موجب بقا اوسیکا ہے وہ فواید اور منافع جو اوسیسے
حاصل ہوتے ہین اونکی ثبات اور قایمی کے لئے کافی ہوئی کیونکہ متغیر ہونا اور فانی ہونا اوسکا
موجب نقصان اور ضایع کرنے اوس مشقت کا ہے جو حاصل کرنے روزی اور قوت کیواسطے عملمین لاتے
ہین اور مقبول ہونا اوسکا سب لوگونکے نزدیک بباعث عموم منفعت کے موجب انتظام تمام خلقت کا ہے
اور ان دقایق حکمت سے وہ کمال جو امور معیشت مین طبیعت کے متعلق تہا فضل الٰہی اور عنایت
خداوند کریم نے اونکا ظہور کر دیا اور جو کمال صناعت سے متعلق ہے مثل دیگر امور صناعی کے فکر

اور تدبیر نوع انسان پر منحصر ہے — بعد تشریح اسمقدمہ کے مین بیان کرتا ہون کہ مال کے حال
مین نظر اور فکر کرنی تین قسم پر ہے۔ اول باعتبار آمدنی اور دخل کے دوسرا باعتبار حفاظت
کے تیسرا باعتبار خرچ کے الآمدنی یا باعث اوسکا تدبیر اور کفایت سے متعلق ہوگا یا نہوگا
پہلا قسم مثل تجارت اور حرفہ اور دستکاری وغیرہ کے اور دوسرا مثل مال ورثہ اور
بخشش کے — چونکہ تجارت کا اجراے مال کے وجود پر منحصر ہے اور مال معرض زوال
مین ہوتا ہے اس سبب سے محکمی اور پایداری مین حرفہ کے برابر نہین ہے اوس سے فروتر
پایہ پر ہے — الغرض کہ حاصل کرنے مال کیواسطے تین شرطون کے رعایت رکھنی چاہئے
اول جور سے پرہیز کرنی دوسرا بیغیرتی سے پرہیز کرنی تیسرا کمینگی سے پرہیز کرنی —
الآجور کی مثال یہہ ہے کہ مال زبردستی یا تفاوت وزن اور پیمانہ یا مکر اور فریب اور
چوری سے حاصل کرین — الاعار اور بیغیرتی وہ ہے کہ مسخرہ پن اور ذلت سے مال حاصل
کرین الآکمینگی وہ ہے کہ باوصف قدرت شریف پیشہ کے خسیس پیشونسے حاصل کرین اور پیشہ تین قسم پر ہے ایک شریف
دوسرا خفیف تیسرا متوسط شریف وہ پیشہ اور کسب ہین جو نفس ناطقہ کے نیک ہونے سے
ہون بدن کے نیکی سے تعلق اونکا نہو اور اسکو صناعات احرار اور ارباب مروت کا کہتے ہین
اور اکثر یہہ تین قسم کے لوگونمین ہوتے ہین اول وہ جو جوہر عقل سے تعلق رکھے مثل صحت رائے
اور صواب مشورہ اور حسن تدبیر کے یہہ صناعت وزیرون کے ہے۔ دوسرا وہ جو آداب
فضیلت سے متعلق ہو مثل کتابت و بلاغت اور علم نجوم اور علم طبابت اور علم پیمایش کے یہہ صناعت
اہل ادب اور ارباب فضل کے ہے تیسرا وہ جو قوت اور شجاعت سے متعلق ہو مثل سواری
وسپاہگری اور محافظت حدبست ملکون کے اور دفع کرنا دشمنونکا یہہ صناعت شہسوارونکے
ہے — الآخسیس صناعتین بھی تین قسم پر ہین اول وہ جو عام لوگون کے مصلحت کے مخالف
ہو جیسا کہ خریدنا اور ذخیرہ کرنا غلہ کا بامید قحط اور گرانی کے اور سحر اور جادو کرنا یہہ پیشہ
مفسد لوگونکا ہے دوسرا وہ جو فضیلت انسانی سے مخالف ہو مانند مسخری اور مطربی اور
قمار بازی کے یہہ پیشہ کمینہ لوگونکا ہے — تیسرا وہ جو موجب نفرت اور کراہت طبع کا ہو مثل

حجامی اور چرم رنگی اور دبگری کے یہہ پیشہ حقیر لوگونکا ہے — اور اس باعث سے کہ عقل کے
نزدیک طبع کے احکام مقبول نہین ہوتے اخیر کا قسم ان اقسامون سے عند العقل قوی نہین ہے
چاہیکہ بلحاظ ضرورت کے ایک جماعت اس پیشہ پر بھی قیام کرے — اور پہلے دونون قسم قبیح ہین
اونسے ممانعت کرنی چاہئے — اور صناعات متوسط دیگر قسم کے پیشہ اور صناعات ہین
بعضی اونمین سے ضروری ہین مثل زراعت کے اور بعضی غیر ضروری مثل رنگریزی کے
اور بعضی بسیط ہین مثل نجاری اور آہنگری کے اور بعضی مرکب مثل ترازوگری اور
کاردگری کے ہر ایک اہل صناعت اور پیشہ کو چاہئے جو اپنی صناعت مین کمال اور
پیشدستی پیدا کرے ادنی مرتبہ پر قناعت نکرے اور پست ہمتی پر راضی نہو جاے —
اور جاننا چاہئے کہ انسان کے لئے کوئی زینت روزی فراخ سے بہتر نہین ہے اور جملہ
سبونسے بہتر سبب اور وسیلہ روزی کا وہ صناعت ہی جو باوجود مشتمل ہونے عدالت کے
عفت اور مروت سے بھی نزدیک ہو چاہیکہ حرص اور طمع اور بدکرداری اور سستی اور
فراہم کرنے مال حرام اور مکروہ اور بیغیرتی اور بے مروتی اور اغوای کرنے لوگونسے
احتراز کرے اگرچہ ان باتون سے مال بہت حاصل ہو جو مال ان آلودگیونسے پاک ہوگا
اوسکو صاف اور بابرکت تصور کرنا چاہئے اگرچہ مقدار مین تہوڑا ہو — الا حفاظت
مال کے بغیر آمدنی کے نہین ہوسکتی کیونکہ خرچ امر ضروری ہے اور اسمین تین شرطین
ملحوظ رکھنے چاہئین اول یہہ کہ کسیطرح خلل گہر کے لوگونکے گذارہ مین ظہور مین نہ آوے
دوسرا یہہ کہ عزت اور دیانت داری مین خلل نہو کیونکہ باوجود دولتمندی کے اگر اہلحاجت
کو محروم رکھے تو دیانت داری اوسکے مین فرق آئیگا اور جو لوگ جو خواہان بیغیرتی کے
ہون یا قریبی ہون اگر اونکو ندیگا تو ہمت اور عزت داری سے بعید ہے تیسرا وہ جو مرتکب
کسی رذیلت کا مثل بخل اور حرص کے نہو جب ان شرایط پر عمل کرے تو محافظت تین
شرطونکی ہوگی اول یہہ کہ خرچ آمدنی کے برابر نہو بلکہ کم ہو دوسرا وہ کہ جس چیز کا حاصل
کرنا اور پرداخت رکھنی دشوار ہو مثل ایسے ملکیت کے کہ آباد اور باردنق رکھنا اوسکا

اس سے نہو سکے یا کوئی ایسی رقم جواہرات کی کہ جسکا خریدار کم ہو اوسمین زر صرف نکرے
تیسرا یہہ کہ اپنی کام کے رواج دینے مین کوشش کرے اور ایسی منفعت والی چیز پیدا کرے کہ
جسکا نفع متواتر ہمیشہ حاصل ہوتا رہے اگرچہ قلیل المقدار ہو اور اس انتفاع کو اوس کثیر المقدار
نفع سے جو ایکبارگی اتفاقاً حاصل ہو جاے بہتر جاننا چاہیئے — اور عقلمند کو چاہیئے کہ ذخیرہ
اور جمع کرنے مال اور سامان روزی سے غافل نرہے تا ضرورت کے وقت مثل تنگدستی
اور قحط سالی اور بیماری کے دنونمین صرف کرے کہتے ہین کہ بہتر یہہ ہے کہ انسان کے پاس
کچھہ مال نقد اور زیور اور برتن ہون اور کچھہ اجناس اور کپڑہ اور غلہ وغیرہ سرمایہ ہو
اور کچھہ ملک اور زمین اور مویشی ہون تا اگر کسیے قسم مال مین خلل وقوع مین آوے تو دوسرے
دونو قسمونسے بدلہ اوسکا ہو جاے — مال کے خرچ اور صرف کرنمین چار چیزونسے پرہیز کرنی چاہیئے
اول بخل اور امساک سے مثل اسکے کہ اپنے ذاتی مصارف اور عیال و اطفال کے ضروریے
مصارف مین تنگی کرے یا نیک کام کے صرف کرنے سے امتناع کرے دوسرا فضول اور بیجا
خرچ کرنے سے کہ غیر ضروری محل مین مثل شہوات اور لذات کے پیروی مین خرچ کرے یا کسیے
ضروری موقعہ پر مقدار مناسب سے زیادہ صرف کرے تیسرا ریاکاری اور فخر سے جو بطریق
لاف زنی اور اپنی دولتمندی ظاہر کرنے کے لئے کسی فخر کی مصارف مین صرف کرے
چوتھا بدتدبیری اور بے انتظامی سے کہ بعضی جگہہ مقدار واجبی سے زیادہ صرف کرے
اور بعضی جگہہ کم — خرچ کرنے مال کے مصارف تین قسم پر ہین اول یہہ کہ دیانت داری
اور طلب رضاء الٰہی مین صرف کرین مثل زکوۃ و صدقہ کے — دوسرا وہ کہ بطریق سخاوت
اور نیکنامی کے صرف کرین مانند تحفہ اور ہدیہ اور احسان اور بخشش کے تیسرا وہ جو ضرورت
کے لئے صرف کرین یا طلب کسی نیکی کے لئے یا کسی مضرت کے دفع کرنے کے واسطے طلب کیے کی
مثل گھر کے اخراجات کے کہانے پینے اور لباس وغیرہ کے — دفع مضرت کی مثال جیسا کہ
ظالمون اور کمینونکو واسطے محافظت جان اور مال اور عزت کے دیا جاوے — پہلا قسم
خرچ کا جسمین حصول قرب بارگاہ الٰہی کا مدنظر ہے اوسمین چار شرطین ملحوظ رکھنی چاہیئین

اول یہہ کہ جو کچھہ دے خوشی خاطر اور کشادہ پیشانی سے دے اوسمین افسوس اور تاسف
نکرے نہ از روے ظاہر اور نہ از روے باطن — دوسرا یہہ کہ خاص بنظر طلب رضای الٰہی
کے دے اسمین امید شکر گذاری یا انتظاری بدلہ کی یا مشہوری نام کے مدنظر نرکھے تیسرا یہہ کہ
درویشان کو پوشیدہ طور پر دے اگرچہ کسی سایل کو جہانتک ہوسکے محروم نکرے الا یہہ
یہہ ہے کہ یہہ قسم نوع دویم سے شمار کیا جاے کیونکہ حاصل کرنا قرب بارگاہ الٰہی کا اوس
چیز کے ذریعہ سے جسکا موجب امر باطنی ہو بہتر ہے امور خارجی سے چوتھا یہہ کہ مستحق لوگونکا
حال ظاہر کرنے سے بیغرتی اور ہتک اونکا نکرے دوسرے قسم خرچ مین جو اہل فضیلت
کے افعال مین سے ہے پانچ شرطین ملحوظ رکھنے چاہئین — اول جلدی کرنے کہ اسمین
جلدی کرنی خوش ہوتی ہے دوسرا اخفا اور پوشیدگی جو اخفا کے ساتھہ مطلب روائی
پسندیدہ ہے اور بخشش کے لئے زیادہ مناسب ہے تیسرا جس چیز کو دیا جاوے اوسکو حقیر اور
ناچیز جانے اگرچہ بیش قیمت ہو چوتھا ہمیشہ سلسلہ وار دے کہ انقطاع کرنا اسکا نیک نہین ہے
پانچوان نیک موقع پر دینا ورنہ ایسا ہوگا جیسا کہ زمین شور مین زراعت ضایع اور تلف
ہوجاتی ہے تیسرے قسم مین ایک شرط کی رعایت رکھنی چاہئے اور وہ یہہ ہے کہ مصارف
محتاج مین اوسط درجہ پر عمل کیا جاے اور اگر اسمین بنظر حفظ عزت اور رفع مضرت کے
اندازہ وسط سے زیادہ خرچ کیا جاے تو بخل کرنے کے نسبت سے بہتر ہے کیونکہ یہہ امر عقلاً
دفع کرنے مضرت مین داخل ہے نہ اسراف مین اگر ہر طرح سے شرایط میانہ روی کے مدنظر
رکھکر خرچ کیا جاے تو طعن اور بدگوئی لوگونکے سے نجات نہین پاتا سبب اسکا یہہ ہے کہ انصاف
اور عدالت اکثر طبیعتون مین معدوم ہے طمع اور حسد اور دشمنی بخوبی متمکن پس بنا ہی
طریقہ خرچ کے موافق عام لوگونکی راے کے سلامتی عزت کیواسطے بہتر ہے اوس نسبت سے
جو موافق قاعدہ خاص لوگونکے بنا اسکی قایم کیجاے عام لوگونکی رغبت فضول خرچی
کیطرف ہوتی ہے اور خاص لوگونکے میل خاطر کم خرچ کرنے کیطرف قواعد کلی ثروت اور
دولتمندی کے باب مین جنکے طرف انسانکو حاجت پڑتی ہے یہہ ہین جزئیات اسکے عقلمند پر

پوشیدہ نہین رہینگے انشا اللہ تعالی —

تیسری فصل دریافت کرنے سیاست اور تدبیر گہر کی عورت کے

چاہیکہ موجب نکاح کرنے عورت کا دو چیزین ہووین محافظت مال کے اور طلب نسل کے
تقاضائے شہوت کا یا کوئی دیگر مطلب پیش نظر نہو اور عورت نیکبخت مال مین شریک مرد کے ہوتی ہے
اور گہر کے تدبیر اور بند وبست مین مشارکت رکہتی ہے اور وقت ناحاضر ہونے مرد کے قایم مقام
اوسکے ہے اور سب عورتون سے بہتر وہ عورت ہے جو زیور عقل اور پارسائی اور دانائی اور
حیا اور نرم دلی اور دوستی اور کوتاہ زبانی اور فرمانبرداری اور خدمتگذاری اور
طلب رضائے شوہر سے آراستہ ہو اور گہر کے لوگون پر وقر اور رعب اپنا رکہے اور عقیم یعنے
بانجھ نہو اور گہر کے ترتیب اور انتظام اور انداز خرچ کے نگاہ رکہنے پر واقف اور قادر ہو اور
نیک خوئی اور خوش خلقی اور مدارات سے شوہر کے دل سے غم اور فکر کو رفع کرے اور عورت
آزاد کنیزک سے بہتر ہے کیونکہ مصروفیت اوسکی بیگانہ لوگونکے مدارا کرنے مین اور رعایت صلہ رحم
اور تقویت اقربا اور مدارات دشمن اور معاونت اور مددگاری اسباب معاش مین زیادہ
ہوگی اور اسبات سے پرہیز رکہیگی کہ کسطرحکا عیب اوسکے نسل اور اولاد مین پیدا نہو — اور
عورت باکرہ غیر باکرہ سے بہتر ہے کیونکہ ادب اور خلق اور عادات شوہر کے قبول کرنے
اور اطاعت اور فرمانبرداری اوسکے مین زیادہ تر مستعد ہوگی اگر باوصف ان اوصاف کے
زیور حسن اور نسب اور دولتمندی سے بہی آراستہ ہو تو وہ کل اوصاف حسنہ سے موصوف ہوگی
جو زیادہ اس سے کوئی درجہ متصور نہین لیکن اگر بعض اوصاف انمین سے موجود نہون تو چاہیکہ
عقل اور پرہیزگاری اور حیا ضرور موجود ہو کیونکہ ان تینون وصفونکو چہوڑکر حسن اور نسب
اور دولتمندی کو اختیار کرنا موجب رنج اور بربادی اور خلل امور دین و دنیا کا ہے
اور چاہیکہ صرف بسبب حسن اور جمال عورت کے خواہان نکاح کا نہو کیونکہ عورت صاحب حسن
پرہیزگار کم ہوتی ہے اس سبب سے کہ عورت جمیلہ کے طالب اور راغب بہت ہوتے ہین

اور کم عقلی انکی اونکے مطیع ہونے سے مانع نہین ہوتے آخر خرابی اور فضیحت مین گرفتار ہوتی ہین
انکے نکاح کرنے کے علتہ غائی یا بیعزتی جو شقاوت دو جہان کے ہی ہوگی یا برباد کرنا دولت
اور مال کا اور بہت طرحسے رنج کھینچنا پڑیگا پس چاہئے کہ حسن کے معاملہ مین درستی اور اعتدال
بدن پر کفایت کرے اور اسمین بہی اوسط درجہ کو ملحوظ رکھے — اور ویسا ہی مناسب ہے
کہ عورت کو مالدار اور دولتمند تصور کرکے اوسکا خواہان نہو کیونکہ مالدار ہونا عورتونکا
باعث غلبہ اور تسلط اونکی کا ہوجاتا ہے کہ شوہر خدمتگار کے حیثیت پر اونکی آنکھونمین دکھلائی
دیتا ہے جب شوہر عورت کے مال مین تصرف کریگا عورت اوسکو بمنزلہ خدمتگار اور
مددگار کے تصور کریگی اوسکی کچھہ عزت اور قدر نہوگی معاملہ برعکس ہوجائیگا جس سے
خانگی امور اور ورتارہ مین خلل واقع ہوجاے — جب شوہر اور عورت کے
درمیان پیوند مواصلت کا قرار پذیر ہوجاے تو طریق سیاست شوہر کا عورت پر
تین چیزین ہین اول ہیبت دوم بخشش سیوم شغل خاطر الاہیبت اوسکو
کہتے ہین کہ اپنے آپ کو عورت کے نظر مین باسیاست رکھے تا اسکے فرمانبرداری
مین سستی نکرے یہہ امر جملہ شرایط سیاست متعلقہ اہل خانہ سے عظیم تر ہے کیونکہ اگر
اس سیاست مین خلل واقع ہوجاے تو عورت کو اپنے حرص و ہوا کے متابعت مین جرات
ہوجاتی ہے اور اسپر بس نہین کرتے بلکہ شوہر کو اپنا فرمانبردار بناکر ذریعہ حصول
اپنے مطالب کا کرلیتی ہے اور اوس سے خدمت لیکر اپنی مرادین حاصل کرتی ہے
پس حاکم محکوم اور مطیع مطاع ہوجاتا ہے نتیجہ اسکا عیب اور بیعزتی اور ندمت اور
بربادی دونونکی ہے اور اسقدر خرابیے اور خواری پیدا ہوگی جسکا بدلہ اور تدارک
نہوسکے — الا بخشش وہ ہے کہ عورت کو اون چیزون سے جنکی ذریعہ سے محبت اور
الفت زیادہ ہو آسودہ رکھے تا اوسکے دل مین اسبات کا خیال اور خوف رہے کہ اگر
مین اطاعت اور فرمانبرداری شوہر اور انتظام امور خانگی مین اہتمام نکرونگی تو بخشش
اور خبرگیریے میری سے مردود دست بردار ہوجاے گا اسبات مین جہہ چیزین اقسام بخشش سے

ہین اول یہہ کہ اوسکو نیک صورت پر رکہے دوسرا ستر اور پردہ داری اوسکی مین غیر محرم
لوگونسے اسقدر مبالغہ کرے کہ آثار اور خصلتین اور آواز اوسکی پر کوئی شخص بیگانہ واقف
نہو تیسرا گہر کے ظاہری امور مین اوسکے ساتہہ مشورہ کرے مگر اس شرط سے کہ اوسکے
دل مین یہہ خیال متمکن نہو جاے کہ مرد میرا مطیع ہے — چوتہا اختیار اور تصرف اوسکا روپے
اور کہانے پینے کے معاملہ یا خدمتگذار لوگونکے دینے لینے مین حسب مصلحت خانہ داری کے
آزاد رکہے کسیطرحکی ممانعت نہو پانچوان اوسکے خویش اور اقربا سے ملت اور صلہ رحم کا
رکہے اور مددگاری اور ظاہرداری اونکی واجب جانے چہٹا جب اثر نیکی اور شایستگی
اوسکیکا معلوم کرلے تو کسی دوسری عورت کو اوسپر اختیار نکرے اگرچہ دوسری عورت
حسن اور دولت اور نسب اور خاندانی ہونے مین اوس سے بہتر ہو کیونکہ جو غیرت عورتونکے
دلمین متمکن ہوتی ہے باوجود نقصان اور کمی عقل کے اونکو قبیح اور شنیع اور ایسے فعلون پر
مرتکب کرتی ہے جو موجب بربادی گہر اور خرابی انتظام اور رنج کا ہون — سواے
بادشاہونکے جو غرض انکے قبیلہ اور شادی کرنے سے طلب نسل اور کثرت اولاد کی
ہوتی ہے اور عورتین انکے خدمتمین مثل غلامونکے ہوتے ہین زیادہ قبیلہ کرنیکے کیسکو رخصت
نہین اور بادشاہونکو بہی اس سے پرہیز کرنی بہتر ہے کیونکہ مرد گہر مین مثل دل کے ہے
بدن مین جیسا کہ ایکدل دو بدنونکے حیات کے لئے کافی نہین ہے ویسا ہی ایک مرد سے
دو گہر کا انتظام نہین ہوتا — الا شغل خاطر وہ ہے کہ عورت کو ہمیشہ گہر کے کامون مین اور
اون امور کے مصلحت مین جو باعث انتظام معاش کا ہون مصروف اور مشغول رکہے کیونکہ
نفس انسان کا بیکار نہین رہ سکتا ضروری امور سے فراغت کا ہونا غیر ضروری باتون
کیطرف رغبت پیدا کر دیتا ہے پس اگر عورت ترتیب امور خانگی اور تربیت اولاد اور توجہ
حال متعلقان سے فارغ ہو تو ہمت اور خیال اوسکا اون باتون کیطرف مصروف ہوتا ہے
جو خلل انداز خانہ داری کے ہون گہر سے باہر جانے کیطرف اور اپنے آپ کو آراستہ اور
بازینت کرنے کے لئے مراد باہر جانے کے اور مرد بیگانیون کے نظارہ کے لئے مشغول ہوگے

تا گھر کے کام بھی خلل پذیر ہونگے اور شوہر کی بھی سیاست اور قدر اوسکے انکھونمین باقی
نرہیگی بلکہ جب غیر آدمیونکو دیکھے گی تو شوہر کو حقیر اور ناچیز جانیگے اور نیز خراب اور قبیح
امور کے اقدام کرنے پر اوسکو دلیری ہوجائیگی اور نیز طالبان اپنے کو طلب کے باب مین
رغبت دینگے انجام اسکا علاوہ خلل پذیر ہونے امور معاش اور بربادی عزت کے رسوائے
اور ہلاکت اور شقاوت دوجہان کے ہوگی — اور شوہر کو چاہئے کہ سیاست عورت کے
باب مین تین چیزون سے پرہیز کرے اول غلبہ محبت سے جو اس سے غالب ہوجانا عورت کا
اور صلاحیت کے باتونکو چھوڑ کر اپنے حرص وہوا کیطرف متوجہ ہونا لازم آتا ہے اگر رنج
محبت مین مبتلا ہوجاے تو اوس سے محبت اپنی پوشیدہ رکھے جو کسیطرح پر وہ واقف نہو
اگر پوشیدہ رکھنے پر قادر نہو تو وہ طریقہ علاج کا استعمال مین لاوے جو دفع عشق کے لئے
مقرر ہے اور ہرگز اس غلبہ محبت پر قیام نرکھے کہ یہہ آفت موجب فسادہاے مذکورہ بالا
کے ہے دوسرا مصلحتہاے کلی مین عورت کے ساتھہ مشورہ نکرے اور اپنے امور رازدار
پر اوسکو مطلع نکرے اور اندازہ ومقدار مال اور سرمایہ اپنے کا اوس سے پوشیدہ
رکھے کیونکہ انکی راے ناصواب اور کمی عقل کے اسباب مین بہت آفتون اور خرابیون
کو پیدا کرتی ہے — تیسرا یہہ کہ عورت کو لہو وبازی اور غیر مردون کیطرف نظر کرنی
اور سنی حکایات مردونکے اون عورتونسے جو افعال ناپسندیدہ سے موصوف ہون باز
رکھے اور ہرگز ان باتونکا اوسکو اختیار ندے کیونکہ یہہ امر موجب پیدا ہونے بڑے بڑے
فساد اور خرابیونکا ہے اور سب سے بدتر ہم نشینی اون بوڑھی عورتون کے ہے جنکے مردونکے
مجلسونمین آمد ورفت ہو اور مردونکی حکایات بیان کرین حدیث شریف مین آیا ہے
کہ عورتونکو صورت یوسف کے سکھلانے سے منع کرنا چاہئے کہ اس قسم کے قصہ سنی سے
یہہ فرقہ عفت اور پرہیزگاری سے منحرف ہوجاتا ہے — اور انکو شراب کی استعمال سے
امتناع کلی کرنا چاہئے کیونکہ شراب اگرچہ تھوڑی ہو الا موجب بیحیائی اور برانگیختگی شہوت کا
ہوتی ہے اور عورتونکے حق مین ان دو خصلت یعنی بیحیائی اور برانگیختگی شہوت سے کوئی

خصلت بد تر نہین ہے — عورتونکو واسطے اسبات کے کہ اپنے شوہرونکو رضامند رکھین اور
اپنے آپ کو اونکے دلونمین عزیز رکھین پانچ چیزون پر عمل کرنا چاہیئے اول عفت اور
پارسائی کو لازم پکڑین دوسرا کفایت اور خیرخواہی ظاہر کرین تیسرا اونکا خوف دلمین
رکھین چوتھا اونکے ساتھہ حسن سلوک رکھین نافرمانی اونکی نکرین پانچوان شکایت اونکی نکرین معاشرت کے باب مین
نیکی اور اطاعت سے پیش آوین — حکما کا مقولہ ہے کہ نیک عورت مشابہ ہوتی ہے مان
اور دوست اور خدمتگارہ کے ساتھہ اور بدعورت مشابہت رکھتی ہے ظالم اور دشمن کے
ساتھہ — الامشابہت نیک عورت کی مان کے ساتھہ اسطرح پر ہے کہ ہر وقت ارزو اوسکے
یہہ ہوتی ہے کہ شوہر میرے پاس رہے اوسکے دوری کو مکروہ جانتی ہے اور شوہر کے رضامندی
اور مراد حاصل کرنے کے لئے اپنے پر رنج اور تکلیف اوٹھاتی ہے اور مان بیٹے کے ساتھہ
بھی یہہ ہی طریق عملمین لاتی ہے — الامشابہت اوسکی دوستون کے ساتھہ اسطرح پر ہے
کہ جو کچھہ شوہر اوسکو دے اوسپر قناعت کرتی ہے اور جو چیز نہ دے اوسمین نکرار نہین
کرتے اور مال اسباب اپنا اوس سے دریغ نہین رکھتی اور اخلاق مین اوسکے ساتھہ
موافقت کرتی ہے — الامشابہت اوسکے پرستارونکے ساتھہ اسطرح پر ہے کہ کنیزکونکے
طرح خدمت کرتی ہے اور شوہر کے تندخوئی پر صبر کرتی ہے اور صفت اور مدح اوسکیکا
اظہار اور عیب کا اخفا کرتی ہے اور اوسکے نعمتون کا شکر ادا کرتی ہے اور جو چیز
شوہر کے جانب سے موافق طبع اوسکیکے نہو اوسمین عتاب اور شکایت نہین کرتے
الامشابہت بدعورت کی ظالمون کے ساتھہ اسطرح پر ہے کہ سستی اور بہانہ کو دوست
رکھتی ہے اور بدزبان ہوتی ہے عیب جوئی اور عصیان کرتی ہے شوہر کے غصہ اور خوشنودی کے پروا نہین رکھتی
خدمتگارہ اور کنیزک کو بہت دکھاتی ہے الامشابہت اوسکی دشمنونکے ساتھہ اسطرح پر ہے
کہ شوہر کو حقیر اور ناچیز جانتی ہے اور اوسکی ذلت کرتی ہے اور بدخوئی سے پیش آتی ہے
اور احسان اور نعمت اوسکیکا انکار کرتی ہے اور اوسکے طرف سے کینہ اور شکایت دلمین
رکھتی ہے اور عیب اوسکے ظاہر کرتی ہے — الامشابہت اوسکی چورونکے ساتھہ اسطرح پر ہے

کہ شوہر کے مال مین خیانت کرتی ہے اور بلا ضرورت اوس سے سوال کرتی ہے اور احسان
اوسکیکو حقیر جانتی ہے اور جو چیز شوہر کے نزدیک مکروہ ہو اوسکے کرنے مین مبالغہ اور
کوشش کرتی ہے جہوٹ بولنے کو دوست رکہتی ہے اپنا نفع شوہر کے نفع پر مقدم
سمجہتی ہے — جو شخص کسی بدعورت کے پنجہ مین گرفتار ہو جاے اوسکا علاج علیحدہ
ہو جاتا ہے کیونکہ عورت بد کی ہم نشینی درندون اور سانپ زہری کے ہم نشینی سے
بدتر ہے اگر علیحدہ ہونا مشکل ہو تو چار طرح کے حیلہ عمل مین لانے چاہیئے اول خرچ کرنا مال کا
کیونکہ حفاظت جان اور عزت کی محافظت مال سے بہتر ہے اگر مال کثیر کے صرف کرنے
سے جان محفوظ رہے تو اوس مال کو حقیر سمجہنا چاہیئے دوسرا ناموافقت اور بدخوئی
اور ترک صحبت اسطریق پر اختیار کرنی چاہیئے جو موجب فساد کا نہو تیسرا طرح طرح کے حیلہ
مثل اسکے کہ بوڑہے عورتونکو اسبات کے واسطے مقرر کیا جاے کہ اوس بدعورت کو
ہر وقت یہہ تحریص اور ترغیب کرین کہ اس شوہر کو چہوڑ کر کوئی اور شوہر کرنا چاہیئے
یہہ بہت نالایق ہے اور حسب ظاہر اپنے طرف سے رغبت رکہنی چاہیئے اور علیحدہ گی سے
انکار جتانا چاہیئے شاید اس حیلہ سے اوسکے طبیعت مین رغبت علیحدگی کے پیدا ہو جاے
الغرض بہت بہت طرح کے حیلہ از روی سہل انگاری اور رغبت اور خوف دہی کے جنکے
ذریعہ سے مفارقت اور علیحدگی ظہور مین آوے عمل مین لانی چاہیئے چوتہا یہہ تدبیر اوسحالت
مین قابل عمل کے ہے جب کوئی تدبیر مفید نہ پڑے اور وہ یہہ ہے کہ اوسکو چہوڑ کر
سفر دور دراز اختیار کرے مگر اس شرط پر کہ ایسا انتظام کر جاے کہ عورت کو بہی
سے مجال ارتکاب افعال بد کے نہو تا امید اوسکی منقطع ہو کر مفارقت اور علیحدگی کو اختیار
کرے — حکماء عرب کا مقولہ ہے کہ پانچ قسم کے عورتونسے پرہیز کرنی واجب ہے
حنانہ ومنانہ وانانہ وکیتہ القفا وخضراء الدمن الا حنانہ اوس عورت کو کہتے ہین
کہ شوہر دیگر سے اولاد رکہتی ہو اور ہمیشہ اس شوہر کا مال اونکے مصارف مین صرف کرے
الا منانہ وہ عورت ہے کہ متمول اور دولتمند ہو اور اپنے مال کے سبب شوہر پر منت اور

احسان رکھے الا اناثہ اوسکو کہتے ہین کہ اس شوہر سے پہلے وہ مرفہ الحال ہو یا اس سے
پہلے کوئی شوہر بہتر اس سے رکھتی ہو اور ہمیشہ اس شوہر سے شکایت رکھی الا کثیر الغضا
اوس عورت بدکار کو کہتے ہین کہ جسکا شوہر جس محفل سے باہر جاے اہل محفل اوس عورت کے
ذکر سے اوسکی گردن پر داغ رکھین — الاخضراء الدمن اوس عورت حسین اور خوبصورت
کو کہتے ہین کہ جسکا اصل بد ہو اوسکو تشبیہ ہے اوس سبزہ کے ساتھہ جو کسی گندہ زمین
مین پیدا ہو جو شخص عورتونکے سیاست کرنے پر قادر نہو اوسکے حق مین بہتر یہہ ہی کہ بی عورت
رہے اور دامن اپنا انکی آلودگیون سے پاک رکھی کیونکہ انکی ہم صحبتی علاوہ بد انتظامی کے
باعث بیشمار آفتونکا ہے جو منجملہ انکے ایک یہہ ہی کہ عورت ہلاک کرنے اسیکا قصد کریگی یا
کوئی دوسرا شخص اوس عورت کے خاطر قصد ہلاک کرنے اسیکا کریگا واللہ الموفق المعین

چوتھی فصل سیاست اور تدبیر اولاد مین

جب فرزند پیدا ہو پہلے نام نیک اوسکا رکھنا چاہئے کیونکہ اگر نام نیک نرکھا جاے تو مدت العمر
ناخوش رہیگا پس اسکے لئے ایسی دایہ مقرر کیجاے کہ احمق اور بیمار نہو کیونکہ بہت عادات
بد اور بیماریون دودھ کے ذریعہ سے بچون کے مزاج مین دایہ کے طبع سے انتقال کرجاتے
ہین ؎ زنہار کہ از براے فرزند + معلول و لئیم دایہ مپسند + خوئی کہ زشیر در بدن رفت +
آندم برود کہ جان زتن رفت + جب حد شیر خواری سے تجاوز کرے تو پہلی اس سے کہ
اخلاق ناپسندیدہ کو عادت پکڑے اوسکے تادیب اور درستی اخلاق کے طرف متوجہ ہونا چاہئے
کیونکہ بچونکے مزاج بسبب نقصان عقل کے اخلاق بد کیطرف زیادہ تر متوجہ ہوتی ہے —
درستی اور تہذیب اخلاق بچون کے لئے پیروی اونکے طبیعت کی کرنی چاہئے یعنی جس قوت کا
اونکے اصل طبیعت مین زور ہو اسکے تکمیل کو مقدم سمجھا جاوے — پہلی علامت قوت تمیز
کی جو لڑکیون مین ظاہر ہوتی ہے حیا ہے پس خیال کرنا چاہئے کہ اگر اوسکے طبع پر حیا
غالب ہی اور اکثر اوقات غلبہ حیا کے سبب سر اور گردن نیچے کیطرف ڈالے رکھتا ہی

اور بیحیائی سے محترز رہے تو یہہ علامت اشرافت اور نجابت طبع کے ہی کیونکہ نفس اوسکا
بدی سے پرہیز کرنیوالہ اور نیک امور کے طرف راغبت اور مایل ہے یہہ علامت ادب قبول
کرنے اوسکیکے ہی جب طبع اوسکی ایسی ہو تو تادیب اور حسن تربیت اوسکے لئی توجہ اور کوشش
زیادہ تر کرنی چاہئے سستی اور غفلت بالکل ظہور مین نہ آئی — منجملہ امور تادیب سے اول
امر یہہ ہی کہ اوسکو ہم صحبتی اور لہو بازی اون لڑکون سی جو اخلاق بد رکھتی ہون اور اسکے اخلاق
کو بگاڑنے والے ہون محفوظ رکھا جاے کیونکہ بچون کے طبیعت سادہ ہوتی ہے اپنی ہم عمرونکے
اخلاق جلد تر قبول کر لیتی ہے — چاہیکہ بچون کو فضایل اور بزرگی حاصل کرنیکے
واسطے تنبیہہ کیجاے خصوصاً وہ بزرگی کہ جسکا استحقاق از روی عقل اور تمیز اور دیانت
کے ہو نہ از روی مال اور نسبت کے بعد اوسکے احکام دین کے سکھلانی چاہئی اور اوسپر
ہمیشہ قایم رہنے کی رغبت دیجاے اور ترک کرنیکی سیاست — نیک آدمیونکے اوسکے
پاس تعریف کرین اور بدکردارونکے مذمت — اگر لڑکے سی کوئی نیک امر صادر ہو تو
اوسکو تحسین اور آفرین کرنے چاہئی اور اگر کچھہ امر نازیبا وقوع مین آوے تو اظہار
قباحت اور مذمت اوس امر سے خوف دیا جاوے — اور کھانے پینے لذیذ اور لباس
مکلف کے اہانت اوسکی ذہن نشین کرنی چاہئے حرص مطعومات اور دیگر لذاذ سے
نفس اپنے کو بری رکھنا اوسکی طبع پر گوارا کیا جاے — اور سمجھانا چاہئے کہ رنگین اور
مکلف لباس پہننا عورتونکو لایق ہے اہل شرف اور فضل کو لباس کیطرف التفات
نہین ہوتی جب یہہ بات متواتر کہنے اور سنانے سے ذہن نشین اوسکے ہو جائیگی تو تحریص
اوسپر معتاد ہو جائیگا اور جو شخص مخالف اسکے کہنے والہ ہو خصوصاً کم عمر لڑکے انکو اوس سے
دور رکھنا چاہئے اور بچون کو اداب بد سے منع کیا جاے کیونکہ لڑکا ابتداء عمر مین
فعل ناپسندیدہ بہت کرتا ہے اور اکثر دروغ اور حسد اور چوری اور چغلی اور فضولے
کرنیوالہ ہوتا ہے فریب اور مکر کہ جسمین اپنا اور غیر کا ضرر متصور ہو عمل مین لاتا ہے بچپن سے
بڑا ہو کر بذریعہ تادیب اور تجربونکے ان باتونسے باز آتا ہے — پس چاہیکہ لڑکا بچپن مین

ان باتونکا مواخذہ کیا جاے — پس تعلیم اوسکی شروع کرا دین اور حکایات اور اشعار پسندیدہ
مفیدہ اخلاق اوسکو حفظ اور یاد کرائین تا وہ آداب اور اخلاق جو انکو پہلے سکہلائے گئے ہین
اونکی تائید ہو جاے اول خفیف زن کے شعر سکہلائے جائین بعد اسکے قصاید وغیرہ اور
جن شعرونمین ذکر غزل اور عشق اور پینے شراب کا ہو مثل اشعار احوال مجنون اور ابو نواس کے
انکے پڑہنے سے پرہیز کرانی چاہیئے — اور جاننا چاہیئے کہ بعضے لوگ یاد کرنا اون شعرونکا
خوش طبعی مین سے تصور کرکے ایسا کہتے ہین کہ انسی رقت طبع حاصل کرنی چاہیئے اس
قول کے طرف التفات نفرماوین کیونکہ اس قسم کے شعر نوجوانون کے مزاج خراب کر دیتے ہین
اور جو خلق نیک اوس سے صادر ہو تعریف کرین اور اکرام کرین اور درصورت صادر
ہونے خلق بد کے زجر اور ملامت صراحتاً نکرین بلکہ چشم پوشی کرنی مناسب ہے تا دلیرانہ
اوسپر مرتکب نہو جاے اگر وہ بطور اخفا کرے تو اوسکو ظاہر نکرنا چاہیئے اگر دوبارہ عمل مین
لاے تو علیحدہ اور پوشیدہ طور پر اوسکو سرزنش کرنی چاہیئے اور قباحت اوس فعل
کی مبالغہ کے ساتھہ ذہن نشین اوسکی کرین اور اسبات کا خوف دین کہ اگر پھر تمسے
یہ فعل صادر ہوگا تو سزاے واقعی دیجائیگی اس امر کے ظاہر کرنے سے پرہیز کرنے مناسب
ہے کیونکہ موجب بیحیا ہونے کا ہو جاتا ہے اور اوس فعل کے ارتکاب کرنے پر اصرار
پیدا ہو جاتا ہے الانسان حریص علی ما منع یعنے انسان حرص کرنیوالا ہے اوپر اوس
چیز کے کہ جس سے منع کیا جاے اور ملامت کرنے کو زبون جانتا ہے اور افعال بد کے
مرتکب ہونے مین از راہ دلیری کے لذت تصور کرتا ہے بلکہ اسمعاملہ مین حکمت عملی اور
حیلہ ہاے مناسب عملمین لاوین — پہلے جو قوت شہوی کی تادیب کرین تو کہانا کہانیکے
آداب سکہلانے چاہیئے جیساکہ ہم بیان کرینگے اور اوسکو سمجہانا چاہیئے کہ کہانا کہانے سے
غرض صحت ہے نہ لذت کیونکہ غذا مادہ حیات اور صحت کا ہے مثل دواؤن کے جو
اسکے ساتھہ علاج بہوک اور پیاس کا کیا جاتا ہے جیساکہ دوا لذت کیواسطے نہین کہاتے
اور رغبت خاطر سے استعمال مین نہین لاتے ویسا ہی غذا کو تصور کرنا چاہیئے اور غذا کا قدر

اوسکے نزدیک حقیر کیا جاے اور اہل حرص اور شکم پرست اور بہت کہانے والے کے مذمت
بیان کرین اور رنگا رنگ کہانیونکی رغبت پیدا ہونے نہ دین بلکہ ایک قسم کے کہانے پر اکتفا
کرنے کی رغبت دینی چاہیئے اور خواہش اوسکیکو ضبط کرنا چاہیئے جو غیر لذیذ کہانے پر اکتفا کرے
لذیذ کہانیون کے حرص پیدا نہو اور وقتاً فوقتاً نان خشک کہانے کی عادت ڈالین اگرچہ
یہہ اداب فقیرونکے واسطے نیک الا دولتمندونکے لئے زیادہ تر نیک ہین اور چاہیئے کہ
لڑکے کو شام کے غذا صبح کے غذا کے نسبت سے زیادہ تر دین کیونکہ اگر صبح کے غذا زیادہ تر
کہائیگا تو سست اور کاہل ہو جائیگا اور نیند غالب ہو جائیگی اور ذہن اور فہم کند ہو جائیگا
اگر گوشت اوسکو کم دینگے تو چستی اور تیزی ذہن اور خوشی اور بیجیکے طبع کیواسطے نافع
ہوگا اور غذا شیرین اور میدہ والے چیزونکے کہانے سے منع کرین جو اس قسم کا طعام
خلط غالب سے مستحیل ہو جاتا ہے اور اوسکی عادت ایسی کرین کہ درمیان کہانے کے
پانی نہ پیئے اور شراب وغیرہ مسکر چیزین ہرگز نہ دین جب تک کہ جوان نہو جاے کیونکہ نفس
اور بدن دونونکے حق مین مضر ہے غصہ اور تہور اور بیحیائی پیدا ہو جاتی ہے اوسکو
مجلس شراب خواران مین حاضر نکرین الا بشرطیکہ اہل محفل فاضل اور اہل ادب
ہون اور انکی ہم نشینی سے اوسکو نفع پہونچے اور برے باتونکے سننے اور لہو و بازیے
اور مسخری سے پرہیز کرائین اور جب تک وظایف ادب سے فارغ نہوے اور رنج نہ
اوٹہاے غذا نہ دین — اور جو فعل پوشیدہ کرے اوس سے منع کرین کیونکہ غرض
پوشیدگی سے فعل بد کو مخفی طور پر کرنا ہے — اور کثرت خواب سے منع کرین جو اس سے
ذہن غلیظ اور خاطر پژمردہ اور سستی اعضاؤنکی پیدا ہو جاتی ہے اور اونکو خواب کرنے
نہ دین اور نرم کپڑون اور سامان ناز و نعم سے منع کرین تا محنت کش ہو کر سختی پر خو پذیر
ہو جاے اور حمام خانہ وغیرہ سے گرمیون کے موسم مین اور پوستین کے پہننے اور آگ سے
جاڑے کے موسم مین پرہیز کرائین — اور پاپیادہ چلنے اور سواری اور ریاضت
کرنیکی عادت ڈالین اور ان امور سے جو باتین برخلاف ہین اونسے منع کرین — اور

اداب حرکت و سکون اور نشست برخاست اور کلام کرنیکی اوسکو سکہلائین جیسا کہ بعد اسکے
ہم بیان کرینگے اور بالون اور سیلکے آراستگی اور زینت نکرین اور جو لباس عورتون کے لائق ہے
اوس سے زینت نکرین اور انگشتری سوائے وقت حاجت اور ضرورت کے نہ دین اور
اسبات سے امتناع کرین کہ اپنے ہم عمرونکے پاس اپنے باپ دادا کی بزرگی اور مال اور
ملک اور لباس اور طعام سے فخر نکرے اور ہر ایک شخص کے تواضع کرنے اور اپنے فروتنون کے
حال پر اکرام کرنا اوسکو سکہلائین اور عاجزونکے حال پر زبردستی اور ظلم کرنے سے
منع کرین اور دروغ گوئی سے باز رکہین اور اسبات سے بالکل منع کرین کہ کسی بات پر
قسم کہائے خواہ وہ بات درست ہو خواہ دروغ کیونکہ قسم کہانی ہر ایک شخص کے حق مین قبیح
ہے اگر بزرگ آدمیونکو بوقت ضرورت قسم کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو بچیون کے واسطے
ہر وقت مین ضرورت نہین ہے۔ خاموشی کی عادت کرانی چاہئے مگر کلام کے جواب مین
اور اسبات کو اوسکے دلمین گوارا کیا جائے کہ بزرگونکے سامنے کلام کے سننے مین مصروف
ہونا اور کلام لغو اور سخن بد اور لعنت سے پرہیز کرنی اور کلام نیک اور خوش کے عادت کرنی
بہت مناسب ہے اور اپنے نفس کے خدمت اور اوستاد کی تواضع اور جو شخص عمر مین اس سے
بڑا ہو اوسکے تواضع کرنیکی تحریص اور ترغیب کرنی چاہئے۔ بزرگون کی اولاد اسباب
کے زیادہ تر محتاج ہوتی ہے۔ چاہیکہ معلم انکا مرد عاقل اور دیندار ہو اور مراتب تہذیب
اخلاق اور اصلاح کرنے لڑکیون پر واقف ہو اور فصاحت کلام اور وقار اور ہیبت اور
مروت اور لطافت طبع مین مشہور ہو۔ اور پادشاہونکے اخلاق اور اونکی ہم نشینی کے
آداب اور انکے ساتھہ گفتگو کرنے کے طریق اور ہر قسم کے آدمیون کے محاورہ سے باخبر
ہو کمینہ اور رذیل لوگونکے اخلاق سے محترز ہو اور چاہیکہ بزرگونکی اولاد کہ آداب نیک
اور عادت پسندیدہ سے آراستہ ہون اسکے ساتھہ مکتب مین شریک ہون تا دلتنگ نہو جائے
اور انکی آداب آموختہ کرے جب دیگر طلباء کو دیکھے تو پڑنے مین حرص کرے اور فخر چاہے
جب معلم تادیب کے لئے زدوکوب کرے تو فریاد اور غل کرنے اور سفارش چاہنے سے منع کیا جائے

کیونکہ یہہ فعل غلامون اور غریبون کا ہے دفعہ اول مین بسبب ظاہر ضرب خفیف ہو مگر الم اور درد
اوسکا زیادہ تر ہوتا اوس سے خوف پکڑے اور اوس فعل کے دوبارہ کرنے پر دلیری نکرے
اور اوسکو منع کیا جاے کہ لڑکیونکو سرزنش نکرے مگر درصورت ارتکاب کرنے امر قبیح
یا بے ادبی کرنے کے — اور اوسکو اسبات کی تحریص اور ترغیب کرنی چاہیئے کہ لڑکیون ساتھہ
نیکی کرے اور نیکی کے ساتھہ بدلہ بجا لاے تا اپنے ہمجنسون کے ساتھہ منفعت کرنے کے عادت
پکڑے — اور زر اور دولت کو اوسکے آنکھون مین ناچیز دکھلایا جاوے کہ آفت زر کے
زہر مار افعی سے زیادہ تر مضر ہے اور اوس بازی کرنے کی اجازت دین جو نیک بازی
ہو اور زیادہ تر الم اور رنج پر مشتمل نہو تا سختی ادب سے آسودہ ہو کر دل اوسکا کند نہو جاے
اور مان باپ اور اوستاد کے فرمانبرداری کرنے اور انکی جلالت اور بزرگی کو مدنظر رکھنا
عادت اوسکی کرین تا انسی خوف رکھے — یہہ آداب تمام آدمیون کیواسطے نیک ہین خصوصًا
جوانون سے زیادہ تر نیک کیونکہ بموجب ان قواعد کے تربیت کرنے باعث محبت فضیلتونکا
اور ترک اور پرہیز کرنے رذیلتونکا ہے اور رغبت شہوات اور لذات اور انکی طرف فکر کرنے
سے اوسکو بند رکھا جاے تا امور عالیہ کے طرف ترقی کرے اور پسندیدہ طریق اور نیکے ورتاؤ
اور نیکنامی کے ساتھہ عمر اپنی بسر کرے ورتارہ اور سلوک ایسا رکھے کہ فاضل اور بزرگ
لوگ بہت سے دوست اسکے ہون اور دشمن کم ہون — جب طفولیت اور لڑکاپن کے حد سے
متجاوز ہو جاے اور لوگونکے غرضونکو سمجھنے لگے تو ذہن نشین اوسکے کرنا چاہیئے کہ دولتمندے
اور جمعیت اسباب اور غلام اور سامان حشمت صرف واسطے آسایش بدن اور حفظ صحت کے
ہے تا انسان کے مزاج اعتدال پر رہے بیماریون اور مرضون مین گرفتار نہو جاے اس حد تک
کہ استعداد اور ساختگی سامان عاقبت اور دار البقا کے حاصل کرلے — اور اوسکو
سمجھنا چاہیئے کہ لذات بدنی اصل مین رنج سے خلاصی حاصل کرنے اور سختی سے رہائی
پانے ہے تا اس قاعدہ کو ہمیشہ یاد رکھے — پس اگر اہل علم ہے تو پڑھنا علوم کا اوس طریق پر
جو ہمنے بیان کیا ہے یعنی اول اخلاق پھر علوم حکمت نظری شروع کرے تا جو کچھہ ابتدای حال مین

تقلید کے طور پر حاصل کیا ہوا ہے اوسپر ظاہر ہو جاے اور اوس سعادت پر جو ابتداے نشو نما
مین بلا اختیار اوسکو نصیب ہوا ہے شکر گذاری اور خوشی کرے بہتر یہہ ہے کہ لڑکے کی طبیعت
کیطرف خیال کرنا چاہیئے اور از روی فراست اور دانائی کے معلوم کرین کہ استعداد اور
قابلیت اوسکے طبع مین کس صناعت اور کس علم کے ہی جس صناعت کی استعداد معلوم ہو
اوسکے تحصیل مین مشغول کرنا چاہیئے کیونکہ تمام اشخاص جملہ صناعات کے استعداد نہین رکھتے
ورنہ جملہ بنی نوع انسان اشرف صناعت کے تحصیل مین مصروف ہوتی — یہہ تفاوت اور
فرق جو طبایع انسان مین پیدا کیا گیا ہے اسمین ایک سر لطیف اور حکمت عجیب ہے کہ جسکی طفیل
انتظام اور قایمی بنی نوع انسان کے ہی ذالک تقدیر العزیز العلیم جو شخص جس صناعت کے
استعداد رکھتا ہو اوسکو اوس صناعت کے تحصیل مین متوجہ کرنا چاہیئے کیونکہ جلدی ثمرہ
اوسکا حاصل کریگا اور ہنرمند ہو جائیگا ورنہ اوقات اور عمر اوسکی ضایع بسر ہو جائیگی —
اور چاہیئے کہ جس فن اور صناعت کو آموخت کرائین جملہ امور متعلقہ اور اداب اوس صناعت
کو بخوبی سکھلائین مثلاً جب صناعت کتابت کی سکھلانے چاہین تو خوش خطی اور تہذیب کلام
اور حفظ کرنا رسالون اور خطبون کا اور حکایات اور اشعار اور قصہ اور محاورات اور نوادر طبع
کے افسانہ اور عجیب و نمکین نکات اور حساب دانی دفترون کے اور دیگر علوم مین بخوبی مہارت
پیدا کرنی چاہیئے اور ایسا نکرے کہ کچھہ حاصل کرے اور کچھہ نکرے کیونکہ تحصیل ہنر مین قصور
اور سستی کرنے سب خصلتون سے بدتر اور مذموم تر ہے — اگر لڑکے کی طبع کسی صناعت کے
تحصیل مین کارہ اور متنفر ہو اور اداب اور آلات اوسکے اسمین مدد ندین تو اوسکو اوسکے
آموختہ کرنے کی تکلیف ندین کیونکہ ہنر اور صناعتین بہت ہین کوئی اور صناعت سکھلانی چاہیئے
الا اس شرط سے کہ جب اوسکا کسی صناعت کے تحصیل مین خوض اور توجہ زیادہ تر ہو جاے
تو اوسکی ملازمت اور قایمی اوسپر رکھنی چاہیئے ایسا نکرنا چاہیئے کہ بیقرار ہو کر ایک ہنر نا آموختہ
چھوڑا کر دوسرا شروع کرایا جاوے — اور جو فن شروع کرایا جاے اوسکے اثناء مین کوئی اسکے
کے ریاضت کہ جس سے حرارت غریزی کے تیزی اور حفظ صحت اور دفع سستی اور رفع کند ذہنی

اور حصول ذکاوت ذہن اور نشاط طبع کا ہو شروع کر لکے اوسپر عادت کرائی جائے جب
کوئی صناعت آموختہ کرکے بخوبی حاصل کرلے تو اوسکا ورثا رہ اور استعمال کرائین تا جب کسب
کرنے اور روزی پیدا کرنے کا مرتبہ پائیگا تو اوسکو نہایت کے مرتبہ پر پہونچائیگا اور ضبط اور
یاد کرنے دقایق اوسکے مین نہایت توجہ کریگا اور نیز حاصل کرنے معاش اور ذمہ داری
امور متعلقہ اوسکے پر قادر اور ماہر ہو جائیگا کیونکہ اکثر دولتمند لوگونکے اولاد جو اپنی دولت پر
مغرور ہوتے ہین ہنر اور آداب سے محروم رہتے ہین بعد تغیر اور انقلاب زمانہ کے ذلت
اور خواری اور درویشی مین مبتلا ہو کر محل رحمت اور دلسوزی دوستونکا اور خوشی اور
شماتت دشمنونکا ہو جاتے ہین جب لڑکا صناعت کے ذریعہ سے روزی پیدا کرنے لگے اوسکے
شادی کرا کے گھر علیحدہ کر دین فارس کے پادشاہون کے یہہ رسم تھی کہ اپنے فرزندون
کے پرورش اور تربیت ملازمون اور خدمتگارون کے درمیان نہین کراتے تھے بلکہ بہرا ہے
معتمدین سلطنت کے کیسطرف بھیجدیتے تھے تا کھانے پینے اور پہننے لباس مین سخت کوش ہو جائین
آرام طلبی اور ناز و نعم سے پرہیز کرین حالات انکے مشہور ہین اور اہل اسلام مین روساء
دیلم کے بھی یہی عادت رہی ہے — اگر کسی شخص نے برخلاف ان مراتب اور آداب کے
جو بیان ہو چکے ہین پرورش اور تربیت پائی ہو قبول کرنا ادب کا اوسپر دشوار ہوگا
خصوصاً جب جوان ہو جائے الا وہ شخص جو بدی خصلت کو جانتا ہو اور کیفیت دفع کرنے
عادت پر واقف ہو کر اسباب کا قصد دلمین رکھتا ہو اور نیک آدمیون کے صحبت کو دوست
رکھنے والا ہو — حکیم سقراط کو لوگون نے کہا کہ تمہاری ہم نشینی اور اختلاط نوعمرون کے ساتھ
کسواسطے زیادہ تر ہے جواب دیا کہ شاخ سبز اور تر و تازہ کو راست کرنا آسان ہے اور چوب خشک
اور سخت کو جسکی طراوت زایل ہو گئی ہو اور پوست اوسکا خشک ہو گیا ہو راست کرنا مشکل
یہہ ہے طریقہ سیاست لڑکیون کا اور لڑکیون کے تربیت مین بھی بموجب اسی طریق کے جو
مناسب اور لایق انکے حال کے ہو عمل مین لانا چاہئے انکی تربیت اسطرح پر کرین کہ ہمیشہ گھر مین
پردہ داری اور وقار اور عفت اور حیا کے ساتھہ رہین اور دیگر خصایل جو عورتونکے لئے

ہمنے بیان کئے ہین اختیار کرین اور لکھنے اور پڑھنے سے منع کرنا چاہئے جو ہنر عورتونکے حق مین لایق
اور نیک ہین وہ سکھلانے چاہئین جب حد بلوغت کو پہونچے کسی ہم عمر کے ساتھ نکاح کر دین
جب کیفیت تربیت اولاد سے ہم فارغ ہوئے تو اس فصل کے خاتمہ مین ذکر اون آداب کا کیا جاتا ہے
جنکا اثنا اس کلام مین بیان کرنیکا وعدہ دیا تھا تا لڑکے وہ آداب آموختہ کرکے اپنے اخلاق
کو آراستہ کرین اگرچہ لایق ہے کہ ہر قسم کے آدمی ان آداب پر عمل اور ہمیشگی کرین اور اپنے
آپ کو انسے مستغنی تصور نکرین کیونکہ خصوصیت ان آداب کے اس فصل کے ساتھ اس سبب سے
نہین کہ لڑکے ان ادبون کے جانب زیادہ تر محتاج ہین بلکہ اس سبب سے ہے کہ لڑکے ان آداب
کو زیادہ تر قبول کر سکتے ہین اور اونپر ہمیشگی کرنے کے لئے قادر ہین واللہ خیر الموفق والمعین

آداب کلام کرنے کی

چاہئے کہ بہت گفتگو نکرے اور دوسرے شخص کے کلام اپنے کلام سے قطع نکرے — جو شخص کوئی
حکایت یا روایت ایسی بیان کرے جسپر یہہ بھی واقف ہے تو واقفیت اپنی ظاہر نکرے جبتک
وہ اوسبات کو تمام نکرلے اور جو چیز کسی غیر سے استفسار کرین یہہ جواب ندے اگر سوال
کسی جماعت سے کرین کہ جسمین یہہ بھی داخل ہے تو جواب دینے مین سبقت نکرے اگر کوئی جواب
دینا شروع کرے اور یہہ اوس سے بہتر جواب دینے کے قدرت رکھتا ہے تو اوسے تا
کہ وہ شخص بات اپنی تمام نکرلے جواب دینے مین صبر کرے بعد تمام ہونے جواب اوس شخص
کے جواب اپنا ایسی طریق پر بیان کرے جو پہلے جواب دینے والے پر کوئی طعن نکرے — دوا
آپسمین اگر اسکے روبرو اپنی محاورہ کے روی سے گفتگو کرین تو اوسمین خوض نکرے اگر
اس سے پوشیدہ کرین تو چوری نہ سنے جب تک اسکو اپنی گفتگو مین شامل نکرین دخل ندے
رئیسونکے ساتھ گفتگو کرنے کے وقت رمز اور اشارہ سے گفتگو نہین کرنی چاہئے اور آواز
نہ بہت بلند کرے اور نہ بہت آہستہ بلکہ اعتدال نگاہ رکھے اگر اسکے کلام مضمون باریک اور
دقیق پر متضمن ہو تو اوسکی تشریح اور تفصیل نظیر اور مثال کے بیان کرنے سے کرنی چاہئے

ورنہ مختصر کلام کرتے ملحوظ رکھے الفاظ غیر محاورہ اور کنایات نامستعمل استعمال مین نہ لاے - جو شخص
اسکے ساتھہ کلام کرے جب تک وہ کلام اپنی تمام نکرلے جواب نہ دینا چاہیے اور جو بات اسنی کہنی ہے
جب تک اسکو اپنے دل مین سوچ نہ لے زبان پر نہ لاے ایک بات کو دوبارہ نکرے الا اوسوقت
کہ دوبارہ کرنے کی ضرورت پڑے اور اضطراب اور بیقراری نہ کرے - فحش اور گالی
زبان پر نہ لاے اگر لفظ فحش کے بیان کرنے کی ضرورت پڑے تو اوسکو اشارہ کے طور پر
ظاہر کرے اور خوش طبعی بیجا نکرے ہر مجلس مین مناسب اوس مجلس کے کلام کرنی چاہیے اور
اثناء کلام مین ہاتھہ اور آنکھون اور ابرو سے اشارہ نکرنا چاہیے مگر اسحالتمین کہ کسی موقع پر ضرورت
اشارہ کی پڑے تو اوسوقت طریق پسندیدہ سے ادا ہی کرے - اور کسی بات کی راستی اور دروغ
کے امتیاز کرنے کیواسطے اہل مجلس کے ساتھہ مخالفت اور تنازع نکرے خصوصاً رئیسون اور کمینون
کے ساتھہ - جس شخص کے ساتھہ مبالغہ اور تکرار کرنا مفید نہو اوسکے ساتھہ تکرار نکرے - اگر بناظرہ
اور مباحثہ مین جانب مقابل کے غالب ہو تو انصاف کرے - لڑکیون اور عورتون اور دیوانون
اور مستون اور عام لوگونکی مخاطب ہونے سے جہانتک ہوسکے پرہیز کرے - جس کلام کا مضمون
باریک ہو وہ اوس کسی کے ساتھہ جو سمجھہ نہ سکے کرنی نہ چاہیے بموجب محاورہ کے کلام کرے
اور کسی شخص کے افعال اور گفتار اور حرکات کو بدی سے یاد نکرے اور کلام وحشت ناک
نہ کہے جب کسی امیر کے پاس جاے پہلے ایسی کلام کرے جسکو فال نیک تصور کرین - اور چغلی اور
غیبت اور بہتان اور دروغ گوئی سے ایسی پرہیز کرے کہ کبھی انپر اقدام نکرے اور جو لوگ ان
باتون پر اقدام کرتے ہین اونکے ساتھہ ملت نرکھے اور ایسی باتون کے سننے کو مکروہ جانے - جاہلیہ
بولنے سے سننا زیادہ تر ہو ایک حکیم سے لوگون نے استفسار کیا کہ تم خود کلام کم کرتی ہو اور لوگونکی
کلام زیادہ تر سنتے ہو اسکا کیا سبب ہے جواب دیا کہ مجکو دو کان دیے ہین اور ایک زبان اسی غرض
کے لئے کہ بولنے سے دو چندان سننا چاہیے -

آداب حرکت اور سکون کرنے کے

چاہیے کہ رفتار مین جلدی اور بیکلی نکرے کہ یہہ علامت غصہ کی ہے اور بہت آہستہ اور دیر سے چلنا بھی

عادت نکری کہ یہہ علامت سستی اور کاہلی کی ہی اور متکبر لوگونکے طرح اکڑ کر نہ چلی اور عورتون اور
مخنثون کے طرح بازو اور موندہی نہ ہلائی اور ہاتہہ نیچے لٹکا کر اور ہلا کر نہ چلی ہر حال مین طریقہ اعتدال کا
نگاہ رکہی اور رستہ چلتی ہوئی بار بار پیچہے کے طرف نہ دیکہے یہہ طریقہ احمقون کا ہی اور ہمیشہ سرنگون ہوکر
چلنا نہ چاہئی کہ یہہ علامت غلبہ غم اور فکر کی ہی اور اسیطرح سواری مین اعتدال ملحوظ رکہی —
وقت نشست کے پانو لٹکا کر نہ بیٹہی اور ایک پانو دوسری پانو پر نہ رکہے اور دوزانو ہوکر نہ بیٹہی الا بادشاہ
اور اوستاد اور باپ یا جو شخص مثل انکے ہو انکی خدمتمین دوزانو ہوکر بیٹہی اور سرانپا زانو اور
ہاتہہ پر نہ رکہے کہ یہہ علامت سستی اور غم کے ہی اور گردن ٹہیڈی نہ رکہی اور داڑہی اور دیگر اعضا
کے ساتہہ بازی نکری — اور انگلی اپنی مونہہ اور ناک مین نہ ڈالے اور انگلیون اور دیگر اعضا سے
آواز نہ نکالے اور اکڑائی اور جنہائی پرہیز کری اور ناک اور مونہہ کا پانی روبرو آدمیون کے نہ ڈالے
اگر ضرورت پڑی تو اسطرحسے ڈالے کہ حاضرین محفل آواز اوسکی نہ سنین اور خالی ہاتہہ یا آستین
اور دامن سی اوسکو پاک نکری اور بار بار مونہہ کا پانی پہینکنی سی پرہیز کری جب کسی مجلس مین جائی تو
اپنی مرتبہ کو خیال رکہی اپنی محل لایق سی نہ بلند تر بیٹہی اور نہ فروتر اگر یہہ شخص سردار اوس محفل کا
ہی تو اوسکے واسطی حفاظت کرنی رتبہ کی ضروری نہین کیونکہ جس جگہہ وہ بیٹہی گا وہی جائی صدر
ہی — اگر آدمی مسافر ہو اور بسبب نادانستگی کی اپنی درجہ کے محل پر نہ بیٹہی تو مناسب ہے کہ جب
واقفیت اپنی جگہہ کی حاصل کری وہان آبیٹہی — اگر اپنی جگہہ خالی نہ ہو تو واپس ہونی مین سعی
کری اور واپس ہونی مین کسیطرح کی بیقراری اور دلتنگی ظاہر نکری — اور لوگونکے سامنے
سوای مونہہ اور ہاتہون کے کوئی عضو برہنہ نکری — اور رئیسونکے سامنی ساعد اور پانو برہنہ نکری
ناف سی نیچے اور زانو سی بالا بدن اپنا کسی حال مین برہنہ نہ کری نہ تنہائی مین اور نہ لوگونکی سامنی اور لوگونکی
سامنی سونا نہ چاہئی اور سیدا لیٹ کر بہی نہ سونا چاہئی خصوصاً وہ شخص جو حالت خواب مین پڑا ہو
کیونکہ سیدہا سونا موجب زیادتی آوازکا ہی اگر کسی مجلس مین نیند اسپر غالب ہو جائی اگر قدرت
جانے کی رکہتا ہے تو وہان سی چلا جائی یا جسطرحسی ہو فکر اور کلام کرنی سی نیند کو دور کرے
اگر کسی ایسی جماعت مین ہو کہ وہ سب کے سب سونا چاہتی ہین تو یہہ بہی سو جائی ورنہ اونکی پاس سے

چلاجاے بیدار رہکر وہان اقامت نکری الغرض ایساکرنا چاہئی کہ جس سی لوگون کو تکلیف اور نفرت نہو اور کسی شخص اور کسی محفل مین دلتنگی نکرے اگر ان عادات مین سی بعض باتین اوسپر دشوار ہون تو اوسکو اپنی دلمین خیال کرنا چاہئی کہ بباعث ترک کرنے کسی ادب کے جسقدر ندمت اور ملامت اسکے حال پر وارد ہوگی وہ زیادہ تر ہی بمشقت ترک کرنے اپنی عادت کی تا اوس ادب کا اختیار کرنا اسپر آسان ہوجاے —

کہانا کہانے کے آداب

پہلے ہاتہہ اور مونہہ اور ناک پاک کرے بعد اسکے خوانچہ پر بیٹہی سب سی اول کہانا شروع نکرے الا اگر میزبان ہو اور وقت کہانے کے ہاتہہ اور کپڑہ طعام سی آلودہ نکری تین انگلیون سی کہانا چاہئی اور وقت لقمہ ڈالنی کے مونہہ زیادہ فراخ نکری اور بڑا لقمہ مونہہ مین نہ ڈالے اور جلدی جلدی نہ کہاے اور لقمہ دیر تک مونہہ مین نرکہی اور انگلیون کو نہ چاٹے اور بہت قسم کے کہانیون کے طرف نظر نہ کری اور نہ طعام کو سونگہی اور ایک کہانے کو اختیار نہ کرلے اور اگر کسی قسم کا طعام لذیذ اور مزہ دار قلیل المقدار ہو تو اوسکے طرف حرص نکری دیگر حاضرین کے لئی چہوڑ دی اور انگلیون سی چکنائی دور کرے روٹی اور نمک تر نکری اور جو شخص اسکے ساتہہ ہم طعام ہو اوسکی طرف نہ دیکہی اور نہ اوسکے لقمہ کے طرف نظر کرے اور اپنی آگے سی کہای اور جو چیز مثل استخوان وغیرہ کے مونہہ سے ڈالنی ہو اسطرح چہپا دے کہ کوئی شخص نہ دیکہی اور جو چیز موجب نفرت عنیز کا ہو اوسپر ارتکاب نکری اور اسیطرح طعام کہانا چاہئی کہ اگر کوئی شخص پس خوردہ اسکا کہانا چاہے تو نفرت نکرے اور مونہہ سی کوئی چیز نکال کر برتن اور روٹی پر نہ ڈالے اور سب سے پہلے ہاتہہ نہ اوٹہای بلکہ اگر شکم سیر ہوجاے تو اسقدر درنگ کری کہ اور لوگ بہی فارغ ہوجائین اگر سب لوگ ہاتہہ اوٹہالین تو وہ بہی اوٹہالے اگرچہ ابہی بہوک اور خواہش باقی ہو الا اپنی گہر مین یا جس جگہہ بیگانہ لوگ نہ ہون — اگر اثنای کہانا کہانے مین پانی پینی کی ضرورت پڑی تو خوفناک سی پینا نہ چاہئی اور وقت پانی پینی کے حلق اور مونہہ سی آواز باہر نہ نکالے — اور ایکطرف ہو کر خلال کری اور جو چیز زبان کے ساتہہ دانتون سی جدا ہو اوسکو کہالے اور جو چیز خلال کے ساتہہ نکالے

اوسکو ایسی مکانمین ڈالے جس سی لوگونکو نفرت نہو — اگر درمیان جماعت کی ہو تو خلال کرنمین
توقف کری — جب فارغ ہو کر ہاتہہ دہوی تو انگلیون اور ناخنون کے صاف کرنمین بہت
کوشش کری اور ویسا ہی لب اور مونہہ اور دانتون کے صفائی مین مبالغہ کرنا چاہئی —
چلچی مین غرغرہ اور تہوک نداله جب موتہہ سے پانی ڈالنا چاہے ہاتہونسی اوسکے ایسی حفاظت کرے
کہ کہین سی پس و پیش قطرہ پانی کا گرنے نہ پاوے اور دوسرے لوگون پر ہاتہہ دہونی مین سبقت
نکرے — پہلی وقت شروع کہانے کی میزبان کو ہاتہہ دہونے مین سبقت کرنی چاہئی —

شراب پینی کے آداب

جب محفل شراب مین حاضر ہو تو چاہیکہ جو شخص ابنای جنس سی افضل ہو اوسکے پاس بیٹہی جو شخص
کمینہ پن ہونے مین نامزد ہو اوسکے ہمنشینی سی پرہیز کرنی چاہئی — خوش طبعی کے حکایات اور لطیف
شعرون سی کہ مناسب وقت اور موقع کے ہون مجلس خوش رکہی ترش روئی اور دلتنگی سی
پرہیز کرے — اگر اوس جماعت سی از روی رتبہ یا سن و سال کی یہہ شخص کم مرتبہ ہو تو اہل
مجلس کے گفتگو سننی مین مشغول رہی — اگر یہہ شخص مطرب ہی تو باتونمین خوض نکری — اور کسی مجلس
کے کلام کو قطع کرنا نہین چاہئی — اور بہر حال میر محفل کے طرف توجہ رکہی اور اوسی کے کلام
سننی مین مصروف رہی بشرطیکہ دیگر اہل مجلس کے طرف کسیطرحکے بی التفاتی نہ پائی جای — اور کسی
صورتمین اسقدر توقف کرنی نہ چاہئی جو مست ہو جای کیونکہ دین و دنیا مین کوئی چیز مستی سی بہتر
اور مضر نہین ہی جیسا کہ کوئی فضیلت اور شرف زیادہ تر خردمندی اور ہوشیاری سی نہین ہی —
پس اگر یہہ شخص ضعیف ہی تو تہوڑی شراب استعمال مین لاوی یا کسی چیز مین ممزوج کر لی یا جلدی
مجلس سے چلا جای اگر اسکے جانے سے پہلی اہل مجلس مست ہو جائین تو پہر بہی اس امر مین کوشش
کرے کہ اوس مجلس سی باہر چلا جای یا اپنی آپکو مست بنا کر اوس جماعت سی جدا ہو جاے
اور مستونکے کلام مین خوض نکری اور اونکی کسی امر کے درمیان نہ آی مگر اوسحالتمین کہ اونمین
نوبت لڑائی کی پہونچے تب درمیان ہو کر اونکو منع کر دی — اگر یہہ شخص زیادہ شراب پینی پر

قدرت رکھتا ہو تو جسقدر بموجب تقسیم دور کے اسکو پہونچے اوس سے زیادہ التماس اور سوال نکرے
اور ہم نشینان کے اسبات مین تکلیف ندے - اگر کوئی شخص ہم نشینون مین سے شراب پینے مین عاجز ہو جاے تو
اوسپر زبردستی نکرے - اگر عشیان غلبہ کرے تو کوئی ایسی وجہ پر دفع کرنا چاہیے
کہ اہل مجلس کو اطلاع نہو یا فی الفور باہر نکل جاے جب قی کر لیوے پھر مجلس مین نہ آئے - اور میوہ اور پھول
جو ارباب مجلس کے آگے ہون اونکو نہ اوٹھاے - اور نقل بہت نہ کہاے - اور ہر ایک شخص
کے اہل مجلس مین سے تعظیم اور تواضع جو لایق ہو بجا لاے - اور صرف تنہا موجب انس اور خوشی
اور نشاط ارباب مجلس کا نہونا چاہیے کیونکہ یہہ امر اپنے قدر اور منزلت کو کم کرتا ہے - اور بار بار مجلس
سے اوٹھنا نہ چاہیے - اگر کوئی خوبصورت محفل مین ہو تو اوسکی طرف زیادہ تر دیکھنا نہ چاہیے
اگرچہ اوس سے بے تکلفی ہو اور باتین بھی اوسکے ساتھہ بہت نہین کرنی چاہیے - اور گانے بجانے والے
لوگونسے وہ راگ اور آواز جو مطبوع اور پسندیدہ خاطر اسکے ہے اوسکا سوال نکرنا چاہیے - جب
انداز مقررہ پر نوبت شراب نوشی کی پہونچ جاے تو وہانسے اوٹھہ کر اپنے مکان پر چلا جاے
اگر اپنے مکان پر پہونچ نہ سکے کسی ایسے مکان پر چلا جاے جو مجلس سے دور ہو اور وہان جاکر
سو جاے - اور حتی الامکان بادشاہونکے مجلس مین یا اون لوگونمین جو کوئی شخص ہم رتبہ
اونکا نہو یا وہ لوگ کہ جنسے بے تکلفی اسکی نہین وہان جانا نہ چاہیے اگر ایسی مجالس مین جانے کی
ضرورت پڑے تو جلدی نکل آنا چاہیے اور کمینون کے مجلس مین ہرگز نہ جاے - اگر کسی موقع
پر مست ہو جانے سے اندیشہ کرے اور دوست باہر جانے نہ دین تو چاہیے کہ اپنے آپ کو مست دکھلا کر
یا کسی اور حیلہ سے باہر چلا جاے - جو کہ ہمنے آداب بیان کرنیکا وعدہ کیا تھا یہہ تمام مراتب بیان
کر دئے ہین اگرچہ اس قسم کے آداب حد بیان سے زیادہ ہین اور حسب تقاضاے وقت اور
موقع کے مختلف طور پر ہوتے ہین الامر دعا قل اور اہل فضل پر جنسے قواعد اور اصول عمدہ
یاد کئے ہون یہہ بات دشوار نہین کہ ہر ایک امر کے شرایط اور دقایق کی رعایت اپنے محل
اور موقع پر عمل مین لاے کلیات سے جزویات کا نکالنا اوسپر آسان ہوتا ہے اور خود عقل ایک
حاکم عادل ہے ہر باب مین واللہ اعلم بالصواب -

یہہ فصل بعد تالیف کتاب کے لاحق کی گئی ہے

تیس ۳۰ برس بعد تالیف اس کتاب کے ۶۶۳ھ ہجری مقدس مین جو حضرت مخدوم معظم ملک الامرا جلال الدولہ والدین مفخر جہان عبد العزیز نیشاپور اغر اللہ انصارہ وادام اللہ اجلالہ جو ایک کبیر بادشاہ اور اکثر فنون اور فضایل مین یگانہ روزگار تھے ہملک مین تشریف لائے اور اس کتاب کو ملاحظہ کیا بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ منجملہ اون فضایل سے جو اس کتاب مین درج ہین ذکر ایک بڑی فضیلت کا نہین ہوا اور وہ رعایت رکھنی حق مان باپ کے ہی کہ بعد عبادت رب کریم کے اوسکا بجالانا انسان پر واجب ہی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی قضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنے حکم کیا رب تمہارے نے کہ نہ عبادت کرو کسیکی مگر اوسی ذات واحد لاشریک کے اور مان باپ کے ساتھہ احسان کرو — چاہئے کہ ترغیب اس فضیلت کیواسطے اور مذمت اوس رذیلت کے لئے جو مقابلہ اس فضیلت کی ہی ذکر کیا جاے اگرچہ مصنف اس کتاب نے چند مقام پر ذکر اسبات کا بطریق اشارہ اور کنایہ کے کیا ہی مگر جب صراحتاً ذکر کرنیکے فروگذاشت ہوی تھی اسلئے چند سطرین اسباب مین فصل چوتھی مقالہ دوم کے ضمن مین کہ جسمین سیاست اور تدبیر اولاد کا ذکر ہی لکھکر لاحق کئے گئے ہین اور وہ یہہ ہی — والدین کے رضامندی حاصل کرنیکے واسطے اور اونکے حقوق کو واجب سمجھنے کے لئے جو طریقہ فرزندون کو اختیار کرنا چاہئے اگرچہ قران شریف مین ذکر اوسکا چند موقع پر مذکور ہی الا اس کتاب مین بھی از روی عقل کے پہلے مقالہ کے قسم دوم کے ساتوین فصل مین جو متضمن ہی اوپر بیان شرف عدالت کے دیگر فضایل پر اور تشریح اقسام اور احوال عدالت پر وہ ہمنے بیان کی ہی اوس سے معلوم ہوگا اور وہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی کے نعمتونکا ذکر اور واجب ہونا شکر اور عبادت اوسکا بقدر طاقت بشری کے جیسا کہ مقتضای عدالت کا ہی بیان کیا گیا ہی کیونکہ بعد نعمتین الٰہی کے کوئی نیکی اس نیکی کے برابر نہین جو مان باپ کیطرف سے فرزندون کے حق مین ہوتی ہی کیونکہ اولاد وجود باپ کا پہلا سبب ہے فرزند کے وجود کے نئے اور بعد اسکے سبب پرورش اور کمال کے

اوسیکیا ہے تا اون فواید جسمانی سے جو باپ کے ذات سی متعلق ہین کمالات جسمانی مثل نشو و نما
اور کھانے پینے وغیرہ کے جو موجب بقا اور کمال جسم فرزند کا ہین حاصل کرتا ہی اور نیز تدبیر
نفسانی اوسکی سے کمالات نفسانی پر مثل آداب اور تمیز اور ہنر اور صناعات اور علوم اور طریق
ورثارہ جو موجب بقا اور کمال نفس فرزند کا ہین فایز ہوتا ہے — اور باپ طرح طرح کے سختیون
اور محنتون سی سامان دنیاوی جمع اور ذخیرہ کرکے اپنے مرنے کے بعد اوسکا قایمقام ہونا پسند
رکھتا ہی — اور ثانیاً ابتدای ایجاد اولاد مین مان شارک باپ کے ہوتی ہی اسوجہ سی کہ اثر نطفہ کا
جو باپ کیطرف سی حاصل ہوتا ہی اوسکو قبول کرتی ہی اور محنت اور مشقت نو مہینے کے حمل کے
اور درد و رنج ولادت کا جو اوسحالت مین لاحق ہوتا ہی کھینچتی ہی اور نیز بچہ کے غذا کے
کے لئے جو باعث حیات اسیکا ہی وجود مان کا جملہ سببونسی سبب قریب ہی اور پرورش جسمانی
کے لئے جو چیز بچہ کے حق مین نافع ہو وہ اوسکے واسطے مہیا اور جو مضر ہو وہ اوسکے حال سے
دفع کرتی ہی اور ایک مدت دراز تک ذمہ دار رہتی ہی اور کمال محبت سی اوسکی زندگی کو
اپنی حیات پر مقدم سمجھتی ہی پس عدالت کا مقتضای یہہ ہی کہ بعد ادای کرنے حقوق الٰہی کے
کوئی فضیلت زیادہ تر ادای کرنے حقوق والدین کے اور شکرگذاری اونکی نعمتون کے
اور حاصل کرنے رضامندی اونکی کے نہین ہی اور ایک دلیل سی ادای کرنے حقوق الٰہی
سی ادای کرنا حقوق والدین کا بہتر ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی نعمتون کے بدلہ لینے سی مستغنی
اور بے پرواہی اور مان باپ اسبات کی محتاج ہین تمام عمر امیدوار رہتی ہین کہ اولاد ہماری
خدمت اور حق گذاری کرے — اقرار وحدانیت اللہ تعالی اور لزوم عبادت اوسیکے ساتھہ
جو حکم احسان کرنیکا والدین کے ساتھہ نافذ ہوا ہی سبب اوسکا یہی ہی اہل دین جو تحصیل اسمطلب
کیواسطے ترغیب اور تحریض کرتے ہین تو غرض اونکی یہی ہی کہ تا اس فضیلت کو حاصل کرین
مان باپ کے حقوق ادای کرنیمین تین چیز دیگر رعایت رکھنی چاہیئے — اول دلی محبت اور دوستی
خالص اور رضامند رکھنا اونکو از روی قول اور عمل کے مثل تعظیم اور فرمانبرداری اور
خدمتگذاری اور تواضع اور نرم کلامی وغیرہ مثل اسیکے اون امور مین جو رضای الٰہی کے

مخالف نہون یا کسی اور خلل عظیم کو پیدا نکرین اگر کوی چیز موجب پیدا کرنے خلل کا ان خللون سے
ہو تو بطریق مصلحت کی ہو نہ از راہ دشمنی اور نزاع کے — دوسرا حتی الامکان مدد اور
معاونت کرنے انکی امور دنیاوی مین قبل اسکے کہ وہ درخواست مدد کی کرین مگر اس شرط سے
کہ وہ مدد موجب پیدا کرنے کسی ایسی خلل کا نہو کہ جس سے احتراز واجب ہی — تیسرا اظہار کرنا
خیر خواہی انکی کا دین و دنیا مین از روی ظاہر اور باطن کے اور جو کچھہ اونہونی نصیحتین اور ہدایتین
فرمائی ہون اونپر عمل کرنا ہم زندگی اونکی مین اور ہم بعد وفات اونکی — مقالہ تیسرے
کے فصل دوم مین کہ فضیلت محبت کی اوسمین مذکور ہی بیان کیا جاسگا کہ مان باپ کی محبت فرزندونکی
نسبت محبت طبعی ہے اور فرزندونکی محبت مان باپ کیطرف محبت ارادی ہی اسیواسطے شروع
مین اولاد کو نسبت مان باپ کے احسان کرنیکی زیادہ تر تاکید ہی بہ نسبت اوس حکم کے کہ والدین کو
اولاد کی پرورش کرنیمین نافذ ہی — فرق درمیان حقوق مان اور باپ کے تقریر مذکورہ
بالا سے معلوم ہوجاتا ہی کیونکہ باپ کا حق روحانی زیادہ تر ہی اسی سبب سے بچہ کو بعد حاصل
ہونے تمیز کے باپ کے حال سے آگاہی حاصل ہوتی ہی اور حق مان کا جسمانی زیادہ تر ہے
اسی سبب سے سب سے پہلے مان کو پہچانتا ہے اور اسی کے ساتھہ محبت زیادہ رکھتا ہی اس دلیل سے
حقوق باپ کے فرمان برداری کرنی اور تعریف اور ثنا اور دعا اور نیکنامی کرنے سے جو
امور روحانی ہین زیادہ ادا کرنی چاہیئے اور حقوق مان کے دینے مال اور اسباب معاش
اور احسان کرنے سے جو امور جسمانی ہین بجالانی چاہیئے — الا نافرمانی والدین کی کہ ایک رذیلت
ہی مقابلہ اس فضیلت کے وہ بھی تین قسم پر ہی — اول مان باپ کو تکلیف پہونچانی بسبب نا کرنے
الفت اور محبت کے یا اپنے قول اور فعل سے ایذا دینا یا اوس چیز سے کہ جسمین حقارت اور ذلت
اور استہزا اونکی ہو — دوسرا بخل اور دریغ رکھنا دینی مال اور اسباب معاش مین
یا بعد دینے کے عوض اور بدلہ کی خواہش کرنی یا اونپر احسان جتانا یا جو کچھہ دینا تلخ روی
اور گران خاطری سے دینا تیسرا اونکی اہانت کرنی از روی ظاہر یا باطن کے اونکی زندگی
مین یا بعد وفات اونکی اور اونکی نصایح اور وصیتون کو ناچیز اور خوار سمجھنا —

خدمتگارون اور غلامون کی سیاست کا بیان

جاننا چاہئے کہ خدمتگار اور غلام گھر مین بمنزلہ ہاتھ پاؤن اور دیگر اعضاء بدن کے ہوتے ہین کیونکہ جو شخص کسی غیر کی خاطر کے لئے کسی ایسے کام کو انجام دے کہ جسکو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا تو گویا وہ شخص قایم مقام ہاتھ اوس شخص غیر کے ہوا اور جو کوئی کسی کام مین سعی کرے کہ جسمین اپنے قدمون کو تکلیف دینی پڑتی تھی تو گویا اوسنے اسکے قدمون کے تکلیف کو رفع کیا — اور جو کوئی اپنی آنکھون سے کسی ایسی چیز کی حفاظت کرے کہ جسمین اپنی نظر کو خرچ کرنا پڑتا تھا تو گویا اوسنے آنکھونکی تکلیف رفع کی — اگر اس جماعت کا وجود نہوتا تو راحت اور خوشی دور ہوجاتی اور نفست و برخاست متواتر اور ہر طرح کے چلنے پھرنے اور آنے جانے سے جو باعث تکان اور ماندگی بدنون کا اور موجب بے وقری اور بیعزتی کا ہے سب کام اپنی ذات سے کرنے پڑتے پس چاہئے کہ شکر گذاری انکے وجود کی بخوبی بجالائین اور انکو امانت الہی سمجھین اور ہر طرح سے نرمی اور مدارا اور لطف اور ملاسا انکے ساتھ رکھین کیونکہ انکو بھی ماندگی اور تکان اور دلتنگی عارض ہوجاتی ہے اور اپنی خواہشین اور مطلب اور ارادی انکی طبیعتون مین بھی مرکوز ہوتی ہین پس انصاف اور عدالت کا طریق عمل مین لاکر ظلم اور بے انصافی سے پرہیز کرنے چاہئے تا بجا آوری حکم الہی کے اور اوسکی نعمتون کے شکر گذاری پائی جائے — طریقہ خدمتگار مقرر کرنیکا یہ ہے کہ بعد کوشش اور تجربہ تمام کے اگر اوس شخص کے حال سے کہ جسکو خدمتگار بنانا چاہتا ہے واقفیت میسر نہو تو بعد فراست اور کیافہ کے اوسکا حال معلوم کرلے جو شخص زشت رو اور بدصورت ہو اوس سے پرہیز کرنے واجب جانے غالباً اخلاق تابع صورت ظاہری کی ہوتے ہین — اہل فارس مین مثل مشہور ہے کہ بدصورت کے سب چیزون مین سے بہر صورت اوسکی نیک ہوتی ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ یعنے طلب کرو تم نیکی خوب صورتون سے — بیمار آدمیون سے مثل کیچ چشم اور لنگ اور اہل برص وغیرہ سے پرہیز کرنی چاہئے — اہل تمیز اور تیز ہوش آدمی پر اعتماد کرنا احتیاط سے بعید ہے کیونکہ غالباً بیوفائی

ان دونون خصلتون کے ساتھہ شامل ہوتی ہے — حیا اور عقل اگرچہ کم ہو اسکو اوس دلیری پر جو
بیحیائی کے ساتھہ ہو اختیار کرنا چاہئے کیونکہ اسباب مین سب خصلتون سے حیا بہتر خصلت ہے —
جب خدمتگار حاصل ہو جائے اوسکو اوس کام اور صناعت مین جسکی وہ صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو
مشغول کرنا چاہئے اور سامان اوسکا اوسکو مہیا کردین اور ایسا نکرین کہ کبھی کسی کام مین مصروف
کردین اور کبھی کسی مین بلکہ جس صناعت کیطرف طبع اوسکی مائل ہو اور آلات اوسکے اوسکے پاس
موجود ہون اوسی صناعت مین مقرر رکھا جائے کیونکہ ہر ایک طبیعت کو ایک صناعت خاص کی طرف
ایک طرح کی خصوصیت ہوتی ہے اگر اس قاعدہ سے تجاوز کرین تو اوسکی یہہ مثال ہے کہ گیدڑون کے
ساتھہ قلبہ رانی اور زمین شکافی کرین اور بیل کو جولان دینا اور گانا چاہین — جب خدمتگار کسی
کام سے انکار کرے تو اوس انکار سے اوسکو معزول کرنا نہین چاہئے کیونکہ یہہ کام کم حوصلہ اور
بے صبر لوگون کا ہے اسلئے کہ اگر معزول کریگا تو کوئی بہتر اوس سے ڈھونڈنا پڑیگا اوسکا بھی یہی حال
ہوگا نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ خدمتگذار کی خدمت کی منفعت سے محروم رہیگا — اور چاہئے کہ یہہ امر خدمتگار
کے ذہن نشین کردے کہ میرے مخدوم کو مفارقت اور جدائی میری کسیطرح پر منظور نہین تاکہ
یہہ امر مروت اور کرم اور وفاداری مین بھی داخل ہوگا اور نیز خدمتگار خیرخواہی اور دلنہادی
اور متابعت اور احتیاط عمل مین لائیگا کیونکہ یہہ سب فعل اوسحالت مین خدمتگار سے ظہور مین
آتے ہین کہ جب وہ اپنے آپ کو مخدوم کے مال اور دولت مین شریک سمجھے اور معزولی اور موقوفی
سے بیغم ہو — جب وہ یہہ تصور کرے کہ میرا مخدوم ضعیف رائے اور پست ہمت ہے ہر ایک قصور
کے سبب مجکو برطرف کردیگا تو وہ دل برداشتہ خدمت کریگا اور ہالیش اوسکی بطور مسافرون کے
ہوگی سوچ سمجھکر کوئی کام نہین کریگا اور نہ طریقہ خیرخواہی کا عمل مین لائیگا بلکہ ہمت اپنے اس کام مین
مصروف رکھیگا کہ حالت بیکاری اور معزولی کے لئے کچھہ جمع اور ذخیرہ کیا جائے — قاعدہ کلیہ
خدمتگارون کی خدمت کرنیکا یہہ ہے کہ محبت کے سبب سے خدمت کرین نہ بلحاظ ضرورت اور خوف
اور امید کے نانیک آدمیون کے طور پر خدمت کرین نہ بدکردارون کی طرح — اور چاہئے کہ
خدمتگارون کے امور یا محتاج مین مثل غذا اور لباس وغیرہ کے کسی وجہ پر فروگذاشت نکرے

بلکہ اسکو اپنی ذاتی ضروریات سے مقدم سمجھے اور جمیع امور باحتیاج انکی سے امور غلط انداز کو دفع کرے اور
اونکے لئے اپنے آرام اور اسایش کرنے کے واسطے وقت مقرر کر دے — اور ایسا کرے
کہ بجالانا اون خدمات کا کہ جو اوسپر مقرر ہین خوشی اور نشاط سے کرین نہ دلتنگی اور بیمسنی سے
اور خدمتگارون کی اصلاح کے لئے ہر طرح کے مراتب ملحوظ رکھنی چاہئے اور ہر طرح کی سیاست
اور تادیب بموجب حیثیت جرم اور گناہون کے عمل مین لانے چاہئے — طریق عفو اور بخشش کا
بالکل بند نکرے جو کوئی بعد توبہ کے پھر وہی گناہ کرے اوسکو سزا دینی چاہئی اور اوسپر سختی کرنی
چاہئی اور جب تک کہ اوسکے دل مین اثر حیا کا باقی ہے اور بے شرمی اور جیائی پر مستحکم
نہین ہوا تب تک اصلاح اوسکی سے ناامیدی نہین ہوتی جب کسی ایسی گناہ صریح اور جرم سخت سے
کہ جسکا ہونا نہایت بد ہو آلودہ ہو جائے اور تادیب اور تہذیب سے قابل اصلاح کے نہو تو اوسکا
جلدی دور کرنا نیک ہے ورنہ اوسکے ہم نشینی سے دوسرے خدمتگار بھی خراب ہو جائینگے
بدی اوسکی اورون کے طبیعتون مین بھی پھیل جائیگی — غلام بہ نسبت آزادگی خدمت لینے کے واسطے
بہتر ہے کیونکہ غلام اپنے صاحب کی فرمانبرداری اور اوسکے آداب کے قبول کرنے کے واسطے زیادہ
راغب ہوتا ہے اور اپنی علیحدگی سے ناامید — اپنی ذات کی خدمت کے واسطے خدمتگارون مین سے
وہ شخص اختیار کرنا چاہئے کہ زیادہ تر عقلمند اور دانا اور سنجیدہ اور باحیا اور باامانت ہو اور تجارت
کے کام کے واسطے جو شخص پرہیزگار اور کفایت اندیش اور کسب کرنے مال مین مہارت رکھتا ہو اور
عمارت املاک کے واسطے جو شخص بڑا قوی اور زیادہ تر جلدی کرنیوالا اور کارکن ہو — اور
چارپایون کے چرواہے کے واسطے جو کوئی بڑا قوی دل اور بلند آواز اور کم خواب ہو —
اور غلام حسب اختلاف طبیعتون کے تین قسم کے ہوتے ہین اول اصیل بالطبع دوم غلام بالطبع
سیوم بندہ شہوت پہلے قسم کو مثل اولاد کے رکھنا چاہئے اور نیک آداب کے حاصل کرنیکی رغبت
دینی چاہئی دوسرے قسم کو مثل چارپاؤن کے خدمت مین استعمال کرنا چاہئی اور اونکو ریاضت
کش یہ کہا جاوے — تیسرے قسم کو بقدر ضرورت اپنے مطلوب اور مرغوب پر ہیچانا چاہئے
اور اونکو سیاست اور اہانت کے ساتھ خدمت بتلانی چاہئی — تمام انسانون سے اہل عرب

نصافت اور بخشکو ہی اور دانائی مین امتیاز رکھتے ہین الا قلم اور قوت شہوت سے متصف ہین
الا علم عقل اور فہیم اور لطافت اور دانائی مین ممتاز ہین مگر جلد گر اور اہل حرص ہوتے ہین
— اہل وہم و فاداری اور امانت اور دوستی مین ممتاز ہین الا کسل اور حرص سے نامزد ہین
اہل ہند قوت حس اور دانائی اور فہم مین ممتاز ہین الا تکبر اور بدنیتی اور مکر اور تہمت لگانے مین
مشہور ہین — اسباب ہین جلد کلام یہہ ہے جو بیان کی گئی — واللہ اعلم بالصواب

تیسرا مقالہ مدن کی سیاست کی بیان مین ہے اسمین آٹھ فصلین ہین — پہلی فصل مین بیان ہے سبب احتیاج خلقت کا تمدن کیطرف اور تشریح ہے ماہیت اور فضیلت اس علم کی

پہلے اس سے ہم بیان کر چکے ہین کہ ہر ایک موجود کے واسطے ایک طرح کا کمال ہے — یعنے موجودات
کا کمال اصل پیدائش مین اونکے وجود کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض کا کمال اونکے وجود سے
مابعد عارض ہوتا ہے پہلا قسم اجرام سماوی ہین دوسرا قسم مرکبات ارضی — جس موجود کا
کمال بعد وجود اوسکے کے عارضی ہوتا ہے اوسکے واسطے نقصان سے کمال کیطرف حرکت
کرنی ضروری ہوگی اور وہ حرکت بجز مددگاری اور اعانت کسی سبب کے جو بعضی اون
سببون سے مکملات ہوتے ہین اور بعضی معدات نہین ہو سکتے — الا مکملات مثل اون صورتون
کے ہین جو اللہ تعالے کے حکم سے نطفہ پر عارضی ہوتے ہین جسکے ہونے سے نطفہ کی حیثیت چھوڑ
کر کمال انسانی پر پہونچتا ہے — الا معدات مثل غذا وغیرہ کے ہین جو بدن کے لئے مادہ
ہین اور جسکے سبب سے نشو نما بقدر امکان ظہور مین آتا ہے — اصل مین اعانت
تین وجہ پر ہوتی ہے — اول وہ کہ اعانت کرنیوالے چیز جزو اوس چیز کا بن جائے
جو کہ اعانت کی محتاج ہے یہہ اعانت مادہ کی ہے — دوسرا وہ کہ اعانت کرنیوالی چیز
وسیلہ اور واسطہ ہو درمیان اوس چیز کے جو کہ اعانت کی محتاج ہے اور درمیان فعل
اوسکے کے یہہ اعانت فاعل کی ہے — تیسرا وہ کہ اعانت کرنیوالہ کا اپنی ذات مین ایک ایسا

فعل ہے کہ وہ فعل اوس چیز کے حق مین جو محتاج اعانت کے ہے ایک طرح کا کمال ہے یہہ اعانت
خدمت کی ہے اسکے دو قسم ہین ایک وہ کہ بالذات اعانت کرے یعنے عملاً غائے فعل اوسکی کے
اعانت کرتے ہے دوسرا وہ جو بالعرض اعانت کرے یعنے عملاً غائے اوسکے فعل کے اور
امر ہے اعانت تبعاً حاصل ہو جاتی ہے - اعانت مادہ کی یہہ مثال ہے جیسا کہ نباتات حیوانات
کے حق مین کہ جس سے وہ غذا حاصل کرتے ہین اور اعانت آلہ کی مثال جیسا کہ بانی قوۃ
غاذیہ کی اعانت کرتا ہے اعضاوں کے لئے غذا پہونچانے کے واسطے - اعانت خدمت
بالذات کے یہہ مثال ہے جیسا کہ غلام اپنے صاحب کی خدمت کرے اعانت خدمت بالعرض
کی یہہ مثال ہے جیسا کہ جبرواہا اپنے مال مویشی کی خدمت کرتا ہے — حکیم ثانی ابونصر فارابی
نے جو اس مقابلہ مین اکثر اوسکے قول نقل کئے گئے ہین بیان کیا ہے کہ سانپ بالذات خدمتگار عناصر دنیا
کے ہین کیونکہ حیوانات کے کاٹ کھانے سے کہ موجب شکستہ ہونے ترکیب بدنی کا ہے کچھ کسیطرح کا نفع
نہین - اور چارپایہ درندہ بالعرض خدمتگار ہین جو غرض انکی درندگی سے اپنا نفع ہے اور شکستہ
ہونا ترکیب بدنی کا بالعرض لازم آتا ہے — اس مقدمہ کی تقریر کرنے کے بعد ہم بیان کرتے
ہین کہ عناصر اور نباتات اور حیوانات تینون اعانت بنی نوع انسان کے کرتے ہین ہم از روئے
مادہ اور ہم بطریق آلہ اور ہم بطریق خدمت اور انسان انکی اعانت صرف بطریق خدمت بالعرض
کے کرتا ہے کیونکہ انسان سب سے شریف زیادہ ہے اور یہہ تینون خسیس زیادہ ہین اور خسیس چیز
کو چاہئے کہ خدمت خسیس کی بھی کرے اور شریف بھی کرے اور اشرف کو لایق نہین کہ خدمت
کسی چیز کی کرے الا جو کہ شرافت مین مثل اسکے ہو اور انسان اپنے نوع کی اعانت
بطریق خدمت کے کرتا ہے نہ بطریق مادہ کے اور نہ بطریق آلہ کے اور حیثیت انسان ہونے
سے کسی چیز کی اعانت بطریق مادہ کے نہین کر سکتا کیونکہ اس حیثیت سے ایک جوہر مجرد
ہے - جیسا کہ انسان عناصر اور مرکبات کی طرف محتاج ہے تاکہ وہ تینون طرح پر اعانت
اسکی کرین ویسا ہی اپنے نوع کی طرف بھی محتاج ہے تا بطریق خدمت کے ایک دوسرے کی
مدد کرین — اور حیوانات عناصر اور نباتات کی طرف محتاج ہین الا احتیاج انکے اپنے نوع

کیطرف مختلف طور پر ہے کیونکہ بعضے قسم حیوانات کے مثل حیوانات پیدائشی اور مثل اکثر حیوانات
آبی کے جو تولد اور تناسل مین جمع ہونے نر اور مادہ کے محتاج نہین بلا معاونت اور مدد
ایک دوسری کے ہو سکتے ہین انکو جمع ہونے سے کچھ فایدہ نہین ہے اور بعضی قسم کے حیوانات
مثل اون حیوانات کے جو اپنے نوع کی محافظت مین جفت ہونیکی محتاج ہین بعد پرورش
کرنے اپنے بچون کے مدد اور اعانت اور جمعیت کی محتاج نہین ہوتی پس جمع ہونا انکا
جفت ہونے اور نشو و نما دینے بچون کے موقع پر ضروری ہے بعد اوسکے ہر ایک علیحدہ
علیحدہ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو جاتا ہے - اور بعضے قسم حیوانات کے مثل
شہد کے مکھیون اور کیڑون کے اور بعضے اقسام پرندون کے محافظت جسم اور نوع کے لئے
اعانت اور جمعیت کے محتاج ہوتی ہین - اَلا نباتات کو عناصر اور معدنیات کی طرف احتیاج
ہوتی ہے از روے مادہ اور آلہ اور خدمت کے احتیاج از روے مادہ کے ظاہر ہے اور
از روے آلہ کے جیسا کہ محتاج ہونا تخم نباتات کا ایسے چیز کی طرف جو اوسکو پوشیدہ رکھے
اور آفت سردی اور گرمی سے محفوظ رکھے تا زمین سے سرسبز ہو نکلے - اور از روے
خدمت کے جیسا کہ اقسام نباتات اون پہاڑون کے محتاج ہین جنمین چشمہ جاری ہون
- اور نباتات کو آپسمین ایک دوسرے کی طرف بھی واسطے حفظ نوع کے احتیاج ہوتا
ہے مثل درخت خرما کے - جو مادہ بغیر نر کے بار ور نہین ہوتا - اَلا حفاظت جسم کے واسطے
ایک دوسرے کے محتاج نہین ہوتے مگر شاذ و نادر مثل درخت کدو کے کہ جب تک ہر ایک
شاخ اوسکیکے چپی کوئی چیز اوٹھانے والے اور سہارا دینے والی نہو تو تلف ہو جاتا ہے
ویسا ہی حال ہے درخت انگور وغیرہ کا - اور مرکبات عنصرون کی طرف تینون طرح سے
محتاج ہین یعنے از روے مادہ اور آلہ اور خدمت - اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہہ چار
چیزین یعنے عناصر اور معدنیات اور نباتات اور حیوانات بعض انمین سے اون بعض
کی خدمت کرین جو رتبہ مین اونسے فروتر ہین جیسا کہ تمثیل سامنے مین ہمنے بیان کیا ہے
اَلا اس حیثیت سے وہ چیز خسیس تر ہوتی ہے - الغرض مطلب اس تفصیل سے یہہ ہے

کہ بنی نوع انسان کو جو تمام موجودات عالم سے اشرف ہے دوسرے قسمون سے مدد لینے
کے اور اپنے نوع کے مدد دینے اور لینے کی طرف احتیاج ہے بقا شخص اور بقا نوع کیواسطے
دیگر انواع کیطرف محتاج ہونا اوسکا ظاہر ہے زیادہ تر تفصیل اسکیکے ضرورت نہین — اگا بیان
اسبات کا کہ انسان اپنے نوع کی طرف مدد کا محتاج ہے اسیطرح پر ہے کہ اگر ہر ایک شخص کو
واسطے طیار کرنے غذا اور لباس اور مکان سکونت اور ہتیارون کے خود تنہا مشغول ہونا
پڑتا تو پہلے سامان اور آلات نجاری اور آہنگری کی حاصل کرنی اور اونکے ذریعہ سے آلات
اور سامان زراعت اور کاٹنے اور پیسنے اور خمیر کرنے اور کپڑہ بننے وغیرہ کامون اور صناعتون
طیار کرتا بعد طیار ہونیکے ان کامون مین مصروف ہوتا اسقدر مدت تک بغیر غذا کے زندگی
اوسکی وفا نکرتی اور ان جملہ امور مین وقت اوسکا منقسم ہوکر ایک کے انجام دینے پر بھی قدرت
نہوتی — اگا جب ایک دوسرے کی اعانت کرین اور ہر ایک شخص ایک ایک کام کے انجام
دینے مین اپنے مقدار گذارہ سے زیادہ تر قیام کرے اور جس قدر اپنے گذارہ سے زیادہ کیا ہے
وہ دوسرے لوگون کو دیکر اور اونسے حاصل عمل اونکے کا بمعاوضہ اونکے مین از روے عدالت
اور انصاف کے وصول کرے تو سامان معاش کا میسر ہوجائے اور قیام وجود بقا نوع جیسا کہ
اب ہے ظہور مین آئے اور ان معنے ہی سے مراد ہے جو کہ حدیثون مین مذکور ہے کہ جب حضرت
آدم علی نبینا علیہ السلام دنیا مین آئے اور غذا طلب کی اونکو ہزار کام کرنا پڑا آبلے پڑ
ہوئی اور ایک کام علاوہ ہزار کام مذکورہ بالا کے یہہ تہا کہ روٹی سہرو کی اور بیجی سے اوسکو
تناول کیا — حکما کے اس عبارت سے بھی معنے پائے جاتے ہین کہ ہزار آدمی کام کرنیوالے
چاہیے تا ایک لقمہ میسر ہو — جب مدار کار بنی نوع انسان کا اوپر اعانت ایک دوسرے کی
منحصر ہے اور اعانت تب ظہور مین آسکتی ہے کہ ایک دوسرے کے کامون مین عدل اور مساوات کی
قیام کرین پس مختلف ہونا صناعتون کا جو اختلاف ارادون سے وقوع مین آتا ہے موجب انتظام
کا ہے کیونکہ اگر تمام آدمی ایک ہی صناعت پر اتفاق کرتے تو وہی حال لازم آتا جو پہلے بیان ہوچکا
ہے اس سبب سے اللہ تعالے کی حکمت نے ہر ایک کا ارادہ اور خواہش مختلف کامون اور صناعتون

کی طرف پیدا کیا تا ہم ایک علیحدہ علیحدہ مشغلون مین رغبت کرین بعضے کام شریف ہین اور بعضے
خسیس اور ہر ایک اپنے کام کے استعمال کرنے مین خوشدل اور رضامند ہین اور ویسا ہی حالات
انکی دولتمندی اور تنگدستی اور دانائی اور کند ذہنی مین مختلف پیدا کئے کیونکہ اگر تمام آدمی
دولتمند اور توانگر ہوتے تو ایک دوسرے کی خدمت نکرتے اور اگر سب درویش اور تنگدست
ہوتے تو بھی کوئے کسیکی خدمت نکرتا پہلے صورت مین بسبب بے احتیاجی کے اور دوسری صورت
مین باعث اسیکے کہ کوئی عوض خدمت کے دینے پر قدرت نرکھتا — جب جملہ ہنر اور رضاعتین
شرف اور خساست مین مختلف ہین یعنے بعضے صناعتین شریف ہین اور بعضی خسیس اگر تمام آدمی
عقل اور تمیز مین مساوی ہوتے تو ایک ہی طرح کے صناعت اور ہنر اختیار کرتے اور دیگر اقسام
صناعتون سے محروم رہتے اور مطلوب حاصل نہوتا یہی معنے ہین اوس قول کے جو حکما نے
کہا ہے لو تساوی الناس لہلکو جمیعا یعنے اگر مساوی ہوتے آدمی تو البتہ ہلاک ہوجاتے سب
پس بعضے آدمی نیک تدبیر کرنے مین ممتاز ہین اور بعضے زیادتی قوت مین اور بعضی دیدہ اور سوکت
مین اور بعضے کفایت اندیشی مین اور بعضے عقل اور تمیز سے بالکل خالی دانشمندون کے واسطے
وہ لوگ مثل آلات اور ادوات کے ہوتے ہین --- اسیطرح پر جملہ کام جو ظاہر النظر آتی ہین
بنائے گئے ہین اور ہر ایک کا مصروف اور مشغول ہونا اپنے اپنے کامون مین موجب قائمی
اور انتظام جہان کا ہوا ہے جب قائم رہنا وجود بنے نوع انسان کا بغیر اعانت اور مددگاری
ایک دوسرے کے محال ہوا اور اعانت بغیر جمع اور یکجا ہونے کے ناممکن ہے پس انسان
[illegible] رہنے کیواسطے بالطبع محتاج ہوا اور اسم قسم کے یکجا رہنے کو جسکے تشریح ہمنے
[illegible] تمدن کہتے ہین اور تمدن مدینہ سے مشتق ہے اور مدینہ مکان جمع ہونے اون
[illegible] ہوتا ہے جو طرح طرح کے اہل ہنر اور حرفہ اور اہل صناعت رہتے ہین اور اعانت ایک
[illegible] کے جو مرتب و تارہ کا ہو عمل مین لاتے ہین اور جیسا کہ ہمنے حکمت منزلی مین بیان
[illegible] اور گھر سے مکان سکونت کا نہین ہے بطور خاص جمع ہوتا اہل مسکن
[illegible] مین بھی مدینہ سے محل سکونت اہل مدینہ کا مراد نہین ہے بلکہ ایک جمعیت اہل مدینہ

جو خاص طور پر ہو وہ مراد ہے — وہ جو قول حکما کا ہے کہ الانسان مدنی بالطبع یعنے انسان اوس
اجتماع کیطرف جسکا نام تمدن ہے بالطبع محتاج ہے اوس سے یہی معنے مراد ہین — جبکہ آدمیونکی
ارادی اور خواہشین مختلف طور پر ہین اور توجہ اور سعی ہر ایک کی اپنے اپنے مطلبون کے
واسطے علیحدہ علیحدہ مثلاً ایک شخص کا قصد واسطے حصول لذت کے ہے اور دوسرے کا ارادہ حاصل
کرنے کسی منصب اور بزرگی کے لئے ہے پس اگر انکو مطلق العنان اور با اختیار خود چھوڑا جاوے
تو اعانت کرنی ایک دوسرے کے ظہور مین نہین آتی کیونکہ زبردست آدمی سب کو اپنا فرمانبردار
کر لیگا اور اہل حرص جمیع نعمتون کو خاص اپنے واسطے چاہیگا جب تنازع اور جھگڑا باہم برپا ہوا تو
ایک دوسرے کے مارنے اور ہلاک کرنے مین مشغول ہونگے پس ضرور تا کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہئی
کہ ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ پر جو لایق اوسکے ہو قانع ہو کر اپنے حق پر فایز ہو جائے اور ہاتھ
ہر ایک کا ظلم اور تصرف کرنے حق غیر سے کوتاہ ہو اور جو شخص جس شغل کا ذمہ وار ہے اوسکی
ذریعہ سے اعانت کرنے مین مصروف ہو جائے اس تدبیر کا نام سیاست ہے — جیسا کہ ہمنے
پہلے مقالہ کی عدالت کے باب مین ذکر کیا ہے کہ سیاست کے لئے شریعت اور حاکم اور دینار کے احتیاج
پڑتی ہے پس اگر یہہ تدبیر واجبی طور پر موافق قاعدہ حکمت کے ظہور مین آوے اور اوس
کمال پر جو بالقوہ انسانون مین موجود ہے فایز کر دے تو اسکو سیاست الہی کہتے ہین
ورنہ جس چیز کو یہہ پیدا کرنیوالی ہوا وسے نسبت کیجاتی ہے — حکیم ارسطا طالیس نے سیاست
مفرد کے چار قسم کئے ہین اول سیاست ملک - دوم سیاست غلبہ - سیوم سیاست کرامت —
چہارم سیاست جماعت - اِلّا سیاست ملک تدبیر کرنے ہے ایک جماعت کی نسبت ایسی وجہ پر جو
اونکو فضایل حاصل ہو جائین اسکو سیاست فضلا کہتے ہین — اِلّا سیاست غلبہ کمینہ لوگون کے
امور مین تدبیر کرنی ہے اسکو سیاست خساست کہتے ہین - اِلّا سیاست کرامت اوس
جماعت کے امور مین تدبیر کرنی ہے جو اہل رتبہ اور منصب ہین - اِلّا سیاست جماعت فرقہ
ہائے مختلف کے حال مین بموجب قواعد اور احکام شریعت کی تدبیر کرنی ہے —
اور سیاست ملک ان سب سیاستون کو اپنے اپنے اہل سیاستون پر تقسیم کر دیتی ہے اور

ہر ایک سے اپنی اپنی سیاست خاص کی نسبت باز پرس اور مواخذہ کرتے تھے کمال انکا قوہ
سے فعل مین ظہور کرے پس یہہ سیاست جملہ سیاستون کی سیاست ہوئی — اور سیاست ملک
اور سیاست جماعت کا جو باہم تعلق ہے وہ اسطرح پر ہے کہ بعض لوگون کی سیاست افعالون سے
تعلق رکھتی ہے مثل معاملات وغیرہ کامون کے اور بعض لوگون کے احکام عقلی سے متعلق
ہے مثل تدبیر ملک اور انتظام اور ترتیب شہر کی — کوئی شخص لایق اسبات کے نہین ہے
کہ ہو وہ غایہ عقل اور زیادتی تمیز کے ان دونون قسمون سے کسی قسم کا متعہد اور ذمہ
دار ہو سکے کیونکہ مقدم اور شریف ہونا اسکا غیر پر اگر کسی خصوصیت کے ذریعہ سے ہوگا
تو موجب پیدا ہونے مخالفت اور تنازعہ کا ہے پس اوضاع کی تجویز کرنے کیواسطے کسی ایسے
شخص کی طرف احتیاج پڑے جو الہام الہی سے ممتاز ہو تا سب لوگ اوسکی فرمان برداری
کرین اور اوس شخص کو متقدمین صاحب ناموس کہتے ہین اور اوضاع اوسکی کو ناموس الہی
اور محدث لوگ اوسکو شارع اور اوضاع اوسکے کو شریعت کہتے ہین — اور حکیم افلاطون
نے کتاب سیاست کے پانچوین مقالہ مین ان گروہ کا اسطرح ذکر کیا ہے کہ ہم اصحاب القوی العقلیہ
الفائقۃ یعنے وہ لوگ صاحب قوت بزرگ اور اہل فوقیت کے ہین — اور اسطاطالیس نے
کہا ہے کہ ہم الذین عنایۃ اللہ بہم اکثر کہ وہ لوگ ہین جنپر عنایت اللہ تعالے کی بہت ہے —
اور احکام کی تجویز کرنے کے واسطے ایسے شخص کی ضرورت پڑے جو دو سریون کی نسبت
سے مدد اور تائید الہی سے ممتاز ہو تا اوسکو منصب کمال کرنے لوگون کا حاصل ہو جائے
اس شخص کو متقدمین ملک علے الاطلاق کہتے ہین اور احکام اوسکے کو صناعت ملک اور
محدثین اوسکو امام اور فعل اوسکے کو امامت کہتے ہین — اور افلاطون اوسکو مدبر عالم
کہتا ہے اور ارسطاطالیس انسان مدنی یعنے وہ انسان کہ اوسکے وجود سے تمدن کے
قایم ہوتی ہے اور ایک جماعت کے محاورہ مین پہلے شخص کو ناطق کہتے ہین اور دوسرے
کو اساس — و جاننا چاہئے کہ اس مقام مین ملک سے مراد وہ شخص نہین ہے کہ
جسکے پاس گھوڑے اور لشکر اور ملک ہو بلکہ وہ شخص مراد ہے کہ فی الحقیقۃ استحقاق ملک کا رکھتا

رکھتا ہو اگرچہ ظاہرا کوئی آدمی اوسکی طرف التفات نکرے — اگر سوائے ایسے شخص کے کوئی اور اس منصب پر فایز ہو جائیگا تو ظلم اور بی انتظامی ملک مین پھیل جائیگے الوقت ہر زمانہ اور وقت مین اہل ناموس یعنے پیغمبر کے احتیاج نہین ہوتے کیونکہ ایک شریعت بہت زمانہ کے لوگون کے واسطے کافی ہوتی ہے الا ہر زمانہ مین مدبر یعنے بادشاہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اگر تدبیر منقطع اور موقوف ہو جائے تو بنے نوع انسان کا بقا اچھی طرح پر نہین رہ سکتا — اور بادشاہ محافظت شریعت کے کرتا ہے اور اوسکے مراسم اور احکام کے بجا لانے کے واسطے لوگون کو تکلیف اور ترغیب دیتا ہے اور حسب مصلحت وقت جزیات شریعت مین تصرف کرنیکا اوسکو اختیار ہوتا ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ حکمت عملی جسپر یہہ مقالہ مشتمل ہے وہ علم ہے کہ جسمین توجہ ہوتی ہے اون قوانین کلی کیطرف کہ موجب عام لوگون کی مصلحت کا ہون اس نظر سے کہ ایک دوسرے کی اعانت کے ذریعہ سے کمال حقیقی کیطرف متوجہ ہون —

اور موضوع اس علم کا وہ ہیئت جماعت کی ہے کہ جمع ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور محل صادر ہونے انکے افعال کا ہو — اور اس سبب سے کہ ہر اہل صناعت اور اہل حرفہ اپنے کام اور صناعت مین اوس جہت سے خیال کرتا ہے کہ جو متعلق اوس صناعت کی ہو نہ بلحاظ نیکی اور بدی کے مثلاً طبیب کو ہاتھ کے علاج کرنیمین یہہ خیال ہوتا ہے کہ اسکو وہ اعتدال حاصل ہو جائے جسکے سبب سے اپنے افعالون پر قادر ہو اور اسبات کا لحاظ نہین ہوتا کہ افعال اوسکے نیک ہون یا بد اور صاحب اس صناعت کا خیال جمیع اہل صناعات کے افعالون مین اس جہت سے ہوتا ہے کہ نیک ہون یا بد پس یہہ صناعت رئیس جملہ صناعات کے ہوئے اور نسبت اسکے دیگر صناعات کے ساتھہ مثل نسبت علم الہی کے ہے دیگر علوم کے ساتھہ — جب بنے نوع انسان بقا اپنے وجود اور نوع کے لئے ایک دوسرے کی طرف محتاج ہے اور کمال کو پہونچنا انکا بغیر بقا کے محال ہے پس کمال کو پہونچنے کے واسطے ایک دوسرے کی طرف محتاج ہوئے جب یہہ بات متحقق ہوئے تو کمال اور تمام ہونا ہر ایک شخص کا دیگر

اشخاص پر موقوف ہوا پس انسان پر واجب ہے کہ اپنے نوع کے ساتھ ورتارہ اور اختلاط و دیگاری
کے طور پر رکھے ورنہ طریق عدالت سے منحرف سمجھا جائیگا اور نہ اوسکو ظالم تصور کیا جائیگا ——
اس طریق پر ورتارہ اور اختلاط اوسوقت ہو سکتا ہے جب کیفیت اوسکی پر اور اون وجوہات
پر جو موجب انتظام کا یا باعث خرابی اور فساد کا ہوں بخوبی واقفیت حاصل کی ہو اور وہ علم کہ جس سے
ہر ایک نوع کی تولیف معلوم ہو جائے حاصل کر لیا ہو اور وہ علم حکمت مدنی ہے پس ہر ایک شخص
اس علم کا حاصل کرنا ضروری ہوا تا فضیلت کے حاصل کرنے پر قادر ہو سکے ورنہ اوسکا ورتارہ
اور معاملہ ظلم سے خالی نہوگا اور بموجب اپنی قدر اور منزلت کے باعث خرابی جہان کا ہوگا ——
اس سبب سے شمولیت اس علم کی منفعت کے معلوم ہو گئی — جیسا کہ طبیب جب اپنی صناعت مین
ماہر ہو جاتا ہے تو محافظت صحت مزاج عالم پر جسکو اعتدال حقیقی کہتے ہین اور دور کرنے انحراف
اوسکے پر قادر ہو جاتا ہے حقیقت مین وہ طبیب عالم کا ہو جاتا ہے — الغرض فرد اس علم کا جہان
مین اشاعت نیکی کے ہے اور دور کرنا بدی کا موافق طاقت انسانی کے — جب ہم بیان کر چکے ہین
کہ موضوع اس علم کا ایک ہیئت جمع ہونے بہت آدمیون کے ہے اور جمع ہونا آدمیون کا از روے عموم اور خصوص کے مختلف
طور پر ہے پس معنے جمع ہونے آدمیون کے ہر طرح سے جو ہو معلوم کرنی چاہئی اب مین بیان کرتا
ہون کہ پہلا قسم جمع ہونے آدمیون کا جمع ہونے گھر کے آدمیون کا ہے تشریح اوسکی بیان ہو چکی
ہے دوسرا قسم جمع ہونا اہل محلہ کا ہے بعد اوسکے جمع ہونا اہل شہر کا بعد ازان جمع ہونا بڑے
بڑے قومون اور بہت قسم کے آدمیون کا بعد اوسکے جمع ہونا اہل جہان کا — جیسا کہ ہر شخص
ایک جزو گھر کے لوگون کے ہوتا ہے ویسا ہی گھر کے لوگ ایک جزو اہل محلہ کے ہوتے ہین
اور اہل محلہ ایک جزو شہر کے لوگون کے اور شہر کے لوگ ایک جزو امت کے ہوتے ہین
اور امت ایک جزو جہان کے ہے — اور ہر جماعت کا ایک رئیس ہوتا ہے جیسا کہ گھر کے
بیان مین ہم ذکر کر چکے ہین رئیس گھر کا تابع رئیس محلہ کے ہوتا ہے اور رئیس محلہ کا تابع
رئیس شہر کے اور اسیطرح رئیس عالم تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ وہ سب رئیسون کا رئیس
ہوتا ہے اور وہ بادشاہ مطلق ہوتا ہے اور نظر اوسکی جہان اور اجزای جہان کے حال مین

مثل نظر طبیب کے ہے بدن اور اجزائی بدن کے حال مین اور مثل نظر مالک گہر کے گہر اور
اجزاے گہر کے حال مین — اور وہ دو آدمی کہ ایک صناعت اور ایک علم مین شراکت رکہتے
ہون اونمین ریاست ثابت ہوتی ہے یعنے اون دونون مین سے جو شخص اوس صناعت
مین کامل ہوگا وہ رئیس ہوگا دوسرے آدمی کو اوسکی اطاعت کرنی چاہئی تا کمال کی
طرف متوجہ ہو اور تمام آدمیون کا انتہا اوس ایک شخص کیطرف ہوگا کہ از روے
استحقاق سب کا مطاع اور پیشوا نوع انسان کا ہو یا ایسے بہت آدمیون کی طرف جو باعث
اتفاق رائے کے مثل اوس ایک آدمی کے ہون — جیسا کہ رئیس جہان کا اجزائے
جہان مین نگرانی رکہتا ہے اس سبب سے کہ اوسکو عام اجزائے کے ساتہہ تعلق ہے
ویسا ہی رئیس ہر جماعت کو اپنی جماعت کے حال مین ایسی وجہ پر کہ موجب صلاحیت انکی کا
ہو نظر ہوتی ہے اولاً عموماً اور ثانیاً خصوصاً ہر ایک جزو کے حال مین —
تعلق اجتماعات کا ایک دوسرے کے ساتہہ تین قسم پر ہوتا ہے اول وہ کہ ایک جماعت
جزو دوسرے جماعت کے ہو مثل گہر اور شہر کے دویم وہ کہ ایک جماعت شامل اور حاوی
دوسری جماعت کے ہو مثل امت اور شہر کے سیوم وہ کہ ایک جماعت خادم اور مددگار
دوسری جماعت کی ہو مثل گانو اور شہر کے کیونکہ اجتماع اہل دیہات کا ناقص ہوتا ہے
اسلئے کہ ہر ایک شخص بہت وجہ سے خدمت اجتماع اہل شہر کی کرتا ہے — ان تینون قسمون
کی اعانت اور مددگاری باہمدگر از روے مادہ اور آلہ اور خدمت کے مثل اعانت
دیگر انواع کے ہے جو باہم اونکے ہو جیسا کہ پہلے اس سے ہم بیان کر چکے ہین — جب
اہل جہان کا انتظام اس طریق پر بنایا گیا ہے پس جو لوگ اختلاط چہوڑ کر تنہائی اور
جدائی کیطرف میل کرتے ہین اس فضیلت سے محروم رہتے ہین کیونکہ اختیار کرنا وحشت
اور گوشہ نشینی کا اور روگردانی کرنی مددگاری اپنی ہمجنسون سے باوجود احتیاج کے
محض جور اور ظلم ہے بعضے لوگ اس جماعت سے اس فعل کو فضیلت تصور کرتے ہین
مثل اون لوگون کے جو حجرہ اور پہاڑ کی غارون مین تنہائی اختیار کرتے ہین اور

اس کا کا نام زہد اور ترک دنیا قرار دیتے ہین اور جو لوگ دوسرئیون سے مدد اور دستگیری
کے امیدوار ہو کر اپنی مدد ہی کو بالکل ترک کرتے ہین اسکا نام توکل رکھتے ہین اور جو لوگ
سیر کے طریق پر شہر بشہر پھرتے ہین کسی جگہ مقام اور اختلاط جو باعث الفت اور محبت
کا ہو نہین کرتے کہتے ہین کہ ہم جہان کے حال سے عبرت حاصل کرتے ہین اور اسکو فضیلت
جانتے ہین — یہہ لوگ دوسرئیون لوگون کا رزق پیدا کیا ہوا کھاتے ہین اور بدلہ اور
عوض اوسکا ادا نہین کرتے غذا اُنکی کھاتے ہین اور لباس اُنکا پہنتے ہین قیمت ادا
نہین کرتے اور جو مراتب باعث انتظام اور کمال نوع انسان کا ہے اوس سے روگردان ہین - جب بہ سبب گوشہ نشینی اور وحشت کے جو رذایل اونکی طبیعت مین بالقوہ
موجود ہین ظاہر نہین ہوتے کوتہ اندیش لوگ اونکو اہل فضیلت تصور کرتے ہین یہہ نظر
اونکا غلط ہے کیونکہ عفت اور پرہیزگاری اسکو نہین کہتے کہ بالکل خواہش شکم اور شہوت
اور مجامعت کو ترک کیا جاوے بلکہ عفت وہ ہے کہ ہر ایک چیز کے حق اور اندازہ کو نگاہ رکھین
زیادتی اور کمی سے پرہیز کرین — اور عدالت اسکو نہین کہتے کہ جن آدمیون کو نہ دیکھین
اونپر ظلم نکرین بلکہ عدالت وہ ہے کہ دوستارہ اور معاملہ لوگون کے ساتھہ انصاف سے کرین
اور جب تک کوئی شخص آدمیون سے اختلاط نرکہے گا سخاوت اوس سے کب ظاہر ہوگی
اور جب تک کسی خوفناک محل مین نہ پڑیگا شجاعت اوسکی کیونکر عمل مین آوے گی —
اور جب تک صورت کسی مرغوب اور مطبوع کے نہ دیکھے اثر پرہیزگاری اوسکا کب ظاہر ہوتا ہے
اگر غور کی نظر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس قسم کے آدمی جمادات اور مردیون
سے مشابہت رکھتے ہین نہ اہل فضل اور تمیز کے ساتھہ کیونکہ اہل فضل اور تمیز اون امور سے
جو اللہ تعالے نے اپنی قدرت سے بنائے ہین انحراف نہین کرتے اور اپنے طریقہ اور
عادت مین حتی الامکان حکمت الہی کی پیروی کرتے ہین اور اس امر مین اوسیکی توفیق
چاہتے ہین انہ خیر موفق ومعین —

دوسرے فصل مین فضیلت محبت اور اقسام اوسکیکا بیان ہے کہ پیوند اور رابطہ اجتماعات کا محبت کے ذریعہ سے ہوتا ہے

جب انسان ایک دوسرے کی طرف محتاج ہے اور کمال ہر ایک کا دوسرونیون کے وجود پر منحصر ہے اور طلب کرنا مدد کا ضروری ہے کیونکہ کوئی شخص تنہا کمال کو نہین پہونچ سکتا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے پس ایسی تالیف کے احتیاج پڑے کہ جس کے ذریعہ سے تمام آدمی ایک دوسرے کی مدد کرنے مین مثل اعضاء ایک بدن کے ہوجائین جب انسان کو بالطبع متوجہ کمال کیطرف پیدا کیا گیا ہے پس بالطبع محتاج اس تالیف کا ہوا اور اشتیاق تالیف کو محبت کہتے ہین اور پہلے اس سے ہمنے اسباب کا اشارہ کیا ہے کہ محبت عدالت سے افضل ہے دلیل اسکی یہہ ہے کہ عدالت موجب اتحاد صناعی کا ہے اور محبت موجب اتحاد طبیعی کا اور امر صناعی امر طبعی کی نسبت سے مثل پوست اور جھلکے کے ہے اور صناعت پس رو اور اقتدا کرنیوالی طبیعت کے ہے پس معلوم ہوا کہ احتیاج عدالت کے کہ جملہ فضائل انسانی سے کاملتر ہے محافظت انتظام نوع کیواسطے بسبب فقدان اور نا ہونے محبت کے ہے کیونکہ اگر محبت لوگون مین موجود ہوتی تو انصاف دینے اور انصاف چاہنے کی حاجت نہ پڑتی اور از روے لغوی معنیون کے انصاف نصف سے مشتق ہے یعنے انصاف کرنیوالا تمام فیہ چیز کو متخاصمین کے حق مین نصف نصف تقسیم کردے اور نصف کرنا لوازمات کثرت سے ہے اور محبت موجبات اتحاد سے ہے پس ان وجوہات سے فضیلت محبت کی عدالت پر معلوم ہوگئے۔ بعض حکماء متقدمین نے تعریف اور تعظیم محبت مین بڑا مبالغہ بیان کیا ہے کہ تمام موجودات کا قیام محبت کے باعث سے ہے اور کوئے موجود محبت سے خالی نہین ہوسکتا جیسا کہ وجود اور وحدت سے کوئی موجود خالی نہین ہے مگر محبت کے بہت درجہ ہین اور بسبب اختلاف مدارج اوسکے کے موجودات بھی مدارج کمال اور نقصان مین مختلف طور پر ہوتے ہین اور جیسا کہ محبت موجب قوام اور کمال کا ہے ویسا ہی غلبہ موجب فساد اور نقصان کا

اور سرایت کرنے اوسکے موجودات مین موافق نقصان ہر قسم کے لوگون کے ہو سکتی ہے۔
اس قوم کو اصحاب محبت اور غلبہ کا کہتے ہین حکماء دیگر نے اگرچہ اس مذہب کی تشریح نہین
کی الّا فضیلت محبت کے وہ مقر اور قایل ہین اور اسبات کی اونہون نے تشریح کی ہے کہ جملہ
موجودات مین عشق نے سرایت کی ہوئی ہے — جب اصلی معنے محبت کے طلب کرنا اتحاد
کا ہے اوس چیز کے ساتھہ کہ جسکا اتحاد طالب کے تصور مین کمال ہو اور ہم بیان کر چکے ہین کہ
کمال اور شرف ہر موجود کا موافق اوس وحدت کے ہے کہ جو اوسپر عطا ہوئے ہے پس
محبت کرنے طلب کرنا شرف اور فضیلت اور کمال کا ہوا جس شخص مین یہہ طلب زیادہ تر ہے
شوق اوسکا کمال کیطرف زیادہ ہے اور کمال پر پہونچنا اوسکا اوسپر آسان —
متاخرین کے نزدیک محبت اور ضد محبت کو اوس مقام مین استعمال کرتے ہین کہ جہان
قوت نطق کا دخل ہو پس عنصر جو اپنے مرکزون کی طرف میل کرتے ہین اور دوسرے
طرفون سے بہاگتے ہین اور مرکبات کے میلان جو ایک دوسرے کی طرف بہ سبب اوس
ہم جنسیت کے ہوتی ہے کہ جو اصل پیدایش اونکی مین موافق نسبتین معین اور محدود کے
مثل نسبت عددی اور تالیفی کے موجود ہو اور اوس سبب سے عجیب عجیب فعل اونسے
پیدا ہوتے ہین اِن سب کو خواص اور اسرار طبایع کہتے ہین جیسا کہ لوہا مقناطیس کی
طرف مایل ہے اور مخالف اسکے جنمین نفرت ہے مثل سنگ باغض الخل کے جو سرکہ سے
متنفر ہے اسکو محبت اور دشمنی نہین کہتے بلکہ میل اور ہرب کہتے ہین اور موافقت وغیر
موافقت حیوانات غیر ناطقہ کے جو باہم اونکے ہو وہ بہی اس قبیل سے خارج ہے اوسکو
الفت اور نفرت کہتے ہین — اور محبت کے قسم انسانون مین دو طرح پر ہین ایک طبعی
دوسرا ارادی - الّا محبت طبعی مثل محبت مان کے بیٹے کے ساتھہ کیونکہ اگر محبت طبعی مان
کے طبیعت مین موجود نہوتی تو بیٹے کی پرورش نکرتی اور بقا نوع کا نہوتا — الّا محبت
ارادی چار طرح پر ہوتی ہے اوّل وہ کہ جلدی وقوع مین آئے اور جلد زایل ہو جائے
دوسرا وہ کہ دیر سے ظہور پکڑے اور جلدی زایل ہو جائے تیسرا وہ کہ جلدی ظہور پکڑے

اور دیر سے زایل ہو چوتہا وہ کہ دیر سے ظہور پکڑے اور دیر سے زایل ہو — سبب
ہر قسم کے آدمیون کی توجہ اپنے مطالب کیطرف مفرد طریق پر تین قسمون پر منقسم ہے
اوّل لذت دوّم نفع سیوم نیکی اور ان تینون کے مرکب ہونے سے قسم چوتہا پیدا ہوجاتا
ہے اور یہہ مطالب موجب محبت اون لوگون کا ہوتے ہین کہ کمال شخصی یا نوعی کے حاصل
کرنیکے واسطے معاون اور مددگار ہون اور مراد اوس نوع سے نوع انسان کا ہے پس ہر ایک
ان سببون سے موجب ایک قسم محبت کا ہے منجملہ اقسام محبت ارادی سے — الّا لذت
موجب اوس محبت کا ہو سکتی ہے کہ جلدی ظہور پکڑے اور جلدی زائل ہوجائے کیونکہ
لذت باوجود اسکے کہ عام ہے مگر جلدی متغیر اور زایل ہوجاتی ہے جیسا کہ ہم بیان
کر چکے ہین اور وصف پایداری اور زایل ہوجانیکے سبب سے مسبب مین سرایت
کر جاتی ہے — الّا نفع سبب اوس محبت کا ہوتا ہے کہ دیر سے ظہور پکڑے اور جلدی
زایل ہوجائے کیونکہ نفع رسانی باوجود عزیز الوجود ہونیکے جلدی متغیر ہوجاتی ہے
الّا نیکی موجب اوس محبت کا ہوتی ہے کہ جلدی ظہور پکڑے اور دیر سے زایل ہو
جلدی ظہور پکڑنا اوسکا بسبب اوس ہم جنسیت ذاتی کے ہے کہ درمیان اہل خیر کے
ہو اور دیر سے زایل ہونا اوسکا باعث اوس اتحاد حقیقی کے ہوتا ہے جو اصل حقیقت
خیر کو لازم ہے اور یہہ لازم مانع زایل ہونے محبت کا ہے الّا ان تینون سببون سے
جو مرکب ہو وہ سبب اوس محبت کا ہوتا ہے کہ دیر سے ظہور پکڑے اور دیر سے زایل ہو
کیونکہ جمع ہونا دونون سببون کا یعنے نفع اور خیر کا ان دونون حالات کے وجود کا تقاضا
کرتا ہے — اور محبت صداقت سے عام ہے کیونکہ محبت ایک بڑی جماعت مین ہو سکتی
ہے اور صداقت اسقدر عام نہین اور مودّت کا درجہ قریب صداقت کے ہے اور
عشق جو افراط محبت کا ہے مودت کی نسبت سے زیادہ تر خاص ہے کیونکہ سوائے
درمیان دو آدمیون کے نہین ہوتا — اور سبب عشق کا یا افراط طلب لذت کے
ہے یا افراط طلب نیکی کے اور نفع کو نہ از روئے مفرد ہونے کے اور نہ از روئے مرکب

ہونیکے عشق کے پیدا کرنیمین دخل نہین ہے پس عشق دو قسم پر ہے ایک بد جو افراط طلب لذت
سے پیدا ہو دوسرا نیک جو افراط طلب نیکی سے پیدا ہوا اور بسبب مشابہ ہونے ان دونون
قسمون کے لوگون مین نیک اور بد ہونے عشق کا اختلاف ہے — اور سبب صداقت کا نوجوانون
مین یا اون لوگون مین جو مثل نوجوانون کے مزاج ۔ کہتے ہین طلب لذت کی ہوتی ہے اور
اسے سبب سے انکے درمیان صداقت اور جدائی متواتر واقع ہوتی ہے اور کبھی ایسا
ہوتا ہے کہ ایک تھوڑی مدت مین چند دفعہ دوست ہوجاتے ہین اور پھر اونمین نفاق پڑجاتا
ہے اگر اتفاقاً کہین انکی صداقت دیرپا ہوجائے تو بباعث بقا لذت کے وثوق اور پختگی
ہوتی ہے جب لذت زایل ہوجاتی ہے فوراً وہ صداقت بھی دور ہوجاتی ہے ——
اور بوڑھے آدمی یا جو لوگ مثل اونکے اپنے طبیعت رکھتے ہین اونکی صداقت کا باعث
طلب کرنا نفع کا ہوتا ہے اور جسقدر نفع دیرپا ہوا اوسیقدر صداقت انکی دیرپا ہوتی ہے
جب امید نفع کی منقطع ہوجائے صداقت بھی زایل ہوجاتی ہے — الّا سبب اہل خیر کی صداقت
کا جب خیر محض ہے تو ہر صورت پایدار اور قایم رہتی ہے اہل خیر کی دوستی تغیر اور زوال
سے محفوظ ہوتی ہے —— جب انسان عناصر متفاوتہ سے مرکب ہے اور رغبت ہر ایک طبیعت
کی مخالف رغبت دوسرے شخص کی ہے پس وہ لذت جو موافق ایک طبیعت کے ہوگی
دوسری طبیعت کی رغبت سے مخالف ہوگی اسے سبب سے کوئی لذت لذتون مین سے
خالص اور خالی اون تکلیفات سے نہین ہے جو تکلیفین عدم موجودگی دیگر اقسام لذتون
مین ہوتی ہین — جب انسانون مین ایک جوہر بسیط الہی ایسا موجود ہے کہ اوسکو اور کسی
چیز کی ساتھ ہم جنسیت نہین اوسکے واسطے ایک قسم لذت کا ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے
لذت کے ساتھ اوسکی مشابہت نہو اور وہ محبت جو موجب اون لذات کا ہو وہ نہایت
افراط کے درجہ پر ہوتی ہے جنون اور دیوانگی سے تشبیہ رکھتی ہے اوسکو عشق تام اور
محبت الہی کہتے ہین بعضے عابد زاہد لوگ اس محبت کا دعوے کرتے ہین — حکیم اول نے
اسباب مین ارقیطس سے اسیطرح پر نقل کیا ہے کہ مختلف چیزون کو باہمدگر مشابہت اور

الفت تام نہین ہوسکتی الّا جو چیزین باہم مشابہت اور مشاکلت رکھتی ہین وہ آپسمین مشتاق اور
مسرور ہوتے ہین تشریح ان کلمات کی اسطرح بیان کی ہے کہ جب جواہر بسیط باہم متشاکل
اور ایک دوسرے کی طرف مشتاق اور الفت کرنیوالی ہوتے ہین تو انکے درمیان اتحاد حقیقی
حاصل ہوجاتا ہے اور مغایرت زایل ہوجاتی ہے کیونکہ مغایرت لازم مادہ کے ہے اور مادیات مین
اس قسم کی الفت نہین ہوسکتی اگر انمین شوق ایسا پیدا ہو کہ جس سے کسیطرح کا میلان الفت
کیطرف پایا جائے - تو ملاقات انکی اوس چیز کے ظاہری سطح اور اطراف کی طرف ہوتی ہے نہ ذات
اور حقیقت اوس چیز کیطرف اور یہہ ملاقات اتصال کے درجہ کو نہین پہونچتی پس موجب جدائی
کا ہوجاتی ہے — جب وہ جوہر جو انسان کی طبع مین امانتاً رکھا گیا ہے طبیعت کی کدورات سے
پاک ہوجاتا ہے اور شہوات اور مدارج دنیاوی کی محبت اوس سے دور ہوجاتی ہے تو اوسکو
اپنی ہم جنس کیطرف شوق صادق پیدا ہوکر دریافت اور معرفت جناب الہی کیطرف کرنیکی
نیکیون کا وہی ذات ہی مشغول ہوجاتا ہے اور انوار اوس بارگاہ کے اوس پر فایض ہوتے
ہین پس اوسکو وہ لذت حاصل ہوتی ہے کہ جسکی کسی لذت کے ساتھہ تشبیہہ نہین دیجاتی اور
درجہ اتحاد مذکورۃ الصدر پر فایز ہوجاتا ہے - اور استعمال کرنی طبیعت بدنی یا ترک کرنے
اوسکے سے اوسکے افعالون مین کچھہ زیادہ تر فرق اور تفاوت نہین ہوتا الّا اسقدر کہ بعد
مفارقت کلی کے اوس رتبہ عالی کے قبول کرنیکے واسطے استعداد زیادہ تر ہوجاتی ہے کیونکہ
صفای کامل سوائے مفارقت حیات فانی کے نہین ہوسکتی - منجملہ فضایل محبت اہل خیر کے جو باہم
انکے ہوا ایک یہہ فضیلت ہے کہ نہ اوسمین نقصان واقع ہوتا ہے اور نہ جعلی اوسمین اثر کرتی
ہے اور نہ دلتنگی کو وہان دخل ہے اور نہ فخر کو گنجایش ہے - الّا وہ محبت جو بغرض نفع یا لذت
کے ہو شریرون کے ہم شریرون کے ساتھہ اور ہم نیک لوگون کے ساتھہ ہوسکتی ہے لیکن
جلد سے زایل اور متغیر ہوجاتی ہے کیونکہ نافع اور لذیذ چیز بالعرض مطلوب ہوتی ہے نہ بالذات
— اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ یکجا جمع ہونا لوگون کا کسی شئے یا مکان مین موجب محبت کا اونکے
درمیان ہوجاتا ہے مثل کشتی اور سفر وغیرہ کے اسکا باعث وہ اُنس اور الفت ہے جو انسان

کی طبع متحرک ہے اور آدمیون کو انسان اسے انس کے سبب سے کہتے ہین جیسا کہ علم ادب مین یہ
امر مقرر اور محقق ہے — اور جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ سمیت انسانا لانک ناس یعنے نام رکھا گیا
ہے تمہارا انسان اسلئے کہ تم بھول جانے والے ہو — تو اوسکو یہہ گمان ہوا ہے کہ انسان
نسیان سے مشتق ہے اور یہہ گمان اوسکا خطا اور غلط ہے جب انس طبعی خاصہ آدمیون کا ہے
اور کمال ہر چیز کا اپنی خاصیت کے ظاہر کرنے مین ہوتا ہے چنانچہ چند جگہ پر اسکا بیان کیا گیا ہے
پس کمال نوع انسان کا بھی اپنی خاصیت کے اظہار کرنے پر اپنے ہمجنسون کے ساتھہ منحصر ہے
کیونکہ یہہ خاصیت خود مبدا اوس محبت کا ہے جو باعث تمدن اور تالیف کا ہوا باوصف اسکے کہ
حکمت حقیقی اس خاصیت کے شرف کو ثابت کرنیوالی ہے شریعت اور نیک آداب بھی اسکی طرف
ترغیب و تحریص کرتے ہین اسی سبب سے عبادتون اور ضیافتون مین جمع ہونے لوگون
کے واسطے تحریص کی ہے کیونکہ لوگون کے جمع ہونے مین وہ انس اور محبت قوہ سے فعل
مین ظہور کرتی ہے ممکن ہے کہ شریعت اسلام مین نماز با جماعت کو تنہا نماز پڑھنے پر اسے سبب سے
فضیلت اور شرف ہو کہ جب ہر روز پانچ دفعہ ایک مکان مین آدمی جمع ہونگے باہم اونکے
الفت ہو جائیگی عبادت اور دیگر حاجات مین مشترک ہونا اونکا اوس الفت کو زیادہ
تر محکم کریگا اور امکان ہے کہ انس کے درجہ سے محبت کے مرتبہ کو پہونچ جائے — مصداق
اسبات کا یہہ امر ہے کہ جب اس قسم کی عبادت اوس اہل محلہ پر کہ جنکا جمع ہونا ہر روز پانچ
دفعہ ایک مسجد مین مشکل نہین تھا مقرر کئے گئے تو اہل شہر کو کہ جنکا جمع ہونا اونکے ساتھہ مشکل
تھا اس فضیلت سے محروم رکھنا غیر مناسب معلوم ہوا اسلئے ایک اور عبادت مقرر ہوئی کہ
ہفتہ بھر مین ایک دفعہ تمام مسلمانون کے آدمی ایک ایسی مسجد مین جہان کہ سب کے گنجایش ہو سکے
جمع ہون تو جیسا کہ اہل محلہ کو اس فضلت اجتماع مین اشتراک تھا ویسا ہی اہل شہر کو
بھی اسمین اشتراک ہو جائے — جب دیہاتی لوگون کا آپسمین اور اہل شہر کے ساتھہ
ہر ہفتہ مین جمع ہونا باعث ہرج اونکے کامون کا تھا تو ایسی عبادت مقرر کی گئی کہ ہر سال
مین دو دفعہ تمام لوگ اہل شہر اور اہل دیہات جمع ہون اور مکان اونکے واسطے ایک جنگل کر

جسمین سب کی گنجایش ہو قرار دیا گیا کیونکہ تعمیر کرنا ایسے مکان کا جو تمام قومون کیواسطے کافی
ہو اور سال بہر مین دو دفعہ اوس سے نفع حاصل کرین موجب ہیچ کا ہے — جب ایسے مکان
فراخ مین تمام لوگ حاضر ہون اور ایک دوسرے کو دیکھین اور اُنس اور الفت کو تازہ
کرین تو رغبت اِنکی ایک دوسرے کی محبت اور الفت کیطرف زیادہ ہو جائیگی — بعد اسکے
تمام جہان کے لوگون کو عموماً عمر بہر مین ایکدفعہ ایک مکان سے جمع ہونیکی تکلیف دی گئی اور
مدت عمر سے کوئی ایسا وقت معین کہ باعث رنج اور تکلیف کا ہو مقرر نہین کیا گیا تا کہ اسان
طور پر دور دور شہرون کے لوگ جمع ہون اور اوس سعادت سے کہ اہل شہر اور
اہل محلہ کو حاصل ہے بہرہ یاب ہون اور اوس انس طبعی سے کہ اُنکے فطرت مین موجود
ہے آپسمین مدد کرین ایسے مکان کا مقرر کرنا اوسجگہ پر کہ جہان صاحب شریعت کا مقام
ہو بہتر اور لایق ہے کیونکہ دیکھنا آثار اونکے کا اور قیام کرنا شعایر اور مناسک اونکے پر
لوگون کے دلون مین باعث عزت اور تعظیم شریعت کا ہے اور دعا مانگنے والونکے
حق مین موجب جلدی قبول ہونے دعا کا ہے — الغرض ان عبادات کے تصور اور
جمع کرنے لوگون سے غرض اہل شرع کے حاصل کرنا اس فضیلت محبت کا معلوم ہوتا
ہے کیونکہ ارکان اور احکام عبادت کے مصلحت کے طریق پر مقرر کرنے باعث جمع
ہونے دونون سعادتون کا ہے — پھر محبت کی بات ہم شروع کرتے ہین کہ سوائے محبت
الہی کے جب موجبات محبتہائے مذکورہ بالا درمیان ارباب محبت کے مشترک ہون تو ممکن
ہے کہ دونون طرف سے ایک ہی وقت مین محبت ظہور پکڑے اور ایک ہی وقت مین زایل
ہو جائے مثلاً وہ لذت کہ عورت اور شوہر کے درمیان مشترک ہے اور موجب محبت
اِنکے کا ہے ممکن ہے کہ دونون جانب سے ایک دوسرے کیطرف محبت ہو جائے اور یہ
بھی ممکن ہے کہ ایک طرف سے محبت منقطع ہو جائے اور دوسری طرف سے قایم رہے کیونکہ
لذت جلدی متغیر ہو جاتی ہے اور ایک طرف کا متغیر ہونا دوسرے طرف کے متغیر ہونیکو
لازم نہین کرتا اور ویسا ہی گھر کے نیک امور مین جب وہ منافع کہ عورت اور شوہر کے

درمیان مشترک ہون جب یہہ دونون اونہین مددگار اور معاون ہونگے تو سبب اشتراک
محبت کا ہوگا اگر ان دونون مین سے ایک اپنے کام مین سستی کریگا مثلاً عورت شوہر سے
امیدوار نیکی اور مروت کی ہوتی ہے اور شوہر عورت سے حفاظت کا متوقع ہوتا ہے
اگر ایک انمین سے اپنے کام مین مقصر ہو تو محبت مین فرق آجاتا ہے شکوہ اور شکایت
پیدا ہوکر روز بروز مخالفت زیادہ ہوتی جاتی ہے تا اس حد تک کہ علاقہ منقطع ہوجاتا ہے
یا سبب رسوائی ہوجاتا ہے یا کچھ تھوڑی مدت شکوہ شکایت مین گذرتی ہے —
دیگر اقسام محبت مین بھی ویسا ہی اعتبار کرنا چاہیے — الا دہ اقسام محبت کے جنکے
موجبات مختلف ہون مثل اوس محبت کے جو سبب اوسکا ایک طرف سے لذت ہو
اور دوسری طرف سے منفعت جیسا کہ درمیان گانے والے اور سننے والے کے محبت ہوتی
ہے کیونکہ گانے والا سننے والے کو بغرض منفعت دوست رکھتا ہے اور سننے والا گانے والا کو لذت
کے سبب سے عاشق اور معشوق کے درمیان بھی اسی قسم کی محبت ہوتی ہے کیونکہ
عاشق معشوق سے لذت کی امید رکھتا ہے اور معشوق اوس سے منفعت کی امید رکھتا
ہے اس محبت مین شکایت اور فریاد بہت ہوتی ہے بلکہ کسی قسم محبت مین اسقدر عتاب
اور شکایت پیدا نہین ہوتی جیسا کہ اس قسم مین ہوتی ہے اور سبب اسکا یہہ ہے کہ لذت
کا طالب اپنے مطلوب کو جلدی حاصل کرنا چاہتا ہے اور منفعت کا طالب اوس شخص کے
حصول مطلب مین دیر اور تاخیر کرتا ہے اونہین طریقہ اعتدال کا رہنا شاید کہ تقدیر الہی
سے کہین شاذ و نادر ہوتا ہوگا اس سبب سے ہمیشہ عاشق لوگ گلہ گذار اور فریاد
کنان رہتے ہین اور فی الحقیقت ظالم بھی یہی لوگ ہوتے ہین کیونکہ بیخوبی اور تمام
لذت نظر اور وصل سے نفع اوٹھانا جلدی سے چاہتے ہین اور ادا کرنے عوض اور
بدلہ اوسکے مین دیر کرتے ہین یا بالکل ادا نہین کرتے اس قسم کی محبت کو محبت
لوامہ کہتے ہین یعنے مقرون بملامت اور اقسام اس محبت کے صرف ایک ایسی نظیر
مین محدود نہین لیکن انجام اور مآل تمام قسمون کا یہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے —

اور وہ محبت کہ درمیان بادشاہ اور رعیت اور حاکم و محکوم اور دولتمند اور فقیر
کے درمیان ہوتی ہے اوسمین بہی شکایت اور ملامت واقع ہوتی ہے اس سبب سے
کہ ہر ایک اپنے صاحب سے امیدوار اوس چیز کا ہوتا ہے کہ اکثر اوقات وہ چیز موجود
نہین ہوتی اور نا موجود ہونا اوسکا باوجود امید اور انتظار امیدوار کے موجب خرابی
نیت کا ہو جاتا ہے اور خراب ہونے نیت سے دیر وقوع مین آتی ہے اور واقع ہونا
دیر کا باعث ملامت کا ہے شرط عدالت کے ملحوظ رکہنے سے یہہ فساد دور ہو جاتے
ہین — ویسا ہی غلام اپنے صاحب سے اندازہ استحقاق سے زیادہ توقع رکہتے
ہین اور صاحب انکی نسبت شکایت قصور خدمت کی کرتے ہین تا ملامت کرنیمین مشغول
ہو جاتے ہین جب تک موافق استحقاق کے رضامندی جو لازم عدالت کا ہے حاصل
نہو جائے انتظام اس قسم عدالت کا نہین ہوتا اور سختی عام ہونے اسکے اندازہ بیان
سے زیادہ تر ہے — اگر جب نیک آدمیون کی محبت مین لذت اور منفعت کی غرض
نہین ہوتی بلکہ باعث اوسکا مناسبت جوہر کے ہے اور مطلب انکا خیر محض اور طلب
کرنا فضیلت کا ہوتا ہے تو اسلئے مخالفت اور نزاع سے بالکل پاک ہوتی ہے اور ایک
دوسرے کو نصیحت کرنی اور معاملات مین طریقہ عدالت کا ملحوظ رکہنا جو موجب اتحاد
کا ہے تبعاً حاصل ہو جاتا ہے تعریف صدیق مین جو کچہہ حکماء کا مقولہ ہے اوسکی یہی معنی ہین
کہ صدیق تمہارا وہ شخص ہے کہ حقیقت مین وجود اوسکا تمہارا وجود ہو اور از روئے
جسم کے علیحدہ ہو کمیاب ہونا اس قسم دوستی کا اور معدوم ہونا اوسکا عام لوگون
مین اور نہ یقین ہونا تو جو ان کے دوستی پر اسے باعث سے ہوا ہے کیونکہ جو شخص
نیکی پر واقفیت نہین رکہتا تو وہ صحت مطلب سے غافل ہوتا ہے محبت اوسکی بباعث
توقع لذت یا منفعت کے ہو سکتی ہے اور بادشاہ لوگ اظہار صداقت کا اس سبب سے
کرتے ہین کہ اپنے آپ کو صاحب فضیلت اور بخشش کا جانتے ہین اسلئے صداقت
انکی کامل نہین ہوتی طریق عدالت سے منحرف ہوتی ہے — اور جب باپ بیٹے کو ہر

سب سے دوست - کہتا ہے کہ اپنا حق اوسپر زیادہ تر سمجھتا ہے ایک وجہ سے محبت
اوسکی اس محبت کے ساتھ ملتے ہے اور ایک وجہ سے محبت اوسکی بیٹے کی نسبت
محبت ذاتی ہوتی ہے اوسکے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اور وہ اسطرح ہے کہ
وہ بیٹے کو حقیقت مین ہم نفس اپنا جانتا ہے اور ایسا تصور کرتا ہے کہ بیٹے کا وجود
ایک وہ نسخہ ہے کہ طبیعت نے اوسکی صورت سے اوسکو بنایا ہے اور اوسکی ذات
سے ایک شکل نے بیٹے کی ذات مین انتقال کیا ہے فی الحقیقت یہہ تصور بجا اور
درست ہے کیونکہ حکمت الہی نے اپنی قدرت کاملہ سے باپ کے وجود کو بیٹے کی پیدایش
کا موجب بنایا ہے اور سبب ثانی ایجاد اوسکیکا کیا ہے اسسے سبب سے باپ جو کمال
اپنی ذات کیواسطے چاہتا ہے بیٹے کے لئے بھی چاہتا ہے اور اسبات پر ہمت اپنی
مصروف رکھتا ہے کہ جو نیک امر اوس سے رہ گیا ہو بیٹے کو حاصل ہو اگر اوسکو
کہا جائے کہ بیٹا تمہارا تمسے زیادہ تر فضیلت رکھتا ہے تو یہہ کلمہ اوسکو سخت معلوم
نہین ہوتا اگر کسی غیر شخص کو اوسپر فضیلت دی جاوے تو وہ اوسکو سخت اور
ناگوار سمجھتا ہے جیسا اوس کسیکو جو ترقی کمال مین مصروف ہے اگر یہہ کہا جائے
کہ اب تم نسبت سابقہ سے زیادہ تر کامل ہو تو اوسکو یہہ امر سخت معلوم نہین ہوتا
بلکہ اوسکو یہہ کلمہ خوش معلوم ہوتا ہے پس یہی حال ہے باپ کا بیٹے کے ساتھ -
دوسرا سبب زیادتی محبت باپ کا یہہ ہے کہ اپنے آپ کو بیٹے کے وجود کا سبب
تصور کرتا ہے اور ابتدا پیدایش اوسکی سے خوش رہا ہے اور پرورش اور
نشوونما کرنے سے محبت اوسکی زیادہ ہو کر محکم اور راسخ ہو گئی ہے اور اوسکو
وسیلہ اپنی امیدون اور خوشیون کا تصور کرتا ہے اور اوسکے وجود سے اپنے
صورت کا بقا بعد فوت ہونے کے سمجھتا ہے اگرچہ یہہ معانی عوام کے نزدیک ایسے
خالص نہین ہوتے کہ انکو بیان کر سکین الا دل انکے اون معانی پر ایک طرح کا علم
رکھتے ہین جیسا کہ کوئی شخص کسی شکل اور صورت کو پس پردہ معاینہ کرے اور بیٹے کی

محبت باپ کے نسبت سے کم ہوتی ہے کیونکہ اوسکا وجود معلول اور مسبب ہے یعنے بطفیل وجود
باپ کے پیدا ہوا ہے اور اوسنے اپنے وجود اور اپنے سبب کے وجود پر بعد ایک مدت کے
اطلاع پائی ہے اور جب تک اپنے باپ کو زندہ نہ پائے اور ایک زمانہ اوسکے منافع سے
کامیاب نہو اور محبت اوسکی حاصل نکرے اور بخوبی دریافت اور تمیز سے محظوظ نہو تب تک
تعظیم اوسکی نہین کرتا اسی سبب سے فرزندون کو اپنے مان باپ کی نسبت احسان کرنے
کیواسطے حکم تاکیدی کیا گیا ہے اور والدین کو اولاد کی نسبت احسان کرنے کیواسطے
تاکید نہین ہے — اِلّا بہائیون کی محبت باہمدگر اِس باعث سے ہے کہ وہ اپنی پیدایش
کے سبب مین مشترک ہین — چاہئے کہ بادشاہ کی محبت رعایا کے نسبت مثل باپ کی محبت
کے ہو اور رعایا کی محبت بادشاہ کیطرف مثل محبت بیٹے کے ہو اور محبت رعایا کی باہمدگر
مثل محبت برادرون کے ہو تا شرایط انتظام اِنکے درمیان بخوبی قایم رہین اور مراد اِن
نسبتون سے یہہ ہے کہ بادشاہ رعیت کے ساتھ شفقت اور مہربانی اور ذمہ داری
اور نگہبانی اور پرورش اور طلب نکوئی اور دفع کرنے تکالیف اور حاصل کرنے نیکیون
اور رفع کرنے برائیون مین ایسا سلوک کرے جیسا کہ باپ مشفق بیٹون کی نسبت کرتا ہے
اور رعایا بادشاہ کی فرمان برداری اور نصیحت اور تعظیم و تکریم مین مثل عقلمند بیٹون کے
ارادت اور عقیدت رکھے اور باہمدگر اکرام اور احسان کرنمین ہر ایک شخص مثل
برادران موافق کے بموجب اوس استحقاق اور لیاقت کے کہ حسب مصلحت وقت مناسب
حال ہو انصاف کے رو سے ہر ایک کے حق اور حصہ کی نگہبانی عمل مین لاوے تا کہ
انتظام اور ثبات ظہور مین آوے ورنہ اگر زیادتی اور کمی وقوع مین آئیگی اور عدل و
انصاف دور ہو جائیگا تو فساد پیدا ہو کر ریاست ملکی ریاست تغلبی بن جائیگی اور محبت نفرت
سے اور موافقت مخالفت سے اور اتفاق نفاق سے مبدل ہو جائیگا اور ہر ایک شخص
اپنی بہتری کا طالب ہو جائیگا اگرچہ اوسمین ضرر اور نقصان غیر کا ہو تا کہ صداقت
باطل ہو کر ہرج و مرج جو ضد انتظام کی ہے واقع ہو جائیگے — وہ محبت کہ تغیر اور تبدل

اور کئی مرتبہ ان سے پاک اور صاف ہے محبت مخلوق کی ہے خالق کے نسبت اور یہہ محبت
سوائے عارف ربانی کے اور کسیکے دلمین نہین ہوتی اگر سوائے عارف ربانی کے کوئی اور شخص
اسبات کا دعوے کرے سراسر باطل اور دروغ ہے کیونکہ وجود محبت کا واقفیت اور معرفت
پر موقوف ہے پس جو شخص خالق کی معرفت نہین رکھتا اور اوسکو انواع نعمتین اور احسان
الہی پر جو متواتر نفس اور بدن پر فایز ہوتے ہین واقفیت نہین ہے اوسکے دلمین محبت
کیونکر ہو سکتی ہے ہان یہہ ہو سکتا ہے کہ اپنے وہم اور خیال مین ایک بت کی صورت قرار
دیکر اوسکو معبود اور خالق اپنا تصور کرین پس اوسکی عبادت اور محبت مین مشغول ہون
اور اسکو محض توحید اور خالص ایمان سمجھین پناہ اور امان بخشے اللہ تعالے اس خیال
سے وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون یعنے نہین ایمان لاتے اکثر یہہ لوگ مگر یہہ لوگ
مشرک ہین ——— عبادت کرنیوالے اس محبت کے بہت ہین اور اہل تحقیق بہت کم ہین
کم سے کم بندگی اور تعظیم اپنے حقیقی محبت سے مفارقت نہین کرتے وقلیل من عبادی
الشکور یعنے کم ہین میرے بندون سے شکر کرنیوالے ——
محبت والدین کی اس محبت سے فروتر ہے کوئی قسم محبت کا ان دونون قسمون محبت کے
رتبہ کو نہین پہونچتا الا محبت معلم کی طالبعلم کے نسبت کیونکہ محبت اون دونون قسم محبت
مذکورہ بالا کے واسطے کے مرتبہ پر ہے اور سبب اسکا یہہ ہے کہ پہلا قسم محبت کا اگرچہ
شرف اور بزرگی مین اعلے درجہ پر ہے کیونکہ محبوب سبب ہے وجود کا اور اون نعمتون کا
جو تابع وجود کے ہین ——— اور دوسرا قسم محبت کا قسم پہلے سے مناسبت رکھتا ہے کیونکہ
باپ سبب ظاہری اور علت قریبہ ہے الا معلم لوگ جو آراستگی اور تربیت نفسون کیواسطے
مثل باپ کے ہین پرورش جسم کے لئے پس اس اعتبار سے کہ کامل کرنیوالے وجود
کے اور بقا دینے والے ذات کے ہین سبب اول یعنے ذات الہی کی پیروی کرتے ہین اور
اس اعتبار سے کہ پرورش انکی اصل وجود پر ایک فرع ہے باپ کے وجود سے مشابہت
رکھتے ہین پس محبت انکے پہلے قسم محبت یعنے محبت الہی سے کم ہوئے اور دوسرے قسم محبت سے

زیادہ ہوئے کیونکہ تربیت انکی اصل وجود پر لاحق ہوئی ہے

وہ باپ کی تربیت سے شریف تر ہے — فی الحقیقت

کرنیوالا جسم اور روح کا ہے اور مرتبہ اوسکا زندگی مین مرتبہ فائق

اور مرتبہ باپ سے فایق ہے — سلطان سکندر سے کسی نے پوچھا کہ آپ باپ

زیادہ تر دوست رکھتے ہو یا اوستاد کو بادشاہ نے کہا کہ اوستاد کو لان ابی کان سببا

لحیاتی الفانیہ ومعلمی کان سببا لحیاتی الباقیہ یعنے تحقیق باپ میرا سبب ہے واسطے

حیات فانی کے اور اوستاد میرا سبب ہے واسطے حیات دائمی کے پس

فضیلت جسم پر ہے اوسیقدر حق معلم کا باپ کی حق سے زیادہ تر ہے

کی محبت اور تعظیم مین بہ نسبت محبت باپ کے بہی رعایت اور نسبت ملحوظ رکھنے چاہئے —

محبت اوستاد کی جو شاگرد کی نسبت نیک امور مین ہو وہ شریف تر ہے — اوس محبت

سے جو باپ کو بیٹے کے نسبت ہو اس دلیل سے کہ تربیت اوستاد کی فضیلت کامل اور حکمت

خالص سے ہوتی ہے اور نسبت اوستاد کے باپ کے ساتھ مثل نسبت نفس کے ہے جسم

کے ساتھ — جب تک مدارج محبت کے عادل شخص کے ذہن مین متصور نہون شرائط عدل

پر قیام نہین کر سکتا کیونکہ جو محبت ذات الہی سے رکھنی واجب ہے کسی غیر کو اوسمین

شریک کرنا عین شرک ہے اور ... ئیس کی تعظیم مثل باپ کے اور بادشاہ کی تکریم مثل

صدیق کے اور مان باپ و دیگر اقربا کے محبت مثل بیٹون کے عمل لانے عین جہالت

اور بی عقلی ہے اور یہہ ... ملا اور مخلوط کرنا موجب اضطراب اور فساد اور ملامت اور

شکایت کا ہے جب ہر ایک شخص کا حصہ محبت کا پورہ بجا لائے تو الفت دوستون اور

اہل و رتارہ کے واجبی طور پر اور ادا کرنا حق ہر ایک مستحق کا ظہور مین آئیگا

صداقت مین خیانت کرنی رزق کی خیانت سے بدتر ہے حکیم اول نے اسباب مین کہا

ہے کہ محبت غیر خالص مثل کہوٹہ درم اور دینار کے جلدی دور ہو جاتی ہے پس عقلمند

کو چاہئے کہ ہر باب مین نیت نیک رکھے اور ہر ایک مرتبہ کی حد اور اندازہ کو ملحوظ رکھے

پس صدیقون کو مثل اپنی ذات کے تصور کرکے اپنی نیکیون مین شریک سمجھے اور واقف
اور آشنا لوگون کو بمنزلہ دوستون کے رکھے اور حتی الامکان اسبات مین کوشش کرے
اور وہ لوگ درجہ واقفیت سے رتبہ صداقت کو پہونچین تا نیک خصلت اپنے نفس مین اور
رئیسون اور عیال اور قریبون اور صدیقون مین محفوظ رہے — شریر آدمی کہ اس خصلت
سے نفرت کرتا ہے اور رغبت سستی اور بیہودہ باتون کے اوسپر غالب ہے اور نیک اور
بد کے تمیز کرنے سے غافل ہے جو چیز نیک ہو اوسکو نیک جانتا ہے اور وہ خیالات بد جو اوسکے
ذہن مین متمکن ہین وہ باعث احتراز اوسکے کا ہین خبرداری نفس اپنے سے کیونکہ
بدی وہ چیز ہے کہ جس سے بالطبع احتراز کیا جاتا ہے جب اوسکو اپنی نفس سے احتراز ہو
تو جو چیز بجنس نفس کے ہے اوس سے بھی احتراز ہوگا پس ہمیشہ اوس چیز کا طالب ہوگا
جو اوسکو اپنی حال کی خبرداری سے ہٹا رکھے اور جو چیزین مثل بازی اور سامان لذائذ عرضی
کے جو اسکو بیخود کردے اونکی طرف حرص کرتا ہے کیونکہ خالی اور فارغ ہونے اوسکے سے
یہہ بات لازم آتی ہے کہ اپنی آپ سے باخبر ہو الا جب اسطرف متوجہ ہو تو صورت ایذا کے
دیکھتا ہے اور اون دوستون سے محبت رکھتا ہے جو اسکو اپنی ہستی سے بیخبر رکھین اور
اون چیزون مین لذت تصور کرتا ہے جو بیخود کردین اون چیزون کے مصروف رہنے مین
اپنی عمر کو فنا کرنا سعادت سمجھتا ہے کیونکہ وہ اضطراب اور بیقراری جو اوسکے نفس مین
کشش قوای متفاوتہ ناریاضت یافتہ سے مثل رقابت خواہشون اور طلب جاہ کے بلا استحقاق
کے پیدا ہوتی ہے اور وہ مرضین جو ان کششون سے لازم آتی ہین مثل غم اور غصہ اور خوف
وغیرہ کے یہہ سب اوسکو بیخبر رکھتے ہین سبب اسکا یہہ ہے کہ جمع ہونا ضدون کا ایک وقت مین
نہین ہوسکتا اور ایک سے دوسری طرف انتقال کرنا جو اضطراب عبارت اس سے ہے موجب
تکلیف کا ہے اور ہم نشینی اور صحبت ایسے دوستون کی اور کثرت مصروفیت لہو و بازیے
کہ اوسکو اپنی حال کی خبرداری سے ہٹا دیتی ہے اسقدر فرصت نہین ملتی کہ تا کسی وقت
ان کششون کی تکلیف سے خلاصی ہو اسلئے اوس زوال اور وبال سے جو عاقبت اور انجام کو لاحق

ہوتا ہے غافل رہتا ہے پس اوسی حال پر خوش ہوکر اوسکو سعادت جانتا ہے ایسا
آدمی حقیقت مین اپنی ذات کا دوست نہین ہوتا ورنہ اپنے نفس کی مفارقت نہ چاہتا
بلکہ اور کسی کا دوست بہی نہین ہوتا کیونکہ غیر کی محبت بعد محبت اپنی ذات کے ہے
جب وہ کسی کا دوست نہوا تو کوئی اسکا بہی دوست نہوا کوئی شخص اوسکے خیرخواہی
نہین کریگا تا اس حد تک کہ نفس اوسکا بہی نیک خواہ نہوگا انجام اسحالت کا نہایت
حسرت اور افسوس ہے الا مرد نیک اور فاضل جو اپنی ذات سے کامیاب اور
مسرور ہوتا ہے وہ اپنی ذات کو ضرور دوست رکہتا ہے اور غیر آدمی بہی اوسکو
دوست رکہتے ہین کیونکہ شریف اور عمدہ چیز محبوب ہوتی ہے جب وہ شخص اپنی
ذات کو دوست رکہے اور صداقت اور مواصلت اوسکے اختیار کرے پس
وہ اپنی ذات کا صدیق ہوا اور ہم غیر لوگ بہی اوسکے صدیق ہونگے یہہ خصلت
مستلزم احسان اور مروت کرنے کے ہے غیر لوگون کے ساتہہ ہم ارادی قصد کے
اور ہم بغیر قصد کے موجب اسکا یہہ ہے کہ افعال اوسکی بذاتہ لذیذ اور محبوب ہوتے ہین
اور جو چیز لذیذ اور محبوب ہوتی ہے اوسکو ہر ایک شخص اختیار کرتا ہے پس
اس سبب سے مرید اور تابع اوسکے بہت لوگ ہو جاتے ہین اور اثر احسان اوسکا
تمام لوگون پر شامل ہوتا ہے اور یہہ احسان زوال اور فنا سے محفوظ ہوکر ہمیشہ زیادہ
ہوتا رہتا ہے برخلاف اوس احسان کے جو عارضی ہو اور باعث اوسکا کوئی حالت
غیر معتاد ہو جو اوسحالت کے زوال سے انقطاع احسان کا ہو جائے اور منقطع
ہونا احسان کا ملامت اور شکایت پیدا کرتا ہے اس سبب سے عارضی احسان کرنیوالے کو
چاہیے کہ اوسپر ہمیشگی اور مداومت کرے کیونکہ اکثر صناعتین ایسے ہین کہ پہلے دشوار
معلوم نہین ہوتے اور ہمیشگی کرنی اونپر دشوار ہوتی ہے اور وہ محبت جو اس قسم کے
احسان پر عارض ہو اوسکو لوامہ کہتے ہین — الا وہ محبت کہ درمیان محسن اور محسن الیہ کے
ہو وہ متفاوت ہوتی ہے یعنی محبت محسن کے محسن الیہ کے ساتہہ بنسبت محبت محسن الیہ

کے محسن کے ساتھہ زیادہ تر ہوتی ہے دلیل اسکی یہہ ہے کہ حکیم اول کا مقولہ ہے کہ قرض دینے والا
اور احسان کرنے والا کے توجہ ہوتی ہے اور بر حال قرض لینے والا اور احسان قبول کرنے
والا کے اور اوسکی سلامتی چاہتا ہے اور شاہد کہ قرض دینے والا قرض لینے والا کی سلامتی
محبت کے تقاضا سے نہ چاہتا ہو بلکہ اپنے قرض واپس لینے کیواسطے چاہتا ہے یعنے سلامتی
اور بقا اور دولتمندی اور خیر خواہی اوسکی اس نظر سے چاہتا ہو کہ اپنے حق پر فایز
ہو جاوے - الا قرض لینے والا کو قرض دینے والے کے خیال پر یہہ توجہ نہین ہوتی اور اس قسم کے
دعا اوسکے حق مین نہین کرتا - الا احسان کرنے والا احسان قبول کرنے والا کو
دوست رکھتا ہے اگرچہ اوس سے کسیطرح کی منفعت کی امید نہو - سبب اسکا
یہہ ہے کہ جو شخص کوئی کام نیک کرتا ہے اپنی کی ہوئی چیز کو دوست رکھتا ہے اگر
وہ چیز قایم رہے تو محبت اوسکی نہایت کے درجہ پر پہونچ جاتی ہے - الا احسان
قبول کرنے والا کے محبت احسان کے طرف ہوتی ہے نہ محسن کے ساتھہ یعنی
محسن محبوب اوسکا بالعرض ہوا - اور وہ محبت کہ احسان کے ذریعہ سے حاصل
کرین اور ایک مدت دراز اوسکے درستگی مین صرف ہو وہ بھی مثل اوس مال کے
متصور ہوتے ہے کہ نہایت سختی اور مشقت سے اوسکو حاصل کیا ہو یعنی جیسا کہ کوئی
شخص نہایت سختی اور مصیبت سفر دور دراز سے مال حاصل کرے تو اوسکے خرچ
کرنے مین صرفہ اور بخل کرتا ہے بر خلاف اوس شخص کی جو بآسانی اوسکو مال حاصل
ہو جائے مثل وارثون کے ویسا ہے جو شخص رنج اور مشقت سے محبت پیدا کرتا ہے
اوسکو اوس محبت کا قدر ہوتا ہے اور زوال اوسکے سے خایف ہوتا ہے بہ نسبت
اوس شخص کے کہ جسکو اسکے حاصل کرنیمین زیادہ تر کوشش کرنے کی حاجت نہ پڑی ہو
اسی سبب سے ماں بیٹے کو باپ کی نسبت سے زیادہ تر دوست رکھتی ہے اور اوسکی
جانب شفقت اور محبت ہوتی ہے کیونکہ تربیت اور پرورش اوسکی زیادہ تر رنج
اور مشقت سے کی ہوئی ہوتی ہے - اور شاعر اپنے شعر کو زیادہ تر دوست

راہتا ہے غیرون کے شعرون سے اپنے شعر کا لطف اوسکو زیادہ معلوم ہوتا ہے ویسا
جس کاریگر نے اپنی صنعت کو زیادہ تر رنج اور مشقت سے بنایا ہو — اور یہہ امر
واضح ہے کہ سختی منفعل کے مثل سختی فاعل کی نہین ہوتی اور لینا منفعل ہے اور بخشنے والا
فاعل پس ان دلایل سے معلوم ہوا کہ محسن کی محبت محسن الیہ کے محبت سے زیادہ ترہوتی ہے
کبھی محسن بطریق حریت کے احسان کرتا ہے اور کبھی بہ نظر نیکنامی کے اور کبھی یا کرتا ہے سب قسمون سے
افضل یہہ ہے کہ بطریق حریت کے کرے کیونکہ نیکنامی اور تعریف ہمیشہ کی اور محبت
عام لوگون کی خود تبعًا حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ وہ بالذات مقصود نہو — اور
ہم بیان کر چکے ہین کہ جو شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اوس
شخص کے حال پر جو اوسکے نفس کو دوست رکھتا ہے احسان کرے پس ہر ایک شخص اپنے
نفس پر احسان کرنا چاہتا ہے — جب موجبات دوستی کے نیکی ہے یا لذت یا نفع
جو شخص ان قسمون مین فرق نکر سکے اور اسبات پر واقف نہو کہ انمین سے کون سے
بہتر اور افضل ہے وہ نہین جانتا کہ اپنے نفس پر کیونکر احسان کرنا چاہیے اسی سبب سے
بعضی آدمی لذت کو اختیار کرتے ہین اور بعضے منفعت کو اور بعضے بزرگی اور منصب کو
کیونکہ وہ لوگ نیکی کے فضیلت سے آگاہ نہین ہوتے خطا کرتے ہین — جو شخص
نیکی کے لذت سے خبردار ہوتا ہے وہ لذات خارجی ناپائیدار پر راضی نہین ہوتا بلکہ
جو لذت سب لذتون سے بلند اور عظیم ہے اوسکو اختیار کرتا ہے اور وہ لذت
نفس ناطقہ کے اہل ہے اس فضیلت کا پیرو افعال الہی کا ہوتا ہے اور لذات حقیقی سے
بہرہ یاب ہوتا ہے دوستون اور غیر دوستون کو مروت کرنے سے نفع پہونچاتا ہے
اور غلبہ جوانمردی کے باعث اسبات پر قادر ہوتا ہے کہ اپنے ہم قومون پر غالب ہو
— جب گفتگو ہماری محبت کے باب مین ہے اور محبت حکمت اور خیر کے بہی باب

حریت کے یہہ معنی ہین کہ احسان کرنیکو ایک عمدہ فضیلت تصور کرکے عمل مین لاوے اوسمین
کوئی امر مثل ریا اور نیکنامی وغیرہ کے مدنظر نہو

مین داخل ہے اوسکا بیان کرنا بھی لازم ہے ہم بیان کرتے ہین کہ حکمت کے محبت اور
مشغول ہونا امور عقلی کے طرف اور استعمال کرنا فکر اور رای کا یہہ سب باتین جزو الہی
یعنی نفس ناطقہ جو انسان کی ذات مین موجود ہے اوس سے تعلق رکھتے ہین اور جو
آفتین دیگر اقسام محبت پر عارض ہوتی ہین اونسے محفوظ نہ چھلی کے اسمین گنجائش ہے
نہ کوئی شریر آدمی اسمین دخل دے سکتا ہے کیونکہ سبب اسکا خیر محض ہے اور جز محض
مادہ سے اور مادہ کی شرارت سے پاک ہے - جب تک بنی نوع انسان فضایل
اور اخلاق انسانی کو استعمال مین لاتا ہے - اس خیر کی ماہیت اور حقیقت اوسپر واضح
نہین ہوتی - اور سعادت الہی سے محروم رہتا ہے الا اسقدر فائدہ ہے کہ اس فضیلت
یعنے خیر محض کے حاصل کرنے کے واسطے اون فضایل کے احتیاج ہوتی ہے جب
بعد حصول ان فضایل کے فضیلت الہی یعنے خیر محض کیطرف مشغول ہوتا ہے
تو اوسوقت نفس الامر مین اپنی ذات کیطرف مصروفیت متصور ہوتی ہے مجاہدہ
اور رنج طبیعت سے اور مجاہدہ نفس اور قوائے نفسانی سے فارغ ہو کر پاک
لوگون کے ارواح اور مقرب فرشتون سے اختلاط حاصل کرتا ہے تا جسوقت
وجود فانی سے وجود باقی کیطرف انتقال کرتا ہے نعمتین ابدی اور سرور دائمی سے
فایز ہو جاتا ہے - حکیم ارسطاطالیس کا بیان ہے کہ سعادت تام خالص اونکو حاصل
ہوتی ہین جو مقرب بارگاہ الہی کے ہون اور یہہ لایق نہین کہ فضایل انسانی کو
ہم فرشتون کیطرف نسبت کرین کیونکہ فرشتے ایک دوسرے کے ساتھہ کسیطرح کا
معاملہ نہین کرتے اور ایک دوسرے کے پاس امانت نہین رکھتے اور تجارت کا
اونکو حاجت نہین تا عدالت کے محتاج ہون اور کسی چیز سے اونکو خوف نہین
تا شجاعت اونکے نزدیک پسندیدہ ہو اور خرچ کرنیکی اونکو حاجت نہین
تا سخاوت کرنے کی ضرورت پڑے اور خواہشات طبعی مین وہ مبتلا نہین تا
عفت کے محتاج ہون اور عناصر اربعہ سے وہ مرکب نہین تا غذا کے

اونکو حاجت پڑے پس یہہ نیک پیدائش منجملہ تمام مخلوقات الہی کی فضائل انسانی سے
مستغنی ہین اور ذات باریتعالی کی ایسی باتون مین فرشتون سے بہی زیادہ تر پاک
اور بلند ہے بلکہ وصف کرنے ذات باریتعالی کی کسی ایسی چیز بسیط کے ساتہہ کہ
امور عقلی اور اقسام خیرات اوس سے متشابہہ ہون تشبیہہ بعید ہے - لائق
اور حق الامر کہ جسمین بسیط حکمی کچہہ نیکت نہین یہہ ہے کہ اللہ تعالی کوئی دوست نہین
رکہتا الا وہ سعید اور نیک آدمی کہ سعادت اور خیر حقیقی پر واقف ہو اور حتی الامکان
اوس ذات پاک کا قرب حاصل کرے اور رضا اوسکی چاہے اور افعال اوسکے کی
پیروی کرے تا مورد رحمت اور رضا اور قرب کا ہو اور استحقاق تام محبت کا
حاصل کرے بعد اسکے حکیم موصوف نے ایک بسا لفظ بیان کیا ہے کہ ہمارے طریق مین
بیان کرنا اوسکا جایز نہین اور وہ یہہ ہے کہ جسکو اللہ تعالی دوست رکہتا ہے
اوسکے امور کے ذمہ داری کرتا ہے جیساکہ دوست ذمہ داری دوستون کے
کامون کے کرتے ہین اور اونکے ساتہہ احسان کرتے ہین ایسیواسطے حکیم کیواسطے عجیب
عجیب لذات اور فرحتین حاصل ہوتی ہین جو شخص اصل حقیقت حکمت پر فایز
ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ لذت تمام لذتون سے اعلی اور افضل ہے پس ان لذتونکی طرف التفات نہین کرتا
اور کسی حالت پر جو ماسوای حکمت کے ہو توجہ نہین ہوتی - جب ایسا ہوا تو
پس وہ حکیم کہ جسکی حکمت تمام حکمتون سے اعلی اور افضل ہے وہ ذات اللہ تعالی
کی ہے اور حقیقت مین اوسکو دوست نہین رکہتا الا جو شخص اوسکے بندیون سے
حکیم سعید ہو کیونکہ ہر ایک چیز اپنی شبیہ کو دوست رکہتی ہے ایسے سبب سے
یہہ سعادت کل سعادتون سے بلند تر ہے یہہ سعادت انسانی نہین ہوتی کیونکہ یہہ
قسم سعادت کا حیات طبعی اور قوائے نفسانی سے پاک و بلند ہے اور اس سے
نہایت بعید اور دور ہے - وہ ایک بخشش الہی ہے - اوس شخص کو عطا ہوتی ہے
جو برگزیدہ بارگاہ الہی کا ہو بعد اوسکے اسکو عطا ہوتی ہے جو معرفت الہی کے

طلب مین کوشش کرے اور تمام عمر اپنی اوسکے شوق مین اور برداشت کرنے رنج اور مشقت
مین صرف کرے کیونکہ جو شخص ہمیشہ محنت کشی نکریگا بازی کیطرف مایل اور مشتاق ہوگا
کیونکہ بازی راحت سے مشابہ ہے اور راحت نہ کمال سعادت کا ہے اور نہ سبب
حصول سعادت کا ہے اور راحت بدنی کیطرف وہ شخص مایل ہوتا ہے کہ صورت
انسانی اور سیرت چارپایون کی رکھتا ہو مثل غلامون اور لڑکون کی یہہ لوگ سعادت سے
موصوف نہین ہوسکتے اور مرد عاقل اور فاضل اپنی ہمت عمدہ اور افضل
امور مین مصروف رکھتا ہے اور یہہ بھی حکیم اول کا مقولہ ہے کہ لایق نہین کہ
انسان کے ہمت امور متعلقہ انسانی مین صرف ہو اگرچہ وہ انسان ہے اور نہ حیوانات
مردہ کی ہمت پر راضی ہو جائے اگرچہ انجام اوسکا مرگ ہے بلکہ مناسب ہے کہ ہمہ
تن متوجہ اسبات کیطرف ہو کہ حیات ابدی حاصل کرے کیونکہ اگرچہ آدمی جسم کے
رو سے خورد ہے الا حکمت اور عقل کے سبب بزرگ اور شریف ہے اور جملہ
مخلوقات سے عقل کی بزرگی زیادہ تر ہے کیونکہ وہ ایک جوہر شریف حکم الہی سے
تمام چیزون پر غالب ہے اگرچہ سب نوع انسان جب تک اس دنیا مین ہے رفاہ
اور آرام ظاہری کیطرف محتاج ہے مگر جملہ ہمت اپنی اسیطرف مصروف نہین کرنی
چاہیئے اور جمعیت اور نہ بھی دولت دنیاوی مین کوشش بلیغ عملین نہ لائے کیونکہ
دولت دنیاوی انسان کو کمال پر نہین پہونچاتے بہت لوگ حالت درویشی مین افعال
کریمانہ عملین لاتے ہین اسی باعث سے یہہ قول حکما نے کہا ہے کہ وہ لوگ سعید
ہوتے ہین کہ جنکو سامان ظاہری سے اوسط درجہ کا نصیبہ حاصل ہو اور اونکی ذات سے
جو افعال صادر ہون حسب تقاضای فضیلت کے ہون اگرچہ سرمایہ انکا کم ہو یہہ جملہ کلام
حکیم اول کی ہے بعد اسکے اوسنے بیان کیا ہے کہ صرف فضیلتون کا جاننا کافی نہین ہوتا
بلکہ عمل اور استعمال کرنا اونکا کافی ہے بعضی آدمی فضایل اور نیک امور کی طرف راغب
ہوتے ہین اور نصیحتون کو قبول کرتے ہین ایسے آدمی بہت کم ہین کہ صرف نیکی اور شرافت

طبیعت کے سبب بدی اور شرارت سے پرہیز کرین اور بعضی بدی اور شرارت سے
بسبب خوف عذاب اور ملامت کے پرہیز کرتے ہین اور اونکو دوزخ مین عذاب عاقبت کا
خوف ہوتا ہے اسی سبب سے بعضی آدمی بالطبع نیک ہوتے ہین اور بعضی شریعت کے
خوف سے نیک ہوتے ہین شریعت کی تعلیم اس قسم کے آدمیون کیواسطے مثل پانی کے ہے
اوس شخص کے لئے کہ جسکے حلق مین لقمہ بند ہو جاوے اگر شریعت سے ادب قبول
نکرین تو وہ مثل اوس شخص کی ہین کہ جس کے حلق مین پانی بند ہو کر ہلاک ہو جاوے
انکی اصلاح کے لئے کوئی حیلہ کارآمد نہین ہوتا پس نیک بالطبع اور فاضل آدمی اللہ
تعالی کا محب ہوتا ہے ہماری تدبیر اور اختیار سے کام اوسکے درست نہین
ہوتے بلکہ اللہ تعالی اوسکے کامون کے تدبیر اور درستی فرماتا ہے ان مقدمات
سے معلوم ہوا کہ نیک اور سعید آدمی تین قسم پر ہوتے ہین اول وہ شخص کہ ابتدا پیدائش مین
اثر نجابت اور شرافت اوس مین ظاہر ہو حیا اور کرم اوسکے طبع مین موجود
ہو جاوے اور عمدہ تربیت سے خصوصیت رکھتا ہو اور نیک آدمیون کی صحبت
اور ہمنشینی کیطرف راغب اور بدکردارون کی صحبت سے محترز ہو۔ دوسرا وہ
شخص کہ ابتدا پیدائش مین یہہ وصف نرکھتا ہو بلکہ اس وصف کو سعی اور کوشش سے
پیدا کیا ہو جب آدمیون مین اختلاف دیکھے تو راستی پر ہمیشگی کرے تا حکیمون کے مرتبہ پر
فایز ہو جائے یعنے علم اوسکا صحیح اور عمل اوسکا نیک ہو جاوے اور یہہ مرتبہ علم فلسفہ کے
حاصل کرنے اور تعصب کے چھوڑنے سے حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جسکو
اکراہ اور جبر کے ساتھہ بذریعہ سیاست شرعی یا تعلیم علم حکمت کی اسطرف متوجہ
کرین۔ اور یہہ بات واضح ہے کہ اسمقام پر کہ ان تینون قسمون سے قسم دوسرا
مطلوب ہے کیونکہ اصلی پیدائش مین نیک اور سعید ہونا یا اکراہ اور جبر کے ساتھہ
اوسکی نیکی پر لانا یہہ کوشش اور جہد طالب پر منحصر نہین بلکہ یہہ امور خارجی ہین اور
سعادت تام حقیقی کوشش کرنے والہ کو حاصل ہوتی ہے، اور محب الہی ہوتا ہے اور شقی

و بدبخت ہلاک ہونیوالہ ضد اسکی ہے واللہ اعلم بالصواب

تیسری فصل آدمیون کے اجتماعات کے اقسام بیان کرنیمین اور تشریح احوال مدن کے

اس سبب سے کہ ہر مرکب کیواسطے ایک طرحکی خاصیت اور حکم اور شکل ایسی ہوتی ہے کہ جسکے سبب سے وہ دوسری چیزون سے ممتاز اور مختص ہوتا ہے اور اجزائے اوس مرکب کو اوس خاصیت مین مشارکت نہین ہوتا آدمیون کے اجتماع کی واسطے بھی از روی یکجا جمع ہونیکی ایک طرح کی صورت اور خاصیت ہے برخلاف اوس خاصیت کے کہ اونمین سے ہر شخص مین موجود ہو جب افعال ارادی انسانون کے دو قسم پر منقسم ہین ایک نیک دوسرا بد پس اجتماعات آدمیون کی بھی دونو قسمون پر منقسم ہوئی پہلا قسم نیکی کے سبب سے ہے اور دوسرا بدی سے پہلے قسم کو مدینہ فاضلہ کہتے ہین اور دوسری قسم کو مدینہ غیر فاضلہ اور مدینہ فاضلہ ایک قسم سے زیادہ نہین ہوتا کیونکہ راستی مین کثرت نہین اور نیکی کا طریق ایک سے زیادہ نہین ہوتا — الا مدینہ غیر فاضلہ کے تین قسم ہین اول وہ کہ اجزائے مدینہ یعنی اشخاص انسانی استعمال قوت عقلی سے خالی ہون اور سبب جمع ہونے اور تمدن اونکی کا پیروی و تابعداری کسی قوت ہو سوائے قوت عقلی کے اسکو مدینہ جاہلہ کہتے ہین — دوسرا قسم وہ ہے کہ اشخاص انسانی استعمال قوت عقلی سے خالی نہون مگر قوائے دیگر قوت عقلی پر غالب ہون اسکو مدینہ فاسقہ کہتے ہین — تیسرا قسم وہ ہے کہ باعث نقصان عقلی کے اپنے تصور اور خیالمین ایک طرح کا قانون وضع کرلین اور اوسکا نام فضیلت مقرر کرکے اوسپر بنا مدینہ قایم کرین اسکو مدینہ ضالہ کہتے ہین اور ہر ایک کے ان تینون قسم مدینون سے بیشمار اور لاانتہا شاخین ہین کیونکہ چھوٹی اور برائی کے کوئی حد اور نہایت نہین — اور مدینہ فاضلہ مین بھی مدینہ غیر فاضلہ اون موجبات سے جو بعد اسکے

ہم بیان کرینگے پیدا ہو جاتا ہے اسکو توانت کہتے ہین غرض ان مدینون سے پہچانا
مدینہ فاضلہ کا ہے تا دوسری قسمون کو اس مرتبہ پہونچایا جائین — الا مدینہ فاضلہ
اون لوگون کے جمع ہونیکو کہتے ہین کہ جنکی ہمتین حاصل کرنے نیکیون اور دور کرنے
بدیون پر مصروف ہو اور البتہ ان لوگون کے درمیان دو باتون مین اشتراک
ہوتا ہے ایک رائیون مین اور دوسرا افعالون مین الا اتفاق انکا رائیون مین
اسطرح پر ہوتا ہے کہ انکا اعتقاد خلقت کے مبدا اور معاد مین اور جو حالات
کہ مبدا اور معاد کے درمیان ہین مطابق راستی کے ہوتا ہے — اور ایک دوسرے کے
رائے کے موافق ہوتا ہے — الا افعالون مین اتفاق اسطرح پر ہوتا ہے کہ کمال حاصل
کرنے کیواسطے سب ایک طریق پر ہوتے ہین اور جو افعال انسے صادر ہوتے ہین
وہ بالکل حکمت سے آراستہ اور تہذیب اور راستی سے پیراستہ اور قوانین
عدالت اور شرائط سیاست پر متضمن ہوتے ہین تا آدمیون کے اختلاف
اور متغیر ہونے حالات سے علتہ خائی اوس جماعت کے فعلون کے ایک ہو
اور فکر اور خیال ہر ایک کا ایک دوسرے کے موافق ہو — جاننا چاہیے کہ
قوت تمیز اور ادراک تمام آدمیون مین یکسان پیدا نہین کی گئی اسمین اسقدر
اختلاف ہے کہ ایک وہ اعلے درجہ ہے کہ جسکے مافوق کوئی درجہ متصور نہین اور
ایک ایسا پائین مرتبہ ہے کہ اوسے فروتر درجہ چارپایون کا ہے اور یہہ اختلاف
ایک گونہ سبب انتظام کا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے — جب قوت تمیز کی یکسان
نہوئی تو ادراک سب جماعت کا مبدا اور منتہی کو کہ بنسبت دیگر مدرکات کے
نہایت بعد اور دوری پر واقع ہین ایک طریق پر نہین ہو سکتا بلکہ وہ لوگ کہ
جو عقل کامل اور طبع سلیم اور عادت نیک سے موصوف ہین اور تائید الہی
اور فضل ربانی نے اونکو ہدایت بخشی ہو ہے اور ایسے لوگ شمار مین بہت کم ہین
یہہ لوگ معرفت مبدا اور معاد مین اور اسباب کی حقیقت کی دریافت کرنے

کہ ظہور مخلوقات کا مبدا اول کیطرف سے ہے اور انتہا سب کا بہی اوسی کیطرف ہے
موافق حق اور راستی کے جیساکہ ان لوگون کی طاقت اور قوت ہی پہونچے ہوئے
ہوتے ہین جبکہ نفس انسانی کے تابع کئے قوتین ایسی ہین کہ جسکے ذریعہ سے امور جسمانی
اور روحانی کو انسان ادراک کرتا ہے مثل وہم اور فکر اور خیال اور حس کے
اور انہین از روئے صفائی اور کدورت کے فرق ہوتا ہے جیساکہ علم حکمت مین
مذکور ہے اور کوئی قوت ان قوتون سے کسی وقت مین کیا خواب اور کیا بیدار مین
بیکار اور فارغ نہین ہوتے۔ اور دریافت کرنا مبدا اور معاد کا خاص جوہر نفس
شریف سے تعلق رکہتا ہے کسی قوت کو قوتون سے اسباب مین نفس کے ساتہہ
دخل اور شراکت نہین پس اوسوقت مین کہ ذات پاک اوس جماعت مذکورہ بالا کے
مشاہدہ مبدا اور معاد اور امور متعلقہ اوسکے مین مشغول ہوتی ہے تو ضرور
یہہ قوتین جو تابع نفس کے ہین تصور کرنے ایسے صورتون اور مثالون مین جو مناسب
اوسحال کے ہون مصروف ہوتی ہین چونکہ وہ ذات مقدس کہ جسکا پہیچاننا صرف نفس
انسانی پر منحصر ہے اس امر سے بہت منزہ اور بلند ہے کہ جسمانی قوتون مین منقوش
اور متصور ہو کیونکہ قوائے جسمانی سوائے مثل اور خیالات اور صورتون کے ادراک
نہین کر سکتین پس وہ مثالین بہی جسمانیات کے قسم سے ہوتی ہین الا اونمین سے
نہایت شریف اور لطیف تر اور ہر ایک قوت مین موافق رتبہ اور درجہ اوسکے
از روئے قرب اور بعد نفس کے شرافت اور لطافت صورتون کے منحصر ہے
الا قوت عقلی نے یقین کامل کے ساتہہ اسبات کا حکم کیا ہے کہ وہ ذات مقدس
ان صورتون سے پاک اور منزہ ہے یہہ جماعت بڑی افضل اور اجل حکیمون کا
ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ جو جماعت مذکورہ سے رتبہ مین کم ہین معرفت عقلی سے
بالکل عاجز رہتے ہین نہایت کا درجہ ادراک انکی کا قوت وہم کے ذریعہ سے
بسطرح تصور کرتا ہے جیساکہ حکما کے وہمون مین وہ موجود ہوتا ہے لیکن اسبات

واجب جانتے ہین کہ وہ ذات مقدس اس قسم کے تصورات سے منزہ ہے لیکن جب
اس جماعت کو اصل حقیقت معرفت کی طرف کچھہ دخل نہین ہے تو اونکو اسبات کی
اجازت حاصل ہے کہ احکام اسصورت کے اوپر مبدا اور معاد کے جاری کرین الا
اسطور پر کہ مبدا اور معاد یعنی ذات مقدس کو احکام اوس صورت سے جو انکی خیال مین
متمثل ہے اور مرتبہ مین صورت وہمی کے مرتبہ سے اور جسمانیات سے قریب زیادہ ہے
منزہ اور پاک سمجھین اور اسبات کو لازم جانین کہ اوس ذات پاک کو صورت
وہمی سے کچھہ تشبیہ نہین ہے باوجود اسکے اسبات کے مقر ہوتے ہین کہ
معرفت پہلی قسم کے جماعت کے لوگون کے ہماری معرفت سے زیادہ تر کامل ہے
اس جماعت کو اہل ایمان کہتے ہین — جو لوگ رتبہ مین انسے بھی کم ہین اور تصورات
وہمی پر اونکو قدرت نہین وہ صرف خیالی صورتون پر قناعت کرکے مبدا اور
معاد کو جسمانی مثالون اور صورتون کیطرح خیال کرتے ہین الا اسبات کو واجب
جانتے ہین کہ جو اوضاع اور اطوار جسمانی چیزون کے ہوتی ہین اونسے وہ
ذات پاک بالکل بری ہے - اور دونو پہلے قسم کے جماعت کے لوگون کے
معرفت کے مقر ہوتی ہین اس جماعت کو اہل تسلیم کہتے ہین - اور جو لوگ کوتہ نظر
انسے بھی رتبہ مین کم ہین جو مثالین کہ اوس ذات پاک سے بہت بعید اور دور ہین
انپر کفایت کرتے ہین اور جسمانی مثالون پر کاربند ہوتے ہین یہہ ضعیف لوگ ہوتے ہین
اور ممکن ہے کہ اگر اسیطرح مرتبون کا خیال کرتے جائین تو نوبت صورت پرستون تک
پہونچ جائے — الغرض یہہ سب اختلاف بسبب مختلف ہونے استعدادون کے
ہوتی ہین مثال اسکی اسطرح چیز ہے کہ ایک شخص ایک چیز کی اصل حقیقت اور ماہیت کے
واقف ہے اور دوسرا صرف صورت پر اور تیسرا اوسصورت کے عکس پر کہ جو آئینہ
یا پانی مین نظر آئے اور چوتھا اوسکی تصویر پر جو کسی نقاش نے اوسیطرح کھینچی ہو و
علی ہذا القیاس — جب ہر ایک کا درجہ رسائی اور قدرت کسی شخص کا کسی ایک مرتبہ

تک ان مراتب سے پہونچکر ٹہر جائے اور آگے ترقی نکرسکے تو اوس شخصکو مقصر نہ
جاننا چاہیے بلکہ توجہ اوسکے کمال کے طرف ہے اور ہمت اوسکی معرفت الہی مین
مصروف ہے اور اہل شرع یعنے پیغمبر کہ کل جماعتون کے تکمیل کے واسطے مددگار ہین
موافق اس قول کے کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم (یعنی کلام کرو تم لوگونکے ساتھہ
موافق عقل اونکی کے) ہر شخص کی تکمیل موافق اونکے استعداد کے کرسکتے ہین طاقت
اوسکی اوس اندازہ سے جو اصل پیدائش مین دی گئی ہے یا عادت سے حاصل کی ہے زیادہ
نہین ہوتی - پس کلام اونکی کبہی محکم ہوتی ہے اور کبہی متشابہ اور توحید کے
باب مین کبہی صرف بی مثل ہونا - بیان کرتے ہین اور کبہی محض مشابہت - اور
ویساہی حالات معاد کے بیان کرتے ہین تاہر ایک فرقہ اپنے حق پر پہونچ جائے اور اپنا
حظ اوٹہائے اور ویساہی حکیم کبہی قیاسات برہانی استعمال مین لاتا ہے اور کبہی اقناعیات
قناعت کرتا ہے اور کبہی شعر اور خیالبندی پر عمل کرتا ہے تاہر ایک کو موافق اوسکے
استعداد اور لیاقت کے فائدہ پہونچ جائے اگرچہ ہر قوم از روئے اعتقاد کے
متوجہ کمال کے طرف ہوتی ہے الا ظاہر وضع اور طریق مین اختلاف ہوتا ہے
پس جب تک کہ فاضل اول کے جو مدبر مدینہ فضلا کا ہے پیروی کرین انکے درمیان
تعصب اور عناد نہین ہوتا اگرچہ از روئے ملت اور مذہب کے مختلف نظر آتے ہین
بلکہ اختلاف ملت اور مذہب کا انہین جو بسبب مختلف ہونے رسوم خیالات
اور مثالین اور عادات کے پیدا ہوا ہے اور علت غائی تمام کی ایک ہے بمنزلہ
اختلاف اقسام طعام اور لباس کی ہے کہ جنس اور رنگ طعام اور لباس کا
مختلف ہوتا ہے اور علتہ غائی تمام کی وہ ایک ہی قسم کی منفعت ہے - رئیس
مدینہ کا جو پیشوا انکا ہے اور بڑا بادشاہ اور رئیسونکا رئیس ہونا اوسکے حق مین ثابت ہے
ہر ایک فرقہ کو اپنے اپنے محل اور درجہ پر رکھتا ہے اور افسری اور خدمتگذاری کے
مراتب انکے درمیان مقرر کرتا ہے چنانچہ ہر ایک قوم ایک قوم کی نسبت درجہ ماتحت مین

ہوتی ہین اور ایک کی نسبت مرتبہ اعلی مین تا ایک ایسی قوم تک نوبت پہونچ جاتی ہے
کہ اوسکے واسطے کوئی پایہ ریاست کا نہین ہوتا محض خدمتگار ہوتے ہین اس مدینہ کی رگ
اختلاف مرتبون مین مثل موجودات جہان کے ہوتے ہین اور ہر ایک بمنزلہ ایک مرتبہ کے
مراتب موجودات مین سے ہوتا ہے جو درمیان علت اولی اور معلول اخیر کے واقع ہوا ہے
اور یہہ پیروی ہے طریق الہی کے جو محض حکمت ہے۔ الا اگر پیروی مدبر مدینہ سے
روگردانی کرین تو انمین قوت غضبی قوت ناطقہ پر غلبہ کرنا چاہتی ہے تا تعصب اور
عناد اور مخالفت مذہب کے انکے درمیان پیدا ہو جاتی ہے جب رئیس کو اپنے مین سے
مفقود جانتے ہین تو ہر ایک ریاست کے دعوے پر قایم ہو جاتا ہے اور ہر صورت
اور شکل کو اون موہوم اور خیالی صورتون سے جو انکے ذہن مین مشہور ہوتی ہین ایک
بت قرار دیا جاتا ہے اور ایک قوم کو اپنی متابعت مین لے آتے ہین تا مخالفت
اور تنازعہ ہو جاتا ہے۔ اور از روئے تحقیقات اور دریافت کے معلوم ہوا ہے
کہ سبب پیدا ہونے اکثر مذاہب اہل باطل کا مذاہب اہل حق سے ہوا ہے ورنہ باطل
نفس الامر مین کچھہ چیز اور شی نہین ہے اور مدینہ فاضلہ کے لوگ اگرچہ اطراف
عالم مین مختلف ہوتے ہین الا حقیقت مین متفق ہین کیونکہ انکے دل باہم آراستہ ہین
اور ہر ایک دوسرے کی محبت سے آراستہ ہوتے ہین الفت اور دوستی مین مثل
ایک شخص کی ہوتے ہین جیسا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے
المسلمون ید واحدة علی من سواهم والمومن کنفس واحدة یعنے
مسلمان متفق اور غالب ہین دوسرون پر اور مومن لوگ مثل ایک ذات کی ہین
اور بادشاہ انکے جو جہان کے مدبر ہین اوضاع شریعت اور امور مصلحت معاشین
بطور ملائمت اور مناسبت وقت کے تصرف کرتے ہین الا اوضاع شریعت مین کچھہ
تھوڑا سا تصرف جزوی اور امور مصلحت معاش مین تصرف کلی ایسے سبب سے
دین اور ملک کا باہم تعلق ہے جیسا کہ بادشاہ عجم اور حکیم فرس اردشیر بابکان کا مقول ہے

الدین والملک توامان لا یتم احدھما الا بالآخر یعنی دین اور ملک
دونو توام مین نہین کمال کو پہونچا کوئی ان دونو مین سے الا دوسری کے سبب سے
کیونکہ دین اصل بنیاد ہے اور ملک رکن اوسکا جیسا کہ بنیاد بغیر رکنون کے بیفایدہ اور
رکن بغیر بنیاد کے خراب ہوتے ہین ویسا ہی دین بغیر ملک کے کچھہ نفع نہین دیتا
اور ملک بغیر دین کے واہیات ہے - اگرچہ یہہ قوم یعنی سلاطین اور مدبر مدینہ فاضلہ کے
شمار مین بہت ہون خواہ ایک زمانہ مین خواہ کئے زمانیون مین الا حقیقت مین
مثل ایک شخص کی ہوتے ہین کیونکہ توجہ انکی ایک مطلب کیواسطے ہے ہوتی ہے
اور وہ نہایت کا مرتبہ سعادت کا ہے اور طلب انکی ایک ہی مطلوب کیطرف
ہوتی ہے جو وہ معاد حقیقی ہے پس جو تصرف مدبر حال مدبر سابق کے احکام مین
کریگا از روی مصلحت کے وہ مخالف اوسکے نہین ہوتا بلکہ اوسکے قانون کے
تکمیل ہے بالفرض اگر یہہ مدبر حال مدبر سابق کے زمانہ مین حاضر ہوتا تو وہی قانون
جائز رکھتا اور اگر وہ مدبر سابق اس وقت مین حاضر ہوتا تو بہی تصرف عمل مین لاتا
کیونکہ طریق عقل کا ایک ہی ہے اس کلام کا مصداق شاید مقولہ حضرت عیسی علی
نبینا علیہ السلام کا ہے جو فرمایا ہے اونہون نے ما جئت لابطل التوریۃ
بل جئت لاکملہا یعنی نہین آیا مین واسطے اسبات کے کہ باطل کرون مین توریت کو
بلکہ آیا ہون مین واسطے اسبات کے کہ کامل کرون مین اوسکو - تصرف اور اختلاف
اور عناد اوس جماعت مین واقع ہوتا ہے جو صورت پرست ہون اور اصل حقیقت
کو نہ دیکھین - مدینہ فاضلہ کے رکن پانچ قسم کے ہوتے ہین اول وہ جماعت
جو مدبر مدینہ کے ہو یہہ لوگ اہل فضائل اور حکما کامل ہوتے ہین کہ قوت عقل اور رائے
صائب کے سبب بڑے بڑے امرون مین دوسرے لوگون سے ممتاز ہوتے ہین
اور پیشہ انکا جاننا اصل حقیقت موجودات کا ہے - انکو افاضل کہتے ہین - دوسری
وہ جماعت ہے کہ عام اور کم رتبہ والو لوگون کو کمال اضافی کے مراتب پر پہنچا دیتے ہین

اور عام لوگ اہل مدینہ کو اوس امر کیطرف جو فرقۂ اول کے اعتقاد مین ہے ترغیب اور
تحریص کرتے ہین تا جو شخص استعداد رکھتا ہو اونکی غلط اور نصیحت کرنے سے اپنے
درجہ سے ترقی کرے علم کلام اور فقہ اور خطابت و بلاغت اور شعر اور کتابت انکا پیشہ ہے
ان لوگون کو ذوی الالسنہ کہتے ہین - تیسری وہ جماعت ہے کہ عدالت کے ضوابط
اور قوانین انصاف مدینہ کے لوگون مین جاری رکھتی ہین اور لین دین کے معاملات مین
انصاف برتتے ہین اور لوگون کو مساوات اور اعتدال کے طریق کے طرف ترغیب
دیتے ہین علم حساب اور ہندسہ اور طب اور نجوم پیشہ انکا ہے انکو مقدران
کہتے ہین - چوتھی وہ جماعت ہے کہ واسطے حفاظت لوگون کے گھرون اور اہل
شہر کے نامزد ہوتے ہین اور مزاحمت بدن غیر فاضلہ کے لوگون کو انکے حالسے
منع کرتے ہین اور معرکہ جنگ اور لڑائیون مین شجاعت عمل مین لاتے ہین انکو
مجاہدان کہتے ہین - پانچوین وہ جماعت ہے کہ سامان رزق اور روزی ان سب
قسمون کے آدمیون کے لئے مرتب کرتے ہین خواہ لین دین اور تجارت اور حرفہ کے
ذریعہ سے خواہ جمع کرنے معاملہ آراضی اور دیگر وجوہات سے ان لوگون کو مالیانہ
کہتے ہین - اس مدینہ مین ریاست عظمی کا چار طرح پر حال ہوتا ہے اول یہہ کہ
بادشاہ علی الاطلاق یعنے جو کہ ہر طرح سے مالک ہو انکے درمیان حاضر ہووے علامت
اسکی چار چیزونکا جمع ہونا ہے اول حکمت جو سب مطلبون کے علتہ غائی ہے دوسرے
دریافت اور ادراک کلی جو غائیات پر پہونچا دیوے تیسرا تیزی ذہن کہ منجملہ شرائط
تکمیل سے ہے چوتھا قوت جہاد اور جنگ کے کہ دفع اور منع دشمنونکا اس سے
متصور ہے ریاست کے باب مین اسکو ریاست حکمت کی کہتے ہین - دویم یہہ کہ
بادشاہ علے الاطلاق انمین حاضر نہو اور یہہ چار خصلتین ایک شخص کے وجود مین
جمع نہون الا چار آدمیون مین حاصل ہوئین اور یہہ چار آدمی باہم متفق ہو کر
مثل ایک شخص کی تدبیر مدینہ مین قیام کرین اسکو ریاست افاضل کہتے ہین سیوم وہ

کہ یہہ دونو ریاستین موجود نہون الاّ ایک رئیس ایسا موجود ہو کہ زمانہ سلف کے رئیسون کے
طور و طریق پر جو اوصاف مذکورۃ الصدر سے وہ موصوف ہو چکے ہون واقف ہووے
اور ہر ایک طریقہ کو تیزی عقل سے اپنے وقت اور موقعہ پر استعمال کر سکتا ہو اور انتخاب
کرنے ان امور پر کہ آیا یہہ طریق موافق قاعدہ سلف کے ہے یا نہین ہے قادر
ہووے اور وصف تیزی حکم اور خوش کرنے رعایا اور قوت جنگ سے موصوف
اسکی ریاست کو ریاست سنت کہتے ہین - چہارم وہ کہ یہہ جملہ اوصاف ایک
شخص مین موجود نہون بہت آدمیون مین پائی جائین اور وہ باتفاق ہمدگر مدینکے
تدبیر مین قیام کرین اسکو ریاست اصحاب سنت کہتے ہین الاّ وہ ریاستین کہ تحت
ریاست عظمی کے ہین جملہ صناعات اور افعالون مین انکو اعتبار کرنا چاہیے اور
انتہا سب رئیسونکا ریاست مین رئیس اعظم کے ساتھہ ہوتا ہے - اس ریاست کے
مستحق ہونیکے تین سبب ہین اول وہ کہ فعل ایک شخصکا علتہ غائی دوسرے
شخص کے فعل کی ہو پس وہ شخص اس شخص پر رئیس ہوگا مثلاً گھوڑیکا سوار
رئیس ہوگا اوپر گاڑی کے سوار کے اور اس شخص پر جو زین اور لگام ڈالنے پر نوکر ہے
دوسرا وہ کہ دونو فعلون کے ایک علتہ غائی ہو الاّ ایک شخص کو اپنی عقل کے
ذریعہ سے اوپر تصور کرنے علتہ غائی کے قدرت ہوتی ہے اور اوسکو اندازا اور
مقدار مقرر کرنیکا ادراک حاصل ہوتا ہے اور دوسرے شخصکو یہہ طاقت نہین
ہوتی الاّ جب قواعد اوس صناعت کے پہلے شخص سے وہ آموختہ کر لیتا ہے تو
پہر اوس صناعت پر قادر ہو جاتا ہے مثل مہندس اور معمار کی پس پہلا شخص
رئیس ہوگا دوسری شخص پر - اس قسم مین اختلاف مرتبون کا بہت ہوتا ہے
کیونکہ ہر صنعت کے واضع اور موجد ہین اور اوس شخص مین جو اوس صنعت مین
کچھہ تہوڑا سا دخل رکہتا ہو بہت فرق ہے سب سے فروتر اور ادنے مرتبہ اوس شخص کا
ہوتا ہے جسکو بالکل قدرت اپنی تمیز سے کام کرنیکے نہو الاّ جب اہل صناعتی سے نصیحتین

اور ہر اہتین اسباب مین یاد رکھے آہستہ آہستہ اُن نصیحتون کی پیروی کرے تو اوسکو
انجام دیتا ہے ایسا شخص محض خدمتگذار ہی ہوتا ہے جو کسیطرحکی اسکو رایت حاصل
نہین ہے — تیسرا وہ کہ دونو فعلون کی توجہ ایک ہے علتہ غائی کیطرف ہو جو وہ
علتہ غائی ایک تیسرا فعل ہے الّا دونو مین سے ایک زیادہ تر شریف ہے اور اوس
علتہ غائی کیواسطے زیادہ تر مفید ہے مثل لگام ساز اور چرم ساز کی گھوڑے کی
سواری کے واسطے — عدالت کا مقتضائے یہہ ہے کہ ہر ایک اپنے مرتبہ پر رہے
اوس سے تجاوز نکرے — اور چاہیے کہ ایک شخصکو بہت طرحکی صناعتون مین
مشغول نکرین بلحاظ تین باتون کے اول یہہ کہ طبیعتون کیواسطے خاصیتین ہوتے ہین ہر
طبیعت ہر صناعت مین مشغول نہین ہوسکتے — دوسرا یہہ کہ جو شخص ایک
صناعت جانتا ہو اوسکو اوس صناعت کے احکام مین بعد یکمدت دراز غور کرنے اور زیادہ ہمت صرف
کرنے سے حظ اور خوشی حاصل ہوتی ہے جب وہ غور اور ہمت بہت صناعتون کی
طرف منقسم ہو جائیگی تو تمام مین خلل واقع ہو جائیگا اور کمال کے مرتبہ سے رہ
جائیگا — تیسرا یہہ کہ بعضی صناعات کیواسطے خاص ایک وقت مقرر ہوتا ہے اوس وقت
کی فوت ہونے سے اوس صناعت کا استعمال مین لانا بھی نہین ہوتا اور ایسا بھی ہوتا ہے
کہ ایک وقت مین دو صناعتون کا بالاشتراک اتفاق پڑ جاتا ہے ایک کی طرف
مصروف ہونے سے دوسرے سے باز رہنا پڑتا ہے — جب ایکشخص دونو صناعتین
جانتا ہو اوسکو اونمین سے اشرف اور افضل صناعت کی طرف مشغول کرنا اور
دوسرون کی جانب سے منع کرنا بہتر ہے تا جب ہر ایک وسکام کیطرف کہ جسکے ساتھ
اوسکی مناسبت زیادہ ہے مشغول ہوگا تو باہمدگر مدد کرنی ظہور مین آویگی اور نیکیان
زیادہ ہونگی برائی کم — مدینہ فاضلہ مین ایسے شخص سمجھے جاتے ہین کہ بالکل
فضیلت سے خالی ہون اونکا وجود مثل آلات اور اوزار کے ہوتا ہے
اور جب فاضل لوگون کے تدبیر کے ماتحت ہو جاتے ہین اگر تکمیل اونکی ممکن

ہوتی ہے تو کمال کو پہونچ جاتے ہین ورنہ مثل حیوانات کی ریاضت کش ہو جاتے ہین
مگر مدن غیر فاضلہ ہم بیان کر چکے ہین کہ یا جاہلہ ہوگا یا فاسقہ یا ضالہ — اور مدن جاہلہ کے
سفر قسم چھہ ہین پہلی قسم کو اجتماع ضروری کہتے ہین دوسرے کو اجتماع
مذالت تیسری کو اجتماع خست چوتھے کو اجتماع کرامت پانچوی کو اجتماع تغلبی
چھٹے کو اجتماع حریت — الا مدینہ ضروری اوس جماعت کے جمع ہونے کو کہتے ہین
کہ جنکی غرض واسطے حاصل کرنے اون امورات ضروری کے جنکو قایم رکھنے بدن
انسان مین دخل ہے مثل زرق اور لباس کی ایکدوسرے کو مدد کرنیکی ہو اور طریقہ
حاصل کرنے اوسکے بہت ہین بعضی نیک اور بعضی بد مثل کاشتکاری اور
اور چرواہی اور شکار اور چوری وغیرہ کے بالطریق مکر اور فریب کے یا بطریق
زبردستی اور دشمنی کے ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مدینہ مین سب طرح کی
اہل حرفہ جمع ہون اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مدینہ مین خاص ایک ہی طرح کے
اہل حرفہ ہووین مثل کاشتکاری وغیرہ افضل اہل ان مدینون کے لوگون کا
جو انکے نزدیک بمنزلہ رئیس اور سردار کے ہو وہ شخص ہوتا ہے جو حاصل
کرنے ضروریات کے لئے تدبیر اور حیلہ بہتر کر سکے اور حیلہ گری مین اون لوگونکو
اپنی ضروریات پر کامیاب کرنے مین سب پر فوق رکھتا ہو یا وہ شخص جو اونکو
رزق زیادہ تر بخشے - الا مدینہ مذالت جمع ہونا اوس جماعت کا ہے جو حاصل
کرنی دولت اور حشمت اور وافر جمع کرنی اور ذخیرہ کرنے اقسام ضروریات
مثل غلہ اور چاندی اور سونا وغیرہ کے باب مین ایکدوسرے کو مدد کرین اور
غرض انکے جمع کرنے اوس چیز سے جو مقدار حاجت سے زیادہ ہے سوائے جمعیت
دولت کے اور کوئی امر نہین ہوتا اور خرچ کرنا مال کا سوائے اون ضروریات کے
کہ جن پر قیام اور سلامتی بدنون کی منحصر ہے اور کسیطرح کے موقعہ پر جایز نہین رکھتے
اور حاصل کرنا مال کا بہت طرح کے کسبون اور پیشون سے کرتے ہین یا جو طریق

کہ اوس مدینہ مین مروج ہو اور رئیس انکا وہ شخص ہوتا ہے کہ جسکی تدبیر واسطے حاصل
کرنے مال اور نگاہداشت اوسکیکے کامل اور بہتر ہو اور اس معاملہ مین ان لوگون کو
ہدایت کرنے مین زیادہ تر قدرت رکھتا ہو اور اس جماعت کے مال حاصل کرنیکے
طریق یا ارادی ہوسکتے ہین مثل تجارت اور اجرت وغیرہ کے یا غیر ارادی مثل
چرواہی اور کاشتکاری اور چوری کے — الا مدینہ خست جمع ہونا اوس جماعت کا
ہے کہ لذات محسوسات مثل اقسام کہانے اوپینے اور شہوت رانی اور لہو وبازی سے
حظ اوٹہانے کے باب مین ایکدوسرے کو مدد کرین اور غرض انکے اس سے طلب لذت ہے
نہ قیام بدن کا اس مدینہ کو مدن جاہلیہ نیک اور خوش قسمت اور محل حسد کا جانتے ہین
کیونکہ اہل اس مدینہ کے غرض بعد حاصل ہونے ضروریات اور جمعیت دولت کی
ظہور مین آتی ہے اور سب سے زیادہ تر نیک اور خوش قسمت اونکے درمیان وہ شخص
ہوتا ہے کہ سامان لہو وبازی پر زیادہ تر قدرت رکھتا ہو اور سب سے زیادہ
اسباب لذات کے موجود رکھتا ہو اور رئیس انکا وہ شخص ہوتا ہے کہ ان اطوار کے
ساتھ اون لوگون کو حاصل کرنے اون مطلبون کے واسطے اچھی طرح مددگاری
کرسکے — الا مدینہ کرامت جمع ہونا اوس جماعت کا ہے جو بزرگی اور
بڑائی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرین خواہ وہ بزرگی قولے ہو خواہ
فعلے اور وہ بزرگیان خواہ دیگر اہل مدن سے حاصل کرین خواہ اپنے مدینہ کے
لوگون سے اور معاوضہ مساوی پر حاصل کرین خواہ بطور فاضلہ کے اور حاصل
کرنا بزرگی معاوضہ مساوی پر اسطرح سے ہوتا ہے کہ ایکدوسرے کو قرض کے طور
بخشش کرین مثلاً ایک شخص نے ایک وقت مین کسی شخص پر ایک طرح کا
احسان کیا اس مراد سے کہ وہ شخص بھی اوس قسم کا احسان یا اور کسیطرح کی
مروت کسی موقع پر اسکے حالپر کرے — اور بزرگی بطور فاضلہ کے یہہ تعریف ہے
کہ ایک شخص دوسرے پر احسان کرے تا وہ دوسرا شخص دوچندان اوس سے اوسپر

بزرگی قولے مثل دعوی نصیب دخاب اور فعلے مثل حصول کی منصب اور اہین سرا

مروت کرے اور یہہ موجب اوس استحقاق کے ہوتا ہے کہ جو اقرار باہم مقرر کیا ہوا ہو اور
لیاقت اس بزرگی کی ان لوگون کے نزدیک چار سببون سے حاصل ہوتی ہے یا جمعیت
دولت اور یا مدد وہی اسباب لہو یا ہو نا قدرت کا زیادہ مقدار ضروری سے
بلا تکلیف اور رنج کے مثل اوس شخص کی جو ایک جماعت کا مخدوم ہے اور معارف
مایحتاج کا سامان سب طرح سے اوسکے پاس مہیا اور موجود ہے یا وہ شخص ان تینون
امرون مین لوگون کو نفع رسان ہے جیسا کہ کوئی شخص ان تینون امرون سے ایک
امر کا کسی پر احسان کرے - نزدیک اکثر اہل مدن جاہلیہ کے استحقاق اور لیاقت بزرگی کے
لئے اور دو سبب بھی ہین ایک غلبہ اور دوسرا سبب غلبہ اسیطرح پر ہوتا ہے
کہ کوئی شخص ایک کام مین یا جہت کامون مین اپنی ذاتی طاقت سے یا مددگارون کے
ذریعہ سے یہ باعث افراط قوت کے یا بسبب کثرت آدمیون کے اپنے ہمسر پر
غالب آیا ہو اور اسباب مین شہرت پیدا کرے اون لوگون کے نزدیک بڑی
ناموری حاصل کی ہو تا اس حد تک کہ سب سے بڑا نامور اوسکو جانتے ہین کہ جسکو
کوئی شخص ایذا نہ پہونچا سکے اور وہ جسکو چاہے ایذا پہونچا سکے - الا سب وہ ہے
کہ جسکے باپ دادا دولتمندی اور خرچ ضروریات یا نفع رسانی یا شجاعت اور
یا ناچیز سبھی موت کے سبب سے لوگون پر غالب ہو چکے ہون - اور معاملہ بزرگی
معاوضہ مساوے کا مشابہہ معاملات اہل بازار کے ہے رئیس اس مدینہ کا وہ
ہوتا ہے جو تمام اہل مدینہ سے لیاقت بزرگیون کے زیادہ تر رکھے اگر حسب و نسب کا
اعتبار کرین حسب اوسکے سب کے حسبون سے اچھی ہو اگر خاص ذات کا رئیس
خیال کرین تو تونگری اور دولتمندی مین وہ سب سے زیادہ ہو اگر نفع رسانی کا
اعتبار کرین تو سب رئیسون سے بہتر وہ رئیس ہوتا ہے کہ اپنے پاس سے یا اپنے
حسن تدبیر سے لوگون کو دولت اور حشمت پر اچھی طرح کامیاب کرسکے اور محافظت
مال اور دولت کی ان پر بخوبی کرسکے بشرطیکہ غرض اوسکی ناموری کی ہو جمعیت

نہ جمعیت مال کے اور یا لوگون کو لذات پر جلدی اور زیادہ پہونچا سکے اور حالانکہ وہ خود طالب ناموری کا ہو
نہ طالب لذت کا۔ طالب ناموری کا وہ ہوتا ہے کہ جسکی خواہش یہہ ہو کہ مدح اور بزرگی اور تعظیم اوسکی
از روے قول اور فعل کے مشہور ہو اور لوگ اوسکو اوسکی زندگی مین اور بعد ممات نیکی سے
یاد کرین۔ ایسا رئیس اکثر اوقات دولت کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ اہل مدینہ کو نفع رسانی بغیر دولت کے
ممکن نہین ہے اور جسقدر افعال رئیس کے بڑے ہونگے احتیاج اوسکے مال کیطرف زیادہ ہوگی کیونکہ
اوسکے خیال مین یہہ امر ممکن ہے کہ میرا خرچ کرنا اور بخشنا از روے کرم اور حریت کے ہے۔ بغرض
نام اور وہ مال جو خرچ کرتا ہے یا اپنی قوم سے خراج کے طور پر لیتا ہے یا زبردستی کے طور سے
لیتا ہے اون لوگون سے جو مخالف اونکے ہی از روی رائے اور افعالون کے یا اونکی طرف سے دلمین کچھ کینہ
ہے اونپر قہر کرتا ہے اور اونکا مال بیت المالمین جمع کرتا ہے بعد ازان صرف مین لاتا ہے تا اوس
سے ناموری اور مشہوری حاصل کرے اور اوس ناموری کے ذریعہ سے مالک اونکا بن
جاوے اور اوسکی اولاد کو بعد اوسکے لایق ریاست کے لوگ تصور کرین اور ملک بعد اپنے
بیٹون کو دیوے اور ہو سکتا ہے کہ اپنی ذات کو جمعیت اوس دولت اور مال سے خاص کرے کہ
جسکا نفع دوسرونکو نہ پہونچے تا اوس مال کو لوگ سبب استحقاق بزرگی اوسکی کا سمجھین اور یہہ بھی ہوتا ہے
کہ اپنے ہمسرون دیگر بادشاہون کو بطریق معاوضہ یا بطریق سود کے دیتا ہے تا کہ ہر قسم کی بزرگیون کو
بخوبی حاصل کرے اور ایسا شخص اپنے آپ کو ایسی زینت اور حشمت سے آراستہ رکھتا ہے کہ جس
سے بزرگی اور زینت اور جلالت اوسکی ظاہر ہو مثل عمدہ لباس اور سامان فرش اور خدمتگذارون اور
گھوڑون کے تا کہ وقار اوسکا زیادہ تر ہووے اور اپنے دروازون پر دربان مقرر کرکے لوگون کو
اپنے پاس آنے سے باز رکھتا ہے تا کہ ہیبت اور رعب اوسکا زیادہ ہو جائے جب ریاست اوسکی
ثابت ہو کر لوگون کی عادت مین یہہ بات متمکن ہو جائے کہ بادشاہ اور رئیس ہمارے اس قسم کے
ہوتے ہین تو لوگونکو مختلف مرتبون پر مقرر کر دیتا ہے اور ہر ایک پر ہر ایک قسم کی بخشش اور انعام کر
جسکے وہ لایق ہو مثل عطا اور یا خطاب یا لباس یا گھوڑا یا کوئی اور چیز عمل مین لاتا ہے تا کہ تعظیم
حکم اوس کے ظہور مین آوے اور سب سے مقرب اوسکے پاس وہ شخص ہوتا ہے جو اوسکی بزرگی

مین اوسکو زیادہ مدد کرے اور طالب نعمتونکے اس ذریعہ سے قرب اوسکا چاہتے ہین تاکہ رتبہ
اونکا زیادہ ہو جائے۔ اور اس مدینہ کے لوگ دیگر مدینہ کے لوگون کو مدن جاہلیہ مین شمار کرتے ہین
اور اپنے آپ کو اہل فضیلت جانتے ہین اور سب سے زیادہ مشابہ مدن جاہلیہ مین سے مدینہ فاضلہ
کے ساتھ یہہ مدینہ ہے خصوصاً گر ریاست کے مرتبون کو اوپر قلت اور کثرت نفع کے مقدر سمجھین
جب اس قسم کے مدینہ مین بزرگی اور عظمت افراط کے مرتبہ کو پہونچ جاوے تو مدینہ جباران کا ہو جاتا ہے
اور نزدیک ہوتا ہے کہ مدینہ تغلب کیطرف رجوع کرے۔ الا مدینہ تغلب کا جمع ہونا اوس جماعت کا ہے
کہ ایکدوسرے کی مدد اس سبب سے کرین کہ اونکو دوسرونپر غلبہ ہووے اور یہہ مددگاری ایکدوسرے
کی اوسوقت کرتے ہین کہ جب تمام جماعت محبت غلبہ مین مشترک ہووے۔ اگرچہ انمین از روی قلت اور
کثرت کے فرق ہو اور علت غائی غلبہ کے بہت قسم پر ہوتی ہے بعضے شخص واسطے خون کرنے کے
غلبہ چاہتے ہین اور بعضے واسطے حاصل کرتے مال کے اور بعض کی یہہ غرض ہوتی ہے کہ لوگون کو مغلوب
کرکے ہم اپنے غلام اور بندی بنالین اختلاف اس مدینہ کے لوگونکا بموجب زیادتی اور کمی اس محبت کے ہوتا ہے
اور جمع ہونا انکا واسطے حاصل کرنے غلبہ کے خونریزی مین یا مال حاصل کرنے مین یا غلام اور پرستار بنانے
مین ہوتا ہے تا غیر آدمیون سے زبردستی کے طور پر چھین لین اور ان لوگونکو لذت بیچ قہر کرنے اور ذلیل
کرنے غیر کی حاصل ہوتی ہے اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو اپنے مطلوب پر بغیر اسباب کے
کہ کسی پر قہر کرین کامیاب ہو جاتے ہین تو اُس مطلوب کیطرف اُنکو التفات نہین ہوتا اور اس سے درگزر
کرتے ہین اور ان لوگونسے بعضے ایسے ہوتے ہین جو مکر اور فریب کے طریق پر لوگونپر قہر کرنا دوست رکھتے ہین اور بعضے ایسے
ہوتے ہین کہ مکری اور ظاہر لوشمنی کرنیکو دوست رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ یہہ دونون طریق استعمال مین لاتے
ہین اور ایسا بہت اتفاق پڑتا ہے کہ جو لوگ غلبہ اپنا واسطے خونریزی کرنے اور مال لوٹنے کے قہر کیطریق سے
چاہتے ہین جب کسی سوئی ہوئی آدمی کے سر پر پہونچ جاوین تو اوس کے خون اور مال کے متعرض
نہین ہوتے بلکہ اول اوسکو بیدار کرتے ہین اونکو یہہ گمان ہے کہ قتل کرنا اوسحالت مین جو اوسکو قدرت
مقابلہ کرنے کی ہو بہتر ہوتا ہے اس قسم کا قہر انکی طبیعتونمین زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے اور اس
جماعت کے لوگونکی طبیعت عموماً قہر کیطرف مایل ہوتی ہے الا اپنے مدینہ کے لوگونپر قہر نہین کرتے

کیونکہ اپنے مدینہ کے لوگونکی طرف ایکدوسرا اپنے بقا اور غلبہ کے واسطے محتاج مدد کا ہوتا ہے رئیس اس
جماعت کا وہ شخص ہوتا ہے کہ جسکی تدبیر واسطے قتل اور مکر اور دغا بازی کے اسباب سے اچھی ہو اور
دشمنونکے دور کرنے کیواسطے بہتر تدبیر کرسکے خصلت اس جماعت کی دشمنی کرنی تمام لوگونکے ساتھہ ہے
اور طریقہ اور روش انکی اسطرح پر ہوتی ہین کہ جب اوس روش پر چلین تو غلبہ کو نزدیک پہونچ جاتے
ہین اور فخر انکا کثرت غلبہ پر منحصر ہے اور اچھا لایق فخر کرنے کی اوس شخصکو جانتے ہین جو بہت دفعہ غالب
ہوا ہو آلات غلبہ کے یا نفسانی ہوتے ہین مثل تدبیر کرنے کے یا جسمانی مثل قوت کی یا دونون سے
خارج مثل ہتیارونکی اور اس جماعت کے اخلاق ظلم اور سخت دلی اور غصہ اور تکبر اور دشمنی اور
کثرت حرص کے کہانے پینے اور جماع پر اور طلب کرنا ان سب باتون کا ازراہ قہر اور قتل اور
ذلیل کرنا غیرونکا ہوا کرتے ہین اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ سب جماعت کو اس مدینہ کے لوگون
مین سے اس خصلت مین شراکت ہو اور ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ مغلوب لوگ بہی اونکے ساتھہ
اسے مدینہ مین بود و باش رکہین اور اہل غلبہ مرتبون مین باہم مساوی ہونگے یا مختلف اور اختلاف
انکا یا بسبب کمی بیشی نوبتہای غلبہ کے یا بباعث قرب اور بعد کے بہ نسبت اپنے رئیس کے ہوگا یا
بسبب قوت جسمی اور قوت رای اور ضعف رای کے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ مدینہ مین قاہر ایک شخص ہو اور باقی لوگ بمنزلہ آلات اوسکے
ہون کہ قہر کرنے مین اگرچہ بالطبع اونکا ارادہ نہو الا جب اونکی معاش متعلق اوس قاہر کے ہوتی ہی تو لابد اوسکے
مدد کرنی پڑتی ہے تو یہہ لوگ اوس قاہر کے لئے بمنزلہ اعضاء اور کتون کے ہوتے ہین بہ نسبت
مرد شکاری کے اور باقی لوگ اہل مدینہ مین سے مثل خدمت گذارون کے ہوتے ہین جو خدمت اسکی
کرتے ہین اور تجارت و زراعت مین مشغول ہوتے ہین باوجود اسکے مالک اپنے نفس کے نہین ہوتے
اور لذت انکی رئیس کے غیر شخص کے ذلیل کرنے مین ہوتی ہے پس مدینہ تغلب کا تین طرح پر ہوتا ہے
پہلا قسم وہ ہے کہ تمام لوگ اوس مدینہ کی تغلب چاہین دوسرا وہ ہے کہ بعض لوگ اونمین سے تغلب
چاہین تیسرا وہ کہ ایک شخص تنہا جو رئیس انکا ہو وہ تغلب چاہے اور جو لوگ واسطے حاصل کرنے
ضروریات یا اموال یا لذات یا بزرگی اور بڑائی کے تغلب کرنا چاہتے ہین نفس الامر مین اونکا
رجوع اون مدینونکی لوگونکیطرف ہوتا ہے جنکو ہم بیان کرچکے ہین اور بعض حکماء نے اونکو

مدینہ تغلبی مین شمار کیا ہے اور یہہ جماعت بہی اسیطرح تین قسم پر ہوتی ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے
کہ مدینہ کے لوگونکی غرض مرکب ہو غلبہ سے اور ایک چیز سے منجملہ ان مطلوبات کے اور اس اعتبار
سے متغلب لوگ تین قسم پر منقسم ہوتے ہین - اول وہ کہ لذت اونکی صرف قہر کرنے مین ہو اور خسیس
چیزون پر غلبہ کرنا چاہتے ہین اور اکثر اوقات جب اونپر قادر ہو جاتے ہین تو اوس چیز کو ترک کر
دیتے ہین جیساکہ زمانہ جاہلیت مین عرب کے بعض لوگونکی عادت تہی - دوسرا وہ کہ حصول لذت
کے لئے قہر استعمال مین لاتے ہین - اگر بغیر قہر کرنے کی مطلوب حاصل کرلین تو اوسجگہہ قہر استعمال
مین نہین لاتے تیسرا وہ کہ نفع کے لئے قہر کرتے ہین اگر وہ نفع بغیر قہر کرنے کے کسی شخص کے بخشش یا کسی
اور وجہہ سے حاصل ہو جائے تو پہر قہر نہین کرتے اور یہہ لوگ اپنے آپ کو عالی ہمت شمار کرتے ہین
اور مرد جانتے ہین اور پہلی جماعت کے لوگ مقدار ضروری پر کفایت کرتے ہین اور عام لوگ اسپر
انکی مدح کرتے ہین اور تعظیم بجالاتے ہین - اور جو لوگ طالب ناموری اور بزرگی کے ہین وہ بہی حاصل
کرنے ناموری کے ارتکاب قہر اور غلبہ کا کرتے ہین اور اس اعتبار سے اونکو جبار کہا جاتا ہے
کیونکہ جبار طالب ناموری کا ہوتا ہے از روی قہر اور غلبہ کے جیساکہ عادات اہل مدینہ لذت اور مدینہ
لیسار سے ہے کہ جاہل لوگ اونکو نیک بخت جانین اور دیگر مدینون کے لوگون سے افضل سمجہین ویسا ہی مدینہ
تغلب کے لوگون کو یہہ امر مدنظر ہوتا ہے کہ لوگ اونکو عالی ہمت سمجہین اور مدح انکی کرین اور ایسا ہی
ہوتا ہے کہ ان تینون مدینون کے لوگ متکبر ہو جائین اور دوسرونکی اہانت کرین اور لاف زنی اور
افتخار اور عجب اور طلب مدح پر اقدام کرین اور اپنے واسطے عمدہ عمدہ لقب مقرر کرتے ہین اور اپنے
آپ کو پسندیدہ اور ظریف سمجہتے ہین اور دوسرے لوگون کو بیوقوف اور خراب جانتے ہین
اور تمام خلقت کو بہ نسبت اپنے احمق تصور کرتے ہین جب تکبر اور رعونت انکے دماغ مین متمکن
ہو جاتی ہے تو زمرہ جباران مین داخل ہو جاتے ہین اور اکثر اوقات محب بزرگی اور ناموری کا تحصیل
اور طلب ناموری سے حاصل کرنا مال کا غرض رکہتا ہے اور غیر کی تعظیم بنظر حصول زر اوسے
یا غیر اوسکے سے عمل مین لاتا ہے اور اطاعت اور فرمانبرداری اہل مدینہ کی بہی مال کے طمع سے
چاہتا ہے اور شاید مال کے طمع واسطے لذت اور لہو بازی کے کرتا ہے کہ جب عزت زیادہ ہو جاوے

تو اچہا مال حاصل ہوگا اور مال کے ذریعہ حصول لذات کا آسانی کے ساتہہ ہو سکتا ہے پس اس سبب سے
طالب عزت کا طالب لذت کا ہو جاتا ہے اور جب اوسکو فوقیت اور ریاست حاصل ہو جاتی ہے
اوسکے وسیلہ سے بزرگی دولت کی حاصل کرتا ہے تاکہ اوس دولت سے اقسام کہانے پینے اور
شہوت رانی کے جو دوسرے لوگون کی نسبت سے مقدار اور لطافت مین زیادہ ہون حاصل کرے
الغرض وجوہات مرکب ہونے ان مطلبونکے ایک دوسریکے ساتہہ بہت ہین جب مفردات پر واقفیت
حاصل ہو جاوے تو جاننا مرکبات کا آسان ہو جاتا ہے - الامدینہ حریت کا کہ جسکو مدینہ جماعت کا کہتے ہین
جمع ہونا اوس جماعت کا ہے جو ہر فرد اوس جماعت کا مطلق العنان اور مخلی بالطبع ہوتا جو کچہہ چاہے
کرے اور اوس مدینہ کے لوگ درجہ مین برابر ہوتے ہین ایک کو اوپر دوسرے کے کچہہ زیادہ فضیلت
متصور نہین ہوتی اور سب اہل اس مدینہ کے نیک ہوتے ہین کسیکو انمین سے فوق نہین ہوتا الا جو کوئی
نیکی مین زیادہ ہو اور اس مدینہ مین اختلاف بہت اور ارادے مختلف اور خواہشین علیحدہ علیحدہ
پیدا ہوتی ہین جو اندازبیان اور شمار سے زیادہ ہین اور اس مدینہ کے لوگونکی بہت جماعتین ہو جاتی
ہین بعضے باہم موافق اور بعضے مخالف اور جو کچہہ کہ دیگر مدینون کے حال مین ہم بیان کر چکے ہین -
کیونکہ شریف اور خسیس اس مدینہ کی جماعتونمین موجود ہوتے ہین اور ہر ایک جماعت کا ایک رئیس ہوتا
ہے اور عام لوگ اس مدینہ کے رئیسونپر غالب ہوتے ہین کیونکہ رئیسونکو وہ کرنا پڑتا ہے جو عام لوگون
کی خواہش ہو اگر غور سے دیکہا جاوے تو انمین نہ کوئی رئیس ہوتا ہے نہ تابعدار الا سب سے نیک انکے
نزدیک وہ شخص ہوتا ہے کہ جماعت کی نیکی مین کوشش کرے اور اونکو مطلق العنان چہوڑ دے
اور دشمنون سے نگہداشت انکی رکہے اور اپنی خواہش ذاتی کے لئے مقدار ضروری پر کفایت کرے
اور افضل اور لائق تعظیم اور تکریم کے انمین سے وہ شخص ہوتا ہے جو ان اوصاف سے موصوف ہو اگرچہ
رئیسونکو یہہ لوگ اپنے ساتہہ مساوی جانتے ہین الا جب اوسمین کوئی چیز از قسم لذات موافق اپنے
خواہشونکے دیکہتے ہین تو یہہ مقابلہ اوسکے اوسکو مال دیتے ہین اور اکثر اوقات ایسے مدینون مین
وہ رئیس ہوتے ہین کہ جنکے وجود سے اہل مدینہ کو کچہہ فایدہ نہو اہل مدینہ انکو بہی مال اور انعام دیتے
ہین بسبب لحاظ اوس بزرگی کے جو انکی طرف سے اہل مدینہ کے خیال مین متمکن ہے وہ بزرگی

ذاتی ہو یا بباعث لحاظ اوس ریاست نیک کے جو اونکو ورثہ کی طور پہونچے ہو اور نگہداشت اوس حق
کی اہل مدینہ کو تعظیم اونکی پر بالطبع قایم رکھتی ہے - کل غرضین مدن جاہلیت کے جو ہم بیان کر چکے ہین
اس مدینہ مین اچھی طرح سے حاصل ہو سکتی ہین اور جمیع مدن جاہلیہ سے یہہ مدینہ عجب اور تکبر مین زیادہ
تر ہے مثل اوس جامہ رنگین کے کہ بہت طرح کی تصویرین اور مختلف رنگون سے آراستہ ہو - اور
سب آدمی وہانپر سکونت کرنے کو دوست رکھتے ہین کیونکہ ہر ایک اپنی ہوس اور مراد پر پہونچ
سکتا ہے اس سبب سے خلقت گروہ در گروہ اوس مدینہ کیطرف رجوع کر کے تھوڑی مدت مین ایک
انبوہ کثیر ہو جاتی ہے تولد اور تناسل بہت ہو جاتا ہے اور اولاد پیدایش اور تربیت مین مختلف ہوتے
ہے پس ایک مدینہ مین بہت مدینے پیدا ہو جاتے ہین کہ اونکا ایک دوسرے سے فرق نہین ہو سکتا
اور بعض کے اجزا بعض دیگر مین داخل ہو جاتے ہین اور ہر ایک جزو غیر محل پر واقع ہوتی ہے اور اس
مدینہ مین مسافر اور مقیم مین کچھہ فرق نہین ہوتا جب ایک مدت گذر جاتی ہے تو اہل فضل اور حکیم اور
شاعر اور خطیب اور ہر ایک قسم کے کامل آدمی اسقدر جمع وافر ہو جاتے ہین کہ اگر اونکو منتخب کیا جاوے
تو مدینہ فاضلہ کے اجزا بن سکتے ہین ویسا ہی شریر اور بد لوگ وہان جمع ہو جاتے ہین اور کوئی
مدینہ مدن جاہلیہ مین سے اس مدینہ سے بڑا نہین ہوتا خیر اور شر اسکا نہایت کو جو پہونچ جاتا ہے تو
جسقدر یہہ مدینہ آباد سے مین زیادہ تر ہوتا ہے اسیقدر خیر اور شر اوسکا زیادہ تر ہوتا ہے اور مدن
جاہلیہ کی ریاست اوپر شمار مدینون کے ہوتی ہے اور وہ شمار مین چھہ ہین - ان چھہ چیزون
کیطرف منسوب جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین ضرورت یا یسار یا لذت یا کرامت یا غلبہ
یا حریت جب رئیس ان منافعون کا کامیاب ہو جاتا ہے کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ کوئی ریاست
ان ریاستون سے مال کے صرف کرنے سے خرید لیتا ہے خصوصاً ریاست مدینہ احرار
کے کہ وہان کسیکو اوپر کسیکے ترجیح اور غلبہ نہین ہوتا پس رئیس کو بسبب فضیلت کے یا بمعاوضہ مال کے
یا بباعث اوس منفعت کے جو اوس سے حاصل کرین ریاست دیتے ہین - اور رئیس فاضل
احرار کے مدینہ مین ریاست نہین کر سکتا اگر کرے تو خارج ہو جاتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے یا جلدی
اوسکی ریاست مین خلل اور اضطراب واقع ہو جاتا ہے اور منازع کرنے والے اوسکے بہت ہوتے

ہین ویسا ہی دیگر مدینون مین رئیس فاضل کے عزت اور تمکین نہین کرتے اور پیدا کرنا مدینہ فاضلہ اور ریاست فاضل کا مدن ضروری اور مدن جماعت سے زیادہ تر آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ دیگر مدن سے کرین اور زیادہ تر قریب الامکان ہے اور غلبہ ضرورت اور بسیار اور لذت کرامت کے ساتھہ متشتت ہو جاتا ہے اور اون مدینون یعنی مدن مرکبہ کے لوگون کے دل سخت اور سیاہ اور بدخوی اور ظلم اور موت کو حقیر جاننے کے وصف سے موصوف ہوتے ہین اور بدن انکے قوت اور زور اور حملہ اور ہتیار بندی مین مضبوط ہوتے ہین اور مدینہ لذت کے لوگون کو حرص اور خواہش ہمیشہ زیادتی پر رہتی ہے اور نرمی طبع اور ضعف رای سے نامزد ہوتے ہین اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس خصلت کے غلبہ سے قوت غضبی انکی ایسی تباہ ہو جاتی ہے کہ کچھہ اثر اوسکا انکے وجود مین باقی نرہے اور اس مدینہ لذت مین قوت ناطقہ خادم قوت غضبی کے ہوتی ہے اور قوت غضبی خادم قوت شہوی کے برعکس اصل کے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ شہوت اور غضب ملکر نفس ناطقہ سے خدمت لیتے ہین ہین جیسا کہ عرب اور ترک کے لوگ جو جنگلون مین بود و باش رکھتے ہین اونمین شہوات اور عورتونکا عشق بہت ہوتا ہے اور عورتین انکی انپر غالب ہوتی ہین اور باوجود اسکے لوگونکی خونریزی اور تعصب اور عناد کرتے ہین تمام اقسام مدن جاہلیہ کے یہہ ہین - الامدن فاسقہ اعتقاد اس مدینہ کے لوگونکا موافق اعتقاد مدینہ فاضلہ کے لوگون کے ہوتا ہے اور افعال اونمین اونکے مخالف ہوتے ہین نیکیون کو جانتے ہین مگر اونپر عمل نہین کرتے حرص و ہوا کے سبب افعال جاہلیہ کیطرف مایل ہوتے ہین ان لوگونکے مدینہ بھی شمار مین برابر مدن جاہلیہ کے ہوتے ہین اسلئے بیان کرنے انکے حاجت نہین - الامدن ضالہ وہ ہوتا ہے کہ کسی سعادت کو مثل سعادت حقیقی کے خیال کیا ہو اور مبداء اور معاد کو مخالف حق اور نفس الامر کے ذہن نشین کر لیا ہو اور وہ افعال اور رائین کہ جنکے ذریعہ سے اصل نیکی اور سعادت ابدی پر فایز ہو سکین اختیار کر لین انکے شمار کی کوئی حد نہین جو شخص مدن جاہلیہ کے تعداد جانتا ہو اور اونکے قوانین کو بخوبی سمجھتا ہو اوسکو جاننا افعال اور احوال اور احکام انکے کا بہت آسان ہوتا ہے الا فروعات جو مدن فاضلہ مین پیدا ہوتے ہین

مثل جودر* کے درمیان گیہون کے اور خار کے درمیان کشت زار کے پانچ قسم پر ہوتے ہین - اول مرائیان یعنے ریاکار لوگ اور یہہ وہ لوگ ہوتے ہین کہ فاضل لوگونکے

* جودر بروزن کوثر ایک قسم کا گھاس ہے جو گیہون کے کھیت مین اکثر ہوتا ہے

افعال انسے صادر ہوتے ہین مگر بغرض لذت یا امید جاہ کے نہ بارادہ سعادت کے دوسرا محرفان اور یہہ
وہ جماعت ہوتی ہے کہ جو غرض مدن جاہلیہ کے لوگونکی ہوتی ہے اوسکیطرف مایل ہوتے ہین جب قواعد
مدن فاضلہ کے لوگونکے اوسطرف کے مایل ہونے سے مانع ہین تو وہ لوگ اوسکو اپنے مطلبون اور
خواہشونکے موافق تعبیر اور تفسیر اوسکی کر لیتے ہین تا اپنے مطلوب کو پہونچ جائین تیسرا باغیان یہہ وہ لوگ ہوتے
ہین کہ فاضل لوگون کے ملک پر راضی نہین ہوتے ملک تغلبی کیطرف میل کرتے ہین پس جو فعل رئیس کا ملک
موافق طبع عوام لوگون کے نہو اوسکو ذریعہ اغوا کا بنا کر رئیس کی اطاعت سے لوگون کو منحرف کر لیتے
ہین چوتھا مارقان یعنی گمراہ یہہ وہ لوگ ہوتے ہین کہ تغییر اور انحراف قوانین کا نہین کرتے مگر بسبب سوء
فہمی اپنی کے اور فاضل لوگون کے غرض پر واقف نہین ہوتے اوسکو ایک غیر معنی پر گمان کرتے
ہین حق اور راستی سے منحرف ہوجاتے ہین اور ممکن ہے کہ یہہ انحراف بزرگی اور ہدایت کے قریب
قریب ہو عیب گیری اور عناد سے پاک ہو انکے راستی پر آجانیکو لے یعنے امیدوار رہنا چاہیئے۔
پانچوان مغالطان یہہ وہ لوگ ہوتے ہین جو انکا تصور کامل نہین ہوتا جب اصل حقیقتون پر واقف
نہین ہوتے تو بلحاظ حفظ بزرگے اپنے کے اپنی جہل پر مقر نہین ہو سکتے اور ایسی باتین دروغ جو سچ
سے مشابہ ہون بیان کرتے ہین اور اوسکو فضیلت نمائی کے طور پر عام لوگون کو دکھلاتے ہین اور
آپ حیران ہوتے ہین۔ اگرچہ شمار فروعات کا اس سے زیادہ ہو سکتا ہے الا بیان کرنا اون امور کا
جو بخرا امکان مین داخل ہون موجب طوالت کلام کا ہے یہہ بیان اقسام اجتماعات مدنی کا بعد
اسکے جزویات احکام تمدن مین ہم کلام کرین گے اور جناب الٰہی سے مدد چاہین گے انہ خیر موفق ومعین

چوتھی فصل ملک کی سیاست اور بادشاہونکے آداب بیان کرنیمین

جب ہم بیان کرنے اقسام جماعتون اور اوسیاست کے جو مقابلہ ہر ایک جماعت کی ہو فارغ ہوئے
تو بہتر یہہ ہے کہ حال برتاؤ ہر ایک فرقہ اور جزو کا جو خلقت کی درمیان ہے ہم بیان کرین اور
پہلے ہم خصلت بادشاہونکا حال بیان کرتے ہین کہ سیاست بادشاہ کے کہ جملہ ریاستونکی ریاست
سے دو قسم پر ہوتی ہے اور ہر ایک قسم کے لئے ایک غرض اور ایک لازم ہوا کرتا ہے الا

اقسام سیاستون کے - پہلی سیاست کا نام سیاست فاضلہ ہے جسکو امامت کہتے ہین اور غرض اوس سے
تکمیل خلقت کی ہے اور لازم اوسکا حاصل کرنا سعادت کا - دوسری سیاست ناقصہ ہے جسکو تغلب کہتے
ہین غرض اوس سے غلام بنانا خلقت کا ہوتا ہے اور لازم اوسکا حاصل کرنا شقاوت کا - اہل سیاست قسم اول
کا طریقہ عدالت کا اختیار کرتا ہے اور رعایا کو مثل دوستون کی رکہتا ہے اور شہر کو عام نیکیون سے آباد
اور پُر کر دیتا ہے اور اپنی خواہشون پر غالب ہوتا ہے اہل سیاست قسم دوم طریقہ ظلم کا اختیار کرتا ہے
اور رعیت کو مثل غلامون اور بندون کی رکہتا ہے اور شہر کو عام شرارتون سے پُر کر دیتا ہے اور اپنی
خواہشونکا مغلوب ہوتا ہے - عام نیکیان امن و آرام اور ایک دوسرے کے ساتھہ دوستی کرنی اور عدل اور
پرہیزگاری اور لطف اور وفاداری وغیرہ امور مثل اسکے ہین - عام شرارتین خوف اور بیقراری اور تنازعہ
اور ظلم اور حرص اور سخت گیری اور بیوفائی اور خیانت اور مسخراپن اور چغلی اور مثل اسکے دیگر امور ہین اور
لوگون کے ان دونون حالات مین بادشاہون کیطرف نظر ہوتی ہے اور انکی خصلت کی پیروی کرتے
ہین اور اسی سبب سے اہل سلف کا مقولہ ہے کہ الناس علے دین ملوکہم والناس بزمانہم اشبہ منہم بآبائہم
یعنے لوگ اپنے بادشاہونکے دین اور طریقہ پر ہوتے ہین اور لوگ اپنے وقت مین زمانہ کے لوگون سے
زیادہ تر مشابہت رکہتے ہین بہ نسبت مشابہت کی اپنے باپ دادا سے) ایک بادشاہ کا مقولہ ہے کہ نحن
الزمان من رفعناہ ارتفع ومن وضعنا اتضع (یعنے مین زمانہ ہون جس شخصکو مین بلند کرتا ہون بلند ہوجاتا
ہے اور جسکو مین نیچے ڈالتا ہون نیچے گرتا ہے) طالب ملک کی واسطے چاہیئے کہ سات خصلتین رکہتا ہو
اول کسی اچھے باپ کا بیٹا ہو کیونکہ حسب کا اچہا ہونا موجب رجوع ہونے لوگونکا اوسطرف ہوتا ہے ہیبت
کا اونکے دلونپر ہوتا ہے دوسرا بلندی ہمت اور یہہ وصف بعد تہذیب قوای نفسانی اور تعدیل قوت
غضب اور دور کرنے خواہشونکے سبب سے حاصل ہوتی ہے تیسرا مضبوطی رای اور یہہ وصف باریکی نظر
اور تیزی فکر اور کثرت بحث اور فکر صحیح اور تجربہ اور اہل سلف کے حال پر نگاہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے
چوتہا عزم کامل کہ جسکو عزم الرجال اور عزم الملوک کہتے ہین اور یہہ ایک فضیلت ہے کہ مرکب ہوتی ہے
صحیح اور ثبات کامل طبعی سے حاصل ہوتی ہے اور حاصل کرنا کسی فضیلت کا یا پرہیز کرنا کسی رذیلت
سے بغیر اس فضیلت کے حاصل نہین ہوتا حصول نیکیونکے واسطے یہہ فضیلت اصل اور بنیاد ہے اور

سب خلق سے بادشاہ لوگ زیادہ تر اس فضیلت کو محتاج ہین ایسا ذکر کرتے ہین کہ خلیفہ مامون رشید کو
شی کہانسی عادت ہوکر ضعف اسکے مزاج پر طاری ہوگیا اس عادت کے دور کرنے کیواسطے اطبا وقت کے
ساتھ مشورہ کیا طبیبون نے جمع ہوکر بہت طرح کے معالجات سے اس مرض کا علاج کیا کچھ فایدہ ظہور مین نہ آیا ایک روز
بادشاہ کے حضور مین اطبا تدبیر علاج کے کر رہے تھے کتابین اور دوائین منگوانے کیواسطے اشارہ ہو رہی تھے
اسی اثنا مین ایک وزیر نے آنکر کہا کہ یا امیر المومنین فاین عزمتہ من عزمات الملوک یعنے اے امیر مومنون کے
پاس کہان جاتا رہا بادشاہون والا عزم۔ بادشاہ نے طبیبون سے کہا کہ میرے علاج کرنے کی اب کچھ ضرورت
نہین کہ بعد اسکے جو سے پھر یہہ عادت وقوع مین نہ آئیگی۔ پانچوان صبر کرنا سختیون اور مصیبتون طلب اور کوشش
مین قایم اور مضبوط رہنا بغیر سستی اور ماندگی کے کیونکہ صبر سب مطلبون کے حاصل کرنے کے لیے مفتاح
ہے چھٹا دولت اور مال تاکہ از راہ کرم کے لوگون کے مال مین دست اندازی نکرے ساتوان مددگار
نیک۔ ان چار خصلتون سے اچھا باپ کا بدلیا ہوا ضرور نہین ہے اگرچہ اسباب کی تاثیر بڑی ہے۔ اور دولت
و مددگاران نیک چار خصلتون یعنے علم و حکمت اور رای اور عزم اور صبر کے وسیلے سے حاصل ہو سکتے ہین
اور جاننا چاہیے کہ تین دو شخصون کو حاصل ہوتی ہے اول طالب دین کو دوسرا طالب جدا اور کینہ کو اور
جس شخص کو تنازعہ سے سوای ان دونون چیزون کے اور غرض ہو وہ اکثر احوال مغلوب رہتا ہے ان
دونون سے ایک نیک ہے اور وہ طالب دین سچے کا ہے اور دوسرا مذموم ہے اور درحقیقت مستحق
سلطنت کا وہ شخص ہوتا ہے کہ جہانکے علاج پر بیماری کی حالت مین قدرت رکھتا ہو اور حالت صحت مین
اوسکی حفظ صحت پر قایم کر سکے کیونکہ بادشاہ جہان کا طبیب ہوتا ہے اور مرض دو چیزون سے پیدا ہوتی
ہے ایک ملک تغلبی دوسرا تجارب ہرجی الاملاک تغلبی بذاتہ قبیح ہوتا ہے اور فساد والے طبیعتون کو
نیک معلوم ہوتا ہے الاتجارب ہرجی بذاتہ لوگون کو رنج دینے والا ہوتا ہے اور شریر لوگون کو لذیذ معلوم
ہوتا ہے اور تغلب اگرچہ مشابہ ملک کے ہوتا ہے الا حقیقت مین ضد ملک کا ہوتا ہے۔ جو شخص امور
ملکی کا منتظم ہو یہہ امر بخوبی ذہن نشین اوسکے ہونا چاہیے کہ مبادی اور اصول حصول دولت کے اتفاق
رای ایک جماعت سے پیدا ہوتے ہین کہ ایک دوسرے کے ساتھہ مدد دہی اور ظاہرداری مین مثل
اعضا و ایک شخص کے ہون پس اگر وہ اتفاق نیک ہو تو دولت حق حاصل ہوتی ہے ورنہ دولت

باطل اور سبب اسبات کا کہ دولت اتفاق سے حاصل ہوتی ہے یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے اشخاص انسانی
سے قوت محدود ہے جب بہت جمع ہو جائینگی تو ضرور انکی قوتین دہ چند قوت ہر ایک شخص کے ہونگے جب
وہ اشخاص الفت اور اتحاد مین مثل ایک شخص کے ہون تو گویا جہان مین ایک ایسا شخص پیدا ہوا متصور ہوگا
جسکی قوت وہ ہوگی جو اون جملہ اشخاص کی قوت ہے جیسا کہ ایک آدمی بہت آدمیونکی ساتھہ برابری نہین
کر سکتا ویسا ہی بہت آدمی جنکی رائین اور مختلف ہون وہ بھی غلبہ نہین کر سکتے کیونکہ یہہ لوگ بمنزلہ ایک ایک
شخص کے ہوتے ہین جو واسطے کشتی کرنے کے اوس شخص کے ساتھہ جو قوت اوسکی بہ نسبت قوت ایک ایک شخص
کے اون لوگون سے دو چند ہو مستعد ہون تو ضرور سب مغلوب ہو جائینگے مگر اوسی حالت مین کہ اون لوگون مین
بھی کچھہ صورت ایسی انتظام اور الفت کے ہو کہ جس سے قوت اون لوگون کی اس قوم کے قوت کے ساتھہ برابری کر سکے
جب کوئی جماعت غالب ہو جائے اگر اونکے چال وچلن کا انتظام ہوگا اور عدالت کے طریق پر چلینگے تو اونکے
دولت مدت تک قایم رہیگی ورنہ جلدی اوسکا زوال ہو جائیگا کیونکہ مختلف ہونا ارادی اور خواہشونکا یا معدوم
ہونا اوس چیز کا جو باعث اتحاد کا ہو موجب زوال کا ہوتا ہے اور اکثر دولتین جب تک کہ اون لوگون
سے یعنی اہل دولتونکے درمیان اتفاق اور عزم قایم رہتا ہے زیادتی اور ترقی پر ہوتے ہین اور موجب عدم
ترقی اور تنزل دولت کا راغب ہونا لوگونکا ہے اپنے خواہشونمین مثل طمع مال اور طلب جاہ کے کیونکہ قوت اونکی
ان دونون قسمونکے زیادہ جمع اور فراہم کرنے کا باعث ہوتا ہے جب اپنے فایدہ ہو جاتے ہین تو ضعیف العقل
لوگ اوسطرف راغب ہو جاتے ہین اور ہم نشینی کے سبب انکی خصلت دوسرونمین اثر کر جاتی ہے تا پہلی
عادت اور خصلت چھوڑ کر آرام طلبی اور نعمت جوئی اور عیش وعشرت مین مشغول ہو جاتے ہین اور آلات جنگ
کے چھوڑ دیتے ہین اور وہ ملکہ جنگ کا جو صعب کوشی مین حاصل کیا ہوا ہوتا ہے فراموش کر دیتے ہین اور اپنی ہمتونکو
راحت اور آسایش اور فارغ نشینی مین مصروف رکھتے ہین پس اگر اس حالت مین کوئی دشمن زبردست تعدی
انکا کرے تو بیخ کنی جماعت کی اوسپر آسان ہوتی ہے ورنہ خود کثرت مال اور جاہ کے انکو متکبر اور مغرور کر دیتے
ہین تا آپسمین مخالفت اور منازعت برپا کر کے ایک دوسرے پر قہر اور جبر کرتے ہین جیسا کہ ابتدائے ظہور
دولت مین جو کوئی انکے ساتھہ جنگ اور لڑائی کیواسطے قایم ہوگا وہ مغلوب ہو جائیگا ویسا ہی حالت تنزل
اور انحطاط مین جس کے ساتھہ جنگ اور لڑائی کو یہہ مستعد اور آمادہ ہونگے یہہ مغلوب ہو جائینگے۔ اور حفظ

دولت کی تدبیر دو چیزون سے ہوتی ہے ایک دوستون سے الفت دوسرا دشمنون سے مخالفت - حکماء کی تواریخون مین
لکھا ہے کہ جب سکندر نے دارا کے ملک پر غلبہ کیا اور اہل عجم کے پاس سامان اور فوج جنگی اور ہتیار وغیرہ بہت دیکھے
تو اوسکو یقین ہوا کہ جب مین یہان سے کوچ کرونگا تو جلدی یہہ لوگ دارا کے انتقام اور بدلا لینے کیواسطے آمادہ
ہو جائینگے اور ملک روم کا بھی اسی شورش مین ہاتھ سے جاتا رہے گا اور اونکے بیخ کنی بھی کرنی انصاف اور
عدل سے بعید تھی اس فکر مین حیران ہوا اور حکیم ارسطاطالیس سے مشورہ کیا حکیم نے فرمایا کہ اسکے رعایون کو
متفرق کردو تاکہ انکا معاملہ آپسمین پڑ جائے تمہیں فراغت ہوگی سکندر نے ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ ملکون
کی حکومت پر مامور کردیا اوسی زمانہ سے تا اردشیر بابک کے زمانہ تک اہل عجم کو باہم ایسے گفتگو کرنیکا
جسمین بدلا لینے کیطرف مشغول ہون اتفاق نہ پڑا - بادشاہ پر واجب ہوتا ہے کہ رعیت کے حال پر نظر
کرے قوانین عدالت کی محافظت پر توجہ کامل کرے کیونکہ سلطنت کا قیام عدالت سے ہوتا ہے
پہلی شرط عدالت کی یہہ ہے کہ جملہ خلقت کو ایک دوسرے کے ساتھ برابر رکھے کیونکہ جیسا کہ مزاجین
معتدل چار عنصرون کی برابری سے حاصل ہوتی ہین ویسا ہی اجتماعات معتدلہ چار قسمونکے
برابر رکھنے سے صورت پذیر ہوتے ہین - اول اہل قلم مثل ارباب علوم اور تواریخ اور فقہ اور قاضی
اور اہل کتابت اور حساب اور ہندسہ اور نجوم اور اطباء اور شعراء کے کہ قیام دین اور دنیا کا
انکے وجود سے ہوتا ہے اور یہہ لوگ مثل پانی کی ہین طبیعتونمین - دوسرا اہل شمشیر مثل مقاتلان
اور مردمان جنگی اور غازیون اور سرحد کی نگاہداشت کرنے والون اور محافظون اور بہادرون اور
مددگاران ملک اور نگاہبانان دولت کے کہ جنکے وجود پر انتظام جہانکا منحصر ہے اور یہہ لوگ مثل
آگ کی ہین طبیعتونمین - تیسرا اہل معاملات مثل اہل تجارت کے کہ اسباب اور متاع ایک دوسرے
ولایت کو لیجاتے ہین اور اہل حرفہ اور کاریگرونکے کہ جنکی معاونت اور مددگاری کے بدون معیشت بنی
نوع انسان کی محال ہے یہہ لوگ مثل ہوا کی طبیعتونمین چوتھا اہل زراعت مثل کاشتکارون اور
زمینداروں اور قلبہ رانی کرنے والونکے جو تمام لوگونکے روزی مرتب کرتے ہین اور لوگون کے
زندگی بغیر انکی مدد کے محال ہے اور یہہ لوگ مثل مٹی کی ہین طبیعتونمین - جیسا کہ ایک عنصر اگر دیگر
عناصر پر غالب ہو جائے تو مزاج حد اعتدال سے منحرف ہو جاتی ہے اور فانی ہونا جسم کا لازم

آتا ہے ویسا ہی اگر ایک قسم انمین سے تینون قسمون پر غالب ہو جائے تو امور جماعت کے حد اعتدال سے
منحرف ہو جاتے ہین اور بنی نوع انسان مین فساد لازم آتا ہے اسباب مین حکماء کا مقولہ ہے کہ
فضیلۃ الفلاحین ہو التعاون بالاعمال و فضیلۃ التجار ہو التعاون بالاموال و فضیلۃ الملوک ہو
التعاون بالاراء والسیاسۃ و فضیلۃ الالہیین ہو التعاون بالحکم الحقیقیۃ ثم ہم جمیعا یتعاونون علی
عمارۃ المدن بالخیرات والفضایل - ترجمہ اسکا فضیلت کاشتکارون کی ایک دوسرے کے ساتھ
مدد کرنی ہے کامونمین اور فضیلت اہل تجارت کی ایک دوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے مالمین اور
فضیلت بادشاہون کی ایکدوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے رایون مین اور فضیلت حکماء کی ایک
دوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے بیچ بیان کرنے حقیقت اشیا کے - پس یہہ تمام لوگ باہم ایکدوسرے
کو مدد کرین واسطے آبادی شہر کے ازروے نیکیون اور فضیلتون کے - دوسری شرط عدالت مین وہ
ہے کہ شہر کے لوگون کے افعال اور احوالمین نظر کرے اور ہر ایک کا مرتبہ بموجب استحقاق اور
قابلیت اوسکی کے مقرر کرے - اور آدمی پانچ قسم پر ہوتے ہین اول وہ لوگ جو بالطبع نیک ہون
اور نیکی انکی دوسرونکو پہونچے یہہ لوگ سب پیدایش سے برگزیدہ ہین اور ایک ایک فرد انکا مثل
بادشاہ کے ہے پس چاہیئے کہ سب سے مقرب بادشاہ کے حضور مین یہہ لوگ ہووین اور انکی تعظیم اور تکریم
اور توقیر اور عزت مین کسیطرح کی فروگذاشت نکرنے چاہیے ان لوگونکو باقی خلقت پر رئیس جاننا
چاہیئے دوسرا وہ لوگ جو بالطبع نیک ہون اور نیکی انکی دوسرونکو نہ پہونچے ان لوگونکی بھی باعزت
رکھنا چاہیئے اور اپنے کامونمین انکو اختیار دینا چاہیئے - تیسرا وہ لوگ کہ نہ بالطبع نیک ہون اور نہ شریر
ان لوگونکو بے غم رکھنا چاہیئے اور نیکی کیطرف ترغیب دینی چاہیئے تا بموجب قابلیت کے کمال پر
قائم ہون چوتھا وہ لوگ جو شریر ہون اور اونکا شر دوسرونکو نہ پہونچے ان لوگونکی اہانت اور
تحقیر کرنی چاہیئے اور نصیحت اور ملامت اور ترغیب اور خوف دہی سے اونکو خوفناک کرنا چاہیئے
تا اگر اپنی عادت کو چھوڑکر نیکی کیطرف میل کرین تو بہتر ورنہ ذلت اور خواری مین رہین پانچوان
پانچوان وہ لوگ جو بالطبع شریر ہون اور شرارت انکی دوسرونکو پہونچے یہہ لوگ تمام
مخلوقات سے خسیس اور رذالہ ہوتے ہین خصلت انکی ضد خصلت بادشاہ کے ہوتی ہے

قسم اول و اس قسم کے درمیان منافات ذاتی ہے اس قسم کے لوگونکی بہت سے درجہ ہین ایک وہ
جماعت کہ جنکے اصلاح کی امید ہوتی ہے تادیب اور زجر سے اونکی اصلاح کرنی چاہیئے ورنہ شرارت سے
منع کرنا چاہیئے اور ایک وہ جماعت کہ جنکی اصلاح کی امید نہین ہوتی اگر انکا شر عام نہو تو اونکے ساتھ
مدارا رکہنا چاہیئے اگر انکا شر عام ہو تو دفع کرنا شر کا واجب ہے اور دفع کرنے شر کے بہت طریق ہین
اول نظر بند کرنا اور نظر بند کرنے کے یہہ معنی ہین کہ ہم نشینی اور ملاقات شہر کے لوگون سے موقوف کیجاوے
دوسرا قید کرنا۔ اور قید کرنے کے یہہ معنی ہین کہ اوس کے افعال اور تصرفات بدنی کو روکا جاوے تیسرا نفی اور
وہ منع کرنا ہے شہر کی آمد و رفت سے اگر شرارت اوسکی نہایت کے درجہ پر ہو کہ جیسے خلقت کی فنا اور
ہلاکت کا اندیشہ ہو اوسکی سزا مین حکیمونکا اختلاف ہے کہ قتل کرنا اوسکا جایز ہے یا نہین ظاہر احکما کی رائین اسپر
متفق ہین کہ اوسکا کوئی عضو کاٹا جاوے جو اوسکی شرارت کا آلہ ہو مثل ہاتہہ یا پاؤن یا زبان کے یا اوسکے
حواسونمین سے کسی حس کو باطل کیا جاوے اور اوسکو قتل نہ کیا جاوے کیونکہ جس بنا مین اللہ تعالی جلشانہ
نے ہزار حکمتین ظاہر کیے ہوئی ہون اوسکو ایسی وجہہ پر خراب کرنا کہ جسکا بدلہ اور اصلاح نہو سکے عقل سے
بعید ہے یہہ سب سزائین جو ہمنے بیان کی ہین اوس شرط پر ہین کہ اوسکی ذات سے شرارت بالفعل ظاہر ہو اما
اگر اوسکی شرارت بالقوۃ ہو تو سوا حبس اور قید کے اور کسیطرح کی تکلیف اوسکو نہین دینی چاہیئے کیونکہ قاعدہ
کلیہ اسباب مین یہہ ہے کہ مصلحت عام کو مدنظر رکہنا چاہیئے اور بعد ازان مصلحت خاص کو مانند طبیب کی
جو اول ایک عضو خاص کا علاج حسب مصلحت مزاج جمیع عضوون کے کرتا ہے اگر ایسا معلوم کرتا ہے
کہ اوس عضو فاسد کے وجود سے دوسرے عضوؤنکے مزاج مین بہی فساد پیدا ہو جائیگا تو اوس عضو
کے قطع کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اوسکی طرف کچہہ خیال نہین کرتا اگر اوس خلل کا اندیشہ نہو تو بدرجہ غایت ہمت
اور کوشش اوس عضو کے اصلاح پر مصروف کرتا ہے بادشاہ کی نظر بہی اصلاح ہر شخص کے لئے اسی طریق
پر ہوتی ہے تیسری شرط عدالت مین وہ ہی کہ سبب انتظام اور تدبیر برابر کرنی اقسام اور تعدیل مراتب سے
فارغ ہو جاوے تو انکے درمیان خیرات مشترک کی تقسیم کرنے مین برابری ملحوظ رکہے استحقاق اور
قابلیت کا بہی اعتبار رکہنا چاہیئے اور خیرات مشترک مال اور جاہ اور سلامتی کے سببون کو کہتے ہین
کیونکہ ہر ایک شخص کے لئے خیرات مشترک سے ایک حصہ ہے اوسمین کمی اور زیادتی کرنی ظلم مین داخل

ہے الا کمی کرنی خاص اوس شخص پر ظلم ہے اور زیادتی کرنے شہر کے لوگون پر ظلم ہے اور ہو سکتا ہی
کہ کمی کرنی ہی شہر کے لوگون پر ظلم ہو جب قسمت خیرات سے فارغ ہو جائے تو اون خیرات کے اون لوگون پر
حفاظت کرے اور وہ اسیطرح ہوتی ہی کہ ایسی فروگذاشت نکرے کہ کوئی چیز ان خیرات سے کسیکے
قبضہ مین سے خارج کر دین ایسے طریق پر کہ موجب اوسکے ضرر یا شہر کے ضرر کا ہو اگر اوسکے قبضہ سے
باہر ہو جائے تو عوض اوسکا اوسکو پہونچا دین اور زایل ہونا حق کا حقدار ان کے ہاتھہ سے یا ارادہ
سے ہوتا ہے مثل بیع اور قرض اور ہبہ کے یا بلا ارادہ ہوتا ہی مثل زبردستی چھین لینے اور چوری کے
اور ہر ایک کیواسطے شرایط مقرر ہین الغرض مناسب یہہ ہے کہ بدلا اوسکو ملجائے اوسی قسم خیرات سے یا کسی
اور نوع سے تا خیرات محفوظ رہین اور چاہیئے کہ ایسے طریق پر اوسکو بدلہ اور عوضہ پہونچا دین کہ شہر کے
حق مین نافع ہو یا غیر مضر ہو کیونکہ جو شخص اپنا حق اسطرح لیوے جسسے شہر کو ضرر پہونچے تو وہ ظالم ہوتا ہی اور ظلم کو
بدی اور عذاب سے رفع کرنا چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ عذاب اور سزا موافق اندازہ جرم کے مقرر ہو کیونکہ اگر
سزا اندازہ جرم سے زیادہ ہوگی تو مجرم پر ظلم ہی اور اگر کم ہوگی تو شہر پر ظلم ہی اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ زیادہ سزا دینی بھی شہر پر ظلم ہوتا
ہے۔ اور اسباب مین حکیمونکا اختلاف ہی کہ جو ظلم ایک شخص پر ہو وہ شہر پر بھی ظلم ہوتا ہی یا نہین جو حکما
اسبات کے قایل ہین کہ ایک شخص پر ظلم کرنا وہ شہر پر ظلم کرنا ہی اونکے نزدیک اوس مظلوم کے عفو کرنے سے ظالم سزا
سے بری نہین ہوتا اور جو حکما اسبات کے قایل ہین کہ ایک شخص پر ظلم کرنا شہر پر ظلم نہین ہوتا اونکے
نزدیک شخص مظلوم کے عفو کرنے سے ظالم سزا سے بری ہو جاتا ہے۔ جب قوانین عدالت سے
فارغ ہو جائے رعایا کے حال پر احسان کرے کہ عدل سے بعد کوئی فضیلت ملکی امور مین احسان سے زیادہ
اور فایق نہین اور اصل احسان کرنے کے باب مین یہہ ہے کہ جو خیرات اور نیکیان ممکن ہون مقدار واجب
سے زیادہ اونپر بموجب استحقاق کے پہونچائے اور چاہیئے کہ ہیبت کے ساتھہ ہو کیونکہ دبدبہ بادشاہ
کا ہیبت کے سبب ہوتا ہے اور دل نہادی لوگونکی احسان سے ہوا کرتی ہی جو ہیبت سے بعد استعمال
مین لاوے اور احسان کرنا بغیر ہیبت کے موجب دلیری اور جرأت ماتحت لوگونکا ہے اور اسسے
اونکو حرص اور طمع زیادہ لاحق ہو جاتی ہی جب حرص اور طمع زیادہ لاحق ہوئے تو پھر اگر تمام ملک
ایک شخص کو دیدے تو بھی اوس سے راضی نہین ہوتا۔ اور چاہیئے کہ رعایا کو قوانین عدالت اور

فضیلت حکمت کے لازم پکڑنے کیواسطے تکلیف اور ترغیب دے کیونکہ جیسا القا اور قوام بدن کا طبیعت کے
ساتھہ اور قوام طبیعت کا نفس کے ساتھہ اور قوام نفس کا عقل کے ساتھہ ہوتا ہے ویسا ہی قوام شہر ونکا
بادشاہ کے ساتھہ اور قوام بادشاہ کا سیاست کے ساتھہ اور قوام سیاست کا حکمت کے ساتھہ ہوتا ہے جب حکمت
شہر مین شایع ہوجائیگی اور شریعت الٰہی کی پیروی ہوگی تو انتظام بخوبی حاصل ہوگا اور کمال کیطرف توجہہ
ہوگی۔ الّا اگر حکمت نہوگی تو شریعت مین خلل واقع ہوجائیگا جب شریعت مین خلل ہوا تو رونق ملک
کی جاتی رہیگی اور فتنہ پیدا ہوجائیگا اور مروت کی رسومات کہنہ خراب ہوجائینگی اور نعمت نحوست سے
مبدل ہوجائیگی اور چاہیئے کہ اہل حاجات کو اپنے سے منع نکرے اور غیبت وچغلی کرنے والے لوگونکے بات
بغیر صداقت گواہون کے نہ مانے اور دروازہ امید اور خوف کا خلق کے حال پر مسدود نکرے اور ظالمون
کے دور کرنے اور رستونکے امن اور نگاہداشت حدود ملکی اور نگہبانون اور شجاع لوگون کے اکرام اور انعام مین
قصور نکرے صحبت اور ہم نشینی اہل فضیلت اور رائے کے ساتھہ رکھے اور اون لذتون کے طرف جو
خاص اوسکی ذات سے تعلق اونکا ہے التفات نکرے جاہ اور تغلبات کا طلب کرنا استحقاق کے
روسے نکرے اور اپنے فکر کو امور ملکی کی تدبیر کرنے سے ایک لحظہ معطل نکرے کیونکہ بادشاہونکی فکر قوت حفاظت
ملک کے واسطے بڑے لشکرون کی قوت سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ جھل اور بے خبری ابتدا کامون مین
موجب خرابی انجام کا ہوتا ہے اگر لذتونکی طرف مشغول ہوجاوی اور ان امور مین غفلت کرے تو شہر
کے انتظام مین خلل اور سستی واقع ہوجاتی ہے اور اطوار بدل جاتے ہین اور ہر ایک اپنی اپنی خواہشون
کی پیروی کرنے مین صاحب اختیار ہوجاتا ہے اور موجبات خرابی کے مہیا ہوجاتے ہین تا سعادت شقاوت
سے اور الفت دشمنی سے اور اتحاد دوری سے اور انتظام ہرج سے مبدل ہوجاتا ہے اور شریعت
الٰہی مین خلل واقع ہوتا ہے پہر از سر نو احتیاج تدبیر کرنی اور طلب کرنی امام حق اور بادشاہ عادل کی پڑتی
ہے اور اس زمانہ کے لوگ نیکیونکے حاصل کرنے سے محروم رہتے ہین یہہ جملہ امور ایک شخص کی سوء
تدبیری سے وقوع مین آتی ہین بالغرض یہہ خیال کرنا نہین چاہیئے کہ جب جملہ امور ملک کا اختیار میرے
ہاتھہ مین ہے تو عیش اور آرام مین زیادہ مصروف ہونا چاہیئے یہہ خیال جملہ خیالات بادشاہون مین سے
بہت فاسد اور تباہ ہے بلکہ مناسب یہہ ہے کہ وقت لہو اور آرام کا بلکہ وقت امور ضروری کا مثل

کہانا کہانے اور خواب کرنے اور اپنے عیال و اطفال کے ساتھ نشست و برخاست کا کم کردین اور وقت
کام کرنے اور فکر اور تدبیر کرنے کا زیادہ کردین اور چاہیئے کہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھے تا اپنے رائے
کے بدلنے پر قدرت حاصل رہے اور خوف شکستگی ارادہ سے بیم اور محفوظ رہے اور اگر دشمن بھی خبردار
ہو جائے تو احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ تدبیر اوسکی کو دفع کرین طریقہ محافظت رای کا باوجود
احتیاط طلب صلاح کے لوگون سے یہہ ہے کہ مردمان دانشمند اور اہل ہمت اور ارباب عقل و عزت
و تدبیر کے ساتھ مشورہ کرین کہ یہہ لوگ افشاء راز نہین کرتے اور ضعیف العقل لوگون کے ساتھ مثل
عورتون اور لڑکونکی ہرگز راز کی بات کہنی نہین چاہیئے ۔ جب ایک رای مصمم ہو جائے تو جو افعال
ضد اوس رای کے ہون اونکو اُن افعالون کے ساتھ کہ جو اوس رای مصمم کے موافق ہون ملا کر ظہور مین
لائے اور اس سے پرہیز کرے کہ صرف موافق اوسی رای مصمم کے افعال عمل مین لائے یا جو افعال
کہ ضد اوس رای کی ہین صرف وہی ظہور مین لائے کہ دونو طرح کے فعل محل ظن اور طریق ظاہر ہے راز کا ہین اور چاہیئے کہ ہمیشہ
پوشیدہ اور مخفی حالات کی خبرین لانے کیواسطے خصوصاً دشمنونکے احوال دریافت کرنیکے لیے
مقرر رہین اور دشمنونکے فعلون سے اونکی رای معلوم کرے کیونکہ سب سے بڑا ہتیار دشمنونکے مقابلہ
کے لیے اونکی تدبیرون پر واقفیت حاصل کرنی ہے اور ذی رتبہ لوگونکی رای معلوم کرنے کا
طریقہ یہہ ہے کہ انکے احوال اور افعال کیطرف یعنی شروع عزم اور طیاری ساز و سامان اور متفرق
لوگون کو جمع کرنا اور جمع شدہ کو متفرق کرنا اور بند کرنا لون چیزونکا جنکا اجرا سے ہمیشہ سے ہو مثلاً
غیر حاضرون کو حاضر کرنا اور حاضرون کو غائب کرنا اور خبرون کی جستجو اور ہر ایک امر کی تلاش
مین نہایت مبالغہ کرنا اور مختلف باتون کے سننے کیطرف متوجہ ہونا احتیاط اور بیداری عادت مقررہ سے
زیادہ کرنے اور دیگر تغیر امورات مین نظر کرنے اور محل کرنے اور وارد ہونے سے اور جو امور کہ پنہانی
دوستون سے اور اہل حرم اور خوصون سے معلوم ہون اور جو امور اون لڑکیون اور غلامون اور
خدمت گذارون سے جو کم عقل اور کم تمیز ہون اور نا گاہ سنی جائین ان سب باتون سے اصل راز معلوم
ہو سکتا ہے اور بہتر طریقہ یہہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کثرت سے گفتگو کرے کیونکہ ہر ایک شخص کا دوست
ہوتا ہے جس سے اوسکی الفت ہوتی ہے اور اپنے دل اور راز کی بات اوس سے کہتا ہے جب کثرت

ملے گفتگو ہوتی ہے تو اصلی رازون پر دلیل ہو جاتی ہے۔ اور چاہیئے کہ جب تک بہت دلایل مستند نہو جائین
اور صواب ثبوت ملسکے تو ایکطرف پر یقین نہ کرنا چاہیئے الغرض کہ اسقسم کی باتین بادشاہون اور بزرگون کی رای معلوم
کرنے کیواسطے کارآمد ہین اور اوسکے جاننے مین بہت فواید ہین ہم ضرورت کے وقت اوسکے استعمال کرنے
کے لئے اور ہم احتیاط کے موقع پر اوس سے احتراز کرنے کیواسطے۔ اور چاہیئے کہ دشمنون سے مدارا اور
استمالت سے اونکے ساتھہ موافقت پیدا کرنے کے باب مین نہایت کے درجہ پر کوشش کرے اور جہانتک ممکن ہو
ایسا کرے کہ باہم جنگ اور قتل کی نوبت نہ پہونچے اگر پہونچے تو دو حال سے خالی نہین ہوگا یا یہہ شخص ابتدا
بانی جنگ کا ہوگا یا دشمن کو دفع کرنے والا ہوگا اگر خود ابتداء بانی ہے تو اول چاہیئے کہ غرض اوسکی سوای خیر
محض اور طلب دین کے کوئی دوسرا نہو غلبہ اور فوق کو مدنظر نہ رکھے بعد اسکے خرم اور احتیاط کے شرایط عمل مین لائے
جب تک فتح کی امید قوی نہو تب تک لڑائی پر پیش قدمی نکرے اور اس لشکر کے ساتھہ کہ جو متفق الکلمہ نہو ہرگز لڑائی
مین نجائے کیونکہ دو دشمنون کے درمیان جانا مخاطرہ عظیم رکھتا ہے اور جہان تک ہوسکے بادشاہ بذات خود
لڑائی نکرے کیونکہ اگر شکست ہوگی تو اوسکا تدارک نہین ہوسکے گا اور اگر فتح ہوئی تو جو نقصان عزت اور ہیبت
اور رونق وشان بادشاہ کی ذات مین واقع ہوگا اوسکا بدلہ نہین ہوسکیگا اور لشکر کی تدبیر کے واسطے اوس شخصکو
مقرر کرنا چاہیئے کہ جو تین وصفون سے موصوف ہو اول یہہ کہ شجاع اور قوی دل ہو اور اس صنعت سے نہایت مشہور ہو کر
بڑی ناموری حاصل کی ہو دوئم یہہ کہ رای اور تدبیر اوسکی بہت مستحکم اور شایستہ ہو اور کئی طرح کے حیلہ اور فریب
استعمال مین لاسکتا ہو سیوم یہہ کہ بہت دفعہ لڑائیونکے معرکہ دیکھے ہون اسباب مین خوب تجربہ حاصل کیا ہو اور
جب تک کہ تدبیر اور حیلہ سے دشمنون کی بیخ کنی اور پراگندہ کرنا میسر ہوسکے تو لڑائی کرنی بعید از احتیاط ہے
اور شیطانیک کا مقولہ ہے کہ جہان تازیانہ کام دیسکے وہان عصاء کو استعمال مین نہین لانا چاہیئے اور جہان
گرز کارآمد ہو وہان تلوار کو کام مین نہ لائے سب تدبیرون سے گذر کر جنگ پر ارتکاب کرنا جایز ہے کہ اخر الدوا
الکی یعنے اخیر کا علاج داغ دینا ہے اور دشمنون مین تفرقہ ڈالنے کیواسطے بہت قسمونکے حیلہ اور فریب اور جعلی
خط استعمال مین لانے معیوب نہین ہین اور دغا بازی اور خلاف عہد کسی حال مین جایز نہین اور سب سے
بہتر شرط جنگ کی ہوشیاری اور بیدار رہنا اور جاسوسون اور نقابانونکو مقرر کرنا ہے اور جنگ مین
تجار لوگونکے رنج کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور جب تک کہ بہت نفع کی امید نہو لوگون کے آلات واسباب پر

دست اندازی کرنی نہین چاہیئے اور لڑائی کی جگہہ پر لحاظ کیا جائے اپنے لشکر کے واسطے ایسی جگہہ تجویز کرنی چاہیئے کہ لایق حفاظت اور صلاحیت کے ہو بجز وقت ضرورت کے قلعہ اور خندق کی پناہ نہ لے کیونکہ ان چیزون کا استعمال باعث غلبہ دشمن کا ہوتا ہے۔ اور جو شخص لڑائیون مین دلیری اور شجاعت سے مشہور اور ممتاز ہو اوسپر بہت انعام اور بخشش اور اوسکی تعریف و توصیف کرنی چاہیئے اور ثبات اور صبر استعمال مین لانا چاہیئے زود خشمی اور تہور سے پرہیز کرے اور دشمن ضعیف کو حقیر جاننا اور تیاری و فراہمی اسباب و سامان کے بخوبی نکرنی ہوشیاری سے بعید ہے کہ کم من فیئہ قلیلۃ غلبت فیئۃ کثیرۃ باذن اللہ (یعنے بہت کم جماعت والے لوگ غالب ہوئے ہین بڑی جماعت والی لوگون پر حکم اللہ تعالی سے) جب فتح حاصل کرے تو تدبیر ترک نکرے اور احتیاط اور حزم مین کسیطرح کی فروگذاشت نکرے اور اگر کسی شخص کو زندہ گرفتار کر سکے تو حتی الامکان قتل نکرے کیونکہ قیدی کہتے ہین بہت منفعتین ہین مثل غلام بنانے اور اپنے قیدیون سے معاوضہ کرنے اور مال حاصل کرنے اور اوسپر احسان کرنے کے اور قتل کرنے مین کوئی فایدہ نہین ہے اور بعد فتح حاصل کرنے کے ہرگز کسیکو قتل نکرے اور عداوت اور تعصب کو استعمال مین نہ لائے کیونکہ بعد فتح حاصل کرنے کے دشمن لوگ مثل رعایا اور غلامون کے ہو جاتے ہین حکماء کی تواریخ مین مذکور ہے کہ ارسطاطالیس کو خبر پہونچی کہ سلطان سکندر نے ایک شہر کے فتح کرنے کے بعد اہل شہر کے قتل کرنے سے ہاتھہ نہ اوٹھایا ارسطاطالیس نے اوسکیطرف خط عتاب کا لکھا اور اوسمین یہہ لکھا کہ اگر فتح کرنے سے پہلے اپنے دشمنون کو قتل کرنے مین تم معذور تھے تو بعد فتح کے تم کیا سند اور عذر اپنے ماتحت لوگونکے قتل کرنے کے لئے رکھتے ہو۔ اور استعمال کرنا عفو کا بادشاہون کے لئے بہت نیک ہے بہ نسبت دوسری لوگونکے کیونکہ عفو کرنا بعد حصول قدرت انتقام کے بہت نیک ہے اور فی الواقع عفو کے باب مین کسیے شعر نے کیا اچھا فرمایا ہے

سازم نفسی الصفح عن کل مذنب	وان کثرت منہ علی جرایم
قریب ہے کہ مین لازم پکڑونگا عفو کو ہر گناہگار سے	اگرچہ زیادہ ہون اوسکی طرف سے میری پر جرم
وما الناس الا واحد من ثلثۃ	شریف ومشرف ومثل مقادم
اور نہین ہین لوگ مگر ایک قسم تین قسمون مین سے	اعلے اور ادنے اور مساوے
فاما الذی فوقی فاعرف قدرہ	واتبع فیہ والحق لازم
مگر وہ کہ زیادہ ہے مجھسے پس پہچانتا ہون مین قدر اوسکا	پس متابعت کرتا ہون مین اوسکی حق کے اور حق لازم ہونیوالا ہے

واما الذی دونی فان قال صنعت
عن اجابتہ عرضی وان لام لایم

اور وہ شخص کہ مجھسے کم رتبہ ہی اگر مجھکو کچھ کہے تو محفوظ رکھتا ہون
قبول کرنے سے اپنی عزت کو اگرچہ ملامت کرے ملامت کنندہ

واما الذی مثلی فان زال او ہفا
تفضلت ان التفضل بالحق حاکم

اور جو شخص مثل میری ہی پس اگر اوسکا پاؤن لغزش کرے دستگیری کرون
اور نیکی کرون مین البتہ نیکی کرنی حاکم حق کی ہے

اور اگر لڑائی مین یہہ شخص دشمن کو اپنے حال سے دفع کرتا ہے اور مقابلہ کرنے کی قوت رکھتا ہے تو اسباب مین کوشش کرنی چاہیئے کہ کسیطرح کمین یا شبخون کے طور پر دشمنون پر وارد ہو کیونکہ اکثر اہل شہر جو جنگ کے ساتھہ لڑائی اور جنگ کا اتفاق اونکے شہرون مین پڑا ہے مغلوب ہوگئے ہین اگر تاب مقابلہ کے نہین رکھتا تو قلعہ اور خندقون کی تدبیر مین بخوبی احتیاط عمل مین لائے اور صلح کرنے کیواسطے صرف کرنا مال کا اور بہت طرح کے حیلہ اور مکر استعمال مین لانے چاہین - بادشاہون کی سیاست کے باب مین یہہ جملہ گفتگو ہے *

پانچوین فصل خدمتگذارونکی سیاست اور تابع داران بادشاہونکے آداب کے بیان مین

بادشاہون اور رئیسونکے ساتھہ عام لوگونکو برتاؤ اسصورت پر رکھنا چاہیئے کہ انکی نصیحت اور خیر خواہی مین زبان اور دل سے قصور نکرین اور انکے اوصاف اور خوبیونکے اقتداء کرنے اور عیب پوشی مین بدرجہ غایت سعی کرین اور جو حقوق اونکے انپر مقرر ہین مثل خراج وغیرہ کے اونکو خوشی اور کشادہ پیشانی سے ادا کرین برگز دلتنگی اور اکراہ اسمین نکرین اور اونکے احکام کی فرمانبرداری پر حتی الوسع قایم رہین اور اونکی ہیبت اور حشمت کی نگاہداشت مین بہت کوشش عمل مین لائین مصیبت اور حادثہ کے وقت جان اور مال دلیرانہ صرف کرنے سے بنظر محافظت دین اور عیال و اطفال اور شہر کے دریغ نکرین اور جو لوگ بادشاہونکی خدمت پر مقرر نہون اونکو چاہیئے کہ قرب اونکا نہ چاہین کیونکہ بادشاہ کی صحبت مشابہ اسکے ہی کہ کوئی آگ مین داخل ہو جائے یا کسی درندہ کے ساتھہ کشتی کرنی شروع کرے اور جس شخص نے بادشاہون کی قرب کا امتحان کیا ہوا ہو اوسپر اپنی زندگی کی لذت اور خوشی

منغص ہوجاتی ہی اور جو شخص انکی خدمت پر مشغول ہو اوسکو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جس خدمت پر
وہ مامور ہو اوسی خدمت کو ہمیشہ بجالاوے اور جس خدمت کا ذمہ وار ہو اوسی پر ہمیشگی کرے اور اس
امر مین سعی رکھے کہ جب مخدوم اوسکو طلب کرے حاضر پائے اور ہمیشہ حاضر رہنے سے بھی جو موجب ملال
خاطر کا ہوتا ہی پرہیز کرے کیونکہ کثرت ازدحام لوگون سے ملالت ہوجاتی ہے جب رئیسون کے
پاس اکثر ابنوہ لوگون کی ہوتی ہے تو اونکو جلدی ملال پیدا ہوجاتا ہے اور چاہیئے کہ جو کام مخدوم
سے صادر ہو اوسکی روح کرے اور راستی سے اوسکام کی وصف کرے - جب تامل اور غور سے دیکھا
جائے تو کوئی کام دنیا مین ایسا نہین ہے کہ دو حال سے خالی ہو ایک نیک اور دوسرا بد پس وجہ
نیک کو اختیار رکھے اوسکا اور اپنے مخدوم کیطرف کرے اور حاضر و غایب اوسکی نیک فعلونکا بہت ذکر
کرے - اگر مخدوم کے کامون کی تدبیر اوسکے تفویض ہو مثلاً یہہ شخص وزیر یا مشیر یا معلم اوسکا ہو اور اوسکے
کامونکے صلاحیت اوسپر واجب ہو تو اوسکو جاننا چاہیئے کہ بادشاہ اور رئیس لوگ مثل اوس سیل دریا
کی ہوتے ہین جو پہاڑ کی بلندی سے نیچے کو آتا ہو جو شخص اوسکو ایکدفعہ ایکطرف سے دوسری طرف
لیجانا چاہیئے تو خود ہلاک ہوجائیگا اگر اول نرمی اور مدارا سے ایک طرف اوسکی خاک و خاشاک سے بلند
کرکے دوسری طرف لیجانا چاہے تو بآسانی لیجاسکتا ہے اسیطرح مخدوم کی راے جو متضمن فساد کے ہو
اوسکے بدلنے کے واسطے نرمی اور تدبیر عمل مین لانی چاہیئے اور حکومت کے طور پر اپنے مخدوم کو کسی
کام کی تحریص نہین کرنی چاہیئے بلکہ برخلاف راے اوسکے کوئی وجہ مصلحت کی ہو اوسپر ظاہر کرے اور
اوسکام کی خرابی انجام پر اوسکو آگاہ کرے اور بتدریج خلوت اور الفت کے موقعونمین اہل سلف کے حکایات
اور نظیرین بیان کرکے اوس راے کی قباحت اوسکے ذہن نشین کرے اور چاہیئے کہ مخدوم کے راز
پوشیدہ رکھنے مین بہت کوشش کرے احتیاط کا طریق اسباب مین یہہ ہی کہ حتے الوسع حالات
ظاہری اوسکے پوشیدہ رکھے تا جب اس قسم کی باتون کے پوشیدہ رکھنے کا ملکہ ہوجائیگا تو اسرار کی باتون
کا پوشیدہ رکھنا اوسپر آسان ہوجائیگا اور مخدوم کو بھی جب یہہ حال اوسکا معلوم ہوگا تو راز کے آشکارا
کرنے کی تہمت کبھی اوسپر عاید نہوگے - کیونکہ ظاہری حالات سے راز پوشیدہ اکثر ظاہر ہوجاتے
ہین اور اوسوقت مین رؤسا کو اون لوگونکی نسبت جو اوس راز مین محل اعتماد کا ہون ظن بد

پیدا ہو جاتا ہے اور راز کے آشکارا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ جہان کے کام ایک دوسرے سے پیوستہ ہین بعض
کامون سے بعض دیگر کیطرف سراغ حاصل ہو سکتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ بادشاہون اور رئیسون کے
لئے ایک ہمت ہوتی ہے کہ جسکے سبب سے وہ دوسرے لوگون سے ممتاز ہوتے ہین اور وہ ایسی ہمتین
ہین کہ جسکے سبب تمام خلقت سے خدمت اور بندگی کرانی چاہتے ہین اور اپنی ذات کو ہر کام مین جو کرتے ہین سچا
جانتے ہین سب اس خصلت کا یہہ ہے کہ لوگ اونکی مدح اور تعریف کیا کرتے ہین اور علی سبیل تواتر انکے افعال
اور رائین کے استحسان اور راستی بیان کرتے رہتے ہین چاہیئے کہ کسیطرح کسی کام مین کسی جرم کو اپنے
مخدوم کیطرف منسوب نکرے اگرچہ مخدوم کے ساتھہ اوسکی نہایت بے تکلفی ہو اگر کوئی چیز مخدوم کی طرف سے
اسکو قبیح معلوم ہو تو زبان پر نلاوے اگر سہو سے لائے تو اوسپر اقرار نکرے اگرچہ مخدوم تک وہ بات پہونچ
جاوے کیونکہ اقرار اور خبر مین بہت فرق ہے اور جب درمیان اوسکے اور مخدوم اوسکے کے ایسا امر واقع
ہو جاوے کہ قباحت اُس کے ان دونون مین سے ایک کے نام عاید ہوتی ہے ایسا حیلہ کرے کہ
اوس قباحت کو اپنی طرف عاید کرے اور اپنے مخدوم کو اُس سے بری رکھے جب وہ بری ہو جاوے
تو ایسا حیلہ کرے کہ شبہ اوسکا پھر مخدوم کیطرف سے دور ہو جاوے اور جو چیزین مخدوم کے نزدیک مرغوب اور
مکروہ ہون اون سبکو خیال کرکے مرغوب چیز مخدوم کے واسطے اختیار کرے اگرچہ مکروہ چیز اسکے واسطے باقی
رہے اور اسبات کو بخوبی اپنے ذہن نشین کرے کہ بندگی کے باب مین کوئی چیز با منفعت زیادہ اپنے
حظ نفس کے ترک کرنے سے نہین ہے جب یہہ بات اپنے ذہن نشین کریگا تو جو معاملات اسکے
اور مخدوم اسکے درمیان واقع ہون اور اپنا حظ اونمین معلوم کرے تو اپنے حظ کو ترک کردے
اور اس سے اجتناب کرے مخدوم کا ذہن خالص کردے تا ثمرہ نیکی کا بھی اسکے نصیب ہو کیونکہ اگر
پہلے اپنے حظ اوٹھانے مین مشغول ہو جاوے تو فساد اور خلل پیدا ہوگا اور ترک کرنا کام کا بہتر ہے بنسبت
اسکے کہ اوسمین فساد پیدا ہو اور رئیسون سے منافع حاصل کرنے کیواسطے بہت نرمی عمل مین لانی
چاہیئے اور ہرگز الحاح اور عاجزی سے مانگنا نہ چاہیئے حرص اور طمع نکرے بلکہ قناعت کی عادت
پکڑے کیونکہ خود دنیا اوس شخص کیطرف رجوع کرتی ہے کہ جو اوس سے روگردانی کرے اور اوس
شخص سے روگردانی کرتی ہے جو اوسکیطرف مایل اور حریص ہو اور اس امر مین کوشش

کرنی چاہیئے کہ رئیسون اور مخدومون سے اسباب منافع کے طلب کرے تو ذات منافع کی مثلاً کشادہ دستی
اون امورین جو موجب حصول منافع اور فواید کا ہون تا سوال بہی نہ کرنا پڑے اور فواید بہی بہت حاصل
ہو جائین حاصل اس کلام کا یہہ ہے کہ مخدوم کی طفیل نفع اوٹہائے نہ ذات مخدوم سے کیونکہ جو شخص رئیسون سے نفع چاہتا
ہے اوس سے وہ ناراض ہو جاتے ہین اور جو کوئی اونکی طفیل نفع حاصل کرے اوسکو عزیز جانتے ہین اور اپنی
ذات کو مخدوم کی آنکہون مین ایسا ارادتمند دکہلائے کہ مخدوم کے اشارہ سے تمام مال و اسباب اپنا خرچ کر دیگا کیونکہ اگر ایسا
کریگا تو اوسکو اوسکے مال کیطرف طمع نہوگی۔ اگر مناقشہ اور عذر عمل مین لائے تو حرص اوسکی تیز ہو جائیگی کما المنوع
محروص علیہ والمبذول مملول۔ یعنی جس چیز سے منع کیا جائے اوسپر حرص زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس چیز کو دیا جائے
اوسسے بیزاری حاصل ہوتی ہے۔ اور اس امر مین کوشش کرے کہ جاہ اور مال سے جو چیز حاصل کرے اوس سے مخدوم
کی زینت اور شان چاہیئے نہ اپنی ذات کی زینت کیونکہ یہہ طریقہ داخل وفاداری اور مروت کے ہے اور اُس چیز کے
لینے سے پرہیز کرے کہ جس سے امتیاز اور خصوصیت مخدوم کی ہو یا دیگر رئیسان کے لایق ہو جو مثل اُسکے مخدوم کے
ہون ورنہ اوس چیز کو مخل حال اور اپنی ذات کو معرض ہلاکے مین ڈالنے والا ہوگا اور کسی چیز مین جو مخدوم کیطرف سے
حاصل ہو استغنا ظاہر کرنا نہین چاہیئے اگرچہ وہ چیز حقیر ہو بہرحال اون چیزون مین جو مخدوم کیطرف سے حاصل
ہون قناعت اور رضا کا طریق اختیار کرنا چاہیئے اگر مخدوم غصہ اور عتاب اُسکے حال پر کرے تو ہرگز اوسکی شکایت
نکرے اور دلمین کینہ اور عداوت کو دخل نہ دے اور جرم کو اپنے ذمہ لگاوے اور بعد اسکے اس امر مین جہد کوشش
کرے کہ اوسکے غصہ کو جسطرح ہو سکے رفع کرے اگر کسی حاکم ظالم اور بدخو کے پنجے مین مبتلا ہو جائے تو اوسکو جاننا چاہیئے
کہ وہ دونون مصیبتون مین گرفتار ہے اول یہہ کہ حاکم سے موافقت کرے اور رعیت کی ساتہہ ظلم سے پیش آوے اسمین
بربادی دین اور مروت کی متصور ہے دوم یہہ کہ رعیت سے موافقت کرے اور حاکم کو ناراض رکہے اسمین
اُسکے مال وجان کی بربادی ہے ان دو مصیبتون سے خلاصی ان دو چیزون سے ہو سکتی ہے مگر یا مفارقت
کلی حاکم بدخو کے ساتہہ بہی سوائے وفاداری کے اور کوئی طریق برتاؤ کا نہین ہے یہان تک کہ اللہ تعالے
اوسے مفارقت اور نجات بخشے ابن المقفع کے آداب مین لکہا ہے کہ اگر بادشاہ تمکو برادر بنائے تم اوسکو خداوند
اپنا جانو اگر قریب تمہارا زیادہ کرے تم اوسکی تعظیم زیادہ کرو جب اوسکے نزدیک تمہارا مرتبہ بلند ہو جائے
تو خلق لفظی مثل اُسکے کہ متواتر عاجزی اور ہر بات مین دعا کرنی استعمال مین نہ لائے کہ یہہ علامت وحشت

اور یگانگی کی ہے مگر مجلس اور دربار مین کہ وہان اسباب مین فروگذاشت نہین کرنی چاہیئے اور مخدوم کے ساتھہ یہہ تقریر
نکرے کہ میرا آپ پر حق ہے یا حق خدمت سابقہ کا رکھتا ہون بلکہ از سر نو خیر خواہی اور فرمانبرداری کرنے سے حقوق
سابقہ کو اوسکے نزدیک تازہ کرے جیسا کہ اخیر کی خدمت پہلی خدمت کو زندہ کرے کیونکہ بادشاہ اوس حق کو کہ اول
سے آخر تک برابر ظہور مین آئے فراموش کردیتے ہین اور تمام آدمیونکی حال سے رحم منقطع کرتی ہین ۔ کوئی کام وزارت سے
زیادہ سخت نہین ہے کیونکہ اس رتبہ عالیہ کے ہوس بہت لوگونکو ہوتی ہے اور بڑے بڑے ارکین سلطنت کو اوسکا حسد
ہوتا ہے جو اوسکے ساتھہ گھرون اور مکانونمین شرکت اور مشارکت رکھتے ہین اور ہمیشہ اس منصب کے طامع لوگ دام
لگاکر منتظر اور متوقع فرصت کے ہوتے ہین ۔ وزیر کے حق مین کوئی امر نیک مثل مستقیم الطبع اور صحیح المزاج ہونے کے نہین ہے
ہم ظاہر اور باطن مین اور چاہیے کہ اگر کسی حاسد اور دشمن کے مکر اور چغلی پر اطلاع پائی تو حسب ظاہر ایسا دکھاوے کہ
اسکو اس امر سے کچھہ اندیشہ نہین ہے اور مخدوم کے سامنے غصہ اور کینہ انکی طرف سے ظاہر نکرے کہ اس امر مین
انکی بات تصدیق ہوجاتی ہے اگر اونکے ساتھہ سوال جواب اور مناظرہ و تکرار کا موقع آجائے تو حلم اور وقار اور دلیل سے
جواب دے کہ ہمیشہ غلبہ حلیم کے واسطے ہوتا ہے اور نیز ابن المقفع کے آداب مین سے منقول ہے کہ بادشاہونکے خادمونکے
ہمیشہ ارباب مین کہ جو امر اپنی طبع کو مکروہ معلوم ہون اونپر نفس کو مرتاض کرنا اور موافقت کرنی بادشاہونکی ساتھہ
اون امور مین جو اپنی رای کے مخالف ہون اور تعمیل امور کی اونکی مرضی کے موافق کرنی اور راز کو پوشیدہ رکھنا
اور جن چیزون پر تمکو واقف کرنا نہ چاہین اونمین بحث نکرنی اور حرص سے اونکی رضا حاصل کرنے مین کوشش
کرنی اور اونکی قول کی تصدیق اور رای کی تحسین کرنے اور نیکیونکو مشہور اور عیبون کو پوشیدہ کرنا اور جس
چیز کو وہ نزدیک کرنا چاہین اوسکو نزدیک کرنا اور جسکو دور رکھنا چاہین اوسکو دور کرنا اور تخفیف کرنا اپنی تکلیف
کا اونپر اور اونکے تکلیف کو اپنے پر گوارا کرنا اور اونکی فرمان برداری مین کوشش کرنیکو عادت ٹھہرانا اور جس شخصکو
بادشاہ کی خدمت سے گنجایش علیحدگی کی ہو اوسکو چاہیے کہ خدمت کی حرص نکرے کیونکہ بادشاہ کی ذات مائل
الاحسد مانع ہوتی ہے درمیان آدمیونکے اور لذت دنیا اور عمل عاقبت کے اگر خدمت پر مقرر ہو جائے تو چاہیئے کہ اونکی خفگی
اور دشنام دہی کو خفگی اور دشنام نہ جانے اور اونکی سختی کو سختی نہ تصور کرے کیونکہ اگر سختی جائیگا تو عزور عزت کا
انکی زبان کو آدمیونکی ہتک عزت کے لئے بدون سابقہ کسی عضہ کے زیادہ کشادہ کردیگا پس اسی مقدار انکے
ساتھہ مدارا کرنا چاہیئے اور اس سے اندیشہ اور خوف نکرے اور جس شخص پر خفگی مخدوم کی ہو اور متہم ہو

اوس سے اجتناب کرے اور ایک مجلس مین اوسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اوسکی تعریف اور عذر خواہی نکرے جبتک
کہ مخدوم کا غصہ اوسکی نسبت سے فرو نہ ہو جائے اور جبکہ اوسکی مہربانی کی آہٹ ہو اوسوقت کسی طریق مناسب پر اوسکی طرف
سے عذر خواہی کرے تا مہربان ہو جائے - نیز آداب ابن المقفع سے منقول ہے کہ جب مالک تمہارے
ساتھ بات کرے ہمہ تن متوجہ ہو کر اوسکو سُنا چاہیئے کسی دوسری چیز کیطرف نظر اور خیال ہرگز نکرے
اور بادشاہ کے مجلس پوشیدہ مین کوئی بات نکرین کیونکہ جسکی روبرو دو آدمی پوشیدہ باتین کرین اُنکو اُنکی بات
سے دلمین کینہ ہو جاتا ہے بادشاہ کی حضور مین زیادہ تر اسکا لحاظ رکھنا چاہیئے - جب کسی سے سوال کرے
تم جواب مذکورہ اسمین تمہاری بھی بُہتری ہے اور سایل اور سئول کی بھی خفت ہے باوجود اسکے اگر سایل
کہے کہ ہم سے نہین پوچھتے تو تم کیا جواب دوگے - اگر کسی ایسی جماعت سے استفسار کرے کہ تم بھی
اوس جماعت مین داخل ہو تو تم جواب دینے مین سبقت نکرو کیونکہ دوسرے لوگ تمہارے دشمن ہو جائینگے
اور تمہاری بات پر عیب پکڑینگے اور تمہاری خطا پر رحم نہین کرینگے بلکہ جواب مین تاخیر کرنی چاہیئے
تا دوسرے لوگ جواب دین اور عیب و ہنر ہر بات کا تمکو معلوم ہو پس اوسموقع پر اگر تم جواب بہتر جانتے ہو تو کہنا چاہیئے
اگر بادشاہ تمکو عزیز رکھے تو بادشاہ کے قریبی اور خادمان قدیمی پر تقدم اور پیشروی نکرنی چاہیئے یہہ ہر کمینون
کے اخلاق مین سے ہے - اور جاننا چاہیئے کہ ہر ایک انسان کو خواہ بادشاہ ہو خواہ مفلس ایک نہ ایک شخص سے
مناسبت طبعی ہوتی ہے اگرچہ وہ شخص رتبہ مین کم ہو تو بھی اوسکے ساتھ الفت اور اُنس اختیار کرتا ہے اگرچہ حسب ظاہر اوسے
دور ہو سبب اسکا جانبین سے پیوند اور ارتباط روحون کا ہے اور کیونکر تم بے اندیشہ ہو سکتی ہو اس امر سے کہ جس شخص
پر تم فوق اور تقدم اپنا چاہتے ہو اگر اوس شخص کا در باطن مخدوم کے ساتھ ارتباط اور وسیلہ ہو اور اوس حق کو تم
ضایع نکر سکے پس دونون تمہاری دفع کے واسطے آمادہ ہو جائین اگر بادشاہ کسی امر مین رای اپنی ظاہر کرے
اور تمہاری رای اوسکے برخلاف ہو تو تم بادشاہ کی رای کی موافقت کرو اور فروتنی عمل مین لاؤ اور جانو کہ حقیقت
مین بادشاہ وہ ہے نہ تم پس بہتر ہے کہ تم اوسکے ارادہ کی متابعت کرو نہ یہہ کہ اوس سے موافقت اور
اطاعت کرانے چاہو موافق اپنے رای اور خواہش کے کلام کرنی چاہیئے بلا کلام اسباب مین ہو

چھٹی فصل صداقت یعنی دوستی کی فضیلت کے بیان مین اور اونکی شمار اور اونکی کیفیت

جیسا کہ انسان طبیعتاً بالطبع ہے اور کمال ہونا سعادت اوسکے کا اوسکے دوستون اور دیگر اپنا جنس پر منحصر ہے

اور جسکا کمال غیر پر منحصر ہو تنہا کامل نہین ہو سکتا پس کامل اور سعید وہ شخص ہوتا ہے کہ دوستونکی حاصل
کرنے کے واسطے نہایت کوشش مبذول کرے اور جو نعمتین اوسکو نصیب ہین اونمین دوستون کو شامل
کرے جو چیز تنہا حاصل نہین کر سکتا انکی مددگاری سے حاصل کرے اور اپنی مدت حیات مین انکے وجود سے
فایدہ اور لذت اوٹہائے یعنے فایدہ حقیقی اور لذت الٰہی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین نہ لذت حیوانی اور فایدہ جسمانی
لیکن ایسے دوست بہت کم یاب اور ارباب لذت حیوانی اور فایدہ جسمانی کے کثیر الوجود ہین انکے ساتھہ برتاؤ
مختصر رکہنا بہتر ہے کیونکہ یہہ گروہ بمنزلہ نمک اور مصالحہ کے ہین اگرچہ طعام مین انکے احتیاج ہوتی ہے الّا قایم مقام
غذا کے نہین ہو سکتے۔ مگر دوست حقیقی شمار مین بہت نہین ہو سکتے کیونکہ شریف چیز کمیاب ہوتی ہے
اور جو چیز کمیاب ہو وہ غیر الوجود اور ذی قدر ہوتی ہے اور جب محبت اوسکی افراط کے درجہ کو پہونچے
اور اکثر افراط محبت کا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین سوائے درمیان دو شخصونکے نہین ہوتا پس دوست حقیقی
شمار مین بہت نہوئی الّا وہ حسن سلوک اور خوش خلقی جو دوست حقیقی کے ساتھہ از روی استحقاق
کے کرنی پڑتی ہے وہ بہت غیر مستحقون کے ساتھہ بہی بنظر طلب فضیلت استعمال مین لانے چاہیئے کیونکہ
نیک اور اہل فضیلت آدمی اپنے اہل تعارف کے ساتھہ مثل دوستونکی برتاؤ عمل مین لاتا ہے اور
ہر ایک سے درخواست دوستی حقیقی کی کرتا ہے۔ اور ارسطاطالیس کا قول ہے کہ ہر حال مین انسان دوست
کا محتاج ہے الّا حالت رفاہ مین بسبب احتیاج ملاقات اور مدد کرنے کے اونکے حال پر اور سختی کی حالت
مین بباعث احتیاج اونکے مدد اور غمخواری کے اور فی الحقیقت بادشاہان عظیم الشان کو احتیاج اون
لوگونکی طرف جو مستحق تربیت اور نکوکاری کے ہین ایسے ہی جیسا کہ مساکین کو احسان کرنے والونکی طرف
احتیاج ہے خواہش اور طلب فضیلت دوستی کے جو انسانونکی طبایع مین پیدا کی گئی ہے وہ انسانون کو
برانگیختہ کرتی ہے اسبات پر کہ معاملات مین ایک دوسرے کے ساتھہ شراکت کرین اور باہم دگر حسن سلوک
رکہین اور سامان لہو و بازی اور شکار کرنے اور ریاضت کرنے اور دعوتون کے موقعہ مین باہم یکجا رہین
اسمقام تک حکیم کی کلام ہے۔ اور حکیم انقراطیس کا مقولہ ہے کہ مجکو تعجب ہے اون لوگونکے حال سے
کہ اپنے اولاد کو بادشاہونکی تواریخ اور اونکے وقایع اور ذکر لڑائیون اور معرکونکے اور حالات بدلہ
لینے کے ایک دوسرے سے سکہلاتے ہین اور یہہ اونکے دلمین نہین آتا کہ الفت اور محبت کی باتین اور دوستی

حاصل کرنے کے حالات جو چیزین لوازم محبت اور فضیلت مین سے مثل عام نیکیون کے اور وہ محبت اور الفت
کہ جسکے بدون معیشت ناممکن اور زندگی محال ہے اولاد کو سکھلانے بہتر ہین کیونکہ اگر تمام دنیا اور نعمتین دنیا کی کسی
شخص کو حاصل ہون اور یہہ ایک خصلت اوسمین نہو تو زندگانی اوسپر وبال ہوتی ہے بلکہ زندگی اوسکی ناممکن ہے
اگر کوئی شخص محبت اور دوستی کو ناچیز اور خوار سمجھے حقیقت مین وہ خود ناچیز اور خوار ہے اگر وہ گمان کرے
کہ حاصل کرنا اسکا آسان ہی تو یہہ گمان اوسکا خطا ہی کیونکہ حاصل کرنا ایسے دوستونکا جو عند الامتحان صادق
اور نیک ہون نہایت مشکل ہوسکتا ہے اور میرا یہہ اعتقاد ہے کہ دوستی کے قدر اور محبت کی بزرگی جمع
خزاین اور دفاین دنیا اور ذخایر بادشاہی اور اون نفیس چیزون سے کہ جسکی طرف اہل دنیا کی رغبت ہے
از قسم جواہرات بری اور بحری اور دیگر اسباب منافع مثل زراعت اور عمارت اور دیگر متاع وغیرہ سے
زیادہ تر ہے اور یہہ جملہ نعمتین بمقابلہ فضیلت دوستی کے کم وزن ہین کیونکہ کوئی چیز انمین سے اوس
حالت مین کہ مصیبت مفارقت معشوق کے وارد ہو نافع نہین ہوتے دنیا اور جو نعمتین دنیاوی ہین مثل
ایسے دوست کے کہ جو کسی موقع پر مدد کرے یا تکمیل کسی سعادت دینی اور دنیاوی مین معاونت عمل مین لائے
نہین ہین خوش نصیب ہی وہ شخص جو اس نعمت سے کامیاب ہے اگرچہ ملک دنیا سے خالی ہو اس سے
زیادہ تر خوش قسمت وہ ہی کہ باوصف ملکداری کے ایسی سعادت سی کامیاب ہو کیونکہ جو شخص
امور رعیت کا انتظام اور انکی احوال کی دریافت اور کلیات اور جزویات امور ملک کے طرف اچھی
طرح سے نظر رکھنے چاہیے گا اوسکو دو کان اور دو آنکھین اور ایک دل اور ایک زبان کفایت نہین
کرینگی جب بہت کان اور آنکھین اور دل اور زبانین اوسکی ملکیت مین ہو جائینگی جو شمار مین بہت
ہونگی اور حقیقت مین ایک ہی ہونگے تو اطراف ملک کے اوسکے نزدیک نظر آئینگے اور بغیر محنت
اور مشقت کے بہید اور پوشیدہ باتون پر مطلع رہیگا اور غیب کو حاضر دیکھیگا یہہ فضیلت بجز دوست صادق
کے اور کہان سی حاصل ہوسکتی ہے اور ایسی نعمت کی نوع کو نکر انسان کر سکتا ہے الا رفیق
شفیق کے ذریعہ سے تا اسمقام تک حکیم کی کلام ہے جب نعمت عظیم اور فضیلت کامل کے
تعریف بیان ہو چکے اب اسکے حاصل کرنے کی کیفیت بیان کرنی چاہیئے اور بعد اسکے طریقہ
محافظت اسکی کا ظاہر کیا جائیگا تاکہ اس فضیلت کا طالب مثل اوس شخص کے نہو کہ جو ایک بکری

فربہ چاہتا تھا آخر آمسیہ بکری پر ذلفیت ہوگیا جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کیا ہے

اعیذ ناظرات منک صادقۃ — الا تحب السمن فیمس سمنہ ورم

پناہ چاہتا ہوں میں اون نظروں سے کہ جو تمہاری طرف سے ہیں پھر اور — اس سے کہ تم آمس اور ورم کو فربہی جانو ؎

خصوصاً وہ لوگ جو حیوانات سے از راہ تکلف اور حیلہ سازی اور فضیلت نمائی کے ریا کے طور پر امتیاز رکھتے ہیں مثلاً مال خرچ کرتے ہیں بخل کے ساتھ اس غرض سے کہ سخاوت سے موصوف ہوں اور خوفناک مقام پر اقدام کرتے ہیں بیدلی کے ساتھ تاکہ شجاعت سے مشہور ہوں اور دیگر حیوانات اپنے اخلاق میں ریا نہیں کرتے اس سے دور ہوتے ہیں اس فضیلت کے طالب کے مثال وجود ناہموار تیتر کے مثل اس شخص کی ہے کہ جسکو نباتات کی مزاج اور تاثیر پر واقفیت نہو اور اکثر اقسام نباتات کے اوسکی نظر میں متشابہ ہوں پس وہ کسی چیز کے کھانے پر بھروسا نہ کرے کہ دوشیزہ ہوگی اقدام کرے اور تلخ پائے اور کسی قسم نباتات کو غذا تصور کرکے استعمال کرے اور حالانکہ وہ زہر ہو الا جب دوست کی حاصل کرنے کی کیفیت پر واقف ہو جائیگا تو پھر خطرناک چیز کا مرتکب نہوگا اور مکر اور فریب کرنیوالے لوگوں کی دوستی میں جو اپنے آپکو فاضل اور نکو کار دکھلاتے ہیں اور جب کوئی اونکے دام فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے تو درندوں کے طرح اوسکو اپنا شکار اور طعمہ بنا لیتے ہیں نہ پڑیگا اس مطلوب کے حاصل کرنیکا یہہ طریق ہے کہ حکیم انسقراطیس کا مقولہ ہے کہ جب کسی شخص کے ساتھہ دوستی پیدا کرنی چاہیں تو پہلے حال اوسکا تفحص کرنا چاہیے کہ لڑکپن میں اوسکی تربیت کسطرح پر ہوئی ہے اور اپنے والدین اور خویش و اقربا کے ساتھہ کسطرح اوس نے برتاؤ کیا ہے اگر اسکو ان باتوں میں شائستہ پائیں تو اسکی صلاحیت محبت کی امید رکھیں ورنہ اوس سے پرہیز واجب ہے کہ جس شخص نے اپنے وجود کی محافظت نہ کی ہو اور نافرمانی ماں باپ سے نامرد ہو وہ دوستی کے حقوق کو ملحوظ نہیں رکھے گا بعد اسکے دریافت حال اوسکے کا اس امر میں کرنا چاہیے کہ آیا دوستان سابق کے ساتھہ معاملہ اور برتاؤ اوسکا کسطرح پر رہا ہے اور اوسکو پہلے امتحان کے ساتھہ ملایا جائے پس اوسکا حال اسباب میں تحقیق کیا جائے کہ نعمتوں کی شکرگذاری اوسکے نفس میں کیا حال ہے اور غرض شکرگذاری سے یہہ نہیں کہ بدلہ ادا کیا جائے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تنگدستی بدلہ ادا کرنے سے عاجز کر دیتی ہے الا شکرگذار آدمی اپنے نیت کو ادائے بدلہ سے اور زبان کو ذکر خیر سے معطل کرنا جائز نہیں رکھتا اور اہل کفر ذکر خیر کے مشہور کرنے میں جو ہر ایک اسبات پر قادر ہے سستی کرتا ہے اور جو احسان اوسکے حق میں کیا جائے اوسکو غنیمت جانتا ہے اور حق

اپنا تصور کرتا ہے اور نفس الامر مین دور کرنے نعمتون کے واسطے کوئی آفت مثل کفران نعمت کے نہین ہے اور اسکے
سبب مین غور کرنی چاہیئے کہ بدبخت لوگونکے اوصاف مین سے کوئی وصف زیادہ تر خراب اور زبون
کفران نعمت سے نہین ہے اور خود کفر زبان عرب مین پوشیدگی سے مشتق ہے اور نیک بختونکی صفات مین سے
کوئی وصف مثل شکر گذاری کے نہین ہے اور موجب افزونی نعمتونکا ہے اور قایم رہنا نعمتونکا شکر پر منحصر
ہے جو شخص کسی کے ساتھہ ارتباط مواخات اور دوستی کا پیدا کرنا چاہے اوسکو پہلے اس خصلت کے دریافت اور
تحقیق کرنے سے چارہ نہین ہے تا اوس ناشکر گذار کی دوستی مین کہ اپنے برادرونکی نعمتین اور رئیسونکے انعام
کو حقیر جانتا ہے مبتلا نہو جائے بعد اسکے دریافت کرے کہ لذات اور شہوات کیطرف وہ کیسا راغب
ہے کیونکہ بہت راغب ہونا ان باتون کیطرف موجب سستی کا ہوتا ہے رعایت حقوق برادران سے
اور نیز حال طمع اور حرص اوسکی کا زر اور مال کیطرف بخوبی دریافت کرلے کہ بہت لوگ اہل معاملہ حسب
ظاہر ایک دوسرے کے ساتھہ محبت رکھتے ہین اور باہم تحایف کے لینے دینے مین غفلت نہین کرتے جب
انکا معاملہ زر اور سیم کے باب مین باہم پڑ جاتا ہے تو تازہ رسائی انکے واقع ہوتا ہے اور کتونکی طرح باہم شور
شغب کرکے باواز بلند اور کمینونکی کلمات اور خسیس لوگونکے الفاظ سے جھگڑا اور گفتگو کرتے ہین اور
عداوت کا ذخیرہ جمع کرلیتے ہین بعد اسکی اس امر کیطرف نظر کرنے چاہیئے کہ عزت اور ریا کی محبت اسکے
دل مین کیسی ہے کیونکہ جو شخص طالب غلبہ اور جاہ کا ہوتا ہے وہ دوستی کے معاملہ مین انصاف ملحوظ
نہین رکھتا اور لین دین کے معاملات مین مساوات پر راضی نہین ہوتا بلکہ تکبر اور بلند پروازی اوسکے
دوستونکو حقیر جانتے اور اونکے ساتھہ اپنی بزرگی ظاہر کرنی پر آمادہ کرتے ہے محبت اور مودت اس خصلت کے
ساتھہ کمال کو نہین پہونچتے آخر الامر دشمنی اور کینہ باہم پیدا ہو جاتا ہے بعد اسکے دریافت کرے کہ حال
اوسکا گانے اور ناچ اور اقسام لہو و بازی اور خوش طبعی اور مسخرا پن اور خندہ بازی کے سننے مین کسطرح پر ہے
کیونکہ ان باتون مین افراط کرنا دوستونکے مددگاری اور غمخواری سے انسان کو ہٹا رکھتا ہے اور دوستونکے
حال پر احسان سے بدلہ کرنا اور اونکی حق گذاری کے مشقت اوٹھانی اور اونکے ساتھہ امور مشقت مین شریک
ہونا ان سب باتون سے وہ گریزان ہوتا ہے پس جب ان امتحانونمین پورہ ہووے اور جو رذیلتین ہمنے
بیان کی ہین اون سب سے پاک ہو اوسکو دوست فاضل جاننا چاہیئے اوسکی محافظت اور اوسکی ہمتا

دوستی پیدا کرنے کے باب مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرنا چاہیئے کہ لا فخر الا بالصدیق الفاضل
یعنے نہین فخر مگر ساتھہ دوست فاضل کے ایک حکیم کا مقولہ ہے انی لا اعجب ممن یحزن ولہ صدیق فاضل
یعنے بتحقیق مین البتہ تعجب کرتا ہون اوس شخص سے جو غمناک ہوتا ہے وہ اور حالانکہ اوسکے واسطے دوست فاضل
ہے۔ ایکدوست حقیقی اگر ملجائے اوسی پر کفایت کرنی بہتر ہے کہ چیز کامل کمیاب اور عزیز ہوتی ہے
اور نیز بہت دوستون کے وجود سے ضرورت ادای حقوق مختلفہ کی لاحق ہوجاتی ہے اور بعضی حالات مین ضرورتاً
بعض حقوق ادا کرنے سے پہلوتہی کرنے پڑجاتی ہے کیونکہ بہت دفعہ ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ حالات مختلف
اور متضاد پیش آتے ہین مثلاً ایک دوست کی خاطر سے اوسکی شادی کے سبب خوشی کرنی چاہیئے اور دوسرے دوست کی
موافقت کے لئے اوسکے غم پر غمناک ہونا چاہیئے یا ایک کے لحاظ سے کہین جلدی جانا ضروری ہے اور دوسرے کی خاطر سے
ٹھہرنا لابد ہے ایسے موقعون مین سوای حیرانی اور فروگذاشت ایک طرف کے دونون طرفون سے اور کچھہ نہین ہوسکتا اور چاہیئے
کہ نہایت درجہ کی حرص طلب فضایل اور پاک ہونے دوستون کے باب مین چھوٹے چھوٹے عیبون سے عمل مین نہ لاوے
اگر اسطرح پر کریگا تو ایسا عیبون سے پاک نہین پائیگا اور نتیجہ اوسکا تنہائی اور وحشت ہوگی فضیلت دوستی سے محروم رہیگا
واجب یہہ ہے خفیف عیبون کے جس سے انسان پاک نہین ہوسکتا چشم پوشی کرے اور اپنے عیبون کیطرف خیال کرے تامل اسکو
دوسرون سے تحمل کرسکے گا جیسا کہ فرمودہ جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے طوبی لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس
خوشی ہے واسطے اوس شخص کے کہ جکڑا اوسکی عیبون نے ٹھہرا رکھا ہے لوگون کی عیب گیری سے) اور چاہیئے کہ اوس
شخص کے دشمنی سے کہ جسکے ساتھہ دوستی یا وہ اختلاط جو لوازم دوستی سے ہے ہو چکا ہو پرہیز کرے اور قول شاعر کا ملحوظ
رکھے **اشعار** عدوک من صدیقک مستفاد فلا تستکثرن من الصحاب

دشمن تمہارے دوستون تمہارے سے نکل آتے ہین پس نچاہیئے کہ بہت آدمیونکو دوست بنا کر اپنی محبت مین کمی کرو

فان الداء اکثر ما تراہ یکون من الطعام او الشراب

پس تحقیق اکثر مرضین دیکھتا ہے تو پیدا ہوجاتی ہین اقسام کھانے اور پینے سے

واجب یہہ ہے کہ جب دوست حاصل ہوجائے تو اوسکی حال پر رعایت اور تفقد کرنے مین کوشش کرے اور
اوسکی کجی مین اگرچہ تھوڑا ہو گز فروگذاشت نکرے اور جو کام اوسکو پیش آئین اونمین کوشش کرے اور زمانہ کی
مصیبتون کے وقت اوسکا مددگار ہوئے اور فراخی عیش کے وقت کشادہ پیشانی اور خوش خلقی سے

پیش آئے اور اوسکی ملاقات اور دیدار سے آثار خوشی اور راحت کے اپنے چہرہ اور افعال سے ظاہر کرے اور اس
کمال خوشی پر جو دلمین رکھتا ہے قناعت نکرے کہ دلی معاملات پر سوای اللہ تعالی کے کسیکو اطلاع نہین انکان ودك
فی الطویة کامناً ❊ فاطلب صدیقاً عالماً بالغیب اگر ہے دوستی تمہاری دلمین پوشیدہ پس طلب کرو تم
وہ دوست جو غیب پر علم رکھتا ہو کہ تا ہر روز اور ہر لحظہ استحکام اوسکا محبت مین اطمینان نفس اوسکی کا حاضر و غائب یاد
ہو اور جب وہ دوست خوشی اور راحت اپنی دیدار سے اس شخص کے اطوار پر منا ہو کریگا تو اوسکی دوستی پر یقین کرنیوالہ
ہوگا کیونکہ اصلی خوشی دوستون کی ملاقات کے وقت پوشیدہ نہین ہے اور دریافت کرنا عارضی خوشی کا اپنے موقع پر
اوسکی ہیئت سے مشکل نہین ہے اور یہہ ہے خصلت اون لوگون کی ساتھہ کہ جن کے کامون مین دوست کی دل
بستگی معلوم ہو مثل دوستان اور اولاد اور تابع داران اور خادمان کے عمل مین لانی چاہیئے اوسکی اور ان لوگونکی
صفت اور ثنا کرنے مین بغیر تملق اور تکلف کے جو موجب پیدا ہونے عداوت کا ہے حاضر و غیب بہت کوشش
کری اور حفاظت اس امر کی آمیزش تملق اور کدورت نفاق سے بسبب اختیار کرنے صدق کے ہوتی ہے از روی
قول اور فعل کے کیونکہ صدق کی طریق سے منحرف ہونا از روی ظاہر کے تملق ہوتا ہے اور از روی معنی کے نفاق
اور یہہ دونون ناپسندیدہ اور مذموم ہین اور چاہیئے کہ اس طریق کو ہمیشہ کے لئے اپنی عادت کرلے اسمین
سستی اور تغافل جایز نرکھے کیونکہ اس خصلت کو لازم پکڑنا موجب محبت خاص اور اعتبار کامل کا ہوتا ہے
اور اسکی طفیل مساوون اور اون لوگونکے ساتھہ کہ جنکے ساتھہ سابقہ تعارف نہین ہے محبت حاصل ہو جاتی ہے
جیسا کہ کبوتر کسی کے مکان مین آشیانہ اپنا بناتے اور اسکی ساتھہ الفت پکڑے اور اسکو گھیر اور گرد گھر کے
طواف کرے تو اپنے ہمجنسون کو وہان جمع کر لیتا ہے ویسا ہی انسان جب کسیکی خلق پر واقف ہو جاتا ہے اور اسکی
دوستی کیطرف راغب اور الفت اسکی سے خوش اور محظوظ ہوتا ہے تو دوسرے لوگون کو جو مثل اسکے
ہین اسطرف دلالت کرتا ہے بلکہ حیوان ناطق حسن وصف اور اظہار صفت اور ثنا اور مشہور کرنے نیکیون
مین بہ نسبت حیوان غیر ناطق کے بڑی قدرت رکھتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ جیسا دوستون کو اپنے ساتھہ
خوشی اور راحت مین شریک کرنا اور اجتناب کرنا اس امر سے کہ تنہا نعمتین دنیاوی سے حظ اٹھائے
واجب ہے ویسا ہی انکے ساتھہ حالت غم اور اندوہ مین شریک ہونا زیادہ تر واجب ہے یہہ حق ادای
کرنا لوگون کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے جیسا کہ اہل سلف کا مقولہ ہے دعوی الاخاء علی الرخا کثیرة

بل فی الشدائد یعرف الاخوان + (دعوی برادری اور لان محبت کا حالت عیش مین بہت ہوتا ہے
بلکہ سختیون مین پہچانے جاتے ہین دوست) جب ایسا ہو تو وقت مصیبتون اور سختیون اور تغیر حالات کے
جو دوستونکے حال پر لاحق ہو اونکے دلاسا اور غمخواری اور کوشش ذاتی اور خرچ کرنے مال کا اور اظہار تفقد
اور دلنہادی کا عادت مقررہ سے زیادہ عمل مین لانا واجب ہے۔ یہین اسبات کا منتظر رہنا نہ چاہیئے کہ وہ مرا حتاً
یا اشارتاً اسباب مین سوال کرین بلکہ ازروی فراست اور دانائی کے اونکے دلی ارادون پر مطلع ہو کر حاجت روائی
اونکی مین قبل از سوال نہایت کوشش مبذول کہنے چاہیئے غم اور اندوہ مین شریک ہونا چاہیئے تا شاید کہ بعض
مشقت اونکی کو کفایت کرے رفاقت اور شرکت کے سبب غم سے تخفیف اور تسلی حاصل ہو اور اگر یہہ کسی مرتبہ
بزرگی اور سرداری پر پہونچ جاوے اپنے یارون اور دوستون کو بھی بخوبی اوس سے کامیاب کرے بدون
اسبات کے کہ اپنے نفس کو اوس مرتبہ مین غالب سمجھے یا اپنا احسان جتائے اگر کسی موقع پر کسی دوست سے
بیگانگت اور نقصان معلوم کرے تو اوسکے ساتھ اختلاط اور محبت کرنے مین زیادہ تر کوشش کرے کیونکہ
اگر وہ بھی بسبب غیرت یا تکبر یا بخوف ذلت یا ارتکاب بدخلقی کے توقف کرے تو رشتہ دوستی کا منقطع
ہو جائیگا اور دوستی کی بنیاد مین خلل واقع ہوگا باوجود اسکے دوستی کے بالکل دور ہونے کا اندیشہ ہے
اور ہو سکتا ہے کہ اس سے ایسی شوم اور خجالت اسکو لاحق ہو کہ جسکے سبب مفارقت اور قطع کرنے
دوستی کیطرف رغبت کرین نیک تدبیر اسباب مین یہہ ہے کہ بہت جلد اسکا تدارک کرین اور جو امر
موجب کدورت اور بیگانگت کا ہو بصفائی دل صاف صاف ظاہر کردین کہ سچ مین برکت ہے اگر دوست
مجرم پایا جائے تو عتاب لطف آمیز کرے کہ العتاب حیات المودۃ وفی العتاب حیات
بین اقوام (عتاب زندگی دوستی کی ہے اور عتاب مین زندگی ہے درمیان قومون کے) پس اثر
کدورت کا بالکل اپنے اور دوست کے دل سے زایل کرے اور چاہیئے کہ ہمیشہ دوست کی رعایت کرنے
کو صرف بقاء محبت کا ہی باعث تصور نکرے بلکہ اسکو تمام امور مین مفید اور کارآمد سمجھنا چاہیئے مثلاً اگر
کوئی سواری کی چیز یا لباس یا گہر وغیرہ چیزون کے خبرگیری مین سستی کرین اور علی التواتر پرزون
کی رعایت نکرین تو اُن چیزون کی خرابی اور نقصان کا اندیشہ ہے پس جب صورت در و دیوار کی
بغیر خبرگیری کے خراب ہو جاتی ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ اوس کیسی حال پر کہ جس سے سب نیکیونکی امید

ہے ظلم کرنا اور سرگردانی اوس شخص کی طرف سے کہ جس سے شادی اور غم مین شریک ہونے سے کیا
ہے کیا نتیجہ پیدا کریگا یعنی وہ ضرر اور نقصان کہ پہلے قسم کے خلل سے متوقع ہے وہ صرف ایک قسم کے
منفعت کے دور ہونے پر مبنی ہے اور وہ ضرر جو دوستونپر ظلم کرنے اور اونکی دوستی کے قطع ہونے سے متوقع
ہے اوسمین بہت طرح کے نقصان ہین کیونکہ اگر وہ دشمن ہو جائین اور منافع اونکے مفرتون سے مبدل ہو جائین
تو اونکی دشمنی سے نہایت کے درجہ کا اندیشہ ہے اور علاوہ اسکے منقطع ہونا امید کا اوس چیز سے کہ
جسکا بدلہ نہین ہی لازم آتا ہے ہمیشہ رعایت دوستونکی لازم پکڑنے کے سبب خرابی عاقبت سے نجات
ہو سکتی ہے اس فضیلت سے کامیاب ہونا چاہیئے - اور مرا یعنی جنگ اور خودنمائی اگرچہ ہر ایک کے
ساتھہ ممنوع ہے الا دوستونکے ساتھہ اسکا استعمال کرنا بہت مذموم اور ممنوع ہے کیونکہ مرا سے زوال دوستی
کا ہو جاتا ہے سبب اسکا یہہ ہی کہ مرا موجب واقع ہونے اختلاف کا ہے اور اختلاف موجب مغایرت اور
باعث جملہ شرارتون کا ہے اور طلب کرنا الفت اور دوستی کا خود اصل مین واسطے پرہیز مغایرت کی ہے
اور بہت ایسا ہوا کرتا ہی کہ کوئی شخص دوستون کے ساتھہ مرا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرا موجب تیزی ذہن اور
کاوت طبع کا ہے پس اون محفلون مین جہان رئیس اور اہل بصیرت جمع ہون خصومت اور عداوت کے باتین
دوستون سے شروع کرکے طریق ادب سے تجاوز کرتا ہے جاہل اور بیہودگون کی زبان سے نکالتا ہے تا حاضرین
کو اونکی کند ذہنی اور زک معلوم ہو جائے اور خلوت کے موقع پر اس قسم کی باتین نہین کرتا بلکہ اوسموقع
پر یہہ باتین کرتا ہے کہ جہان اونکو حاضر جوابی اور یاددانشت معانی کا موقع کم ملے اس سفاہت پر ملا سے
مطلب اوسکا یہہ ہی کہ تا شرم کے باعث اونکے کامونمین خرابی واقع ہو اور درحقیقت یہہ شخص اہل بغاوت
اور ظالمون سے ہوتا ہے کیونکہ جب ظالم لوگ وفور دولت اور نعمت کے سبب نافرمان ہو جاتے ہین تو ایک
دوسرے کو حقیر اور خورد جانتے ہین اور اونکے باہم مروت مین طعن کرتے ہین اور عیب جوئی اونکی کو نیک
تصور کرتے ہین تا انکے درمیان عداوت پیدا ہو کر ایک دوسری کی نعمت دور کرنے مین سعی کرتے ہین نوبت
خونریزی اور طرح طرح کی شرارتون تک پہونچ جاتی ہے یہہ جملہ امور مرا کے لوازمات مین سے ہین - اور وہ
علم اور ادب جو اسکو حاصل ہے یا کسی حرفت اور صناعت مین ماہر ہے اوسکے سکھلانے مین دوستونکے ساتھہ
بخل نکرے بلکہ ایسا کرے کہ اسکو اسباب مین یہہ نہ کہہ سکین کہ علم اور ہنر کے باب مین اسکو تنہا ماہر ہونے کی

محبت ہے کیونکہ دوستون کے ساتھہ دنیا کے مال و متاع مین جو ناپایدار اور سریع الزوال ہین دریغ کرنا قبیح ہے پس کیونکر
اون نعمتون مین جایز ہوگا جو خرچ کرنے سے زیادہ ہوتے ہین - اور نا خرچ کرنے سے اونمین نقصان واقع ہوتا ہے
اور زوال و مزاحمت غیر سے بالکل محفوظ اور ایک بہت خطا اوٹھانا موجب کمی اور نقصان دوسرے کا ہو - اور اسقدر معلوم
کرنا چاہیئے کہ علم مین بخل کرنا یا بسبب کمی سرمایہ کے ہوتا ہے یا اس خیال سے کہ جاہلون کے نزدیک فوق اور بزرگی
معلوم ہو یا اس خوف سے کہ سرمایہ مستحصلہ مین نقصان واقع ہوجائیگا یا از روی حسد کے اور یہہ سب قسم قبیح اور مذموم ہین
اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اپنے علم کے بخل کرنے پر قناعت نہین کرتے دوسرے لوگون کے علم پر بھی بخل کرتے ہین اور
اونکو تعلیم اور اشاعت کرنے مین ملامت اور سرزنش کرتے ہین اور اس گروہ سے بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگر
کسی فاضل کی کتاب تصنیف کی ہوئی اونکے ہاتھہ آجاوے تو کیسکو نہین دیکھاتے یون ہی برباد اور کہنہ کردیتے ہین یہہ
خلق منافی محبت کا ہے اور دوستون کی امیدون کے منقطع ہونیکا باعث ہے - اور اس امر سے پرہیز کرنی چاہیئے
کہ کوئی شخص اسکے مصاحبون یا تابعدارون سے کسی باب مین کسیطرح خفا ذکر نا پسندیدہ بہ نسبت امور اوسکے دوست کی
ذکر سکے خصوصاً اوسکی ذات کی نسبت یا ذکر کرنا اوس چیز کا کہ جسکا علاقہ اوسکے دوست کے ساتھہ ہو کسیکو
اسباب مین اجازت نہونی چاہیئے خصوصاً اسکے ذاتی عیب کے لئے بلکہ چاہیئے کہ کسی آفریدہ کو اسکے متعلقان
اور علاقہ دارون سے اس امر کی ارتکاب پر جرأت نہو نہ از راہ قصد اور نہ از راہ خوش طبعی نہ صراحتاً نہ کنایتاً کیونکہ
احتمال ذکر نا پسندیدہ اوس کسیکا ہو سکتا ہے کہ جسکی دل اور آنکھہ تم ہو اور اسکے پیچھے تم خلیفہ اور قایم مقام ہو
بلکہ تم اوسی کا وجود ہو کیونکہ اگر ان باتون سے کچھہ وہ سنے تو اسمین شک نہین کریگا کہ وہ باتین تمہاری منشا
سے ہوئی ہین یا اسمین تمہاری رضا ہے پس تم سے وہ نفرت کریگا اور دوستی دشمنی ہوجائیگی جب دوست
مین کوئی عیب دیکھے تو اسکی ساتھہ ایسی موافقت مناسب اور لطیف کرنی چاہیئے کہ جس ضمن مین دوست
کے لئے ہدایت اور تنبیہ ہو کیونکہ طبیب اوستاد اور حاذق اوس مرض کا علاج تدبیر غذا سے کرتا ہے کہ جسکے
علاج مین طبیب غیر ماہر قطع کرنے عضو پر ارتکاب کرتا ہے اور اس موافقت سے یہہ مراد نہین ہے کہ اوسکے عیب سے چشم
پوشی کرے اور اوسکو پوشیدہ رکھے بلکہ یہہ امر دوستی مین محض خیانت ہے اور فروگذاشت کرنی ہے اوس چیز مین کہ جسکا
ضرر دونو کو لاحق ہو اور دوستون کو اونکے معایب پر آگاہ کرنا اولا کسی غیر کیطرف سے مثال یا حکایت بیان کرنے کے
طور پر بہتر ہے اگر یہہ تدبیر نافع نہو تو کسی اشارت اور رمز کے طریق سے کسی بات کے ضمن مین اشارہ کرنا چاہیئے

اگر مراحتاً کہنے کی ضرورت پڑے تو خلوت کے موقعہ مین بعد اظہار اور تقریر اون کلمات کے جو مقتضاے مضبوطی دوستی کے ہون اور دل کے اطمینان اور خوشی اور شفقت زیادہ ہو کہنا چاہیئے اور ضرور اسباب کو دیگر دوستون اور ہم نشینون سے پوشیدہ رکھنا چاہیے اجنبی اور دشمن سے تو بطریق اولے اخفاء واجب ہے کہ دوست کا حق اس سے زیادہ ہے کہ اوسکو محل مذمت اور بدگوئی دشمنون اور مخالفون کا بنا جاوے اور دوستی کے باب مین غیبت گویان کی مداخلت سے بہت احتراز کرنا چاہیئے انکی بات کو سننا نہین چاہیئے کیونکہ شریرون ناصح لوگون کے لباس مین ہو کر نیک لوگون مین دخل پا جاتے ہین اور خوش طبعی سے باتون کے موقعہ پر ایک دوست کی بات دوسرے کے پاس دروغ اور نفاق آمیز نقل کرتے ہین اور اوسکو طرز ناپسندیدہ سے ظاہر کرتے ہین تا اگر زیادہ گنجایش دلیری کے پائین تو بناوٹ اور ساختہ اور دروغ باتون سے اسکی نظر مین اوس شخص کی صورت قبیح دکھلاتے تا دوستی انکی دشمنی سے مبدل کرین - متقدمین نے چغلی ساز آدمی کو اوس شخص سے تشبیہ دی ہے کہ جو ناخونون سے دیوار محکم کی بنیاد کو تراشے اور ہر جگہہ انگشت ڈالے کہ تا جب نہایت تفحص اور تلاش سے کوئی رخنہ پائے تو اوسکو فراخ کرکے بنیاد دیوار کو خراب کردے تا وہ منہدم ہو جائے اور اسباب مین بہت حکایتین اور مثالین بیان کی ہین کہ منجملہ اوسکے ایک حکایت شیر اور بیل کی کتاب کلیلہ دمنہ مین مذکور ہے اور غرض ان حکایات کے بنانے سے یہہ ہے کہ جب کوئی درندہ قوی روباہ ضعیف کے فریب اور دہوکہ دہی سے کسی بڑے حیوان کو ہلاک کرے یا کوئی بادشاہ قاہر کسی چغلساز کی مداخلت سے جو اپنے آپ کو ناصحون کے لباس مین ظاہر کرے وزیرون کے حق مین کہ جنکے وجود پر تمام ملک کا قیام اور مدار ہوتا ہے نیت فاسد کرے تا بعد اسکے اونہون نے جو کمال عزت اور دخل اور تصرف اولاد سے بہی زیادہ تر حاصل کیا ہوا ہے وہ سب کینہ اور عداوت سے مبدل ہو جائے اور اونکے قتل اور عذاب دینے پر وہ آمادہ ہو جائے اور مناسب ہے کہ ان دوستونکے باب مین کہ ایک مدت سے اونکو اختیار کیا ہوا ہو اور اونکی دوستی کو مصیبت کے وقت کے لئے ذخیرہ بنایا ہوا ہو اور روح کی طرح دلو مین اونہون نے جگہ پائی ہو اونکی چغلی سے اندیشہ رکھنے یہہ اشعار اسباب مین نہایت عمدہ ہین

اعرہ قد کنت دنت بحبہم	وکذالک کلہم یحبے دانو
بہت عزیز کہ تحقیق پاتا تہا مین حسن محبت اونکی کی	اور ویسا ہی وہ سب میری محبت کے جزا پانے ہے

كنت المفدى بينهم ولديهم
اور تھی جان میری انپر فدا اور ان کے پاس

فنعى الاعادى بالتمايم بيننا
پس کوشش کی دشمنوں نے چغلی کرنے مین درمیان ہمارے

بحياة راسى كانت الايمان
اور زندگی سر میرے تک عہد و پیمان تھی

حتى تفرقنا فبنت وبانو
تاکہ جدائی ڈالے درمیان ہمارے پس دور ہوئے مین اوسے اور وہ مجھ سے

محافظت محبت کے باب مین جسپر بقاء تمدن کی منحصر ہے احتیاط کرنی جملہ ضروریات سے ہے تا اوسمین نقصان واقع نہو اور اتحاد کے مفقود نہو جاوین کیونکہ اکثر فضیلتین خلقی کہ جنکو ہم بیان کر چکے ہین وہ بھی محافظت انتظام الفت پر کہ جسکے بغیر بنی نوع انسان کا وجود قایم نہین ہو سکتا منحصر ہین مثلاً عدالت کی طرف احتیاج واسطے صفائی اور صحت معاملات کے ہی تا رذیلت ظلم سے محفوظ رہین اور عفت کی احتیاج واسطے بند کرنے شہوات بدنی کے ہی تا گناہ عظیم مین مبتلا نہو اور شجاعت کی احتیاج خوفناک امور کے دفع کرنے کے لئے ہے تا سلامتی شامل حال رہے اور بعض فضیلتون کے اظہار کے لئے امور خارجی کی حاجت پڑتی ہے مثل احتیاج حاصل کرنے مال کے اشرافت طبع اور سخاوت اور عدالت کے اظہار کے لئے ہے تا نیک آدمیون کے فعل پر قیام کر سکے اور لوگون کو نیکی بدلہ اور جزا سے پسندیدہ دنیا پر قادر ہو اور جسقدر اظہار ان فضیلتون کے لئے احتیاج زیادہ ہوگی ویسا ہی سامان خارجی کے احتیاج زیادہ ہوگی اور حاصل کرنا سامان کا بغیر مددگاران نیک اور یاران مخلص کے مشکل ہے اور تحصیل الفت مین قصور کرنا موجب قصور تحصیل سعادت کا ہے اسی سبب سے بزرگون کا قولہ ہے کہ کوئی رذیلت دین و دنیا مین بدتر سستی اور بیکاری سے خارج نہین ہے کیونکہ یہہ امور مانع ہین تحصیل فضایل اور حسنات سے اور انسان کو لباس انسانیت سے عاری کر دیتے ہین اور ہم بیان کر چکے ہین کہ جملہ مخلوقات مین سے فضیلت سے محروم وہ لوگ ہین کہ تمدن اور تالف سے علیحدہ رہتے ہین تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرتے ہین پس محبت اور دوستی کے فضیلت سب فضیلتون سے زیادہ ہے اور حفاظت اوسکی سب کامون پر مقدم اور اہم اسباب کے طول بیانی سے غرض یہی تھی کیونکہ یہہ باب اس مقالہ کے جملہ ابواب سے از روئے معانی کے اشرف ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین فصل بیچ بیان کرنے کیفیت برتاو کی ہر قسم کے لوگون کے ساتھہ

انسان کو چاہیئے کہ اپنے حال کو جمیع اقسام خلقت کے ساتھہ نسبت کرے کیونکہ نسبت اوسکی ہر ایک

قسم کے ساتھہ تین وجہہ سے خالی نہوگی یا اوس قسم سے بلند مرتبہ ہوگا یا برابر یا کمتر اگر بلند مرتبہ ہے تو اوس مرتبہ کی حفاظت کرنی چاہیئے تا اوسمین نقصان واقع نہو اگر برابر ہے تو اوس مرتبہ سے ترقی حاصل کرنے کی لئے سعی کرے اگر کمتر ہے تو برابری کا مرتبہ حاصل کرنے کی واسطے جہد کرے اور برتاؤ کا حال بھی بموجب اختلاف مراتب کی مختلف ہے اِلّا بلند مرتبہ والونکے ساتھہ برتاؤ کرنا پانچوین فصل مین سے جو ہم بیان کر چکے ہین معلوم ہوگا اِلّا برابر مرتبہ والونکی ساتھہ برتاؤ تین قسمونپر منقسم ہے اول دوستونکی ساتھہ دوسرا دشمنونکی ساتھہ تیسرا اون لوگونکی ساتھہ کہ جو نہ دوست ہون اور نہ دشمن اور دوست دو قسم کے ہوتے ہین حقیقی اور غیر حقیقی طریق برتاؤ حقیقی دوستان کا بیان ہو چکا ہے اور دوستان غیر حقیقی کے ساتھہ جو حقیقی دوستان سے متشابہہ ہوتے ہین اور تکلف اور تملق سے خالی نہین ہوتے اسطرح برتاؤ کرنا چاہیئے کہ حتی الوسع اونکے حقمین نیکی اور احسان کرے دلنہادی اور مدارا اور صبر و دیگر معاملات مین بحسب ظاہر کچھہ فروگذاشت نکرے راز اور عیب پنہان اون سے پوشیدہ رکھے اور ویسا ہی خاص خاص مین اور حالات اور منافع کے سبب اور انداز اپنے کاروبار کا مخفی رکھنا چاہیئے اور کسی قصور پر اونکو مواخذہ نکرے اور اونکی حقوق مین اگر سستی کرین تو عتاب نکرے اور انتقام پر آمادہ نہو تا انکی صلاحیت اور اوس شخص کے جو ایلچی کے طور پر دنیا سے متوقع ہو اور ممکن ہے کہ بعض اونمین سے ایک مدت کی بعد نہایت دوست حقیقی اور مخلص صافی ہو جائین اور چاہیئے کہ بموجب اپنے مقدور کے انکی ساتھہ دلاسا اور مدارا کرے اور اونکی قریبی اور متعلقان پر تفقد کرنا لازم جانے اونکی حاجت روائی اور اونکی ملاقات سے خوشی ظاہر کرنے پر خواہ دل سے خواہ تکلف کے طور قیام کرے اور ضرورت کی وقت اونکی دستگیری کرے الغرض کہ ہر طرح کا لطف اور خلق ..... اور حسن اقرار عمل مین لاوے تا ہر ایک کو اسکی دوستی کیطرف رغبت زیادہ ہو اور جس وقت ان لوگونکے مرتبہ مین تفاوت ظہور مین آئے اور کسی بلند مرتبہ اور منصب پر فایز ہو جائین تو اونکی دوستی کا شوق زیادہ نہین کرنا چاہیئے اور انداز مقررہ سے زیادہ مصاحبت اور ہمنشینی اختیار نکرے۔ اِلّا دشمن دو قسم کے ہوتے ہین نزدیک اور دور اور ہر ایک انمین سے پھر دو قسم پر منقسم ہین ظاہر اور مخفی اور اہل حقد یعنی اہل کینہ۔ دشمنان ظاہری مین داخل ہین اور اہل حسد دشمنان مخفی سے شمار کئے جاتے ہین دشمن نزدیک سے زیادہ تر پرہیز کرنے چاہیئے اور بسبب واقف ہونے اوسکے راز اور مخفی باتون پر اور کھانے پینے وغیرہ امور مین اون سے پرہیز کرنے واجب ہے قاعدہ کلی دشمنونکی سیاست کے لئے یہہ ہے کہ اگر حلم اور تحمل اور لطف اور مدارا سے انکو دوست بنا سکین اور بنیاد کینہ اور عداوت کی انکے دلون سے دور کیجائی تو سب سے زیادہ یہہ تدبیر بہتر ہے کہ عمل مین لائی جائے ورنہ جہان تک مروت ریائی اور نیکی ظاہری سے ایک دوسرے کو دکھین تو

اسی بات کو قایم رکھنا چاہیئے کسیطرح پر ظاہرا دشمنی جایز نہین ہے کیونکہ شرارت کو نیکی سے دفع کرنا نیک ہی اور شرارت سے شرارت کو دفع کرنا بد ہے اور دشمنونکی سفاہت اور کمینہ پن اطوار کا اندیشہ کرنا نہین چاہیئے چشم پوشی اور تحمل و مدارا عمل مین لانا چاہیئے دشمنی اور عناد کو ایک مدت مدید تک ہرگز قایم رکھنا نہ چاہیئے کیونکہ اظہار عداوت کا موجب دور ہونے نعمتون اور دولت کا اور باعث ہمیشہ رہنے غم اور فکر اور تضییع مال اور عزت اور تحمل ظلم و خواری اور خونریزی کا اور بہت قسمونکی شرارتونکا سبب ہے اور جسقدر زمانہ غم کا اس قسم کی تدبیرون اور فکرون مین صرف ہوگا دنیا مین موجب تضییع اور ملال کا اور ہم دین مین باعث شقاوت اور زیان کاری کا ہے۔ موجبات دشمنی ارادی کے پانچ چیزین ہین۔ تنازع ملک۔ تنازع مرتبہ۔ تنازع اشیاء مرغوب۔ اور اقدام کرنا اون خواہشون پر جو موجب ہتک عزت اور پردہ دری کا ہون۔ اور اختلاف رایونمین۔ طریق احتیاط پرہیز کا ہر ایک قسم سے یہہ ہے کہ اوس قسم کے سبب سے پرہیز کیجائے اور چاہیئے کہ دشمنون کے احوال کی تفحص اور جستجو رکھے اور اونکی خبرین حاصل کرنے مین درجہ نہایت سعی کرے تا اونکے مکر اور فریب پر واقف ہوجائے اور اوسی قسم کا فریب عمل مین لاکر اونکے منصوبون کے توڑنے پر فتح یابی اور دشمنونکی شکایت رئیسون اور دیگر لوگون کے کانون مین بیان کرنے چاہیئے تا اونکی واہیات گفتگو کو قبول نکرین اور جو فریب وہ منصوبہ باندین وہ رواج نہ پکڑے اون کے قول اور فعل کو تہمت جانین اور چاہیئے کہ دشمنونکے عیب بخوبی معلوم کرے اور اُنکے جزو کل پر واقف ہوجائے اور اپنے دلمین اونکو قرار دیکر مخفی رکھنے مین شرایط احتیاط کی عمل مین لائے کیونکہ مشہور ہونا دشمن کے عیبونکا موجب اس امر کا ہوتا ہے کہ پھر اوسکو اونکے سننے انفعال نہین ہوتا وہ بتین داخل عادت ہوجاتے ہین اگر اون عیبون کو اپنے وقت پر ظاہر کرے تو اُس موقع پر اونکو شکستگی لاحق ہوتی ہے اگر بعض عیبون پر قبل از شہرت اوسکو آگاہ کرے تا اوسکو معلوم ہوجائے کہ میرے عیبون پر واقف ہوگئے ہین تو بہی شکستہ دل اور ضعیف الرائے ہوجائیگا شاید کہ اسباب مین بڑی شرط اختیار کرنا صدق اور راستی کا ہے کیونکہ چہوٹی بات موجب غلبہ دشمن کا ہوتی ہے اور چاہیئے کہ ہر ایک قسم کی خوی و خصلت دشمن پر واقفیت حاصل کرے تا ہر ایک اوسکے امر کو اوسکی مقابل کے امر سے دفع کرے امید وسا ہی اون باتون پر واقف ہونا چاہیئے کہ جن سے اونکو ملال اور دل تنگی حاصل ہو کیونکہ اسمین حاصل ہونا فتح کا منصوبہ ہے اور سب سے بہتر تدبیر اسباب مین یہہ ہے کہ جملہ دشمنون اور مخالفون پر اپنی بزرگی اور پیش قدمی پیدا کرے جو فضیلتین دونون کے درمیان مشترک ہین اونمین سبقت حاصل کرے تا اوسکی ذات کا کمال

اور دشمنون کی سستی ظہور مین آوے اور دشمنون کے ساتھہ دوستی جتانی اور اونکے دوستون کے ساتھہ موافقت
اور اختلاط رکھنا داخل احتیاط اور دانائی کے ہے کیونکہ اونکی مخفون باتون اور اون امور پر کہ جن سے اونکو شکست
اور لغزش واقع ہوا ہے بآسانی اطلاع حاصل ہوجاتی ہے دشنام اور لعنت اور اونکے ہتک عزت کو کلمات زبان
پر لانے نہایت بد اور بعید از عقل ہین کیونکہ اس قسم کے افعال اونکے جان مال کو کچھہ مضرت نہین پہونچا سکتے اور
کہنے والے کے حق مین اسکا ضرر فی الحال موجود ہے کہ ہم کمینہ لوگون کے ساتھہ مشابہت پیدا کی اور ہم دشمنون کے
واسطے زباندرازی اور تسلط کے قوت دی - ایسا ذکر کرتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو مسلم مروزی کے پاس
نصر سیار کے حق مین ہتک عزت اور سکایت کے باتین کرنے اس خیال سے شروع کین کہ حضرت ابو مسلم خوش
ہونگے اور پسند کرین گے حضرت ابو مسلم نے منغص خاطر ہوکر اوسکو ملامت کی اور فرمایا کہ اگر کسی غرض کے سبب
انکو مین ہلاک کرون تو باری زبانی انکے ہتک عزت کرنے سے کیا فایدہ ہوگا جب دشمنون کو کوئی ایسی
آفت پہونچے کہ اوسے اپنی ذات ہی نے اندیشہ نہین ہی یعنے اوس قسم کی آفت کے وارد ہونے کا خوف ہے
تو ہرگز شماتت اور خوشی کرنی نہین چاہیئے اور اظہار فرحت کا بالکل نامناسب ہی کہ یہہ علامت بیوقوفی اور بے
تمیزی کی ہے اور دراصل یہہ شماتت اپنے نفس کے ساتھہ ہے - اگر دشمن اسکی پناہ مین آجاوے اور اسکے گھر کو
جاء امن مقرر کرے یا کسی ایسے امر مین جو مقتضی وفا اور امانت کا ہو اسپر اعتماد کرے تو اوسکے ساتھہ دغا اور مکر
اور خیانت عمل مین نہ لائے مروت اور احسان کرے ایسا عمل مین لانا چاہیئے کہ ملامت اور مذمت دشمن کیطرف
عاید ہو اور وفا عہد اور نیک سیرتی اسکی تمام لوگون پر واضح ہو اور دشمنون کے ضرر دور کرنے کے لیے تین تدبیرین
ہین اگر ہوسکے تو اول خاص اونکی ذات کی اصلاح کرنے ورنہ جو شخص بطور ایلچی کے درمیان ہو اونکی صلاح دوم
اونکے اختلاط سے پرہیز کرنی یعنے اونکی ہمسایگیت سے دوری اختیار کرے یا دور دراز سفر کا رہ لے سیوم
اونکی بیخ کنی کرے یہہ سب تدبیرون سے اخیر کی تدبیر ہے جب یہہ شرطین موجود ہون تو یہہ تدبیر عمل مین لانی
چاہیئے - اول یہہ کہ دشمن بذاتہ شریر ہو اور اصلاح اوسکی کسیطرح پر نہو سکے - دوم یہہ کہ کسیطرح پر اوسے
قہر کرنے کی اوسکے ضرر سے خلاصی متصور نہو سیوم وہ کہ یہہ اندیشہ ہو کہ اگر اوس نے فتحیابی تو اوسکی ساتھہ زیادہ
ترسختی اور برائی بہ نسبت اوسکے کہ اس نے اوسکے حق مین کی ہے عمل مین لائیگا - چہارم یہہ کہ اوسکی کوشش اور
سعی واسطے رکرنے اپنی نعمتونکے دیکھے - پنجم یہہ کہ اوسپر قہر کرنے سے بدنامی خیانت اور مکر اور دغابازی کے

اپہ جاید نہو ششم یہہ کہ دنیا اور آخرت مین اوس امر کی بدانجامی کا اندیشہ نہو باوجود ان باتون کے اگر کسی
دوسرے دشمن کے ہاتہہ سے اوسپر قہر کرے تو بہتر ہے فرصت اور موقع تلاش کرنا باوصف قدرت کی لوازم احتیاط
اور حزم سے ہی۔ الّا یہہ کہ وہی کو اپنی نعمتون کی اظہار اور فضیلتون کے دکہلانے اور دیگر ایسے چیزون سے کہ جن سے
اونکو غصہ اور ایذا پہونچے دلتنگ اور سوختہ جان رکہنا چاہیئے اور اوسکی مکرسے پرہیز کرے اور اسباب مین
کوشش کرے کہ لوگ اوسکی خصلت پر واقف ہو جائین۔ الّا جو لوگ کہ نہ دوست ہون اور نہ دشمن اونکے
ساتہہ برتاو بہی مختلف طور پر ہے ہر ایک کی ساتہہ بموجب استحقاق اوسکے کے برتاو کرنا قرین مصلحت ہے
مثلاً نصیحت کرنے والی لوگون کے حق مین کہ نصیحت کرنے سی قوم پر احسان کرتے ہین نیکے کری اور اونکے
ساتہہ اختلاط رکہے اور اونکے باتونپر عمل کرے اور اونکی ملاقات اور دیدار سے خوشی ظاہر کرے الّا ہر ایک
شخص کے بات قبول کرنے مین جلدی نکرے اور ہر ایک شخص کی ظاہری باتون پر مغرور نہو جائے بلکہ غور
کرے تا ہر ایک شخص کی غرض پر واقف ہو جائے حق اور باطل مین تمیز کرے بعد اوسکی جو مناسب ہو
عمل مین لائے۔ اور نیکوکارون کے لئے کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ لوگون کے درمیان صلاحیت
قایم رکہنے مین مشغول ہوتے ہین صفت اور ثناء کرے اور اونکے حق مین تعظیم اور انعام عمل مین لائے
اور اونکی طرح نیک بختی پیدا کرے کیونکہ اونکا مذہب تمام خلقت کے نزدیک پسندیدہ اور محمود ہے۔ اور
کمینہ لوگونکے ساتہہ حلم استعمال مین لائے اور اونکی کمینہ باتونکیطرف التفات اور اندیشہ نکرے تا اسکی ایذا
سے وہ روگردان رہین اگر اونکی بدگوی اور کمینگی مین مبتلا ہو جائے تو اسبات کو حقیر جانے رنج اور الم
نکرے اونکی مکافات اور بدلہ کیطرف مصروف نہو بلکہ تحمل اور سکوت سے اصلاح حال یا اونکی اختلاط سے
مفارقت اور ترک عمل مین لای اور جہان تک ہو سکی ایسے لوگون کی ہم نشینی اختیار نکرے اور انکے ساتہہ
جدال اور انتقام کشی کو عمل مین لانا امر اندیشہ ناک تصور کرے اور متکبر لوگون کی تواضع نکرے بلکہ اونکے
ساتہہ تکبری سے پیش آئے تا اوس سی وہ متالم اور ممنوع ہون کہ التکبر مع المتکبر صدقہ (یعنے متکبر لوگونکے
ساتہہ تکبر کرنا راستی ہے) کیونکہ ان لوگونکے ساتہہ تواضع کرنی موجب حقارت اور ذلت کا ہے اور اپنے
اطوار پر پختہ اور متیقن ہو جاتے ہین اور ایسا تصور کرتے ہین کہ تمام لوگونپر ہماری خدمت اور بندگی
کرنی واجب ہی جب اس پندار کے مفسد معلوم کرین گے تو جانینگے کہ ہمارا قصور ہے اور ممکن ہے کہ خفت

تواضع اور نیکی کی پکڑین - اور اہل فضایل کے ساتھہ اختلاط کرے اور اون سے فایدہ حاصل کرے اور اونکے
حق مین معاونت اور مدد کرنی غنیمت جانے اوس جماعت مین داخل ہونے کے لیے کوشش کرے اور بہت
بد اور اقربا مخالف کے ساتھہ صبر کرے مدارا اور نیکی عمل مین لائے اور یقین سے اسبات کو جانے کہ بدبخت اور
لئیم الطبع اپنے بد پر بہت صبر کرنیوالے ہوتے ہین اور کریم الطبع اپنے نفس پر ایسے طریق اور طور پر جیسا کہ مقتضای عقل
اور دانائی اور احتیاط کا ہے ہر ایک کے ساتھہ برتاؤ رکھے عوام الناس اور خویش و اقربا کی اصلاح مین حتی
الامکان کوشش کرے - زیردست اور ماتحت لوگ بھی بہت قسم پر ہوتے ہین شاگردون کو نیک حال
پر رکھنا چاہیئے اونکی طبیعتون اور خصلتون کیطرف غور کرے اگر لایق اور مستعد تحصیل علوم کے ہون اور
نیک خصلت سے متصف ہون تو تحصیل علم سے اونکو منع نکرے اور اسبات کا اونپر احسان یا کسیطرح
کی مشقت نہ ڈالے اونکی تکلیف کے دفع کرنے مین کوشش کرے اور جو شاگردون مین سے طبع فاسد رکھتے
ہون اور حرص و طمع کے جہت سے پڑھنا شروع کرین تو اونکے اخلاق کی تہذیب فرمانی چاہیئے اور ان
عیبون پر اونکو متنبہ اور آگاہ کیا چاہیئے اور موافق استعداد کے اونکی تکمیل کرے اور اوس علم کو جو ذریعہ
حصول اونکے مطالب فاسد کا ہو اون سے دور رکھے - اور کند ذہن شاگردون کو جو چیز اونکے لایق
فہم اور ادراک کے ہو اور مفید ہو اوسکو حاصل کرنے کے لیے ترغیب دیجائے اونکی عرضی کرنے سے
اجتناب کرے - اور سوال کرنے والون کو اگر وہ نہایت محتاجت اور الحاح سے سوال کرین تو الحاح سے
منع کرے اور اوسکے سوال پورہ کرنے مین توقف کرے الا اوس صورت مین کہ وہ اپنے سوال مین سچا
ہو تو پھر توقف نکرے - درمیان محتاج اور طامع کے فرق کرے طامع کو طمع سے منع کرے اور
اوسکا سوال پورہ نکرے شاید کہ یہہ امر باعث اصلاح اوسکے کا ہو اور محتاجون پر بخشش کرے
اور اون کے لیے لاسا رکھے اور اونکو معاش مین مدد دے بشرطیکہ اوسکی ذاتی معارف
یا محتاج اور عیال داری کے ضروری امور مین خلل واقع نہو تو تب اونکی معاش مین مدد
کرنے چاہیئے - ضعیف لوگون کی دستگیری کرے اور اونپر رحم فرماوے اور مظلومون کے
مدد کرے اور جمیع نیکی کے کامون مین نیت پاک اور درست رکھے اور اللہ تعالے کی جناب
پاک کے ساتھہ کہ چشمہ نیکیون اور بزرگیون کا وہی ذات پاک اور بلند ہے ان باتون

مین مشابہت پیدا کرے ؛

آٹھوین فصل مین وصایا اور نصیحتین حکیم افلاطون کا بیان ہے اور یہہ تمام امور مین مفید او کارآمد ہین ؛

جب ہم مسایل حکمت عملی کے بیان کرنے سے جیسا کہ ابتداے کتاب مین ذکر اوسکا ہو چکا تہا فارغ ہوئے اور ہمنے اوس کے مسایل بخوبی بیان کرنے اور اہل اس ہنر کی باتین نقل کرنے مین بہت کوشش کی تو ہمنے چاہا کہ خاتمہ کتاب کا ایک ایسی فصل کلمات حکیم افلاطون پر مبنے کیا جائے کہ جسے عام خلقت کو نفع پہونچے اور یہہ وہ وصیت ہے کہ اپنے شاگرد ارسطا طالیس کو اوسنی فرمائی تہی کہتا ہے - اپنے خدا کو پہچان اور حق اوسکا نگاہ رکہہ اور ہمیشہ علم کی پڑہنے اور پڑہانے مین مشغول ہو اور تحصیل علم ہی توجہ مقدم رکہہ اہل علم کا امتحان کثرت علم سے نکر بلکہ اون کے حال کا اعتقاد گناہون اور شرارتون کے پرہیز کرنے سے کرنا چاہیئے - اور اللہ تعالے کی جناب پاک سے وہ چیز درخواست نکر کہ جسکا نفع تم سے منقطع ہو جائے - اور اسبات پر یقین کر کہ تمام بخششین اللہ تعالی کی جناب پاک سے حاصل ہین اوسکی جناب پاک سے نعمتین باقی رہنے والین اور وہ فایدے جو تم سے مفارقت نکر سکین درخواست کر - ہمیشہ ہوشیار رہو کہ موجبات بدیون کے بہت ہین - اور جو چیزین لایق کرنے کی نہین ہین اونکی خواہش نکر - اور جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالے بندہ سے انتقام از روے غضب اور عتاب کے نہین لیتا بلکہ بنظر تادیب کے اور اصلاح کے لیتا ہے - صرف شایستگی زندگی کی آرزوی نکر جب تک کہ شایستگی موت کی بہی اسکے ساتہہ نہ ملائی جائے - زندگی اور مرگ کو نیک تصور نکر الا اوسحالت مین کہ ذریعہ حاصل کرنے نیکیونکا ہو - آرام اور آسایش پر اقدام نکر الا بعد اسکے کہ اپنے نفس کا حساب تین چیزون مین پہلے کر لیا ہو - اول یہہ کہ تامل کرنا چاہیئے کہ اوس دن مین تم سے کچہہ خطا واقع ہوئی ہے یا نہین دوسرے یہہ فکر کرنا چاہیئے کہ کوئی نیکی حاصل کی ہے یا نہین تیسرے یہہ غور کیجائے کہ کوئی امر جماعت غفلت اور قصور کے تم سے فوت ہوا ہے یا نہین - یاد کر کہ اصل مین تم کیا تہے اور بعد مرنے کے کیا ہو جاؤگے کسی شخص کو تکلیف ایذا مت دے کہ جہان کے کام ناپایدار اور متغیر ہونے والے ہین بدبخت وہ

شخص ہے کہ عاقبت کی یاد سے غافل ہو دنیا سے باز نہ آوے آدمی چیزون پر تکبر نکرنا چاہیئے جو کہ تمہاری
ذات سے خارج ہین اور مستحق لوگون کے حال پر نیکی کرنے مین انتظار سوال کا نکرے بلکہ قبل از سوال کے
اونکی مطلب براری کر اوس شخص کو حکیم شمار نکر کہ جہان کی لذتون مین سے کسی لذت پر خوش ہووے یا اس
عالم کی مصیبت پر اضطراب کرے اور غمناک ہووے - موت کو ہمیشہ یاد کر اور جو لوگ مر گئے ہین اونکی
طرف دیکھہ آدمیونکی خساست بہت بیفایدہ گفتگو کرنے سے معلوم کر اور جو چیز اوس سے سوال نکرین
اوس کے جواب دینے سے پہچان اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص کسی غیر کے حق مین شرارت اور بدی کا
اندیشہ کرے تو اوسکی ذات نے بدی قبول کی اور مذہب اوسکا مشتہر شرارت پر ہوا ہے بہت دھیان
دل مین سوچ کر پھر زبان پر لا اور پھر اوسپر عمل کر کہ حالات جہان کی متغیر ہونے والے ہین عام لوگون
کا دوست ہو نہ دو خشم ہو کہ عفقہ عادت تمہاری ہو جائیگا - اور جو شخص آج تمہارا محتاج ہے اوسکی
مطلب براری کل پر نہ ڈال کہ تمکو معلوم ہے کہ کل کیا ہو جائیگا - اب جو شخص کسی مصیبت مین گرفتار ہو
اوسپر رحم کر اور اوس شخص کہ اپنی بدعملی کی سزا مین گرفتار ہو جائے - جب تک شخصیت کی بات تمہاری
سمجھ مین نہ آوے اوسکے مقدمہ کے حکم کرنے مین دلیری نہ کر - صرف باتون سے حکیم نہونا چاہیئے بلکہ قول
اور عمل سے ہونا چاہیئے کیونکہ حکمت قولی دنیا مین ہی رہتے ہے اور حکمت عملی عاقبت مین کام آتی
ہے - اگر کسی نیک کام مین تم رنج اور تکلیف اوٹھاؤگے تو رنج نہین رہے گا اور نیک کام باقی رہے گا
اور اگر فعل بد سے تم لذت پاؤگے تو لذت نہین رہیگی فعل بد باقی رہے گا - اوس دن کو یاد کر
جو تم پکارین گے اور تم اگر استماع اور کلام کرنے سے محروم ہوگے نہ سنوگے نہ کلام کر سکوگے اور
نہ یاد کر سکوگے - اور یقین کسکے جانو کہ اوس مکان مین جاؤگے کہ جہان نہ دوست کو شناخت کروگے اور نہ
دشمن کو پس یہان کسیکو ناقص اور ناکارہ تصور نہ کر اصل بات کی طرف دیکھہ کہ تم وہان پہنچوگے کہ
جہان صاحب اور غلام مساوی ہون گے پس یہان تکبر نکر اور ہمیشہ زاد راہ مہیا رکھہ کہ تمکو کیا معلوم
ہے کہ کب جہان سے کوچ ہوگا - اور جاننا چاہیئے کہ نعمتین الٰہی سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہین
اور حکیم وہ شخص ہوتا ہے کہ جسکا فکر اور قول اور عمل برابر یکسان ہون - جدائیگی کے ساتھہ کر
اور بدی سے پرہیز کر - ہر حال مین اپنے کام کو یاد اور حفظ کر اور سمجھہ اور اپنے حال کی دریافت رکھہ

اس جہان کے بڑے کامون مین سے کسی کام کے لئے دلتنگ نہو۔ کسی وقت مین سستی اور کاہلی نکر اور نیکیون سے تجاوز کر نادانہ کہہ اور کسی فعل بد کو تحصیل نیکی کے لئے سرمایہ نکر اور افضل امر سے بلحاظ کسی خسیس ناپایدار کے ہٹنا نہین چاہیئے کیونکہ یہہ خوشی دایمی سے ہٹنا ہے۔ حکمت کا دوست ہو اور حکیمون کی بات سن دنیا کی ہوس اپنی ذات سے دور کر۔ آداب پسندیدہ سیکھنے سے نہ ڈر۔ کسی کام مین قبل از وقت اوس کام کے مصروف نہو۔ جب تم کسی کام مین مصروف ہو تو از روے دانائی اور بصیرت کے مشغول ہونا چاہیئے۔ دولتمندی پہ غرور اور تکبر نکر۔ مصیبتون کے سبب سے سستی اور خواری کو اپنے پر وارد نکر۔ دوست کے ساتھہ ایسا معاملہ کر کہ حاکم کی احتیاج نہ پڑے۔ اور دشمن کے ساتھہ ایسا معاملہ کر کہ حاکم کے نزدیک تکو فتح ہو۔ اور کسیکے ساتھہ کمینہ پن نکر۔ ہر ایک کے ساتھہ تواضع عمل مین لاؤ۔ اور کسی متواضع کو حقیر سمجھنا نہین چاہیے اور جس چیز کو تم خود نہ کر سکو اپنے بہای کو اوس کے لئے ملامت نکر اور باطل چیز پر خوش نہو۔ اور بخت پر اعتماد نکر۔ نیک فعل سے پشیمان نہو۔ کسیکے ساتھہ تمسخر نکر ہمیشہ خصلت عدل اور نیکیونکے لازم پکڑنے اور قایم رہنے پر مداومت کر تا تم نیک بخت ہو جاؤ انشا اللہ تعالے جلشانہ یہہ ہین حکیم افلاطون کی نصیحتین کہ جن پر ہمنے ختم کرنا کتاب کا چاہا بعد اسکے ہم قطع سخن کا کرتے ہین اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے سب کو توفیق نیکیونکی تحصیل کی بخشے اور اون امور کی طلب پر حریص کرے کہ جن سے اوسکی رضا حاصل ہو ؛

انہ لطیف المجیب والیہ المرجع والانیب

الحمد للہ علے نعمایہ واحسانہ وافضالہ

اطلاع

اس کتاب کا ترجمہ منشی نظام الدین ملازم سررشتہ انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب نے کیا ہے بلا اجازت اوسکی کے کسیکو اسکے چھاپنے کی اجازت نہین ؛ فقط

PK
6550
T8A169
1900